تفسیر نبوی

Marfat.com

Marfat.com

2917

تفسیرِ نبوی

مولفہ

فاضل اجل عارفِ کامل حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

85938
~~68438~~

"ایک نظر"

نام: تفسیر نبوی

مؤلف: مولانا محمد نبی بخش حلوائی نقشبندی مجدّدی رحمہ اللہ

جلد: اول سورۃ فاتحہ و بقرہ

سال طباعت: پنجابی منظوم ۱۳۱۷ھ

اردو ترجمہ: علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب (ایم-اے)

سال طباعت: ۱۴۱۱ھ ۱۹۹۱ء

صفحات: ۳۴۰

سائز: ۲۰x۳۰/۸

کمپیوٹر کمپوزنگ: ایم یو کمپوزنگ دربار مارکیٹ لاہور

طابع: کمبائن پرنٹرز لاہور۔

ناشر: مکتبہ نبویہ - گنج بخش روڈ لاہور۔

Marfat.com

2917

فہرست عنوانات تفسیر

ذخیرہ

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	تفسیر و ترجمہ پر ایک نظر	۹
۲	دیباچہ	۱۳
۳	حضرت مرشد قصوری کی تعریف	۱۶
۴	مناجات بارگاہ قاضی الحاجات	۱۷
۵	وقت کے دینی فتنے	۱۸
۶	تفسیر خازن	۲۰
۷	فتح الربانی شیخ عبدالقادر جیلانی	۲۱
۸	قرآن پاک کے فضائل	۲۲
۹	علم فقہ کی فضیلت	۲۶
۱۰	قرآن پاک کی تلاوت کے آداب	۲۸
۱۱	قرآن پاک غیر مخلوق ہے	۳۲
۱۲	قرآن پاک کی ہفت قرات	۳۳
۱۳	قرآن پاک کو یکجا جمع کر دیا گیا	۳۷
۱۴	نزول قرآن پاک	۴۰
۱۵	سورہ فاتحہ	۴۲
۱۶	مالک یوم الدین	۴۸
۱۷	ایاک نستعین	۵۰
۱۸	سیدھا راستہ	۵۵
۱۹	لفظ ضاد کا تلفظ	۵۹
۲۰	سورۂ فاتحہ کے فضائل	۵۹
۲۱	نماز میں سورۂ فاتحہ فرض ہے یا واجب ؟	۶۰
۲۲	سورۂ بقرہ	۶۱
۲۳	ایمان بالغیب	۶۲
۲۴	کفر کیا ہے ؟	۶۴
۲۵	کفار کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی مہر	۶۹
۲۶	منافقین کا حشر	۷۱

Marfat.com

۲۷	دلوں کے مریض	۷۲
۲۸	زمین پر فساد کرنے والے	۷۳
۲۹	زمانہ حال کے بدمذہب لوگ	۷۵
۳۰	بدعقیدہ علماء کے فقہی خیالات	۸۰
۳۱	قرآن پاک کی حقانیت کا ایک چیلنج	۸۹
۳۲	نیک اور صاحب ایمان مسلمانوں کے لئے تجارت	۹۰
۳۳	زمین پر خلافت الٰہیہ کا اہتمام	۹۵
۳۴	تخلیق کائنات	۹۵
۳۵	حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش	۹۶
۳۶	ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کے علمی کمال کو تسلیم کرلیا	۹۷
۳۷	مسجود ملائکہ	۹۹
۳۸	حضرت آدم علیہ اسلام کی توبہ	۱۰۳
۳۹	توبہ کی قبولیت	۱۰۴
۴۰	اسرائیلی کون تھے ؟	۱۰۸
۴۱	بدعتی کون ہے ؟	۱۱۰
۴۲	فجر کی سنتوں کی اہمیت	۱۱۱
۴۳	نماز اور صبر سے امداد طلب کرنا	۱۱۳
۴۴	یہودیوں پر قبطیوں کے مظالم	۱۱۳
۴۵	حضرت موسیٰ کلیم اللہ پیدا ہوتے ہیں !	۱۲۰
۴۶	یہودیوں کی توبہ	۱۲۵
۴۷	اللہ تعالیٰ کا دیدار	۱۲۶
۴۸	منّ و سلویٰ	۱۲۷
۴۹	اسرائیلیوں کا پہلا شہر	۱۲۸
۵۰	اسرائیلی زندگی کے آداب	۱۲۸
۵۱	بدعت کیا ہے ؟	۱۲۸
۵۲	اسرائیلی قوم کے لیے پانی طلب کیا گیا !	۱۲۹
۵۳	ناشکری قوم کو سزا	۱۳۰
۵۴	یہودیوں کی بدعہدی	۱۳۳
۵۵	عبرتناک سزائیں	۱۳۷
۵۶	قتل کا سراغ	۱۳۷
۵۷	مقدمہ قتل کا فیصلہ	۱۴۰

PANJAB UNIVERSITY LIBRARY

Marfat.com

۵۸	ایک فقہی مسئلہ	۱۴۰
۵۹	اسرائیلی قوم کی قلبی کیفیت	۱۴۳
۶۰	ہدایت کا ایک راستہ	۱۴۴
۶۱	ویل کے حقدار	۱۴۵
۶۲	تورات میں کیے گئے وعدے	۱۴۷
۶۳	حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کرام کی تبلیغ	۱۵۱
۶۴	تورات و انجیل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف	۱۵۲
۶۵	یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا	۱۵۴
۶۶	شیطانوں کی ساحری	۱۵۹
۶۷	بابل کا کنواں اور ہاروت و ماروت	۱۶۲
۶۸	تنسیخ آیات قرآنی	۱۶۹
۶۹	مساجد میں ذکر الٰہی میں رکاوٹ ڈالنے والے	۱۷۳
۷۰	حضرت ابراھیم علیہ السلام نبوت و امامت پر سرفراز ہوئے	۱۷۸
۷۱	تعمیر کعبۃ اللہ کا ایک انداز	۱۸۱
۷۲	بیت اللہ انسانوں کے لیے پاکیزہ گھر ہے	۱۸۴
۷۳	مناسک کی حقیقت	۱۸۶
۷۴	ایک خاص دعا	۱۹۴
۷۵	حضرت ابراھیم علیہ السلام کی بیٹوں کو وصیت	۱۹۵
۷۶	یہود و نصاریٰ کے باہمی اختلافات کا حل	۱۹۹
۷۷	صبغۃ اللہ !	۲۰۰
۷۸	یہودیوں کا ایک الزام	۲۰۲
۷۹	تحویل قبلہ کی وجوہات	۲۰۴
۸۰	امت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اعتدال پسند امت	۲۰۵
۸۱	تحویل قبلہ کے نتائج	۲۰۷
۸۲	سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دیرینہ آرزو	۲۰۹
۸۳	ایک بڑی نعمت	۲۱۳
۸۴	شہداء کی زندگی	۲۱۹
۸۵	ابتلاء کے ثمرات	۲۲۰
۸۶	ابتلاء کی بشارتیں	۲۲۲
۸۷	شعائر اللہ کی حقیقت	۲۲۳
۸۸	حج کے بعض مناسک	۲۲۵

Marfat.com

٨٩	خدائی احکام کو نظر انداز کرنے والے	۲۲۵
٩٠	توبہ کرنے والے	۲۲٦
٩١	توبہ کی حقیقت	۲۲٦
٩٢	اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا اعلان	۲۲۷
٩٣	اہل ایمان کا اللہ تعالیٰ سے محبت کا انداز	۲۳۲
٩۴	تقلید کیا ہے؟	۲۳۳
٩۵	رزق حلال کی اہمیت!	۲۴٠
٩٦	طیب خوراک اور شکر خداوندی	۲۴۱
٩۷	حرام گوشت اور خون	۲۴۲
٩٨	اضطرار کی حالت میں حرام کھانا	۲۴۴
٩٩	ضرورت مندوں کی امداد بھی عبادت ہے	۱۴۵
۱٠٠	اسلام قصاص کا قانون نافذ کرتا ہے	۱۴٨
۱٠۱	اسلام میں وصیّت کی اہمیت	۲۵٠
۱٠۲	روزے کی فرضیت کے احکام	۲۵۳
۱٠۳	ماہ رمضان کی رعائتیں	۲۵۴
۱٠۴	بیمار اور مسافر کا روزہ	۲۵۵
۱٠۵	رمضان المبارک میں نزول قرآن پاک	۲۵۵
۱٠٦	چند ضروری مسائل	۲۵٦
۱٠۷	تراویح کا اہتمام	۲۵٨
۱٠٨	بیس رکعت تراویح	۲٦٠
۱٠٩	قضاء عمری کی حیثیت	۲٦۱
۱۱٠	رمضان المبارک کے روزوں میں آسانی	۲٦۳
۱۱۱	رمضان المبارک میں شیطان جکڑے جاتے ہیں	۱٦۴
۱۱۲	رمضان المبارک کی راتیں	۲۷۱
۱۱۳	رمضان المبارک میں اعتکاف	۲۷۲
۱۱۴	رشوت کی ممانعت	۲۷۳
۱۱۵	اھلہ کے معانی	۲۷۷
۱۱٦	معاشرتی آداب	۲۷۷
۱۱۷	جہاد کا اعلان حق	۲۷٨
۱۱٨	مسلمانوں کی جنگی حکمت عملی	۲۷٨
۱۱٩	دولت اللہ کی راہ میں خرچ کریں	۲۷٩

Marfat.com

۱۲۰	حج و عمرہ کے شرائط	۲۸۳
۱۲۱	حج کے موقعہ پر سر منڈانہ	۲۸۳
۱۲۲	حج جنگ اور رفث سے روکتا ہے	۲۸۴
۱۲۳	مشعر الحرام	۲۸۴
۱۲۴	مقام عرفات	۲۸۵
۱۲۵	حج کی ادائیگی کے بعد	۲۸۵
۱۲۶	دنیاوی آسائش طلب کرنے والے	۲۸۷
۱۲۷	غیر اسلامی نظریہ اقتدار	۲۸۸
۱۲۸	کفار کی دنیاوی آسائشیں	۲۹۲
۱۲۹	تمام لوگ ایک ہی امت تھے	۲۹۳
۱۳۰	ہدایت کی راہیں	۲۹۵
۱۳۱	جنگ کے مشکل مراحل	۲۹۸
۱۳۲	اسلام میں جہاد کا پہلا مرحلہ	۲۹۹
۱۳۳	مرتد کی سزا	۳۰۰
۱۳۴	شراب نوشی اور جوئے کی حرمت	۳۰۱
۱۳۵	اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا خرچ کیا جائے ؟	۳۰۵
۱۳۶	یتیموں پر شفقت	۳۰۶
۱۳۷	مشرک عورتوں سے نکاح کا مسئلہ	۳۰۷
۱۳۸	مسلمان باندی امیر مشرکہ سے بہتر ہے	۳۰۸
۱۳۹	عورتوں کے خصوصی مسائل	۳۱۰
۱۴۰	کیا عورتیں مردوں کی کھیتیاں ہیں ؟	۳۱۲
۱۴۱	ایلا اور طلاق	۳۱۵
۱۴۲	طلاق کے بعد کی مدت	۳۱۶
۱۴۳	مردوں پر عورت کے حقوق	۳۱۷
۱۴۴	طلاق کا طریقہ کار	۳۱۹
۱۴۵	تین طلاقوں کے اثرات	۳۲۴
۱۴۶	حدود اللہ کا احترام	۳۲۵
۱۴۷	طلاق کی مختلف قسمیں	۳۲۶
۱۴۸	حق مہر کب قابل ادا ہوتا ہے	۳۲۷
۱۴۹	نصف حق مہر کی ادائیگی	۳۲۹
۱۵۰	نماز کی افادیت	۳۳۰

Marfat.com

۱۵۱	نماز کی ادائیگی میں بعض رعائتیں	۳۳۳
۱۵۲	بیوہ عورتوں کے حقوق	۳۳۳
۱۵۲	طلاق یافتہ مستورات	۳۳۴
۱۵۳	اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی فضیلت	۳۳۶
۱۵۴	یہودیوں کا جہاد سے انکار	۳۳۸
۱۵۵	یہودیوں کا ایک دور	۳۴۰
۱۵۶	طالوت کی رہنمائی میں اقتدار	۳۴۲
۱۵۷	حضرت طالوت کا لشکر	۳۴۵
۱۵۸	حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد	۳۴۶
۱۵۹	انبیاء کرام میں فضیلت کے درجات	۳۴۸
۱۶۰	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا امتیاز	۳۵۰
۱۶۱	اختلاف مذہب کی اہمیت	۳۵۲
۱۶۲	آیت الکرسی کی اہمیت	۳۵۳
۱۶۳	دین میں سختی یا زور نہیں چاہئے	۳۵۵
۱۶۴	اولیاء اللہ اور اولیاالطاغوت	۳۵۷
۱۶۵	سیدنا ابراهیم علیہ السلام اور نمرود کا مکالمہ	۳۵۹
۱۶۶	ایک سو سال کے بعد زندہ کر دکھایا	۳۶۰
۱۶۷	مردہ زندہ کرنے کا مظاہرہ	۳۶۴
۱۲۸	اللہ تعالیٰ کی راہ میں طیب مال خرچ کریں	۳۶۷
۱۲۹	شیطان کے وعدے	۳۶۸
۱۷۰	حکمت کیا ہے ؟	۳۶۹
۱۷۱	اللہ تعالیٰ کی راہ میں ظاہری اور خفیہ دینا	۳۷۲
۱۷۲	زکوٰۃ اور صدقات کے حقدار	۳۷۳
۱۷۳	سود کی ممانعت	۳۷۵
۱۷۴	سود کو لینے والا اللہ تعالیٰ سے جنگ کرتا ہے	۳۷۷
۱۷۵	قرض داروں سے رعایت	۳۷۸
۱۷۶	باہمی معاملات کی تحریر ضروری ہے	۳۸۱

Marfat.com

تفسیر نبوی

(تالیف و ترجمہ پر ایک نظر)

تفسیر نبوی مولانا محمد نبی بخش حلوائی لاہوری قدس سرہ (۱۸۶۰ - ۱۹۴۴) کا وہ معرکتہ آلارا کارنامہ ہے جسے اہل علم و فضل نے ہمیشہ تحسین و تعریف سے نوازا ہے - اور اسے نظریاتی دنیا اور اعتقادی خدمات میں بڑی اہمیت حاصل ہوئی - یہ تفسیر پندرہ ضخیم جلدوں میں تالیف کی گئی تھی - اور مؤلف علام نے اسے پنجابی زبان کے شعری ادب میں لکھا تھا - حقیقت یہ ہے کہ آج تک پنجابی زبان میں اتنی مبسوط اور ضخیم تفسیر نہیں لکھی جا سکی فاضل مؤلف رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے زبردست عالم دین تھے اور علماء اہل سنت میں آپ کو ایک ممتاز مقام حاصل تھا - تفسیر کی تالیف کا زمانہ انگریزی دور اقتدار کا زمانہ تھا جس میں اسلامی علوم کو پس پشت ڈالنے کی بڑی کوشش کی گئی - اس دور میں بدعقیدہ افراد کو دینی فتنہ گری کی کھلی چھٹی دے دی گئی تھی - چنانچہ مؤلف علام کے معاصرین میں بڑے بڑے بداعتقاد اہل قلم آگے بڑھے - ان میں وہابیت ' نیچریت ' مرزائیت ' شیعیت اور دیوبندیت کے اعتقادی فتنے طوفان بن کر ابھرے اور ان فتنوں کے فتنہ سامانوں نے اسلامی عقائد کی بنیادوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا - ان اعتقادی فتنوں میں وہابیت کا فتنہ بڑا خطرناک فتنہ تھا جو نجد کی سرزمین سے اٹھا اور توحید کے نعرے بلند کرتا ہوا مقام رسالت پر گستاخانہ قیل و قال کرتا آگے بڑھا - اس گروہ کے ایک مولوی حافظ محمد لکھوی ولد مولوی بارک اللہ نے تفسیر محمدی کے نام سے منظوم پنجابی تفسیر لکھی - التفاسیر کے مسموم اثرات نے دیہات کے نیم خواندہ علماء کے عقائد کی عمارت کو متزلزل کرنا شروع کر دیا - حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ چونکہ پنجابی کے ایک قادرالکلام شاعر تھے - آپ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے قلم اٹھایا اور تفسیر نبوی منظوم پنجابی زبان میں لکھنا شروع کی - آپ جوں جوں تالیف کرتے جاتے اس کی طباعت اور اشاعت کا اہتمام بھی کرتے جاتے تھوڑے ہی عرصہ میں یہ تفسیر پنجاب کے دیہات میں پہنچنا شروع ہوئی - تو وہابی فتنہ کی رفتار رک گئی -

تفسیر نبوی کی جلد اول سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ پر مشتمل تھی - اس کی تالیف ۱۳۱۰ھ میں شروع

Marfat.com

ہوئی اور ۱۳۱۴ھ میں مکمل ہوئی مگر اس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۱۷ھ میں مفتی فخرالدین کے مطبع لاہور میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر عوام تک پہنچا۔ یہ تفسیر حضرت مؤلف نے اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری الہاشمی قدس سرہ کے حکم سے لکھنا شروع کی اور آپ کی نگرانی میں ہی اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا

فاضل مؤلف نے اس تفسیر کو تحریر کرتے وقت دنیائے اسلام کی مایہ ناز تفاسیر سے استفادہ کیا۔ چنانچہ آپ نے تفسیر کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ ان کے سامنے تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر جمل تفسیر مدارک، تفسیر عباسی، تفسیر ابو سعد، تفسیر بیضاوی، تفسیر مظہری، تفسیر کبیر، تفسیر رحمانی، تفسیر اتقان تفسیر کلبی، تفسیر احمدی، تفسیر روح البیان، تفسیر جلالین، تفسیر رؤفی، تفسیر عزیزی، تفسیر خلاصۃ التفاسیر، تفسیر حسینی، تفسیر روح المعانی، تفسیر در منثور جیسی مستند اور معتبر تفاسیر رہیں۔ ان تفاسیر کے ساتھ ساتھ آپ کو اپنے شیخ اور استاد مکرم فاضل قصوری رحمتہ اللہ علیہ سے خصوصی رہنمائی ملی۔ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ نے اسرائیلی روایات سے ہٹ کر صرف ان روایات کو ہی پیش نظر رکھا ہے جن کی بنیاد قرآن پاک اور احادیث میں ہے۔ جن دنوں یہ تفسیر تالیف کی گئی۔ اس وقت تک اردو میں بہت کم تفسیریں لکھی گئی تھیں۔ اس لیے آپ کے ماخذ زیادہ تر وہ عربی تفاسیر ہیں جو عالم اسلام کے ممتاز مفسرین نے لکھی تھیں جیسے ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ فاضل مؤلف کے سامنے دینی فتنوں کا وہ سیلاب تھا۔ جو اعتقادی عمارت کو اپنے بہاؤ میں لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مختلف عقائد اور نظریات پھیلائے جا رہے تھے۔ عیسائی مشنری ادارے ان فتنوں کے پشت پناہ تھے اور کسی نہ کسی صورت میں اپنا دست شفقت رکھے ہوئے تھے۔ وہ اسلام کی اعتقادی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں مصروف تھے۔ مگر مسلمانوں کے برخود غلط دینی رہنما غیر محسوس طور پر اس کا شکار ہو رہے تھے۔ حضرت مولانا محمد نبی بخش رحمتہ اللہ علیہ کو ایسے فتنہ پرور حضرات کا مقابلہ تھا۔ چنانچہ آپ تفسیر کے صفحات پر کئی مقامات پر ایسے تنقیدی نوٹس پائیں گے جہاں ان بداعتقادوں کی فتنہ سامانیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ تفسیر کے وسیع مطالعہ کے وقت قارئین کے ذہن میں یہ بات محفوظ رہنی چاہئے کہ تفسیر نبوی دراصل نظریاتی اور اعتقادی کشمکش کے دور کی تحریر ہے اندریں حال فاضل مؤلف نے ان آیات کریمہ کی وضاحت میں تفصیل سے کام لیا ہے جہاں جہاں اعتقادی اور نظریاتی وضاحتوں کی ضرورت پیش آئی۔

تفسیر نبوی جہاں پندرہ جلدوں پر مشتمل ضخیم تفسیر اپنے وقت کا ایک شاہکار ہے۔ وہاں پنجابی اشعار

Marfat.com

کا ایک بے مثال مرقع بھی ہے فاضل مؤلف چونکہ پنجابی زبان کے ایک قادرالکلام شاعر تھے انہوں نے کلام اللہ کو تشریحی اشعار میں بیان کر کے پنجاب بھر کے عوام خصوصاً دور دراز پھیلے ہوئے دیہات کے اہل محبت کے لیے بڑی آسانیاں پیدا کر دیں اور انہیں عربی تفاسیر اور دقیق مضامین کی دشواریوں سے بچا کر قرآن فہمی کے آسان اور ہموار راستے دیئے ہیں - یہ آج سے ایک صدی پہلے کی بات ہے لیکن آج پنجاب کے اکثر لوگ پنجابی زبان کے مطالعہ سے نابلد ہیں خصوصاً شعری ذوق کی کمی کی وجہ سے منظوم پنجابی تفسیر کے مطالب سمجھنے میں دقت محسوس کرتے ہیں - اندریں حالات مکتبہ نبویہ کے اراکین نے فیصلہ کیا کہ اس گراں قدر تفسیر کے پنجابی اشعار کو اردو نثر میں لایا جائے - چنانچہ اس مشکل اور طویل سفر کے طے کرنے کے لیے علمائے اہل سنت کا ایک بورڈ قائم کیا گیا - جو تفسیر کا اردو ترجمہ کرنے پر پوری پوری دسترس رکھتا ہے پھر وہ علم تفسیر سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے معاصرین کے ذوق مطالعہ کے معیار سے بھی بخوبی واقف ہے - انہیں مؤلف علام کی نظریاتی اور اعتقادی کاوشوں کا بھی علم ہے جو اس تفسیر کی تالیف کا سبب بنی تھیں - حضرت مولانا باغ علی صاحب نسیم حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد ' مرید ' جانشین اور خلیفہ اول ہونے کی حیثیت سے اس عظیم کام کے نگران اعلیٰ ہیں - جو علماء کرام کے بورڈ کے تمام اراکین کی مجلس مشاورت میں حصہ لیتے رہتے ہیں -

مجھے حضرت مؤلف علام کی شاگردی کا شرف حاصل رہا ہے - میری علمی اور روحانی تربیت میں ان کے احسانات کے ان مٹ نقوش ابھی تک درخشاں ہیں - تفسیر کا ترجمہ کرنے والے بورڈ نے فیصلہ کیا کہ تفسیر نبوی کی جلد اول کے ترجمہ کا شرف مجھے بخشا جائے - چنانچہ زیر نظر جلد میری شبانہ روز کاوشوں کا نتیجہ ہے - پنجابی شعری ادب سے اردو ترجمہ ایک مشکل کام ہے میں نے شبہائے دراز میں اپنے قلم کی توانائیوں کو وقف ترجمہ کر کے آپ کی خدمت میں حاضری کر دی ہے اگر اس ترجمہ میں کوئی سست بیانی ہے تو وہ میری علمی کوتاہی کا نتیجہ ہے اور اگر ناظرین اس کاوش کو پسند فرمالیں تو یہ حضرت مؤلف علام کی بے پناہ صلاحیتوں اور فیض کا کمال ہے -

تفسیر نبوی کے اردو ایڈیشن میں ہم نے فاضل مؤلف کے پنجابی ایڈیشن سے ہٹ کر کچھ تبدیلیاں کی ہیں - پنجابی ایڈیشن میں قرآن پاک کے متن کے تحت الفظ میں شاہ عبدالقادر دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ دیا گیا تھا - مگر اب شاہ عبدالقادر دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ کی جگہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ

Marfat.com

احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کا ترجمہ شریک اشاعت کیا جا رہا ہے۔ پھر ایک ایک رکوع کے بعد تفسیری وضاحتیں مختلف عنوانات کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں۔ پنجابی اشعار کی بجائے اردو نثر کو ذریعہ ابلاغ بنایا گیا ہے۔ پنجابی ایڈیشن کے سائز کو بدل کر اب ۸ ر ۲۰x۳۰ کو اپنایا گیا ہے۔

سابقہ ایڈیشن (پنجابی) کے برعکس ہم نے قرآن پاک کا متن خوش قلم اور دلکش لانے کا اہتمام کیا ہے۔ تفسیری حاشیہ پر نمبر دے کر نشاندہی کر دی گئی ہے۔ پھر قارئین تفسیر کی سہولت کے لیے عنوانات اور پیرا بندی کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہ بات قارئین کے ذہن میں ہونی چاہئے کہ جن دنوں تفسیر نبوی (پنجابی) لکھی گئی تھی اس وقت اردو کی تفاسیر سامنے نہیں آئی تھیں لاہور سے یہ تفسیر اپنی انفرادی حیثیت سے سامنے آئی تو تفسیری ادب میں ایک نیا تجربہ تھا۔ آج کا قاری بعض مقامات پر تشنگی محسوس کرے گا۔ یہ اس کا ذوق طلب ہے جس کی ہمارے دل میں بے حد قدر ہے اگرچہ آج مختلف مکاتب فکر کی اردو تفاسیر سامنے آگئی ہیں۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ تفسیر نبوی (اردو) اعتقادی اور نظریاتی نکتہ نظر سے ایک منفرد اور ممتاز مقام حاصل کرے گی۔ وقت کے قابل علماء کرام نے تفسیر نبوی پر ہدیہ تحسین پیش کیا تھا۔ تقاریظ لکھی تھیں۔ تبصرے کئے گئے۔ ہم ان اہل علم و فضل کی آراء کسی آئندہ جلد کے دیباچہ میں شریک اشاعت کریں گے۔ ہم قارئین سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے اس بہت بڑے کام کی تکمیل کے لیے دعائے خیر کریں اور اگر ممکن ہو تو اپنی آراء سے نوازیں تاکہ آنے والی جلدوں میں ان آراء کی روشنی میں اسے مفید تر بنایا جا سکے۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

Marfat.com

لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرأیته خاشعا متصدعا من خشیة الله

مؤلفہ کمترین فقیر پرتقصیر منشی الٰہی بخش حلوائی حنفی قادری لاہوری تلامذہ جناب حضرت مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری

مسمّٰی بہ

تفسیر نبوی

منزل اول

زبان پنجابی

پارہ اول

حسب فرمائش جناب مولوی نبی بخش صاحب حلوائی مؤلف تفسیر

مشتہری ... الٰہی ... باہتمام ... در مطبع ... از طبع ... شد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اس ذات احد کو بے حد و حساب تعریفیں زیب دیتی ہیں۔ جو ہر ضد اور ند سے پاک ہے۔ زماں و مکاں سے پاک ہے۔ حدود و قیود سے پاک ہے۔ نقص و عیب سے مبرا ہے۔ نہ اس کا ماں باپ ہے۔ نہ اس کی اولاد ہے۔ نہ بیوی نہ بیٹا۔ وہ ایسے تمام علائق سے بے نیاز ہے۔ وہ وزیر، مشیر اور معاون کے بغیر ہر چیز پر حکمران ہے۔ اول ہے، آخر ہے، ظاہر ہے، باطن ہے، حیی ہے، قیوم ہے، خالق ہے، توانا ہے، مالک ہے، رازق ہے، سننے والا، جاننے والا، دیکھنے والا، اور دانا و بینا ہے، اس کی ذات کی نہ کسی دوسری چیز سے مثال دی جا سکتی ہے نہ کسی مثال سے اسے بیان کیا جا سکتا ہے۔ جزو کل۔ زمان و مکان اور طول و عرض کے تمام پیمانوں سے پاک ہے وہ کسی حرف، لفظ اور انداز تکلم کی مدد کے بغیر ہی کلام کرنے پر قادر ہے اس کا کلام صوت و حروف سے مبرّا ہے اس کے کلام میں خلف اور کذب نہیں پایا جاتا وہ اپنے وعدے میں سچا ہے۔ خبر میں سچا ہے اور تمام اوامر و نواہی میں بلا شک و شبہ سچا ہے مخلوق کے کام، نقائص اور عیبوں سے پاک اور مبرّا ہے مخلوق کی صنعتیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں اس کی ذات ایسے تمام نقائص سے پاک ہے اس کی ذات اس وقت بھی موجود تھی جب کوئی چیز نہیں بنی تھی۔ بلکہ ابھی وقت کا تصور بھی نہ تھا۔ اس نے اپنے محبوب کو اپنے نور سے تخلیق فرمایا یہ نور تمام انبیاء کرام سے اول اور افضل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر، اکرم، احسن بنائی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے تمام اشیاء سے پہلے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اس کی قدرت تمام امور پر حاوی ہے مگر وہ اپنی قدرت سے اپنا ثانی نہیں بناتا اور نہ اس کی قدرت اپنا ثانی پیدا کرتی ہے۔

کائنات ارضی پر کفر و شرک کے اندھیرے چھانے لگے۔ فسق و فجور کے طوفان اٹھنے لگے۔ گناہ و جرائم کی سیاہیاں پھیلنے لگیں تو اس نے اپنے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ یہ انبیاء کرام ان تمام بیماریوں کا

Marfat.com

علاج لے کر آئے اور گمراہی کے اندھیروں کو ہدایت کی روشنی سے دور کیا۔ انبیاء کرام کفرو شرک کے امراض کو توحید سے دور کرتے رہے۔ وہ اپنی کتاب اور کلام سے امراض کا علاج فرماتے رہے۔ اسی نظام کی تکمیل اپنے محبوب سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات کے ذریعہ فرماتا ہے اور اسے اپنے کلام کی تلاوت سے انسانوں کے دلوں کے تمام امراض اور اندھیروں کو دور کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی آیات کریمہ کی روشنی سے کفرو شرک کی سیاہیوں کو نورانیت سے بدلتے جاتے ہیں۔ دنیا کے خوش بخت انسانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقدام کے سامنے سر تسلیم خم کر دیئے اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ مگر جن کی بدبختی کے پردے بڑے گہرے تھے وہ طعن و تشنیع اور عیب جوئی میں لگے رہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محروم رہے اور کہنے لگے ہمارے ملک میں ایک ہزار خدا موجود ہیں۔ تین سو ساٹھ خداؤں سے کعبہ آباد ہے۔ بھلا ایک خدا اتنے کام کس طرح کرے گا؟ وہ ان باطل خیالوں میں الجھے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریم کو اپنی گالیوں کا نشانہ بناتے رہے آپ پر ظلم و ستم کے سارے حربے آزماتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام حالات کو صبرو اطمینان سے برداشت کرتے رہے ایک وقت آیا کہ ایسی تمام باطل قوتیں اسلام کے سامنے سرنگوں ہوئیں پھر ایک اور وقت آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانبازوں نے ان کفار کو سرزمین عرب سے باہر نکال پھینکا۔ کعبتہ اللہ کو بتوں کی آلائشوں سے پاک کر دیا۔ بندوں کے بنائے ہوئے معبودوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

جاء الحق وزھق الباطل کا آوازہ بلند ہوا۔ شیطان عرب کی وادیوں سے بھاگ نکلا۔ اس کی ساری ابلہ فریبیاں ناکام گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک قلیل عرصہ میں دنیا سے ان امراض کا خاتمہ کر دیا جو انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے دور رکھے ہوئے تھے شرک و کفر بھاگنے لگا۔ توحید کا غلغلہ ہوا۔ اسلام ایک آب حیات بن کر آیا۔ مردہ دلوں کو زندگی بخشا گیا۔ رحمت و بخشش کے سمندر اُمڈنے لگے۔ خوش بخت لوگ نور کے ان سمندروں سے فیض یاب ہوئے۔ مگر بدبخت اپنی بدبختیوں کو لے کر موت کی وادیوں میں گم ہوتے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار جلیل القدر صحابہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسلام کے انوار سے جس امت کی بنیاد رکھی ان میں

Marfat.com

سیدّنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ترین انسان تھے ۔ سیدّنا صدیق اکبر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ' اتباع اور محبت میں دن رات ایک کر دیا ۔ گرمی سردی کی پرواہ کئے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوتے رہے ۔ دوسرے مقام پر سیدّنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے جنھوں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑا تو زندگی وقف کر دی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں زندگی کا ایک ایک لمحہ قربان کر دیا حق و باطل میں یہی شخصیت امتیازی نشان بن کر کھڑی رہی ۔ سیدّنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تیسرے جلیل القدر صحابی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہوئے اور تا دم حیات پروانہ وار شمع رسالت پر گرتے رہے ۔ وہ کان حیا تھے ۔ جامع آلایات تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ سے اعلیٰ اور افضل تھے وہ بحر عرفان تھے ۔ اور ولایت محمدیہ کے امین تھے ان چار جلیل قدر اصحابہ کے بعد آپ نے اپنے چھ صحابہ کو زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی اور یہ عشرہ مبشرہ کے لقب سے نوازے گئے ۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار تھے اور باغ اہل بیت کے مہکتے ہوئے پھول تھے ۔ ان حضرات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لاتعداد صحابہ کرام جن میں مہاجر اور انصار تھے اسلام کے علمبردار بنے ۔ اہل بیت کا ایک پاک طبقہ اسلام کی مایہ ناز ہستیوں میں شمار ہوتا تھا صحابہ کرام کے بعد تابعین اور تبع تابعین میں بڑے بڑے مقتدر حضرات اسلام کے نور کو پھیلانے کا ذریعہ بنے ان میں محدثین بھی تھے ۔ اور مجتہدین بھی یہ لوگ مشرق و مغرب میں دین اسلام کی نورانیت کو پھیلاتے گئے اولیائے کرام میں سے سیدّنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بغداد میں ولایت کا علم بلند فرمایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کے دریا جاری کرتے گئے وہ تمام اولیائے امت کے بادشاہ تھے ۔ ان کے فضائل اور کمالات حد و شمار سے باہر ہیں ۔ حضرت غوث پاک کی غلامی میں اسلام کی حقانیت ملی اور اسلامی برکات مشرق و مغرب تک پھیلتی گئیں ۔

حضرت مرشد قصوری قدس سرہ کی تعریف

میرے پیر و مرشد (حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری) سیدّنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کے فیضان سے مالا مال ہوئے تھے ۔ وہ حنفی تھے ' قادری تھے اور خاندانی ہاشمی تھے ۔ وہ صدیقی النسب تھے آپ قصور شہر میں قیام فرما رہے اور اپنے علمی فیض و کرم کو سارے پنجاب میں پھیلاتے رہے ۔ آپ سیدّنا

Marfat.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے ۔ طبیعت کے نرم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کا نمونہ اور سیدّنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حلم کی تفسیر تھے ۔ وہ اپنے وقت کے شبلی تھے ' زمانہ کے جنید تھے ' عارف الہٰی تھے ' آپ کے علمی اور روحانی کمالات میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا ان کے سانس کی ہر حرکت یاد الہٰی سے جاری رہتی اور ان کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر رہتا وہ لوگوں کو ہدایت کے راستہ پر لانے میں مصروف رہے آپ نے اپنی تصانیف سے دنیائے علم کی راہنمائی فرمائی ۔ آپ کا کلام آپ کی تحریریں اہل علم و فضل کے لئے مشعل راہ تھیں ۔ وہ علمائے ربانی کے کارواں کے قافلہ سالار تھے وہ روحانی طور پر فنا فی الرّسول کے مقام پر فائز تھے ۔ وہ ساری رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود پیش کرنے میں مصروف رہا کرتے تھے اور پاک و ہند کے علمائے کرام میں شمس العلماء تھے آپ کے شاگردوں اور علمی خوشہ چینوں میں وقت کے بڑے بڑے علماء کرام تھے حقیقت یہ ہے کہ آپ کا گھرانہ پنجاب بھر میں ایک ممتاز علمی گھرانہ تھا ۔ اس خانوادے کے بلند پایہ اہل علم اپنی نگاہ سے خاک کو اکسیر بناتے تھے میری دلی تمنا ہے کہ یہ خانوادہ علم و فضل قیامت تک علمی انوار بکھیرتا رہے اور میری دعا ہے کہ یہ گھرانہ ہمیشہ ہمیشہ علم کی روشنیاں پھیلاتا رہے ۔

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

اے اللہ ! تیرا یہ گنہگار بندہ (نبی بخش حلوائی) تیرے دربار میں اپنے گناہوں کا بوجھ لے کر حاضر ہوا ہے یہ گناہوں کا بہت بڑا دفتر لے کر تیری رحمت کا دروازہ کھٹ کھٹا رہا ہے اس نے اپنی ساری زندگی گناہوں میں گزاری ہے اس کے جرائم کا انت شمار نہیں ہے وہ ہمیشہ گناہوں میں ہی غرق رہا ۔ اس کی نیکیاں نہ ہونے کے برابر ہیں وہ شیطان کے جال میں جکڑا رہا ہے ۔ شیطان ابتداء ہی سے نسل انسانی کا دشمن ہے اس کے پنجے میں پھنس جاتا ہے اس پر اس کی گرفت مضبوط ہوتی جاتی ہے اے اللہ ! تیری رحمت ہی اسے گناہوں سے نجات دلا سکتی ہے اور تیرا کرم ہی اسے شیطان کے فریب سے رہائی دلا سکتا ہے وہ تسلیم کرتا ہے کہ اس کے گناہ کوہ احد سے بھی زیادہ ہیں لیکن تیرے فضل و کرم کے سمندروں کے سامنے ان کی کوئی حیثیت نہیں ۔ اسے اپنی رحمت سے شیطان کے مکر و فریب سے نجات دے اپنے حبیب کی برکت سے اسے ان لغزشوں سے بچائے رکھ دنیا کے ان طوفانوں اور گناہوں کی ظلمتوں سے تو ہی پار لے جانے والا ہے اور تیری ہی رحمت نزع کے وقت شیطان کے مکر سے بچا سکتی ہے ۔ اے اللہ ! مجھے

Marfat.com

اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور نئے نئے اعتقادی اور دینی فتنوں سے بچا کر رکھ۔ اے اللہ ! اسے قرآن پاک کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔ ان اغلاط سے محفوظ فرما جن کی وجہ سے انسان راہ بھٹک جاتا ہے اے اللہ ! قرآن پاک کی تفسیر اور معانی وہی کرنے کی توفیق دے جو تیری منشاء اور تیرے حبیب کی تعلیم کے مطابق ہوں۔ اسے توفیق دے کہ وہ بحیر معانی میں غوطہ لگا کر سچے موتی بر آمد کر سکے۔ وہی مطالب بیان کرے جو تیری رضا کے مطابق ہوں۔ اسے قبر' حشر' قیامت اور دوسرے مصائب سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ ! قرآن پاک کی برکت سے اس کا سینہ کھول دے اور اپنے فضل سے اسے ایمان کی سلامتی عطا فرما (آمین)۔

وقت کے دینی فتنے

ہمارے زمانے میں اندھیروں کے طوفان برپا ہیں گمراہ فرقے ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں وہ حق کو باطل اور باطل کو حق بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ قیامت کے قریب جن فتنوں کا ظہور ہونا تھا وہ آج ہمارے زمانے میں ہو رہا ہے اگرچہ یہ لوگ زبان سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اہل حدیث ہیں ہم محمدی ہیں۔ مگر اہل سنت کو مشرک اور بدعتی کہتے چلے جاتے ہیں وہ قرآن و احادیث کے الٹے معانی کرتے جاتے ہیں اور تفسیر بالرائے میں مصروف ہیں۔ انہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس نہیں' محمد نجدی کا دین پیارا ہے قرآن پاک میں جہاں جہاں **(من دون اللہ)** آتا ہے وہاں اولیاء اللہ کا نام لے لیتے ہیں اور جہاں اصنام (بتوں) کا لفظ آتا ہے وہاں خاموشی سادھ لیتے ہیں **(وما ادری مایفعل بی)** سنا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کوثر و تسنیم کی بے بسی اور بیچارگی بیان کرتے رہتے ہیں اور اپنی کتابوں اور رسالوں میں ایسے مکروہ خیالات لکھ کر عوام کو گمراہ کرتے رہتے ہیں یہ لوگ کتنی بے شرمی سے اعلان کرتے جاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے تو اپنی عاقبت کا اتنا علم بھی نہیں کہ میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں ؟ انہیں اتنا علم بھی نہیں۔ جو نبی غیب کی خبریں دیتا ہے سارے جہاں کے پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اپنے صحابہ کو قطعی جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہے اسے اپنی عاقبت کا علم نہیں ہے ! ان لوگوں کی ان تصانیف کی حقیقت اس حلوہ فروش کے حلوے کی طرح ہے جو ایک طشت میں حلوہ بھر کر اس پر بادام پستہ اور چاندی کے ورق سجا کر لوگوں کے سامنے رکھے۔ مگر حلوے کے اندر زہر ملا دے کھانے والے ایسا حلوہ کھا کر موت کی وادی میں چلے جاتے ہیں ان لوگوں نے اپنے رسالوں میں آیات

Marfat.com

قرآنی اور احادیث نبوی کے درخشندہ بادام اور ورق سجائے ہیں مگر اندر گمراہی کے سارے زہر بھر دیئے ہیں سادہ لوح عوام ہاتھ بڑھا کر کھاتے ہیں اور ایمان کی موت اپنا لیتے ہیں۔

ہمارے زمانے میں ایک کتاب انواع محمدی (پنجابی) ایک خوشنما انداز میں سامنے آئی ہے مگر اندر سے بداعتقادی کا زہر بھرا ہوا ہے ایک عالم دین کا گمراہ ہونا بہت بڑی قیامت ہے مگر اس عالم کی کوششوں سے جب عوام گمراہ ہوتے ہیں تو اس کے اثرات صدیوں جاتے ہیں حافظ محمد لکھوی صاحب نے اپنی تفسیر محمدی پنجابی ایسے ہی انداز میں لکھی ہے یہ گمراہیوں کا ایک پلندہ ہے اگر اہل حدیث کہلانے والے یہ حرکت نہ کرتے تو مجھے زیرِ مطالعہ تفسیر نبوی لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ حافظ محمد لکھوی نے اپنی تفسیر محمدی میں جتنی گپ بازی کی ہے اس سے بڑھ کر قرآن پاک سے مذاق کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ دلوں کے راز جانتا ہے وہ ہر نیک و بد کی نیت کو پہچانتا ہے۔ وہ انہی نیتوں کا پھل دیتا ہے میں نے تفسیری نبوی کی تالیف کے لئے قلم اٹھایا تو میرے سامنے بڑی مشکلات آئیں بڑے موانعات سامنے آئے میں ایک مصروف شخص ہوں۔ تفسیر لکھنا بڑا کام ہے مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی اور میں اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کا سہارا لے کر آگے بڑھا میں اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری الہاشمی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی کیفیت بیان کی حالات زمانہ پر گفتگو کی اور ان کی اجازت اور منظوری سے قلم اٹھایا۔ میں نے اس تفسیر کا نام تفسیر نبوی اسی لئے رکھا ہے کہ اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی سے آپ کی احادیث سے تشریح کی جائے۔

اے اللہ! مجھے بحیر عنایت اور دریائے سخاوت جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے توفیق دے کہ میں تیرے کلام پاک کو ٹھیک طریقے سے لوگوں تک پہنچا سکوں اور میں اسے پنجابی نظم میں مکمل کر سکوں میں نے جب تفسیر لکھنے کا آغاز کیا تو یہ ۱۳۱۰ھ تھا۔ میں نے کوشش کی ہے کہ بزرگان سلف اور علمائے اہل سنت کی تفاسیر سے استفادہ کر کے اپنے قارئین کی خدمت کروں پھر میری یہ کوشش ہو گی کہ میں مستند اور معتبر تفاسیر سے ہی اقتباسات لوں۔ میرے سامنے تفسیر خازن، معالم التنزیل، مدارک، تفسیر عباسی، تفسیر ابوسعد بیضاوی شریف، تفسیر کبیر (رازی)، تفسیر رحمانی، مولانا جلال الدین سیوطی کی الاتقان، تفسیر جمل، تفسیر مظہری، تفسیر کلیمی، تفسیر احمدی اور جلالین تفسیر عزیزی، خلاصۃ التفاسیر، تفسیر روفی اور تفسیر حسینی جیسی بلند پایہ تفاسیر ہیں۔

Marfat.com

تفسیر خازن اور دوسری تفاسیر

صاحب تفسیر خازن محی السنہ قدس سرہ اپنے وقت کے ممتاز عالم دین اور مفسر قرآن پاک تھے۔ وہ بغداد کے عظیم شہر میں سکونت رکھتے تھے۔ وہ روحانیت میں ایک صوفی باصفا تھے اور فقہ میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے مقلد تھے۔ ان کا اسم گرامی علاؤالدین تھا۔ شافعی ہونے کے باوجود تمام آئمہ مذاہب کا احترام کرتے تھے۔ آپ ساتویں صدی ہجری میں علمی دنیا کے درخشندہ آفتاب تھے۔ تفسیر خازن آٹھویں صدی ہجری کا عظیم شاہکار ہے تفسیر خازن دراصل تفسیر معالم التفاسیر کا خلاصہ ہے۔ آپ نے بعض اسناد کو حذف کر دیا ہے۔ علامہ بغوی نے تمام احادیث معہ اسناد درج کی تھیں۔ مگر صاحب خازن نے ایسی تمام اسناد کو صرف نظر کر کے محض مطالب کو سامنے رکھا ہے۔ اور بعض مقامات پر وہ صاحب معالم التفاسیر سے بھی بڑھ چڑھ کر بات کرتے ہیں۔ پھر بعض احادیث اور علمی نقطے بڑی عمدگی سے بیان کئے گئے ہیں۔ علامہ بغوی نے بعض ضعیف اور سنے سنائے واقعات سے اپنی تفسیر کو پھیلا دیا تھا۔ صاحب خازن نے ایسے واقعات کو چھان پھٹک کر علیحدہ کر دیا ہے۔ جہاں جہاں عصمت انبیاء کرام پر بلاوجہ روایات درج کر دی گئی تھیں۔ صاحب خازن نے انہیں بیان کرنے سے احتراز کیا ہے۔ بیان میں ترتیب و ربط کو عمدہ طریقے سے بتایا ہے تفسیر خازن میں بعض ایسے فرقوں کا رد کیا ہے جو اسلامی نظریات پر حملے کرتے تھے۔ تفسیر جمل کا حاشیہ۔ تفسیر جلالین کے مضامین تفسیر جمل کی چار جلدوں کی زینت بنے۔ صاحب تفسیر جمل بڑے مقتدر اور علامہ عصر تھے۔ اگرچہ وہ شافعی تھے مگر انہوں نے علمی مسائل بیان کرتے وقت بڑی تحقیق سے کام لیا ہے۔ تفسیر جمل اپنی شان و شوکت کے باوجود تفسیر خازن سے خوشہ چینی کرتی دکھائی دیتی ہے دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ خازن' معالم پر حاوی دکھائی دیتی ہے اور معالم اپنی خوبیوں کے باوجود خازن کے سامنے کمزور نظر آتی ہے۔

میرے سامنے تفسیر مظہری بھی رہی۔ یہ تفسیر ایک نقشبندی بزرگ مولانا ثناء اللہ پانی پتی نے لکھی تھی۔ یہ بزرگ مذہباً حنفی تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز نے مولانا ثناء اللہ پانی پتی کو بیہقی وقت لکھا ہے۔ حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتی بڑی جرات سے بات کرتے ہیں۔ اور صحیح احادیث کی روشنی میں تفسیر کو مزین فرماتے ہیں۔ وہ صاحب خازن کی طرح محض قصوں اور اسرائیلی واقعات کو نظرانداز کرتے جاتے ہیں ہمارے نزدیک حنفی مذہب کی تمام تفسیروں میں تفسیر مظہری بڑی مدلل اور مستند تفسیر ہے۔ مولوی حافظ محمد

Marfat.com

لکھوی جیسا غیر مقلد (وہابی) بھی مولانا ثناء اللہ پانی پتی کی تحقیق و اسناد کا قائل ہے۔

تفاسیر میں سے تفسیر عزیزی بھی ایک تفسیر ہے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ نامکمل تفسیر ہے اور صرف ایک حصہ یا ایک منزل ہی سامنے آئی ہے۔ تفسیر احمدی کے فاضل مؤلف ملاجیون بڑے باکمال مفسر ہوئے ہیں آپ نے اپنی کتاب نور الانوار اصول فقہ میں بے مثال کتاب لکھی ہے ملا جیون اورنگ زیب عالمگیر کے استاد اور مرشد تھے اور آیات احکام کو حنفی عقائد کی روشنی میں بیان کرتے جاتے ہیں صاحب مدارک بھی اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم دین ہوئے ہیں آپ نے عقائد نسفی کے نام سے حنفی عقائد پر بڑی مستند کتاب لکھی ہے شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی حنفی نکتہ نظر سے لکھی ہے تفسیر روئی اور تفسیر حسینی کے مؤلفین بھی پکے حنفی محقق تھے۔ ان حنفی تفاسیر کی علاوہ عربی میں بے شمار ایسی تفاسیر ہیں جو حنفی علماء کرام نے لکھی تھیں۔ افسوس وہ تفاسیر ہمارے ملک میں نہ آسکیں۔ خلاصتہ التفاسیر بھی ایک لاجواب تفسیر ہے جو لکھنؤ کے مولانا علامہ فتح محمد صاحب نے لکھی تھی۔ مؤلف علامہ نے مختلف تفاسیر کا نچوڑ اس تفسیر کے صفحات پر بکھیر دیا اور جس جس تفسیر سے کوئی چیز لی اس کا نام جلی قلم سے لکھا اردو میں یہ تفسیر لفظی اور لغوی معانی کے ساتھ ساتھ اصطلاحی معانی سے مالا مال ہے اور ہم اس تفسیر کو بڑی اہم تفسیر قرار دیتے ہیں۔

ہم نے اپنی تفسیر لکھتے وقت قرآنی آیات کریمہ کا ترجمہ شاہ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ سے لیا ہے۔ اور لفظی اردو ترجمہ کے علاوہ ہم نے پنجابی شعروں میں اپنا ترجمہ بھی لکھا ہے۔ جہاں ہم نے ترجمہ میں کوئی وضاحت کی ہے وہاں قوسین (   ) لگا دی ہیں۔ ہم نے جہاں جہاں احادیث کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے وہاں ان کے ناموں کے حروف سے نشاندہی کی ہے بخاری (خ) مسلم (م) متفقہ (ق) کی علامات سے واضح کی ہیں۔ اسی طرح ترمذی کی علامت (ت) ہو گی ابو داؤد کی علامت (د) مشکواۃ شریف (ک) کی علامت پائیں گے۔ بعض کتابوں کے نام ضرورت شعری کے پیش نظر اشارہ یا مختصر انداز میں بیان کئے جائیں گے۔

فتح الربانی از شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

یہ کتاب سیّد عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے اقوال و خطبات کی عمدہ تصنیف ہے ہم نے صوفیانہ تفسیر کرتے وقت اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ فقہ کی مختصر کتابوں کے حوالے پیش کئے جائیں

Marfat.com

گے ۔ فقہ اکبر اور اس کی شرح ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ بھی ہمارے سامنے رہی ہے ۔ شرح عقائد نسفی قصیدہ امالی اور اس کی شرح معتمد فی معتقد کے حوالے بھی سامنے آئیں گے ۔ حضرت شیخ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور کتاب تکمیل الایمان کے حوالے ملیں گے ۔ حضرت جامی کی کتاب العقائد شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تالیفات اور کئی دوسرے مشاہیر اہل سنت کی کتابیں ہمارے سامنے رہی ہیں ۔ ہم نے مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی کو جابجا استعمال کیا ہے ۔ ان کتابوں کے ہوتے ہوئے ہم نے اپنی طرف سے کوئی چیز نہیں لکھی ' ہاں اگر انتہائی ضرورت پڑی تو (ف) کا حرف لکھنے کے بعد چند گزارشات پیش کردی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جل جلالہ لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے ۔ اسی طرح جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آیا ہے درود پاک کا اہتمام رہا ہے بایں ہمہ ہم اپنے قارئین سے درخواست کریں گے کہ وہ اس تفسیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاں بھی نام پڑھیں صلوٰۃ و سلام ادا کریں ۔ بعض دیوبندی حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر (ؐ) (صلعم) یا ( ) کی علامتیں ڈال دیتے ہیں ۔ ہمارے علماء اہل سنت نے ان کے اس انداز کو پسند نہیں کیا ۔ یہ ان لوگوں کی خود ساختہ علامتیں ہیں جو انہوں نے برصغیر میں دیوبندی عقائد کے رواج کے ساتھ جاری کی ہیں ۔ یہ علامتیں تخفیف نام کی نشاندہی کرتی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ گستاخی کی علامت ہے متقدمین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو مخفف یا احترامی علامت کو کاٹ چھانٹ کر کبھی نہیں لکھا ۔ آج تک عرب ممالک یا اسلامی دنیا سے احادیث یا تفسیر کی مطبوعہ کتابوں پر بھی یہ مخفف علامتیں دیکھنے میں نہیں آئیں ۔ جہاں قال اللہ ' قال الرسول لکھا ہو وہاں بے اختیار درود و سلام ادا کرنا واجب ہے ۔ میرے استاد محترم جناب مولانا غلام دستگیر قصوری کی تمام تصانیف میں اہتمام کیا گیا ہے کہ جہاں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آیا درود و سلام لکھا گیا ہے ۔ حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مخفف علامات لکھنے کو ناپسند کیا ہے آپ کی تصانیف میں جہاں کہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسم گرامی آیا ہے درود پاک لکھا ہے اسی طرح صحابہ کرام ' مجتہدین اور اولیاء اللہ کے نام جہاں جہاں پڑھیں رحمتہ اللہ علیہ ضرور پڑھیں ۔

قرآن پاک کے فضائل

قرآن کریم ایک باعظمت اور پر فضائل کتاب الٰہی ہے ۔ یہ کتاب برکات سے پر ہے ۔ سیدّ الانبیاء

~~66438~~ 85938

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فضائل پر بہت شاندار الفاظ بیان کیے ہیں ۔ ابن ماجہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جو شخص قرآن پاک کا ایک لفظ پڑھتا ہے وہ سو رکعتوں سے زیادہ ثواب پاتا ہے ۔ ترمذی شریف میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت موجود ہے کہ قرآن پاک کا لفظ لفظ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے ۔ تفسیر اتقان میں لکھا ہے جو شخص مکمل قرآن پاک پڑھ لے گا ۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں قیام کرنے کا حق دے گا ۔ کلام اللہ کے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں ۔ ترغیب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ روایت موجود ہے کہ سیدّ الانبیاء نے فرمایا کہ جو شخص رات کے وقت نماز میں بلند آواز سے قرآن پاک پڑھے گا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فرشتے شریک عبادت ہو جاتے ہیں اور مومن اور مسلمان جن بھی اس کی تلاوت سنتے ہیں ۔ قرآن پاک کی تلاوت کی آواز سن کر ضرر رساں جن دور بھاگ جاتے ہیں اور جس گھر میں قرآن پاک پڑھا جاتا ہے اس کے دور دور تک جنات نہیں آسکتے ۔ جس گھر میں قرآن پاک پڑھنے کی آواز بلند ہوتی ہے اس پر نور کا ایک سائبان بچھا دیا جاتا ہے جہاں نورانی فرشتے نازل ہونا شروع ہو جاتے ہیں قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا جب فوت ہوتا ہے تو اس گھر سے وہ سائبان اٹھا لیا جاتا ہے اور آسمانوں کے فرشتے ان نور کی شعاعوں کو جو قرآن پاک کی تلاوت سے پھیلتی تھیں نہیں دیکھ سکتے تو فرشتے اس شخص کی روح کو اپنی دعاؤں اور ثناؤں میں یاد کرتے ہیں اور اس کے لیے بخشش کے طلبگار ہوتے ہیں ۔ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے کی موت کے بعد اس قبر کی پر نہایت خوبصورت شکل میں ایک شخص آتا ہے جو اس کی راحت اور آرام کا سامان بنتا ہے یہ قرآن پاک کی مثالی تصویر ہوتی ہے ۔ لوگ قبر میں اتارنے کے بعد گھر لوٹتے ہیں تو منکر نکیر حساب کے لئے پہنچ جاتے ہیں ۔ وہاں قرآن پاک شفاعت کے لیے آگے بڑھ کر راہنمائی کرتا ہے اور منکر نکیر کے سوالات کا خود جواب دیتا ہے ۔ قرآن پاک کی برکت سے منکر نکیر کے سوالات کی سختی دور ہو جاتی ہے ان کے جانے کے بعد قرآن پاک کی برکت سے یہ قبر جنت کا حصہ بن جاتی ہے اور اس میں تمام نعمتیں پیش کی جاتی ہیں ۔ اس کے نیچے ایک آرام دہ فرش بچھایا جاتا ہے تاکہ وہ آرام سے سو سکے قبر میں کستوری بھر دی جاتی ہے اور چار سو سال کے راستہ تک قبر کو کشادہ کیا جاتا ہے قبر میں نورانی چراغ روشن کئے جاتے ہیں ان سارے انتظامات اور آرام و آسائش پر ایک حور مقرر کی جاتی ہے ۔ (تدفین کے بعد قرآن پاک پڑھنے والے کے گھر آتا ہے) اور اس گھر کے لیے رحمت کی سفارش کرتا ہے اور گھر پر رحمتوں کی بارش ہوتی ہے ۔ قرآن پاک کے اس کردار کی تفصیل خلاصتہ التفاسیر کے مقدمہ میں پائی جاتی

Marfat.com

ہے۔

جس شخص نے قرآن پاک کو اپنا راہنما بنا لیا وہ عمر بھر اس کی برکات میں رہے گا جن لوگوں نے قرآن پاک کو پس پشت ڈال دیا اس کے احکامات کو نظر انداز کیا اور اس پر عمل نہ کیا وہ دوزخ کا ایندھن بنے گا۔ قرآن پاک سے روگردانی کرنے والوں پر حلال روزی کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن اسے بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آنکھیں اندھی ہو جائیں گی۔ وہ تعجب سے پوچھے گا۔ یا اللہ! میں نے کیا گناہ کیا تھا! اللہ فرمائے گا۔ تو نے میرے کلام کو بھلا دیا۔ میرا ذکر چھوڑ دیا آج میں تمہیں نظر انداز کر رہا ہوں۔ جو لوگ قرآن پاک پڑھنے کے بعد بھلا دیتے ہیں۔ یا حفظ کرنے کے بعد اسے بھول جاتے ہیں۔ ان کی خصوصی طور پر باز پرس ہو گی۔ وہ میدان حشر میں خستہ حال ہوں گے

قرآن پاک کے فضائل اور برکات تمام چیزوں سے اعلیٰ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دنیا والوں پر قرآن پاک کی نعمت کا نازل کرنا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور عنایت ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص قرآن پاک یاد کر کے اس پر عمل کرے گا۔ قیامت کے دن اس کے والدین کے سر پر نوری تاج سجائے جائیں گے۔" یہ چمکتے ہوئے تاج سورج کی شعاعوں کو مات کریں گے۔ قرآن پاک پڑھنے اور یاد کرنے والوں کے والدین کو جب یہ برکات ملیں گی تو خود ان کا کیا مقام ہو گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک حفظ کرے گا اور حلال حرام میں تمیز کرے گا۔ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کے لیے آگے بڑھوں گا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن حافظ قرآن کو کہا جائے گا کہ قرآن پاک پڑھتے جاؤ اور بلند درجوں پر قدم رکھتے آگے بڑھتے جاؤ۔ تمہیں کسی مقام پر نہیں روکا جائے گا وہ خوش الحانی سے قرآن پاک پڑھتے پڑھتے بلند مقامات پر پہنچے گا۔ قرآن پاک میں سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران جو خصوصی طور پر قدر و منزلت کی حامل ہیں۔ یہ دونوں سورتیں مجسم شفاعت بن کر میدان حشر میں امداد کریں گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ بقرہ کی خصوصیتیں بیان فرماتے ہوئے اسے اکثر پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے آپ نے اس سورت کی تلاوت کی برکات بے حد و شمار بیان فرمائی ہیں اسے ترک کرنا یا چھوڑ دینا بہت بڑی محرومی ہے سورۃ بقرہ کی تلاوت سے شیطان بھاگ جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے سورۃ کہف کی دس آیات کریمہ کی تلاوت پر خصوصی زور دیا ہے۔ یہ آیات کریمہ دجال کے شر سے محفوظ رکھتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ ان آیات کریمہ میں قرآن پاک کا تیسرا حصہ جمع ہے اسے قرآن پاک کے تیسرے حصے کی تلاوت کا ثواب ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھنے کی بڑی تاکید کی اور اسے ثلث قرآن پاک کا درجہ دیا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مشکواۃ شریف کی شرح اشعتہ اللمعات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ احادیث شریفہ بیان فرمائی ہیں جن میں سورۃ اخلاص کے درجات بیان کیے گئے ہیں۔ وہ کتنا خوش نصیب شخص ہے جو غریب ہو کر سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتا ہے اور اگر امیر ہو تو سخاوت کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے کو ترنج سے تشبیہ دی ہے جس سے خوشبو اور دماغ کو تراوٹ میسّر آتی ہے۔۔ بخاری شریف میں ہے قرآن پاک پڑھنے والے کے منہ سے خوشبو بھی آئے گی اور نور کی شعاعیں بھی نکلیں گی جو مسلمان قرآن پاک نہیں پڑھتا وہ ایک سوکھی ہوئی کھجور ہے جس میں خوشبو نہیں ہوتی جو لوگ قرآن پاک پڑھتے ہیں ان کے درجات بلند ہوتے رہتے ہیں جو تلاوت کے ساتھ ساتھ عمل بھی کرتے ہیں ان کا مقام بلند سے بلند ہوتا جاتا ہے۔

حصن حصین اور دلائل الخیرات ایسی پاکیزہ کتابیں ہیں جن میں قرآنی آیات کریمہ کی تلاوت کے طریقے اور سلیقے بیان کئے گئے ہیں۔ اہل ارشاد اور کاملان وقت ان دونوں کتابوں کی تلاوت بطور وظیفہ قرار دیتے ہیں۔

Marfat.com

علم فقہ کی فضیلت

حضرت امام ندوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ وہ بڑا خوش قسمت انسان ہے جسے قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی سعادت نصیب ہو۔ احادیث کے علم کے بعد اللہ تعالیٰ نے فقہ کی واقفیت بہم پہنچائی اللہ تعالیٰ جس پر خصوصی کرم فرماتا ہے اسے فقہ کا علم عطا فرما دیتا ہے۔ اہل فقہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہوتے ہیں ان حضرات نے قرآن پاک کے مطالب اور احادیث شریفہ کے احکام کی چھان بین کر کے امت محمدیہ کی راہنمائی فرمائی ہے فقہ کے طالب علموں کو مخلوق کی راہنمائی کے لیے فقہ کا علم حاصل کرنا چاہیئے اس سلسلہ میں انہیں دنیاوی لالچ اور حرص سے دور رہنا چاہیئے فقہ کی تعلیم کے لیے استاد کا کامل فقیہ ہونا ضروری ہے جو علم کے ساتھ ساتھ تقویٰ کا بھی پابند ہو۔ وہ ادب اور تعظیم سکھانے میں خاص توجہ دیتا ہو ایسے استاد سے علوم فقہ حاصل کرنا بڑی خوش نصیبی ہے ایسے استاد کی خدمت میں ننگے سر بیٹھنا درست نہیں۔ استاد کی مسند پر بیٹھنا بھی خلاف ادب ہے استاد کی تعظیم کے بغیر علم فقہ کی صحیح صورت سامنے نہیں آتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علمی تحصیل کے ادب پر ایک نہایت عمدہ بات فرمائی۔ آپ نے فرمایا میں جس سے ایک لفظ بھی سیکھ لوں وہ میرا استاد ہے میں اس کا غلام ہوں۔ وہ اگر مجھے فروخت بھی کر دے تو میں سر نہیں اٹھاؤں گا ایسا شخص حقیقی باپ کا درجہ رکھتا ہے۔ عمر میں خواہ چھوٹا بھی ہو ایسے استاد کی تعظیم ضروری ہے وہ جہاں ملے اسے اٹھ کر آداب بجا لائے قاضی فخرالدین دنیائے اسلام کے امام ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے استاد کے ادب نے سب کچھ دیا اور میں نے صرف استاد کے ادب سے بلند مراتب حاصل کئے۔ میں نے اپنے ایک استاد کے لیے پورے چالیس سال کھانا تیار کیا مگران کے کھانے سے پہلے کبھی کھانا چکھا تک نہیں۔ خلیفہ عباسی ہارون رشید نے اپنے بیٹے کو امام اصمعی کی شاگردی میں بٹھایا اور تاکید کی کہ ادب بھی سکھانا' ایک دن خلیفہ ہارون رشید نے دیکھا کہ اس کا بیٹا اپنے استاد کے پاؤں دھلا رہا ہے اور استاد پاؤں پھیلائے بیٹھا ہے خلیفہ کو بڑا غصہ آیا کہ مستقبل کے فرمانروا سے یہ سلوک ہو رہا ہے۔ مگر ادب کی تعلیم کے پیش نظر وہ رک گیا اور عرض کرنے لگا۔ حضور اس بچے کے منہ پر طمانچہ مار دیں یہ ایک ہاتھ سے آپ کے پاؤں پر پانی ڈال رہا ہے۔ اسے چاہیئے کہ ایک ہاتھ سے پاؤں پر پانی ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے آپ کے پاؤں ملے۔ حضرت شمس آلائمہ حلوائی رحمتہ اللہ

Marfat.com

علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے علم کی بلندیاں اس لیے نصیب ہوئیں کہ میں نے جب بھی کاغذ اٹھایا با وضو اٹھایا۔ طالب علم کو بد خلقی سے بچنا چاہئے۔ یہ ایسا فعل ہے جو انسان کی عظمت کو تباہ کر جاتا ہے کم کھانا۔ کم سونا علم کے حاصل کرنے کے شرائط نہیں رات کو کافی حصہ علم کے حاصل کرنے میں صرف کرنا ضروری ہے روٹی زیادہ کھانے سے پانی زیادہ پیا جائے گا۔ اس سے یا بلغم زیادہ ہوگی۔ یا نیند کا غلبہ ہو گا۔ بدن میں سستی پیدا ہوگی۔ مسواک اور صفائی کو دوران تعلیم لازم قرار دیا جائے۔ روزہ رکھنا۔ مسواک کرنا۔ طالب علم کے لیے ضروری ہے کثرت بلغم سے نسیان کا مرض پیدا ہوتا ہے جو علم کا دشمن ہے۔ علم فقہ کے حاصل کرنے کے بعد علم زولتی نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ روزی کمانے کے لیے کام کرنا ضروری ہے ہمارے اسلاف جو علم و ادب کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ علم پھیلانے کے ساتھ ساتھ خود روزی کمایا کرتے تھے ایک تندرست انسان کو رزق کمانے کے لیے محنت سے شرم محسوس نہیں کرنا چاہئے۔ در در مانگنے اور دنیا داروں کی جیبوں پر لالچ کی نگاہیں اٹھانے کی بجائے اپنی روزی خود کمانی چاہئے۔ ایک طالب علم اور عالم دین کو بلند ہمت ہونا چاہئے۔ اہل علم کو دوسروں کا محتاج ہونا زیب نہیں دیتا۔ جو شخص علم کی دولت لے کر دنیا داروں کے دروازے پر جاتا ہے وہ اپنی عظمت اور شان کو مٹی میں ملا دیتا ہے۔

لالچ اور صبر کا موازنہ

فخر الاسلام اسلام کے ایک جلیل القدر عالم دین ہوئے ہیں۔ وہ اپنے گھر بیٹھے تربوزوں کے چھلکے ابال کر کھا رہے تھے۔ ہمسایہ میں ایک تقریب تھی۔ جہاں انہیں مرغن کھانے کی دعوت تھی۔ آپ وہاں نہ گئے شکایت آئی تو فرمایا۔ جو لذت تربوز کے چھلکے میں ہے وہ زیر احسان مرغن غذا میں نہیں۔ ان دنوں اہل علم کم ہمت اور حریص ہو گئے ہیں۔ ان کی خواہشات کے بوجھ ان کی خود داری کو دبائے جا رہے ہیں وہ اپنی زندگی کی چھوٹی چھوٹی ضرورت کے لیے دنیا داروں کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں اور حیلے بہانے سے جو ٹکڑا ملے لے آتے ہیں وہ چند ٹکوں کی خاطر قرآن پاک کی تلاوت کرنے جاتے ہیں نہ انہیں اپنا مقام یاد ہے نہ دوسرے کی جگہ کی پاکیزگی نہ وضو طہارت کا خیال رکھتے ہیں پس نظر ان ٹکوں پر ہوتی ہے جس کے لیے کلام اللہ پڑھتے ہیں یا وعظ نصیحت کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ وہ کلام پاک کو جگہ جگہ لیے پھرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کی برکات حاصل نہیں کر پاتے اللہ تعالیٰ نے جو انہیں مقام دیا ہے وہ پانے میں ناکام رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظمتوں کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ اہل علم کی نگاہ

Marfat.com

بڑی بلند ہونی چاہیئے ۔ انہیں دنیا والوں کے چند دنوں کی شان شوکت کو خاطر میں نہیں لانا چاہیئے ۔

قرآن پاک کی تلاوت کے آداب

حضرت سیدّ عبدالقادر غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب فتح الربانی میں لکھا ہے کہ تجھے شرم آنی چاہیئے کہ ایک طرف تو تم اللہ تعالیٰ سے ادب کا دعویٰ کرتے ہو ۔ مگر دوسری طرف اس کے کلام کی تلاوت میں وہ آداب ملحوظ نہیں رکھتے جو ضروری ہیں ۔ اگر تم پر استاد ناراض ہو جاتا ہے تو تم اسے منانے کی کوشش نہیں کرتے اور تمہیں استاد کے ادب کا کچھ احساس نہیں اسے راضی کرنے کی کوشش نہیں کرتے جو شاگرد اپنے استاد کا ادب نہیں کرتا اسے کلام اللہ کا فیض و برکت کب نصیب ہوتا ہے ۔ حضرت مولانا رومی بے ادب کی شامت اعمال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بے ادب صرف اپنے آپ کو ہی نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ اس کے برے اثرات سارے معاشرے کو متاثر کرتے ہیں ۔ بے ادب اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے محروم رہتا ہے ۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق طلب کرنا چاہیئے ۔

اللہ تعالیٰ کا کلام بڑا عظمت والا ہے ۔ اس کلام پاک کے ادب کے لیے بھی تمام تر توجہ دینا ضروری ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات عظیم ہے اسی طرح اس کا کلام بھی عظیم ہے قرآن پاک کو عظیم کہا گیا ہے ۔ قرآن پاک کو وضو کے بغیر چھونا بھی جائز نہیں ۔ ہو سکے تو قرآن خوانی سے پہلے وضو کے ساتھ مسواک کرلی جائے ۔ دانتوں کا خلال کرنا ضروری ہے ۔ جب قرآن پاک کے الفاظ منہ سے نکلیں تو منہ تمام آلائشوں سے پاک ہو ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پاک پڑھنے سے پہلے مسواک کرلیا کرو ۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے الاتقان میں لکھا ہے کہ اگر قرآن پاک پڑھتے ہوئے منہ میں کوئی چیز ڈالی یا دوسری چیزوں کی طرف توجہ کی تو ادب کا تقاضہ ہے کہ مسواک کرلی جائے اور اعوذ باللہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھ کر تلاوت شروع کرے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ حقہ پی کر مسجد میں آنا آداب مسجد کے خلاف ہے حقے کی گندی بدبو نمازیوں کو تکلیف دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے بیزار ہوتے ہیں ۔ اسی طرح پیاز یا لہسن کھا کر قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرنا چاہیئے ۔ تلاوت کے آداب میں یہ بات ضروری ہے کہ لباس صاف ستھرا ہو ۔ جگہ پاک اور صاف ہو ۔ جس طرح ایک شخص شاہی دربار میں حاضر ہونے سے پہلے اپنے لباس شکل و صورت کو درست کرنا ضروری جانتا ہے اسی طرح اپنے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے سے پہلے لباس اور بدن کو پاک

Marfat.com

رکھنا چاہئے ۔ تلاوت کے وقت منہ قبلہ رو ہونا چاہئے ۔ سر پر عمامہ یا ٹوپی رکھیں ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ تلاوت قرآن پاک کرتے تو ساتھ پانی کا ایک برتن رکھ لیتے اگر خدا نخواستہ کھانسی کے ساتھ بلغم آتی تو منہ کو از سرنو صاف کرتے تھے ۔ اگر تلاوت کے دوران انگڑائی آجائے تو تلاوت سے رک جانا چاہئے ۔ انگڑائی شیطان کے وسوسے کا نتیجہ ہے ۔ اس سے فارغ ہو کر تلاوت کرنا چاہئے ۔ یہ بات حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کی روایت سے تفسیر جمل میں لکھی ہوئی ہے ۔

تلاوت کے آغاز میں اعوذ باللہ ضرور پڑھیں تاکہ شیطان رجیم کے وسوسے دور ہو جائیں ہاں تلاوت کے دوران رکنے کے بعد بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے اسی طرح سورت کے آغاز پر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے ۔ تلاوت کے دوران کسی دوسرے کام کی طرف توجہ نہیں دینی چاہئے ۔ مجبوراً اگر کوئی ایسی بات ہو جائے تو تلاوت سے رک جائے تلاوت ایسے مقام پر کریں جہاں دوسرے مخل نہ ہوں اور ان کی باتوں کے جواب کی ضرورت نہ پڑے قرآن پاک کی تلاوت آہستہ آہستہ کریں ۔ ترتیل کے انداز میں پڑھیں ۔ ذہن کی تازگی سے پڑھیں اور خوش آوازی سے تلاوت کریں ۔ ترتیل کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کے الفاظ صاف اور واضح ادا کئے جائیں ۔ تاکہ سننے والے کو سمجھنے میں کسی قسم کا تردد یا تامل نہ ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترتیل سے قرآن پاک پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ بے غرضی ۔ جلدی جلدی اور بے توجہی سے قرآن پاک نہ پڑھا کرو پھر شعروں کے انداز میں بھی قرآن پاک کی تلاوت نہ کرو ۔ مکمل پارہ یا پوری سورت پڑھنے کے لیے تیز تیز نہ پڑھیں تسلی سے ایک ایک لفظ ادا کریں ۔ قرآن پاک کی ایک ایک آیت کریمہ پر غور کریں ۔ اس کے معنی اور مطلب پر غور کریں اگر کسی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وعدے ہیں تو اس سے اس کی بخشش اور انعام کے طلب گار بنیں ۔ اگر کسی آیت کریمہ میں اس کی وعید یا جلال کی بات آئے تو اس سے استغفار کریں ۔ ہر آیت کریمہ کو یوں پڑھیں جیسے یہ آپ کی ہدایت کے لیے نازل ہوئی ہے ۔ قرآن پاک کا ایک ایک لفظ ایسے ادا کریں جیسے ادا کرنے کا حق ہوتا ہے ۔ ایک ایک حرف کے بدلے آپ کو دس دس نیکیاں ملتی ہیں ۔ قرآن پاک کی تلاوت کے وقت اس بات کی گواہی دیتے جاؤ کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اللہ تعالیٰ کا خزانہ نازل ہوا ہے پھر اس خزانے سے تمہیں انعام مل رہا ہے ۔ اس انعام کا شکر ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے حصہ طلب کریں ۔

ایک دن سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گذرے تو حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

قرآن پاک پڑھتے دیکھا آپ رک گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا طریقہ سکھایا اور مزید آداب تلاوت سکھائے قرآن پاک کے آداب کا ایک یہ بھی انداز ہے کہ پڑھنے کے بعد اسے کھلا نہ چھوڑ دیا جائے اور نہ ہی اس پر کوئی دوسری چیز رکھی جائے۔ تمام دوسری کتابوں سے قرآن پاک کو بلند رکھنا چاہیے۔ تلاوت کے وقت قرآن پاک اپنی گود میں رکھیں یا کسی اونچی جگہ جہاں نظریں آسانی سے دیکھ سکیں۔ قرآن پاک کو زمین پر رکھنا یا تھوک لگا کر اوراق پلٹنے یا ناپاک جگہ پر تلاوت کرنا۔ خلاف ادب ہے یاد رہے کہ قرآن پاک کی تلاوت کے لئے سب سے زیادہ اچھی جگہ مسجد ہے اگر وہاں رکاوٹ یا دقت ہو تو پھر ایسی جگہ تلاوت کریں جہاں عام لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو۔ اگر وہاں نماز باجماعت ادا کرنے کا وقت آگیا ہے تو دوسری جگہ بیٹھ کر تلاوت کریں جہاں نمازی نماز ادا کر رہے ہوں اونچی آواز سے تلاوت نہ کریں ہمیشہ عجز و انکسار اور خشوع و خضوع سے تلاوت کریں۔ لہٰذا مسجد کا ایک گوشہ مخصوص کرلیں۔ جہاں لوگ زیادہ ہوں وہاں تلاوت قرآن پاک آہستہ کریں۔ تاکہ دوسرے سن کر خاموش نہ ہوں تو انہیں گناہ نہ ہو۔ ہاں ایسے مدارس جہاں بچے دینی تعلیم حاصل کر رہے ہوں یا اپنی اپنی جگہ قرآن پاک یاد کر رہے ہوں بلند آواز سے تلاوت کی جاسکتی ہے یاد رکھیں تلاوت میں چھ چیزیں واجب ہیں۔ اور باقی مستحب ہیں۔

(۱) ساری عمر میں ایک بار قرآن پاک پڑھنا۔ جس قدر قرآن پاک آسانی سے پڑھ سکو پڑھو۔ (۲) نماز میں قرآن پاک پڑھنا۔ (۳) صحیح تلاوت کرنا۔ (۴) مکمل آیت کریمہ پڑھنا۔ (۵) خاموشی سے سننا۔ (۶) پاک صاف ہو کر پڑھنا۔

قرآن پاک کی تلاوت سے روحانی اور جسمانی امراض دور ہوتے ہیں۔ آداب قرآن پاک میں بڑی برکات ہیں۔ حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری آنکھوں کا ایک حصہ ہے اور وہ حصہ قرآن پاک کے الفاظ کی زیارت ہے پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بتایا کہ میری امت کی عبادت میں سے ایک بہترین عبادت قرآن پاک کے حروف کی زیارت ہے قرآن پاک کو جس طرح ترتیل کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اس طرح اس کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اسے کھانا کھاتے نہ پڑھا جائے راگ سرانگ کی طرز میں نہ پڑھا جائے۔ شعروں کے انداز میں نہ پڑھا جائے رونے کے انداز میں نہ پڑھا جائے۔ یہودیوں

Marfat.com

کی طرح نوحہ کناں نہ پڑھا جائے۔ اسی طرح قرآن پاک کو الٹا پڑھنا بھی نامناسب ہے۔ کوشش یہ کرنا چاہئے کہ اسے اسی ترتیب سے پڑھا جائے جس ترتیب سے جامع القرآن نے اسے ترتیب دیا ہے۔ کوفہ میں ایک شخص ابو حکیم قرآن پاک کی کتابت کیا کرتا تھا۔ ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے دیکھا تو رک گئے فرمایا جلی قلم سے لکھا کرو۔ اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کھڑے کھڑے موٹے قلم سے لکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس روشن قلم سے قرآن پاک لکھا ہوا دیکھ کر بڑے خوش ہوئے

قرآن پاک کے آداب میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قاری حضرات بعض آیات کریمہ کے انداز قرات میں جھگڑا نہ کریں کیونکہ قرآن پاک کو جھگڑے اور اختلافات کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ اور یہ خیال رکھو کہ کوچہ و بازار میں کھڑے ہو کر قرآن پاک نہیں پڑھنا چاہئے اور عام جگہوں میں تلاوت قرآن پاک سے پرہیز کرنا چاہئے۔ بیوقوفوں کی مجالس میں قرآن پاک نہیں پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے احمقوں اور بےوقوفوں کی مجالس سے خاموش گذر جانے کا حکم دیا ہے اسی طرح جن لوگوں نے قاری کی طرف پشت کی ہو وہاں تلاوت نہیں کرنا چاہئے قرآن پاک کو سرہانے اور تکیے کے طور پر استعمال نہ کرو۔ تھیلے میں لٹکا کر قرآن پاک لے جانا بھی مکروہ ہے اسی طرح ایسے کپڑوں میں قرآن پاک کو نہ باندھنا چاہئے جن سے کراہت آتی ہو۔ قرآن پاک کو اتنا چھوٹا بھی نہیں لکھنا چاہئے جیسا آج کل رواج ہو چلا ہے کہ بعض پریس والے چھوٹے چھوٹے قرآن پاک چھپوا دیتے ہیں۔ اس سے قرآن پاک کی عظمت اور شان متاثر ہوتی ہے۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہایت ہی چھوٹا قرآن پاک لکھ رہا ہے آپ نے اسے بر سر عام درے لگائے تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کلام کو چھوٹا نہ لکھو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے گھر (مسجد) کو چھوٹا نہ بناؤ۔ اسی طرح کوئی ملاوٹ (یعنی غیر عبارات) نہیں کی جانی چاہئے سونے کے پانی سے قرآن پاک لکھنا۔ سنہری حروف میں قرآن پاک لکھنا دنیاوی نمائش کے لیے ہوتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ایسی قیمتی چیز تمام مسلمانوں کو تلاوت سے محروم کر دیتی ہے اور بعض لوگ اپنی خصوصی ملکیت بنا لیتے ہیں قرآن پاک پر ملکیت یا مسجد پر ذاتی ملکیت کا تصور درست نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ بلا جواز قرآن کریم یا خانہ خدا کو مزین کرتے ہیں ان پر ہلاکت ہے۔ زمین کے فرش پر یا دیواروں پر قرآن پاک لکھنا منع ہے۔ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن دیکھا کہ کسی نے زمین پر قرآن پاک لکھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حزیل قبیلہ کے ایک شخص سے پوچھا کہ کس نے ایسا کیا ہے؟ اس نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں یہودی نے لکھا ہے

Marfat.com

آپ نے اس یہودی پر لعنت کی اور فرمایا زمین پر کلام اللہ لکھنا قرآن پاک کی عظمت کے خلاف ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو دیوار پر قرآن پاک لکھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اسے سختی سے منع فرمایا اور بتایا یہ قرآن پاک کی بے ادبی ہے قرآن پاک کے حروف کو کسی پاک برتن پر لکھ کر پانی پینا باعث برکت ہے ایسے پانی کو نہ تو کوڑے کرکٹ پر ڈالا جائے۔ نہ ایسی زمین پر جہاں لوگوں کے پاؤں پڑتے ہوں ہاں ایسے مقام پر جہاں لوگ نہیں جاتے یا ایک گڑھا کھود کر ایسا پانی ڈالا جا سکتا ہے اسی طرح ایسا پانی دریا کے بہتے پانی میں ڈالا جا سکتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی تلاوت کے بعض خصوصی آداب بیان فرمائے ہیں۔ سورۃ بقرہ کی پہلی آیات (مفلحون) تک پڑھنا باعث برکت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کی تلاوت میں سب سے اعلیٰ اور افضل کام کیا ہے آپ نے فرمایا جب تم قرآن پاک ختم کرلو تو اپنے اہل خانہ کو بلاؤ اور انہیں اپنے پاس بٹھا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لیے دعا کرو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب آپ قرآن پاک ختم کر لیتے تو گھر کے تمام افراد کو بلا کر اپنے پاس بٹھاتے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لیے دعا کرتے صبح کو قرآن پاک ختم کیا جائے تو شام تک اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں اسی طرح جو شخص شام کو ختم قرآن پاک کرتا ہے۔ اس پر صبح تک اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برستی رہتی ہیں صبح کے وقت یا شام کے وقت قرآن پاک کا ختم کرنا مستحب ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش سارا دن اور ساری رات برستی رہے۔ قرآن پاک کی کسی سورت سے تعویز لکھ کر چمڑے یا کپڑے میں رکھ کر گلے میں ڈالنا مستحب ہے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ بیماروں کو قرآن پاک کے حروف دھو کر پلانا شفا کا باعث ہوتا ہے ہم نے قرآن پاک کے مندرجہ بالا فضائل و آداب تفسیر جمل سے نقل کئے ہیں۔ بعض فضائل مولوی فتح محمد لکھنوی کی تفسیر خلاصۃ التفاسیر سے بھی نقل کئے ہیں۔

قرآن پاک غیر مخلوق ہے

دنیائے اسلام میں یہ مسئلہ امت میں نزاع کا باعث رہا ہے کہ آیا قرآن پاک خلق ہے یا غیر مخلوق اس پر امت کے مختلف علماء کرام کے خیالات نے ایک عرصہ تک ذہنوں کو متاثر کیا تھا۔ ہم کلام اللہ کو غیر مخلوق قرار دیتے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات غیر مخلوق ہے اس کا کلام بھی غیر مخلوق ہے جو

Marfat.com

چیزیں قرآن پاک کے تلاوت کا حصہ بنتی ہیں وہ آواز ' طرز اور خلق کا عمل ہے جسے آپ مخلوق کہہ سکتے ہیں ۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب عقائد میں لکھا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہی ہے کہ قرآن پاک کو غیر مخلوق تسلیم کیا جائے اسے مخلوق کہنے والا نہ صرف دائرہ اہل سنت سے خارج ہو جاتا ہے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے ہی خارج ہو جاتا ہے ۔ تفسیر خازن میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ کلام اللہ میں کسی دوسرے کے الفاظ یا کلام کو ملانا کفر ہے ۔ ترمذی شریف کی ایک حدیث سے واضح ہے کہ اپنی رائے سے قرآن پاک کی وضاحت کرنا اپنے آپ کو دوزخ میں داخل کرنا ہے ۔ ابو داؤد شریف میں ایک حدیث ہے کہ جو شخص قرآن پاک کے مطالب کو اپنی رائے سے بیان کرتا ہے وہ دوزخی ہے ۔ ہمارے زمانے میں بہت سے برخود غلط طلباء اور مفسرین اپنی رائے سے تفسیر بیان کرنے میں مصروف ہیں ۔ جو ایک بڑا ہی ناگوار کام ہے محمد بن عبدالوہاب نجدی نے تو ان دنوں قرآن پاک کے ایسے مطالب بیان کئے ہیں جو اس کی اپنی رائے اور غلط نظریات کے آئینہ دار ہیں اس کی دیکھا دیکھی ہندوستان (پاکستان) کے بعض علماء نے بھی ایسے خیالات کے اظہار کے لیے قرآن پاک کو سامنے رکھا ہے ان لوگوں نے قرآن پاک کی آیات سنا سنا کر عجیب و غریب مسائل پیدا کر دیئے ہیں ۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار اپنے آپ کو محمدی کہلاتے ہیں اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نظریات کی روشنی میں قرآن پاک کے الٹے سیدھے معنی بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں ۔

قرآن پاک کی سات قرات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات کی روشنی میں صاحب تفسیر خازن نے لکھا ہے اور علامہ بغوی رحمتہ اللہ علیہ معالم التنزیل میں وضاحت فرمائی ہے کہ حضور سیدّ الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک سات آیتوں میں نازل ہوا تھا ۔ ہر آیت کریمہ کو ظہر بطن میں ادا کیا جا سکتا ہے آپ نے تمام حروف کی ادائیگی کو بھی ظہر بطن قرار دیا ہے اور ہر لفظ کے لیے حد اور مطلع بیان فرمایا ہے ۔ ظہر سے مراد الفاظ قرآنی ہیں اور بطن سے مراد قرآن پاک کے معانی ہیں ۔ بعض لوگوں نے ظہر سے مراد ان واقعات کو لیا ہے جنہیں عام اور نافرمان لوگ قصے کہانیاں کہہ کر قرآن پاک کی عظمت پر حرف لاتے ہیں ایسے لوگوں کو پہلی امتوں میں بھی ان کے ایسے خیالات کی وجہ سے عذاب دیا گیا تھا ۔

Marfat.com

امت محمدیہ کے لوگ ایسے خیالات رکھنے والوں کی عاقبت سے عبرت حاصل کر سکتے ہیں ۔ لہٰذا اہل علم کے نزدیک ظہر تلاوت کرنا ہے ۔ اور بطن ان کے مفہوم کو سمجھنا اور بیان کرنا ہے ۔

حضرت مولانا عبد الحق دہلوی قدس سرہ نے اپنی مشہور کتاب (اشعتہ اللمعات) میں لکھا ہے کہ قرآن پاک کو فکر و تدبر سے پڑھنا چاہئے ظہر سے مراد غور و فکر سے قرآن پاک کو سمجھنا ہے اور بطن سے مراد اہل سنت کے وہ نکات ہیں جو قرآن پاک نے بیان فرمائے ہیں صاحب خازن نے **(لکل حد مطلع)** لکھا ہے ۔ علم عرفان کے مالک صعود میں پہنچے ہیں ۔ مطلع قرآن پاک فہمی کا دوسرا نام ہے تدبر قرآنی سے قرآن پاک کے معانی واضح ہو جاتے ہیں جو شخص قرآن پاک کے ظاہری اور باطنی الفاظ و معانی کی دولت سے محروم ہوتا ہے وہ کسی روحانی مقام پر نہیں پہنچ سکتا ہے ۔

ہفت قرات

مسلم شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت درج ہے کہ ایک بار میں نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا میں خود قاری تھا ۔ اس شخص نے نماز باقرات ادا کی جس کا میں نے اس لیے انکار کر دیا کہ وہ عجیب طریقے سے الفاظ کی ادائیگی کر رہا تھا ۔ چند لمحوں بعد ایک شخص مسجد میں آیا اس نے بھی قرات ادا کی جو پہلے شخص سے مختلف تھی ۔ میں نے اس سے بھی انکار کر دیا ۔ یہ دونوں حضرات نماز سے فارغ ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے ان دونوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ عجیب و غریب طریقے سے قرآن پاک پڑھتے ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو قرآن پاک سنانے کے لیے کہا دونوں نے علیحدہ علیحدہ قرآن پاک پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو صحیح قرار دیتے ہوئے شاباش دی ۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی بنائی ہوئی چیز ہے ۔ میرے دل میں وہی شکوک لوٹ آئے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس شک کو بھانپ گئے ۔ آپ نے ہاتھ بڑھا کر میرے سینے پر پھیرا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لگتے ہی میرے دل کی کیفیت بدل گئی ۔ شکوک ختم ہو گئے ۔ اور میرا ایمان تازہ ہو گیا ۔ آپ نے فرمایا ۔ بیٹا ! اللہ تعالیٰ نے جب مجھ پر قرآن پاک نازل فرمایا تو اسے مختلف انداز (قراتوں) سے پڑھنے کی اجازت دی تاکہ لوگوں کو آسانی رہے مختلف قراتوں کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی عطا فرمائی ۔ چنانچہ سات طریقوں (سبعہ

Marfat.com

قرات) سے قرآن پاک پڑھنے کی اجازت دی گئی ۔ اس بار بار منظوری کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تینوں چیزیں مزید طلب کیں ۔ میں نے عرض کی " اے اللہ ۔ میری امت کی بخشش فرمانا " اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ۔ میں نے اپنے مزید اطمینان کے لیے دوبارہ عرض کی " یا اللہ میری امت کی بخشش ہو " اللہ تعالیٰ نے پھر میری التجا قبول فرمائی اور فرمایا اب تیسری بات کسی مخصوص وقت کے لئے محفوظ رکھ لیں تیسری بات میں میدان حشر میں امت کی شفاعت کی شکل میں پیش کروں گا ۔ اسی طرح میں نے قرآن پاک کی قرات (تلاوت) کے سات طریقوں کی اجازت حاصل کی ہے جو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائی ہے تا کہ میری امت کو قرآن پاک پڑھنے میں آسانی رہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بخشش کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے راضی ہو کر اس کی ہر بات قبول فرماتا ہے ۔

اس حدیث پاک سے ہمیں بعض نکتے سامنے آتے ہیں جو ذہن نشین کرنے سے عقیدہ مضبوط ہو جائے گا ایک بات تو یہ ظاہر ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باطنی علم تھا ۔ وہ لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے خیالات اور احساسات کو معلوم کر لیا کرتے تھے دوسری بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے شفاعت اور بخشش کا وعدہ اللہ تعالیٰ سے لے لیا تھا ۔ حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ کے دل کی کیفیت سے واقف ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر رسائی کی علامت ہے اللہ تعالیٰ کا کلام جب بتاتا ہے کہ (**لا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول**) اللہ تعالیٰ اپنے غیب کے خزانوں سے کسی کو واقف نہیں کرتا ہاں اپنے اس رسول کو جسے وہ چاہتا ہے چوتھے پارے میں (**یکون الرسول علیکم شهیدا**) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کے اعمال پر گواہ ہیں

امت کی بخشش کے لئے جب حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ لیا تو اس کے اطلاق کا وقت میدان حشر میں دیکھنے میں آئے گا ۔ جب تمام انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے جلال کے سامنے نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کی بخشش کی آرزو ہو گی حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے اولوالعزم رسول بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدواروں میں ہوں گے تو ایسے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھیں گے ۔ سر بسجود ہو کر اللہ تعالیٰ سے شفاعت فرما کر اس

Marfat.com

کی رحمت کو پکاریں گے تاکہ وہ اپنی مخلوق کو اپنی بخشش سے نوازے اور اپنا وعدہ پورا فرمائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن مسجد میں ایک شخص قرآن پاک پڑھ رہا تھا۔ میں نے سنا تو وہ عجیب و غریب طریقے سے قرآنی الفاظ کی ادائیگی کر رہا ہے مجھے غصہ آیا کہ قرآن پاک کو بگاڑ رہا ہے میرا دل چاہا کہ اسے پکڑ کر باہر نکال دوں۔ مگر میں نے صبر کیا۔ نماز پڑھنے کے بعد میں نے اسے بتایا کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک پڑھنا سکھایا ہے وہ مختلف انداز ہے تم غلط قرآن پاک پڑھ رہے ہو۔ اس نے بتایا کہ نہیں یوں بھی درست ہے۔ میں اس شخص کو کشاں کشاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا اور شکایت کی کہ یہ شخص قرآن پاک بگاڑ کر پڑھ رہا ہے میں نے شکایت کی یا رسول اللہ۔ یہ شخص سورۃ فرقان مختلف انداز میں پڑھ رہا تھا آپ نے اسے فرمایا میرے سامنے وہی آیات پڑھو اس شخص نے سورۃ فرقان پڑھی اور اس انداز میں پڑھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سکھائی ہوئی قرات کے بالکل برعکس تھی یہ قاری حضرت ہشام رضی اللہ عنہ تھے آپ نے سن کر فرمایا عمر! یہ قرات بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمائی ہے اور اس طرح پڑھنے کی بھی اجازت دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کے طرز پر قرات کرنا سکھائی۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے کلام کو آسان بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف قراتوں کی اجازت اور منظوری دی ہے میں نے اسی طریقے سے قرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی۔ تو مجھے اطمینان قلب ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا کلام سات انداز میں پڑھا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

قرآن پاک کو یکجا جمع کر دیا گیا

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے دو بار قرآن پاک کو جمع کیا تھا اور یہ دونوں طریقوں پر جمع کیا گیا قرآن پاک کے یکجا جمع کرنے کی ضرورت یوں محسوس ہوئی کہ قرآن پاک کے مختلف اجزاء مختلف صحابہ کرام کو یاد تھے صحابہ کرام کو یہ خدشہ ہوا۔ کہ یہ متفرق حضرات اگر کہیں چلے گئے تو قرآن پاک محفوظ نہ رہ سکے گا چنانچہ یہ سب کے سب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک یکجا کرنے کی تجویز پیش کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صحابہ کبار کا یہ مشورہ بڑا اچھا لگا چنانچہ آپ نے تمام صحابہ کرام میں اعلان کیا کہ جن جن حضرات کو قرآن پاک یاد ہے وہ یکجا بیٹھ جائیں اور جو جو آیت کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنی ہے یا کہیں لکھی ہے اسے سامنے لایا جائے چنانچہ جس ترتیب سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حصوں یا سورتوں کو رکھنے کا فرمایا تھا اسی ترتیب سے مرتب ہونے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ قرآن پاک نازل ہوتا تو صحابہ کرام کو ایک خاص ترتیب سے محفوظ کرنے کا حکم فرما دیا کرتے اور آپ نے نشاندہی فرما دی کہ یہ آیت فلاں آیت کے بعد مرتب کی جائے چنانچہ صحابہ کرام نے قرآن پاک جمع کرنے میں بڑی محنت اور لگن سے کام کیا اور اسی ترتیب سے تمام آیات کریمہ کو جمع کیا جس انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ یہ وہ ترتیب تھی جسے لوح محفوظ میں رکھا گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ لوح محفوظ کی ترتیب پر تھی الحمدللہ یہ ترتیب آج تک موجودہ قرآن پاک میں محفوظ ہے۔

تاریخی طور پر یہ بات سامنے رکھی جانی چاہیئے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جنگ یمامہ لڑی گئی جس میں بہت سے ایسے صحابہ شہید ہوئے جنہیں قرآن پاک زبانی یاد تھا اس وقت سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے خیال کیا کہ کہیں قرآن پاک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گم نہ ہو جائے یا اس میں کوئی کمی بیشی آجائے کچھ دنوں تک اس مسئلہ پر غور و فکر رہا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ اب ہمیں اس کام کو مکمل کر لینا چاہیئے اور بتایا کہ خود میرے سینے میں بھی قرآن پاک کے کچھ حصے محفوظ ہیں چنانچہ ان دونوں بزرگوں نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ

Marfat.com

(حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ اور قابل قدر متبنی) کو اس کام کا نگران مقرر کیا چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بذات خود مسجد نبوی کے دروازے پر بیٹھ گئے اور ایسے تمام صحابہ جنہیں قرآن پاک کی کوئی سورت یا پارہ یاد تھا۔ بلایا جاتا ان سے قسم لی جاتی کہ یہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنی ہے۔ یہ آپ نے یوں لکھوایا تھا اور اس طرح حضرت زید رضی اللہ عنہ لکھتے جاتے چنانچہ متفرق مقامات سے قرآن پاک کی آیات آنے لگیں اور یکجا لکھی جانے لگیں یہ مصحف (مجموعہ آیات) کئی دنوں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس رکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو یہ قرآن پاک آپ نے اپنی نگرانی میں اپنے پاس رکھا۔ اس عرصہ میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں آپ ان مجموعہ آیات قرآنیہ کو اپنی نگاہ میں رکھا کرتی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت آیا آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہ قرآن پاک منگوایا حضرت زید بن حارث کے حوالے کیا تاکہ وہ اسے دوبارہ بہ نظر غائر دیکھ لیں۔ آپ کی نگرانی میں صحابہ کرام کا ایک بورڈ تشکیل دیا گیا۔ جن میں حضرت سعید' حضرت ابن وقاص' حضرت عبداللہ بن زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جیسے جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود تھے۔ چنانچہ ان حضرات کی وساطت سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کو ازسرنو سنا اور بڑی تحقیق و کاوش کے ساتھ اسے مکمل مرتب کیا۔ اس کاوش کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ بعض حضرات کو اس نسخے پر جس قدر شکوک یا اختلافات تھے ختم ہو گئے مختلف قراتوں کو یکجا کیا گیا منسوخ التلاوت آیات کو ختم کر دیا گیا ترتیب نبوی میں جہاں جہاں اختلاف آیا اسے مل کر درست کیا گیا۔ ان صحابہ کرام کی وساطت سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سات نسخے (جلدیں) تیار کیے اور اس وقت کی اسلامی دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں پہنچانے کا اہتمام کیا گیا ایک جلد مکہ مکرمہ میں رکھی گئی ایک نسخہ شام میں بھیجا گیا' ایک بصرے میں پہنچایا گیا' ایک کوفے میں رکھا گیا۔ ایک یمن میں محفوظ کیا گیا' ایک بحرین میں پہنچایا۔ اور ایک مدینہ منورہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس رکھا اور اس کی روزانہ تلاوت فرمایا کرتے تھے یہ وہ نسخہ تھا جسے امام کے نام سے شہرت ملی تھی۔ آپ اول سے آخر تک تلاوت کیا کرتے تھے اور یہی وہ نسخہ تھا جسے شہادت کے وقت آپ تلاوت فرما رہے تھے شہادت کے وقت آپ کی زبان پر (**صبغتہ اللہ ومن احسن من اللہ صبغتہ**) والی آیت مبارکہ تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سرکار دو عالم سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال

Marfat.com

حضرت جبرائیل علیہ السلام کو قرآن پاک سنایا کرتے تھے وفات کے سال کے دوران آپ نے دو بار سنایا تھا یہ روایت تفسیر خازن میں محی السنہ نے تفصیل کے ساتھ لکھی ہے۔ آپ کی ظاہری زندگی کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے سے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک جمع کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نسخہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وساطت سے مرتب فرمایا آپ نے سرکاری طور پر بہت سے نسخے کتابت کرائے اور مختلف اسلامی ممالک میں بھیجے۔ یہ وہ نسخے تھے۔ جن میں کسی قسم کی کوئی کمی بیشی نہیں تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اگر کوئی ایسا نسخہ سامنے آیا جس پر کمی و بیشی کی نشاندہی کی گئی آپ نے ایسے نسخہ کو جلا کر دبا دیا۔ ایسے نسخے ابھی تک کئی لوگوں کے پاس ہڈیوں' چمڑوں اور پتھروں پر لکھ رکھے تھے۔ قرآن پاک کے ایسے نسخے جلانے پر آج کے کئی محققین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ مگر ہم انہیں قابل التفات نہیں جانتے۔ شک وشبہ دور کرنے کا ایک ہی مؤثر ذریعہ تھا پھر ایسے اوراق جن کی بے ادبی کا خطرہ تھا انہیں مٹا دیا گیا آپ نے پانچ طریقوں سے ایسے نامکمل اور ناقص نسخوں کو ختم کیا۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر الاتقان میں لکھا ہے کہ قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کو پھاڑنا مکروہ ہے پھر ایسی جگہ دفن کرنا جہاں پر بے ادبی نہ ہو۔ ایسے نسخے جن کو کیڑے خراب کر گئے ہوں انہیں دفنانا ضروری ہے ان دنوں پریس میں قرآن پاک چھپتے ہیں بعض ایسے پتھروں یا پلیٹوں پر حروف قرآن جمے رہتے ہیں۔ اگر وہ مٹ نہ سکیں تو ایسی چیزوں کو دفنانا ضروری ہے بے ادبی کے خوف سے ان حروف کو مٹانا' دفنانا یا دبانا جائز ہے تاکہ مستقل بے ادبی نہ ہو۔

خلاصتہ التفاسیر میں لکھا ہے کہ قرآن پاک کے اوراق کو بے ادبی کے خوف سے جلانا جائز ہے۔ ہم ایسی مقدس چیزوں کو آگ سے جلا کر محفوظ اور مصون کرنے کی دلیل ان قربانیوں سے دیں گے جب ابتدائی دور میں قربانی کے جانوروں پر آسمان سے بجلی آکر جلا دیا کرتی تھی۔ اور اس کی تائید قرآن پاک و احادیث سے ملتی ہے سابقہ پیغمبروں نے بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذریں پیش کیں انہیں آسمانی آگ جلا جایا کرتی تھی یہ ایک فطری طریقہ تھا ان قربانیوں کے احترام اور قبولیت کے طریقے کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عمل ہمارے لئے مشعل راہ بن گیا ہے آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کے سامنے قرآن پاک کے اوراق کو جلایا تھا کسی نے اعتراض نہیں کیا تھا آج کے لوگ اگر آپ پر اعتراض کریں تو وہ ان کا جذباتی فیصلہ ہے لہٰذا سمندر میں بہانا' بڑے دریاؤں میں بہا دینا

Marfat.com

دفن کرنا یا جلا دینا بے ادبی کے ڈر سے جائز ہے ہم اسے جائز قرار دیں گے۔

نزول قرآن پاک

اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے ماہ رمضان میں قرآن پاک اتارا یہ شب قدر (لیلتہ القدر) تھی جب قرآن پاک آسمان اول پر اتارا گیا یہاں سے ضرورت کے مطابق آہستہ آہستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ اتارا جانے لگا۔ اور یہ سلسلہ تیئس (۲۳) سال تک جاری رہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض اوقات وحی ایسے وارد ہوتی جیسے آپ کسی گھنٹی کی آواز سن رہے ہوں۔ یہ انداز وحی نہایت دشوار تھا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت جبرائیل علیہ اسلام انسانی شکل و صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور پیغام الٰہی پہنچاتے رہے صاحب خلاصتہ التفاسیر مولانا فتح محمد لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ طریق کار زیادہ آسان اور آرام دہ تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت سردی کی حالت میں وحی آتی تو آپ کا جسم پاک پسینہ پسینہ ہو جاتا تھا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہوتے تو وحی کا اس قدر بوجھ ہوتا کہ وہ چلتے چلتے رک جاتی اور زمین پر بیٹھ جاتی تھی۔ حضرت مولانا جلال الدین سیوطی الاتقان میں لکھتے ہیں کہ ایک وقت آیا جب وحی براہ راست فرشتے کی شکل میں آنے لگی تھی اور یہ سلسلہ اس سے بھی آسان تھا

Marfat.com

Marfat.com

سُوۡرَةُ الۡفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبۡعُ اٰيٰتٍ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ ۱ اَلرَّحۡمٰنِ
الرَّحِيۡمِ ۙ ۲ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ ۳ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ
وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ؕ ۴ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ
الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ ۵ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ
غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۷

المنزل الاول ۱

ع ۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ○

(ترجمہ) سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا بہت مہربان رحمت والا روز جزا کا مالک ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا ○

اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ میں اپنے تین نام رکھے ہیں ایک ذاتی (اللہ) اور دو صفاتی رحمٰن اور رحیم مفسرین نے لکھا ہے کہ ان تین ناموں کی برکات حدوشمار سے باہر ہیں ۔ تین الفاظ کے استعمال کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کائنات کا سارا نظام تین چیزوں پر قائم کیا ہے پہلے ہر ایک کام کے لئے سبب مہیا کرنا ضروری ہے اور سبب صرف اللہ تعالیٰ کے ذاتی اسم سے میسّر ہوتا ہے پھر یہ اسم ذاتی تمام صفاتی اسماء پر حاوی ہے صفاتی اسماء شروع سے آخر تک اس سبب کو قائم رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اسماء

Marfat.com

رحمٰن رحیم اس کے ذاتی اسم اللہ سے قائم ہیں رحمٰن کے نام سے سارے جہاں کی بقاء ہے تمام کائناتی امور کے نتائج اور ثمرات اس اسم سے ظاہر ہوتے ہیں رحیم کے نام سے انسانوں کی کوششیں اور محنتیں پروان چڑھتی ہیں اور ضائع نہیں ہوتیں انہی اسماء کی بدولت انسانوں کو اپنی نیکیوں کا اجر ملتا ہے بعض مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی کو اسم اعظم قرار دیا ہے رحمٰن اور رحیم بے پناہ اور بے حساب رحمتوں والے نام ہیں تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ رحمٰن خصوصی رحمتوں کا ضامن ہے اور رحیم عمومی رحمت کا حامل ہے رحیم کی عمومی صفت کا تقاضا ہے کہ وہ دنیا کی تمام مخلوق کو رزق دیتا ہے رحمٰن کی خصوصی برکات اہل ایمان کو دولت ایمان سے نوازتی رہتی ہیں۔

حضرت مولانا نور الحق مُحدّث رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب تیسیر القاری میں لکھا ہے کہ بعض مفسرین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو سورۃ فاتحہ کا حصہ بتاتے ہیں اور بعض اسے علیحدہ تصور کرتے ہیں ان دعوؤں کے ساتھ دونوں نظریات رکھنے والے اہل علم نے قرآن و احادیث سے دلائل دیئے ہیں اسی طرح شافعی مذہب میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو نماز میں اونچی آواز سے پڑھنا چاہیے جبکہ احناف کے نزدیک اسے آہستہ پڑھنا چاہیے حضرت ابن عمر، حضرت زبیر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ بہت سے صحابہ اور تابعین کی یہی رائے ہے کہ بسم اللہ نماز میں بھی اونچی پڑھنی چاہیئے شافعی مذہب کے علماء نے اسی پر عمل کیا ہے مگر حنفی حضرات نے اس کے برعکس حضرت صدیق۔ حضرت عمر، حضرت علی اور ابن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ کے اقوال پر عمل کر کے آہستہ پڑھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ احناف نے اپنی دلیل کو عمار بن یاسر اور ابن معقل کی روایت سے بھی وابستہ کیا ہے۔ تابعین میں سے حضرت امام حنفی، امام شعبیؒ، حضرت ابراہم قتادہ، حضرت اعمش، حضرت حسن نوری رحمتہ اللہ علیہم نے آہستہ پڑھنے پر عمل فرمایا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے نماز سے پہلے اور ہر رکعت کے آغاز میں آہستہ بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیا ہے امام محمد رضی اللہ عنہ اپنی کتاب (آثار السنن) میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فرمان کو یہاں بیان فرماتے ہوئے حضرت امام حجاز اور حضرت ابراہیم کے عمل کو سامنے رکھا ہے آپ نے وضاحت فرمائی ہے کہ چار چیزیں آہستہ پڑھنا چاہئیں ثنا، اعوذ، بسم اللہ اور آمین، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اکثر نماز پڑھی، حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پیچھے بھی نمازیں ادا کی ہیں میں نے ان حضرات کو کبھی اونچی آواز میں بسم اللہ پڑھتے نہیں پایا۔ اور نہ ہی میں نے کسی حدیث

Marfat.com

میں دیکھا ہے۔ صحاح ستہ میں صاحب ترمذی نے لکھا ہے بسم اللہ اونچی پڑھنے والی حدیث صحیح نہیں ہے اور نہ ہی احسن ہے۔

امام محمد بن جلیل رحمتہ اللہ علیہ نے مدینہ پاک میں بعض حضرات کو اونچی آواز سے بسم اللہ پڑھنے کی وجہ یہ بتائی۔ ہے کہ لوگ بسم اللہ کے سنت ہونے سے ہی انکار کرنے لگے تھے اس واسطے بعض مقامات پر اونچی بسم اللہ پڑھنا پڑی تاکہ لوگوں کے خیالات کو درست کیا جا سکے اور ثابت کیا جائے کہ یہ سنت ہے شرح سفر سعادت میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ اونچی صرف تعلیم امت کے لئے پڑھی تھی۔ جس طرح آپ نے بہت سی سورتوں کو بھی اونچی آواز سے اس لئے پڑھا تاکہ لوگوں کو تربیت دی جا سکے کہ یہ سورتیں نماز میں ادا ہوتی ہیں۔ حضرت ابن ہمام رضی اللہ عنہ نے ابن خزیمہ اور نسائی کی روایت کی وضاحت کی ہے اور نعیم ابن محمد رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنے کا مقصد سنت کو واضح کرنا تھا نعیم ابن محمد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی تھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں بسم اللہ اور آمین اونچی آواز سے ادا کی سلام پھیرنے کے بعد فرمایا مجھے اللہ کی قسم میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی سنا ہے اور ایسے ہی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ ابن خذیم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ مگر ابن تمیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بسم اللہ اونچی پڑھنے کے بارے میں کوئی حدیث میری نظر سے نہیں گزری دار قطنی کے مؤلف نے لکھا ہے کہ ہزاروں احادیث جمع کرنے کے باوجود اونچی بسم اللہ پڑھنے والی حدیث کہیں نہیں ملی میں مالکی حضرات سے پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی ایسی حدیث ہو تو سامنے لائیں آپ نے قسم کھا کر فرمایا مجھے بسم اللہ اونچی پڑھنے والی کہیں کوئی حدیث شریف نہیں ملی۔

صاحب دار قطنی فرماتے ہیں کہ مجھے نہ تو کوئی حدیث ایسی ملی ہے اور نہ صحابہ کے عمل سے کوئی ایسی بات ملی ہے جس سے نماز میں بسم اللہ اونچی پڑھنے کا جواز ملتا ہو۔ حضرت مولانا نور الحق محدث دہلوی نے تیسیر القاری شرع بخاری میں لکھا ہے کہ ہمارے پاس بعض احادیث صحیح بعض ضعیف ہیں اس طرح طحاوی، عینی، قسطلانی لمعات اور شرع لمعات جیسی معتبر کتابوں میں اونچی آواز سے بسم اللہ پڑھنے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔

شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ بسم اللہ کے بغیر کوئی بھی کام کیا جائے وہ برکت سے خالی ہوتا ہے

Marfat.com

اس کے بغیر ہر کام بگڑنا شروع ہو جاتا ہے صاحب تفسیر روئی نے اللہ تعالیٰ کے تین ہزار ناموں کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک ہزار فرشتوں نے اپنا لئے اور ایک ہزار پیغمبروں نے محفوظ کر لئے ایک ہزار نام ان کتابوں پر موجود ہیں جو انبیاء کرام پر اتری تھیں ان میں تین سو تورات میں ہیں اور تین سو انجیل میں موجود ہیں تین سو زبور میں پائے جاتے ہیں قرآن پاک میں صرف ننانوے نام موجود ہیں ان ناموں ہی میں اسم اعظم ہے ۔ بعض مفکرین کا خیال ہے کہ اسم اعظم بسم اللہ کے اندر ہے ایک بار بسم اللہ پڑھنے سے تین ہزار اسمائے صفات کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور ان تین ناموں میں تین ہزار نام پوشیدہ ہیں جو شخص ایک بار بسم اللہ صدق نیت سے پڑھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اعمال سے تین ہزار برائیاں دور کر دیتا ہے اور تین ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے ۔

بعض مشائخ نماز عصر کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ورد کرتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش ہوتی ہے اور جہاں سورج غروب ہوتا ہے وہاں تک رحمت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے ۔ بسم اللہ ہمارے رکے ہوئے کاموں کو ہموار کرتی ہے ہر تنگی اور سختی میں بسم اللہ کی امداد پہنچتی ہے دشمن کے شر سے محفوظ رکھتی ہے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہر سانس سے بسم اللہ کا ورد کرتے رہیں کلام الٰہی کے شروع میں بسم اللہ کا پڑھنا تو نہایت ضروری ہے ۔

....

تفسیر خازن کے مؤلف علام نے لکھا ہے کہ حمد اور مدح میں بڑا فرق ہے مدح تو احسان اور انعام سے پہلے کی جاتی ہے مگر حمد احسان و کرم کے بعد ادا کی جاتی ہے ۔ حمد ادا کرنے کا تمام بندوں کو حکم دیا گیا ہے ۔ اور اس کی عطا کردہ نعمتوں پر حمد اور شکر ادا کرنا ضروری ہے حمد کا دوسرا نام شکر ہے ۔ یہ شکر ان نعمتوں پر کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کی ہیں ۔ حمد زبان سے ادا کی جاتی ہے مگر شکر اعمال کے اظہار سے ادا کیا جاتا ہے حمد مذمت کی ضد ہے اور حمد ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے لئے کی جاتی ہے جس کا کوئی شمار حساب نہیں ہوتا ۔

رب کے معنی مالک اور پالنے والا ہے تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ عالمین عالم کی جمع ہے کل عالم صرف اللہ تعالیٰ کے زیر حکم اور زیر اقتدار ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات ہیں ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس موضوع پر بڑی تفصیلی گفتگو فرمائی ہے آپ کے

Marfat.com

نزدیک جن اور انسان ایک عالم ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہی مخاطب فرمایا ہے بعض حضرات تفسیر نے عالمین کا معنی علماء کرام کیا ہے ان علمائے کرام میں جنوں اور انسانوں ملائیکہ اور دوسری مخلوقات کے اہل علم آتے ہیں مفسرین نے عالمین کی تعداد پر اختلاف کیا ہے بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار عالم پیدا فرمائے ہیں ان میں چھ سو عالم تو دریاؤں اور سمندروں میں رہتے ہیں اور چار سو خشکی اور فضاؤں میں موجود ہیں بعض علمائے کرام نے اسی ہزار عالم بتائے ہیں جن سے چالیس ہزار سمندروں میں موجود ہیں اور چالیس ہزار جنگلوں اور خشکی میں پائے جاتے ہیں اکثر مفسرین نے اٹھارہ ہزار عالموں کا ذکر کیا ہے ان اٹھارہ ہزار عالموں میں سے یہ دنیا ایک عالم ہے کائنات اولیٰ ایک عالم ہے تو دوسرے عالموں کا کون شمار کر سکتا ہے ؟

رحمٰن ایسا منعم ہے جس نے ان سارے عالموں کو اپنی نعمتوں سے نوازا ہے اور ہر قسم کی نعمت دی ہے جو نعمتیں انسانوں کو نہیں دیں وہ دوسروں کو عطا فرما دی ہیں رحیم اس منعم کو کہا جائے گا جس کے انعامات کے بادل ہمیشہ برستے رہتے ہیں اس کا حدو شمار ہماری عقل و فکر میں نہیں آسکتا۔

رحمٰن اللہ کے لئے خاص نام ہے یہ بندوں کا نام نہیں رکھا جا سکتا لیکن رحیم ایک ایسی صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کے بندوں میں پائی جا سکتی ہے اور بندے کا نام رحیم ہو سکتا ہے بعض حضرات نے اعتراض کیا ہے کہ جب بسم اللہ میں رحمٰن اور رحیم کا نام موجود ہے تو پھر سورۃ فاتحہ میں اس کی دوبارہ ضرورت کیوں محسوس ہوئی یہ دوبارہ ذکر اس لئے ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عمومی و خصوصی ہروقت اپنے بندوں پر برستی رہتی ہے۔

(مالک یوم الدین) کے معنی مفسرین نے روز جزاء کا مالک لیا ہے وہ مالک ہے وہ قادر ہے بود سے نابود کرتا ہے اور نابود سے ہستی کا وجود بناتا ہے اس کی ذات پر کوئی دوسرا حکمرانی نہیں کر سکتا۔ وہ مالک ہے تمام ملکوں کا مالک ہے ہر ایک سے افضل ہے۔ انسان کو عبدالمالک تو کہا جا سکتا ہے مگر عبدالملک نہیں کہا جا سکتا یہ خطاب اللہ تعالیٰ کی ذات سے مختص ہے وہ مالک بھی ہے اور اس کی ملکیت ہر چیز پر حاوی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **(مالک یوم الدین)** اور پھر ایک اور مقام پر فرمایا **(لمن الملک الیوم)** ان آیات کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں انسان بعض چیزوں کا مالک تو ہو سکتا ہے وہ بھی مجازی مالک۔ حقیقی مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت عجز و نیاز سے کرنے کے پابند ہیں

Marfat.com

صاحب خازن نے عبد کا معنی عاجز بندہ لکھا ہے۔

طاعت اس فعل کو کہا جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی عبادت ادا ہو جائے اور اس میں عجز اور انکساری پائی جائے۔ بندہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور ادب کرتا ہے اسے فخر اور تکبر کرنے کی اجازت نہیں ہے یہ نکتہ صاحب تفسیر مظہری اور صاحب معالم التفسیر نے بیان کیا ہے اور صاحب خازن نے بھی اسے اٹھایا ہے تفسیر کبیر، تفسیر جمل اور صاحب بیضاوی اور عزیزی نے تشریح فرمائی ہے انہوں نے طاعت اور اطاعت میں فرق بتایا ہے جو شخص ان دونوں کو ایک ہی جانتا ہے وہ بڑا جاہل اور احمق ہے۔ حضرت مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں **(فلا تجعلوا للہ اندادا)** کی تفسیر کرتے ہوئے بڑی وضاحت فرمائی ہے بعض معترضین نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ، رحمٰن، رحیم، رب، مالک یوم الدین پانچ ناموں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے نام کیوں بیان نہیں فرمائے اس اعتراض کا جواب امام فخرالدین رازی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ انسان تین حالتوں میں محصور ہے ماضی، حال اور مستقبل ہیں۔ جب انسان نابود تھا تو ماضی میں تھا **(کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا)** "تم اللہ سے کیسے انکار کر سکتے ہو جب کہ تم مردہ اور نابود تھے" تم جہالت کی وادی میں مردہ تھے تو علم دیا گیا۔ خصوصاً قرآن پاک کا علم دے کر زندگی عطا کی گئی تمام اندھے اور بہرے تھے اس نے بصارت اور سماعت کی زندگی دی اس طرح انسان نابود سے بود ہوا اللہ تعالیٰ کی ذات تو قدیم، واحد اور بے مثال ہے اس کا علم اور قدرت ازلی ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کو عدم سے زندگی بخشی اسے وجود دیا ان معنوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات رب کہلائے گی۔ مخلوق نابود سے ہستی میں آئی وہ محتاج ہے اس ذات کی جس نے اسے زندگی دی تو اللہ رب بھی ہے، رحیم بھی ہے اور رحمٰن بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا۔ میں رب بھی، رحیم بھی، رحمٰن بھی ہوں اپنی مخلوق کو اس کی ہر ضرورت دیتا ہوں میرے بندے مجھ سے طلب کرتے تھک جائیں گے میں عطا کرتے نہیں تھکوں گا یہ معاملہ حال اور مستقبل کا ہے زندگی میں ہی نہیں مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی عطائیں جاری رہیں گی وہ رحیم ہے، وہ رحمٰن ہے۔

مالک یوم الدین بھی ہے

عبادت اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ امانت اسی کو واپس کی جاتی ہے جس نے دی ہے اللہ تعالیٰ نے سب اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے جب یہ امانت آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کو دی گئی تو انہوں نے

Marfat.com

اس کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔ صرف حضرت انسان آگے بڑھا اور اس امانت کو لے لیا۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت اسی کو لوٹانی ہے جو شخص کسی کی امانت دوسرے کو دیتا ہے وہ بد دیانت ہے اس لئے اب انسان اگر غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ بد دیانت ٹھہرے گا۔

ہم خصوصی طور پر تم ہی سے امداد کے طالب ہیں امداد کی طلب اس لئے بھی ضروری ہے کہ انسان کے اندر تکبر اور غرور کا خاتمہ ہو جائے جو کسی کی امداد طلب کرتا ہے وہ اپنے عجز اور احتیاج کا اعتراف کرتا ہے جس وقت ہم اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرتے ہیں تو اس کی ملکیت کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں اور اپنے عبد ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ یاد رہے دنیا میں تین قسم کے بندے ہوتے ہیں جبری بندے' ایسے لوگ جو با اختیار ہوتے ہیں۔ قدری بندے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہمیں تو کسی چیز کا اختیار نہیں دیا گیا۔ اور ہم پتھر کی طرح بے کار محض ہیں دوسری طرف جبری ایسے لوگ ہیں جو اپنے گناہ و ثواب کے خود مالک ہیں ہمارے علماء کے نزدیک یہ دونوں نظریہ رکھنے والے لوگ مردود اور گمراہ ہیں جبری شرعی اعتبار سے مردود ہیں دوسرا اللہ تعالیٰ کا شریک بنتا ہے صحیح نظریہ تو یہ ہے کہ جو اہل سنت نے اختیار کیا ہے ان کے ہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور غیر اللہ سے روگردانی ہے۔

Marfat.com

اے اللہ ! میں تیری ہی ذات سے امداد کا طالب ہوں اور تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور مجھے تو نے اپنی عبادت کا اختیار دیا ہے اور اس کے باوجود میں تیری امداد کا بھی طالب ہوں یہاں ایک نکتہ سامنے آتا ہے کہ نہ تو غیر سے مطلق امداد لینا ناجائز ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات سے بے نیاز ہو کر کسی کے دروازے پر گرنا جائز ہے - اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کوئی غیر امداد نہیں دے سکتا اور نہ ہی اس کی رضا کے بغیر بھروسہ کیا جاسکتا ہے غیروں کو مستقل مددگار جاننا حرام بھی ہے اور شرک بھی - البتہ اولیاء اللہ جو مظہرانوار الٰہی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے دیئے کمالات سے کچھ حاصل کرنا شرک نہیں اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر حاجت روا ہے - مگر اس کے بندے اس کے مظہرعون ہیں یہی وجہ ہے کہ علماء اہل سنت نے اولیاء اللہ سے امداد طلب کرنے کو جائز قرار دیا ہے صاحب تفسیر عزیزی نے اس بات کو بڑا ہی مستحسن قرار دیا ہے کہ اولیاء اللہ سے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات سے مدد مانگی جائے - ستاروں کے اثرات بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ظاہر ہوتے ہیں مگر براہ راست کسی ستارہ ' جادوگر یا خبیث روح کو حاجت روا تسلیم کرنا بہت بڑی گمراہی ہے بعض لوگ روپے اور سونے کو سامنے رکھ کر سجدہ کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں اس طرح دولت میں اضافہ ہو گا بعض تلسی کے پودے کی پوجا کرتے ہیں بعض آگ اور پانی کو اپنا معبود جانتے ہیں بعض پریوں اور بھوتوں کو ہی خدا مانتے ہیں اس طرح بعض لوگ سورج ' چاند ' اور ستاروں کے سامنے سجدہ کرتے رہتے ہیں سات ستاروں کی بڑی (دب اکبر) کو خدا مانتے ہیں حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر علیہما السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں - یہ تمام کے تمام امور شرک و کفر میں شمار ہوتے ہیں اس موضوع کو صاحب تفسیر عزیزی اور تفسیر کبیر اور دوسرے مفسرین نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے یہ تو قدیم زمانے کی گمراہیاں ہیں اور سابقہ زمانوں کے کفار ان گمراہیوں میں ملوث ہیں ہمارے ہاں بعض جاہل لوگ اپنے پیر کو سجدہ کرتے ہیں اس سجدہ سے سجدہ کرنے والا اور کرانے والا دونوں کفر کے مرتکب ہوتے ہیں حرص و ہوا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والا بھی مشرک ہے - یہ ایسا بت ہے جو انسانوں کے سینے کے اندر موجود ہے اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والے مشرک اسی بت کی پوجا کرتے ہیں -

(ایاک نستعین) میں اللہ تعالیٰ کی نصرت خاص ہے حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ناصر ہے - ہاں مجازی طور پر اولیاء اللہ ' حکماء ' طبیب اور دوسرے ارباب اقتدار امداد کرتے ہیں - قرآن و احادیث سے

Marfat.com

یہ مسئلہ ثابت ہے کہ مجازی طور پر غیر اللہ سے امداد لینا یا فائدہ اٹھانا جائز ہے جس طرح (مارمیت) فرمایا تھا۔ ایسے ہی (ایاک نستعین) فرمایا مارمیت حقیقت ہے اور اذامیت مجاز ہے۔ ایک اور مثال سامنے رکھئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تمہیں طاقت دی ہے اور تیرے بھائی کو تیری طاقت میں اضافہ کے لئے تیرے ساتھ رکھا ہے حالانکہ حقیقت میں طاقت تو اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے بھائی کو تو مجازی طور پر حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا بازو بنا دیا گیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی سیاسی قوت کو بڑھا دیا تھا اس طرح تمام چیزوں پر حقیقی حکمرانی اور ملکیت تو خدا تعالیٰ کی ہے مجازی طور پر اگر وہ کسی کو قوت دیتا ہے یا ایک دوسرے کا مددگار بناتا ہے تو اس بات میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں۔

(لا تھدی من احببت) "اگر آپ چاہیں بھی تو اپنے طور پر کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے" کی حقیقت بھی یہی ہے **(انک لتھدی علی صراط المستقیم)** "آپ یقیناً لوگوں کو صراط مستقیم کی راہنمائی فرماتے ہیں" یہ ایک مجازی عمل ہے اسی طرح قرآن پاک میں **(و للہ العزہ ولرسولہ وللمومنین)** عزت صرف اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے اور اہل ایمان کا حصہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ تو حقیقی عزت والا ہے مگر مجازی طور پر اس نے اس عظیم الشان عزت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو حصہ دیا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کمالات کا بیان کرتے ہوئے قرآن پاک فرماتا ہے کہ آپ کوڑھیوں اور برص زدھوں کو صحت یاب فرماتے ہیں اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں تو اس عمل میں شرک کی کونسی کڑی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مجازی قوت ہے جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام استعمال فرماتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی دوسرا مدد نہیں کرسکتا۔ مگر جب قرآن پاک یہ اعلان فرماتا ہے **(ینصرون اللہ الا تنصروا)** "وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کرتے ہیں" تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حقیقی نصرت تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے مگر مجازی طور پر اہل ایمان بھی اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں۔

حقیقی اور مجازی قوتوں کے اظہار و اختیار کے لئے ہم قرآن پاک سے مزید مثالیں پیش کریں گے الرحمٰن علم القران یہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا سکھایا ہوا علم ہے۔ علم بالقلم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے۔ علمہ شدید القوی اللہ تعالیٰ کے انعامات سے انعام ہے پھر ملک الموت تمہیں موت دیتا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت ہے حالانکہ موت و حیات تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے پھر جن لوگوں نے آپ (حضور

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر بیعت کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی اپنے نبی کے کام کو اپنا کام اور اپنے نبی کے ہاتھ کو اپنا دست قدرت قرار دیا ہے پھر فرمایا (ید اللہ فوق ایدیھم) " اللہ تعالیٰ کا ہاتھ سب پر حاوی ہے " یہ ہاتھ ظاہری طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری کا اعلان تھا۔ پھر استعانت یا مراد کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نماز اور صبر سے مدد لینے اور استعانت طلب کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ نماز اور صبر تو مخلوق ہیں اور خدا کی ذات کے علاوہ ہیں مگر ان سے مدد مانگنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا یہ تمام مجازی قوتیں خدا کی عطا کردہ ہیں ان کے نفاذ، طلب اور استعمال سے شرک واقع نہیں ہوتا۔

حصن حصین جیسی مستند اور عمدہ کتاب میں صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث موجود ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ حضرات انبیاء، اولیاء کے وسیلے سے امداد طلب کرنا جائز ہے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے ایسے امور کے اطلاق کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھا ہے اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور اس کا بندہ سبب ہے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (احیاء العلوم) میں اس موضوع پر بڑی تفصیلی بحث فرمائی ہے جس کی روشنی میں مولانا ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ نے اپنی تفسیر مظہری میں بھی بڑی عمدہ گفتگو فرمائی ہے اور ثابت کیا ہے جو لوگ وسیلے کے منکر ہیں وہ توحید سے انکار کر رہے ہیں اور قرآن پاک کی مندرجہ آیات کریمہ سے بے خبر ہیں اسے لوگ وسیلے کی اہمیت سے ناآشنا ہیں انہیں وسیلے کی نہ حقیقی اہمیت کا علم ہے نہ مجازی مقام سے واقفیت ہے ہم نے سابقہ سطروں میں تفسیر عزیزی کے حوالے سے مظہر عنون الٰہی پر اشارہ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے امداد چاہنا یا مدد مانگنے سے شرک یا کفر کی کوئی علامت سامنے نہیں آتی۔

بعض احمق سماع موتی کی نفی پر گفتگو کرتے ہوئے بزرگان دین کی امداد سے انکار کرتے رہتے ہیں اور (انک لا تسمع الموتی) " یقیناً مردے نہیں سنتے " کی روشنی میں اپنی بات کرتے رہتے ہیں یہ تو وہ مردے ہیں جن کے دل مر چکے ہیں اور حق کی بات سننے سے محروم ہو چکے ہیں (ان تسمع الا من یومن) " وہ شخص سماعت کی قوت سے محروم ہو گیا ہے جو ایمان نہیں لاتا " یہ تو ان پتھر دلوں کی بات ہے جو ایمان کی روشنی ہی سے محروم ہیں (ولو علم اللہ فیھم خیر الا سمعھم) تو اللہ تعالیٰ نے ہی فرمایا ہے انہیں اللہ تعالیٰ قوت سماعت عطا فرماتا تو وہ یقیناً ایمان لے آتے سماع موتی سے انکار کرنے والے اس

Marfat.com

واقعہ کو سامنے رکھیں جب میدان بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی لاشوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا اگر یہ ادراک و شعور سے محروم ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خطاب نہ فرماتے پھر اسلام علیکم یا اہل القبور کے حکم سے سماع موتی اثابت ہوتا ہے ہمارے نزدیک زندہ لوگ اس قدر امداد نہیں کر سکتے جس قدر وفات یافتہ اہل اللہ امداد فرماتے ہیں۔

حضور نبی اکرم صاحب کوثر تسنیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا "مانگو! جو کچھ چاہتے ہو مانگو!" (یہ حدیث مسلم اور مشکوٰۃ شریف میں موجود ہیں)۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اپنی کتاب (فتوح الغیب) میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے دنیا کی مشکلات دور فرماتا ہے یہ اس کی عطا کردہ قوت ہے کہ میں اہل جہاں کی مشکلات کا ازالہ کرتا ہوں مرنے کے بعد تمام مردے زندہ لوگوں کی باتیں سنتے ہیں۔ حضرت صالح علیہ السلام نے عذاب الٰہی میں ہلاک ہونے والی قوم کو خطاب کیا تھا اور کہا تھا۔ اے قوم! میں نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچا دیئے تھے۔ مگر تم لوگ اپنے کفر کی وجہ سے روگردانی کرتے رہے اور انکار کرتے رہے تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر خازن۔ تفسیر مدارک میں قوم کی ہلاکت کے بعد حضرت صالح علیہ السلام کے خطاب کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی ہلاک شدہ قوم کو خطاب فرمایا تھا۔ اس موضوع کی تفسیر حسینی۔ تفسیر رؤفی۔ تفسیر خازن اور صاحب معالم التنزیل نے بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق حبیب نجار کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے تو آپ نے بہشت میں پہنچ کر کفار کو مخاطب کیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرمائی تھی۔ سماع موتی سے انکار کرنے والوں کے لیے یہ اشارے کافی ہیں۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پہلوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن ہونے کے بعد اپنے حجرے میں آنا جانا موقوف کر دیا تھا۔ وہ جانتی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ وفات کے بعد شعور و ادراک کے ساتھ میری باتیں سنتے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہیں۔ ہم ان دلائل کی روشنی میں برملا کہہ سکتے ہیں دور و نزدیک سے پکارنا امداد طلب کرنا تفاسیر' احادیث اور انبیاء کے اقوال سے ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تین دن بعد ایک اعرابی آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اطہر کی طرف منہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فریادی ہوا۔ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے اس کی آواز سنی ۔ اسکی داد رسی کی ۔ اور یہ سارا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کرام کے سامنے ہوا ۔ یہ حدیث ترمذی' ابن ماجہ اور نسائی میں موجود ہے اور اسے سنن بیہقی میں حضرت حاکم سے نقل کیا گیا ہے ۔ حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے وہ نابینا تھے فریاد کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آنکھوں کی بصارت عطا فرمائیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ عرصہ صبر کرو ۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بوڑھا ہو گیا ہوں اب مجھے صبر کی ہمت نہیں آپ فوری کرم فرمائیے ۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا عثمان جاؤ ۔ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرو ۔ اور یوں کہنا ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری مدد فرماؤ ۔ حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا تو ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں ۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے امداد طلب کرنے کا ایک واقعہ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (جذب القلوب) میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق جب مصیبت میں گرفتار ہو تو **(یا عباد اللہ اعینونی)** (اے اللہ کے بندو میری امداد کرو) پکار پکار کر امداد طلب کی جانی چاہیئے ۔ صاحب حصن حصین نے لکھا ہے کہ میں نے اس بات کو کئی بار آزما کر دیکھا ہے پکارنے سے اللہ تعالیٰ کی امداد اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی دستگیری آپہنچتی ہے ۔ احادیث میں یا شیخ پکار پکار کر فریاد کرنا بھی ثابت ہے صاحب بہجۃ الاسرار اور صاحب نزھتہ الخاطر (ملا قاری رحمتہ الباری) اور صاحب زبدۃ الاثار (شیخ عبدالحق محقق و محدّث دہلوی) نے اس قسم کی امداد ۔ استمداد اور استدعا کو جائز قرار دیا ہے ۔ علمائے اہل سنت کے علاوہ دوسرے نظریات رکھنے والے علماء نے بھی ایسی امداد طلبی کو عملی طور پر جائز قرار دیا ہے ۔ وہابیہ کے امام نواب صدیق الحسن خان بھوپالی تفسیر فتح البیان میں اس کے جواز پر قلم اٹھایا ہے اپنے رسالے نفح الطیب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ کہہ کر پکارنے کو جائز قرار دیا ہے قاضی شوکانی جو وہابیوں کے آئمہ میں مانے جاتے ہیں ۔ جناب صدیق حسن خان کی فریاد کو سنتے ہیں ۔

زمرہ رائے درافتاد بارباب سنن
شیخ سنت مددے قاضی شوکاں مددے

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ مجھے حضرت غوث الاعظم رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہ ' حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اپنے سلسلوں میں روحانی فیض دیا ہے۔

سیدھا راستہ

اے اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ جن نیک لوگوں کو تو نے سیدھا راستہ دکھایا ہے اس پر انہیں چلایا ہے ہمیں بھی اسی پر چلنے کی توفیق عنائت فرما (آمین)۔ بعض اوقات انسان ایک کام میں بڑا تجربہ کار اور مشاق ہو جاتا ہے۔ مگر بعض اوقات اسے بھی مزید راہنمائی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے قرآن پاک میں سیدھے راستے (صراط المستقیم) کے مختلف مدارج اور مقامات ہیں اس لیے انسان کو ہر وقت اس طلب کی ضرورت ہوتی ہے نیچے درجے کے راستوں پر چلنے والے بلند درجے کے راستوں پر چلنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ اسی طرح ادنیٰ مقامات پر رہنے والے لوگ اعلیٰ مقامات پر پہنچنے کی جدو جہد کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ بہترین انسان وہی ہے جو سیدھے راستے پر چلے اس پر چلنے کی دعا مانگے۔ کسی دانا کا قول ہے۔ راہ راست برو گرچہ دور است۔

ہمیشہ سیدھے راستے چلو خواہ وہ قدرے دور کا ہی ہو۔ بعض راستے درندوں اور چوروں کے خطرے سے پر ہوتے ہیں۔ بعض راستوں میں کھنڈرات اور سیلاب ہوتے ہیں اے اللہ ہمیں وہ راستہ دے جو ان خطرات سے پاک ہو۔ مسلمانوں کو پانچ وقت کی نماز میں سیدھے راستہ (صراط مستقیم) پر چلانے کی دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ اپنے فضل و کرم سے اسے سیدھے راستہ کی توفیق دے گا۔ چنانچہ جن اہل ایمان اور اہل علم کی وساطت سے سیدھا راستہ میسّر ہو ان کی پیروی لازمی ہے جن حضرات نے سیدھا راستہ اختیار کیا ان میں انبیاء کرام۔ صدیقین۔ شہداء اور صالحین ہیں۔ قرآن پاک کی اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدھا راستہ صرف وہی ہے جو ان چار حضرات یا چار طبقوں نے اختیار کیا تھا۔ انبیاء کرام کا راستہ اختیار کرتے وقت ان رسولوں کے احکام کی پیروی لازمی ہو گی اولیاء اللہ اور صلحاء امت کی اتباع کے لیے ان کی مجالس اور صحبت اختیار کرنا ہوگی۔ شہداء کی رفاقت سے مراد یہ ہے کہ ہر وقت میدان جہاد کے لیے کمربستہ رہے۔ صدیقوں کی رفاقت سے یہ مراد ہے کہ صدق و ایمان کی حرارت کو اپنے سینے میں موجود رکھے۔ دوسرے لفظوں میں صالحین امت اولیاء اللہ کی محبت تلاش کریں اور اولیاء اللہ شہداء کی رفاقت کے طلب گار رہیں اور شہداء صدیقوں کی رفاقت تلاش کریں اور صدیقوں کو

Marfat.com

انبیاء کرام کی رفاقت میسر آئے گی ۔ یاد رہے پہلے تین ایسے مدارج اور مقامات ہیں جو رفاقت سے حاصل ہو جاتے ہیں ۔ مگر نبی کا مقام کسی طرح میسّر نہیں آتا ۔ عام اہل ایمان کے لیے لازم ہے کہ سب سے پہلے صالحین امت کی رفاقت حاصل کریں ۔ صالحین امت اولیاء کرام کی مجالس میں حاضری دیں ۔ اولیاء کرام شہدا اور صدیقین کی مجالس سے فیض یاب ہوں ۔ تفسیر عزیزی میں اس موضوع کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اگر کوئی عام شخص بادشاہ کو ملنے کی تمنا کرے تو اسے لازم ہے کہ سرکاری سپاہی سے تعلق قائم کرے ایسا سپاہی دربار کے رسالدار یا عہدہ دار سے تعلق قائم کر رکھے گا ۔ پھر یہ عہدے دار سلطانی دربار تک پہنچائے گا ۔ دربار تک رسائی کے بعد بادشاہ سے ملاقات ممکن ہو گی ۔ لیکن جو شخص ایسے مراحل اور وسیلے تلاش کرنے یا انہیں اختیار کرنے کو ضروری نہیں جانتا اسے نہ دربار تک رسائی ہو گی نہ بادشاہ کی زیارت ہو گی ۔ جس شخص کو کسی راہبر کی راہنمائی میسّر نہیں ہو گی وہ مختلف مراحل اور درجات طے کرنے میں بڑی مشکل محسوس کرے گا ۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تو اس شخص کی دعا بھی قبول نہیں کرتا جو اس کے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درود کی پناہ نہیں لیتا ۔ یعنی کوئی دعا درود کے بغیر قبول نہیں ہو سکتی ۔ ان دنوں بعض مغرور اور برخود غلط علماء اعلان کرتے ہیں کہ خدا تک رسائی کے لیے کسی پیر' استاد' صدیق و نبی کی اتباع کی ضرورت نہیں ہے وہ کسی قسم کے وسیلے یا امداد کی ضرورت محسوس نہیں کرتے ۔ یہود نصاریٰ ایک طرف انبیاء کرام کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ کر خدا تک رسائی حاصل کرتے ہیں ۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رافضی لوگ اہل بیت سے محبت کا دعویٰ لے کر اٹھتے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے محروم رہ کر خدا تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے وہ اہل بیت سے نسبت قائم تو کرتے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اتباع سے محروم رہتے ہیں ۔ ہمارے زمانے میں جلالیہ اور مداریہ جیسے نئے نئے فرقے پیدا ہوئے ہیں ۔ ان فرقوں کے علاوہ کئی فرقے زمانہ حاضرہ کی نشانی ہیں یہ لوگ ظاہری طور پر طریقت کی نسبت کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ سہروردی یا قادری اور چشتی کہلاتے ہوئے بھی طریقت سے بیگانہ ہیں ۔ یہ لوگ ان پاکیزہ سلسلوں کے وظائف اور اعمال سے دور رہتے ہیں ۔ ان وظائف و اذکار سے محروم ہیں ۔ حال ہی میں غیر مقلدوں کا ایک فرقہ تیار ہوا ہے وہ اپنی زبان سے اپنے آپ کو اہل حدیث کہتا ہے ۔ مگر ظاہری و باطنی روحانیت سے محروم ہے ۔ یہ لوگ زبان سے دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر عمل پیرا ہیں ۔ مگر حقیقت میں حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی اتباع سے دور رہتے ہیں ۔ ان کے اعمال پر غور کیا جائے تو کفار سے ملتے جلتے ہوں گے ۔ یہ گمراہ فرقے (ضالین) کہلاتے ہیں ۔

عرب میں مغضوب اور ضالین ایسے فرقے ہیں ۔ جن سے پناہ مانگی گئی ہے یہ لوگ زبان سے لاکھ بار لکھیں کہ ہم سیدھے راستے پر ہیں مگر یہ غلط راہ پر چل رہے ہیں ایسے گمراہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا یہ لوگ زبانی طور پر اپنے آپ کو انبیاء کرام اور اولیاء سے نسبت بناتے رہیں ۔ مگر باطن میں وہ گم کردہ راہ ہیں ۔ مغضوب لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ان کی ناشکری کی وجہ سے نازل ہوتا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے انعامات پا کر بھی شکر بجا نہیں لاتے ۔ وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق ہیں ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے شکر گذار بندوں پر مہربانیاں کرتا ہے ۔ جو راستہ مطلب پر نہیں پہنچاتا وہ سیدھا راستہ نہیں ہے ، غافل انسان راستہ چلتا بھی جائے تو گمراہ ہو جاتا ہے ۔ اور منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا ۔ بعض اوقات دل پر نفسیانی خواہشات کا قبضہ ہونے کی وجہ سے بھی گمراہ ہو جاتا ہے ۔ ایسے گمراہ انسان کی آنکھوں پر پردہ پڑ جاتا ہے ۔ اس کے کانوں پر بوجھ پڑ جاتا ہے ۔ آہستہ آہستہ اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے ۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے غضب کی مہر لگ جاتی ہے ۔ اس مردہ دل پر وعظ و نصیحت اثر نہیں کرتے ۔

حدیث پاک میں ہے جب مومن ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک کالا داغ پڑ جاتا ہے ۔ اگر وہ اس گناہ سے توبہ کرے تو داغ دھل جاتا ہے ۔ اگر وہ توبہ سے محروم رہتا ہے تو مزید گناہوں سے اسکے دل پر داغ بڑھتے جاتے ہیں ۔ حتیٰ کہ سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے ۔ ایسے دل پر سیاہی چھا جاتی ہے ۔ زنگ آلود ہو جاتا ہے ۔ اور ایسا دل ظلمات کا گھر بن جاتا ہے ۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے جب ایک گناہ گار کے دل کی حالت ہے تو پھر کفار کے دلوں کی کیا حقیقت ہوگی وہ کفر و شرک کی سیاہیوں میں اس قدر سیاہ ہو جاتے ہیں ۔ کہ ان سے نیکی قبول کرنے کی صلاحیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی ہے ۔ مغضوب ایسے کفار کو کہا جاتا ہے جن کا دل سیاہ ہو کر مردہ ہو جاتا ہے ۔ یہ لوگ پے در پے گناہ کرتے جاتے ہیں یہود و نصاریٰ بھی ایسے متواتر گناہ کرنے والے ہیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوتے جاتے ہیں ۔ انہیں اگرچہ کتاب دی گئی ہے ۔ انہیں انبیاء کرام کی ہدایت بھی پہنچائی گئی انہیں اس بات کا علم بھی دیا گیا کہ کون سی چیز حق ہے کونسی باطل ہے مگر وہ غضب الٰہی کی زد میں رہتے ہوئے حق سے انکار کرتے جاتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جنہیں الضالین کہا گیا تھا ۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فاتحہ کو سبع مثانی کہا ہے اسے قرآن عظیم اور سورۃ اعظم بھی کہا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سورۃ فاتحہ جیسی دوسری کوئی سورۃ سارے قرآن پاک میں کہیں نہیں ہے۔ ایسی سورۃ قرآن پاک تو کیا تورات ' انجیل اور زبور میں بھی نہیں ملتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ابتداء کے خزانوں سے چار ایسی چیزیں ملی تھیں جو کسی دوسرے کو نہیں ملیں ایک آیت الکرسی دوسری سورۃ الکوثر اور سورۃ بقرہ کا آخری رکوع پھر سورہ ۃ فاتحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارا قرآن پاک نہ پڑھ سکو تو سورۃ فاتحہ کی تلاوت کافی ہے۔ قیامت کے دن سورۃ فاتحہ کو ترازو میں رکھا جائے گا۔ دوسری پلڑے میں سارا قرآن پاک ہو گا۔ سورۃ فاتحہ سارے قرآن پاک سے سات گنا بھاری ہوگی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دو نور ایسے ملے ہیں جو کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات کریمہ اور سورۃ فاتحہ۔ سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) ملا کر پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ ہر خطرے سے محفوظ فرمائے گا ہاں موت کا ایک خطرہ ہے جس سے کوئی مخلوق بھی محفوظ نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے لیے سورۃ فاتحہ کے دو حصے عطا کیے دونوں میں رحمت اور برات ہے۔ نصف حصہ پڑھنے والا جو کچھ طلب کرے گا پائے گا۔ جب میرا بندہ میری تعریف میں رحمٰن اور رحیم کہتا ہے اور (مالک یوم الدین) کہتا ہے تو میں اعلان کرتا ہوں میرا بندہ جو کچھ مانگے گا دوں گا۔ جب میرا بندہ مجھے (نستعین) تک پہنچ کر یاد کرتا ہے میں رب ہونے کی وجہ سے اس کی نصف آرزوئیں پوری کرتا ہوں۔ جب وہ (والضالین) تک پہنچتا ہے تو اپنے بندے کی تمام آرزوئیں پوری کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! سورۃ فاتحہ ہر بیماری کا علاج ہے۔ لاعلاج امراض کے لیے بعض شرائط کے ساتھ سورۃ فاتحہ اکسیر ہے حضرات مشائخ نے لکھا ہے کہ جو شخص سورۃ فاتحہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ملا کر اکتالیس بار پڑھے گا وہ جس مریض کی شفا طلب کرے گا اسے شفا ملے گی۔ جو شخص فجر کے وقت سورۃ فاتحہ پڑھ کر نماز فجر کی تمام سنتیں اور فرائض کو ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی محتاجی سے محفوظ رکھے گا اگر وہ مقروض ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قرضہ سے نجات دلائے گا اگر اسے کوئی پرانا مرض لاحق ہے تو اس سے شفایاب ہو گا اگر کمزور آدمی سورۃ فاتحہ کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قوت عطا فرماتے ہیں سورۃ فاتحہ آنکھوں کی بیماریوں کے لئے خصوصی علاج ہے اگر اسے

Marfat.com

ضالین ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو اپنے آباؤ اجداد کی نقش قدم پر چلتے ہیں ان کے یہ آباؤ اجداد خواہ گمراہ ہوں یہ ان کے راستوں پر چلتے جاتے ہیں وہ اپنی بے سمجھی نادانی سے انہیں راستوں پر چلتے جاتے ہیں - یہود و نصاریٰ اپنی گمراہیوں میں پھنس کر ضالین کہلاتے ہیں - دوسرے وہ لوگ جو پے در پے گناہ کرتے جاتے ہیں توبہ نہیں کرتے - اور نیکی کی طرف نہیں آتے - تفسیر بیضاوی میں ہے ایسے لوگ بھی مغضوب الہٰی ہیں اور ضال ہیں - جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے غضب کو نہیں پہنچانا - اچھے اعمال سے دور رہا - نیکی سے نفور رہا - ایسے لوگ بھی مغضوب کہلائیں گے - تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ گناہ گار مومن کو مغضوب یا ضال نہیں کہا جا سکتا - مغضوب کا اطلاق یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین پر ہوتا ہے - یہ مسئلہ تفسیر خازن، معالم التنزیل، تفسیر مدارک اور تفسیر مظہری میں متفقہ طور پر لکھا گیا ہے - بعض مفسرین نے بدعت کے عادی لوگوں کو بھی مغضوب لکھا ہے اور تارک سنت کو ضال کہا ہے -

ضاد کا اصل تلفظ

فقہاء کرام میں ضاد کے اصل تلفظ پر اتفاق ہے کہ اسے نہ (ظ) کی طرح ادا کیا جائے اور نہ (ز) کے مخرج سے ادا کیا جائے - قرات کی معتبر کتابوں جن میں کبیری - منیتہ المصلی اور ہدائیہ کی شرح شامل ہیں اس مسئلے کی وضاحت موجود ہے - درالمختار کی شرح درالمختار میں ایسے شخص کو مفسد قرار دیا گیا ہے - جو ضاد کو (ظ) یا (ز) کے مخرج سے ادا کرتا ہے - ان کتابوں میں اسلاف کے اقوال موجود ہیں جو ہمارے دعویٰ کی تائید کرتے ہیں - درالمختار میں یہاں تک لکھا گیا ہے کہ جو شخص ضاد کے تلفظ کو غلط پڑھے گا - اسکی نماز کے بارے میں دریافت ہوگی - قاضی ابو عاصم رحمتہ اللہ علیہ نے خزانہ میں لکھا ہے کہ جو شخص ضالین کو (ز) یا (ظ) کے مخرج سے پڑھے گا اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی - فتاویٰ بزازیہ میں بھی یہی فتویٰ موجود ہے - اندریں حالات ضاد کو (ز) اور (ظ) پڑھنے والے اپنی نماز کو خراب کرتے ہیں - اسی طرح جو اسم ضاد کو (ظ) یا (ز) کے مخرج سے ادا کرے گا اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہوگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ایسی نماز ادا کرو جس طرح مجھے پڑھتا دیکھتے ہو - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ضاد کو اس طرح ادا کرتا ہوں جس طرح اس کا حق ہے - ان احادیث کے ہوتے ہوئے جو بھی شخص غلط تلفظ کرتا ہے وہ یقیناً غلطی پر ہے -

سورۃ فاتحہ کے فضائل

Marfat.com

سات بار خالص نیت سے پڑھ کر آنکھوں پر انگلیاں پھیری جائیں تو بصارت قائم رہے گی۔

سورۃ فاتحہ کے اسرار حد و حساب سے زیادہ ہیں ارباب تصوّف اس سورۃ کے اسرار کو جانتے ہیں حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے سامنے بڑے سے بڑا مشکل کام یا اہم معرکہ ہو وہ سورۃ فاتحہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس مشکل کو آسان فرماتا ہے نماز مغرب کے فرائض اور سنتیں ادا کرنے کے بعد اسی جگہ بیٹھ کر سورۃ فاتحہ چالیس بار پڑھی جائے اور اپنی مراد کے لئے اس کی بارگاہ میں سوالی بن کر ہاتھ اٹھائے تو جو مراد ہوگی پوری ہو کر رہے گی۔ اگر ہم سورۃ فاتحہ کے فضائل لکھنا شروع کریں تو عمریں ختم ہو جائیں دفتر مکمل ہو جائیں مگر ان فضائل سے ایک حصہ بھی بیان نہیں ہو سکے گا۔

نماز میں سورۃ فاتحہ فرض ہے یا واجب ؟

سورۃ فاتحہ کا نماز کے دوران پڑھنا نہایت ضروری ہے مگر علماء اور محدثین کی مختلف آراء ہیں کہ آیا اس کا پڑھنا فرض ہے یا واجب حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اس کی تلاوت فرض قرار دیتے ہیں ان کے سامنے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے "کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی" دوسری طرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز ناقص رہ جاتی ہے حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ تو امام کے پیچھے اور اکیلے بھی فاتحہ کا پڑھنا فرض بتاتے ہیں جبکہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا مکروہ قرار دیتے ہیں ابن ماجہ، نسائی شریف اور ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے ایک حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اطاعت اور اتباع کے لئے آگے کھڑا ہوتا ہے اور مقتدی پابند ہیں کہ ان کی اتباع کریں جب امام تکبیر کہے تو سارے مقتدی بھی تکبر کہیں جب قرات پڑھے تو تمام نمازی امام کی قیادت میں خاموش رہیں قرات کے وقت خاموش رہنا فرمانبرداری کی علامت ہے۔

Marfat.com

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسِتٌّ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ هُدًى
لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ لا
وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ
اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ ط

Marfat.com

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ خَتَمَ
اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ أَبْصَٰرِهِمْ غِشَٰوَةٌ ۖ وَلَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

(ترجمہ) وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے بیشک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ○

الم - قرآن پاک کے حروف مقطعات میں سے ایک ہے - یہ ایک سربستہ راز ہے جس کا آغاز سورۃ بقرہ سے ہوا ہے قرآن پاک کے کئی اور مقامات پر بھی حروف مقطعات آئے ہیں یہ حروف بھی الم کی طرح اسرار و معارف سے بھرپور ہیں ان اسرار و رموز کو عام اہل علم سمجھنے سے قاصر ہیں تاہم ان پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ یہ قرآن پاک کا حصہ ہیں البتہ ان حروف کے مطالب اور اسرار و معارف سے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو آگاہ فرمایا ہے انبیاء کرام اور خاص اولیاء عظام ان حروف کے اسرار سے آگاہ ہیں -

سورۃ بقرہ قرآن پاک کی وہ سورۃ ہے جو مکمل طور پر سب سے پہلے مدینہ منورہ میں نازل وئی اس میں صرف ایک ایسی آیت ہے جو مکی ہے اس سورۃ میں ۲۸۷ آیات کریمہ ہیں چھ ہزار ایک سو اکیس الفاظ ہیں پچیس ہزار پانچ سو حروف ہیں اور چالیس رکوع ہیں - سورۃ بقرہ کے فضائل میں ایک بات یہ بھی ہے کہ یہ جس گھر میں پڑھی جائے وہاں سے ارواح خبیثہ اور شیطان بھاگ جاتے ہیں قرآن پاک نازل

Marfat.com

ہوا تو سورۃ بقرہ کی پہلی آیت کریمہ نے کلام اللہ کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور یہ وہ سورۃ ہے جس کا سیدّالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا تھا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن پاک ایک ہدایت ہے ایک ہادی ہے اس آیت کریمہ کے معانی یہ ہیں کہ یہ رشدو راہنمائی کا ذریعہ ہے اس طرح قرآن پاک ہادی بھی ہے ' راہنما بھی ہے اور رشدو ہدایت کا سرچشمہ بھی ہے اگرچہ عمومی طور پر قرآن پاک تمام جنات اور انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا تھا تاہم خصوصی طور پر یہ متقین کے لئے مشعل ہدایت ہے اور ان کی راہنمائی فرماتا ہے۔ تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ قرآن پاک ان گمراہوں کو بھی ہدایت بہم پہنچاتا ہے جو گناہ کرنے کے بعد تقویٰ اختیار کر لیتے ہیں تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ ہر اس بری چیز سے دور رہا جائے جسے شریعت نے برا کہا ہے چنانچہ متقی وہ شخص ہے جو امرونہی کی پابندی کرے۔ لوگوں میں پھیلی ہوئی نفسانی برائیوں سے بچا رہے حرام سے اجتناب کرے فرائض پر قائم رہے گناہوں سے دور رہے اور بیہودہ گوئی سے باز رہے۔

ایمان بالغیب

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ دل سے تصدیق کرنے کو ایمان کہتے ہیں ایمان کے بعد اعمال کا مقام آتا ہے۔ تفسیر مدارک میں ہے کہ ایمان ایک قلبی تصدیق اور اقرار کا نام ہے عمل ایمان کا حصہ نہیں ہے ہمارے عقائد کی مستند کتابوں میں لکھا ہے کہ بد عملی کی وجہ سے ایمان سلب نہیں ہوتا محض زبان سے ارادہ کرنا اور دل کی تصدیق نہ کرنا ایمان سے محرومی کی دلیل ہے دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار ضروری ہے۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ اگر کسی خطرے کی بنا پر زبان سے علانیہ اقرار نہ بھی کیا جائے مگر دل میں تصدیق کرلیا جائے تو ایمان درست ہو جاتا ہے تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اعمال کو ایمان کا حصہ قرار نہیں دیا اعمال کی حدود و مقامات جداگانہ ہیں اگرچہ اہل طریقت کے نظریہ میں تصدیق و عمل دونوں کا نام ایمان ہے مگر اہل ظاہر کے لئے تصدیق بالقلب ہی ایمان کی دلیل ہے ایمان میں کمی و بیشی نہیں ہوتی ہاں نیک اعمال کی وجہ سے ایمان کے درجات اور مقامات بلند ہوتے ہیں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ فلاں کا ایمان بڑھ گیا یا کم ہوا ہے۔ صاحب تفسیر عزیزی نے ان کی تردید فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ ایمان کے نور میں اضافہ یا کمی تو ہوتی رہتی ہے مگر ایمان میں کمی و بیشی نہیں ہوتی کامل حضرات کے ایمان اپنے کمالات اور شان و شوکت کے اعتبار سے مزین ہوتے ہیں اور شرح صدور کی دولت سے مالا مال ہوتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

اشیاء کی حقیقت سے واقفیت کا نام غیوب الغیب ہے اس واقفیت کے مختلف مدارج پر انبیاء کرام فائز ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے انہیں خاصہ حصہ ملا ہے۔ ایمان مجمل اور ایمان مفصل بھی نور ایمان کے مختلف مراتب ہیں۔ نیک اعمال سے ایمان کی نورانیت جگمگا اٹھتی ہے اور دل پر ان نورانی شعاعوں کے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس طرح نیک اعمال سے ایمان کے انوار چمکتے ہیں اسی طرح بے عملی اور بد اعمالی کی وجہ سے قوت ایمان کمزور پڑتی جاتی ہے۔ ایک گناہ کرنے سے دل پر ایک سیاہ داغ پڑ جاتا ہے اگر توبہ کی جائے تو یہ سیاہ داغ دھل جاتا ہے لیکن اگر پے در پے گناہ کئے جائیں تو دل سیاہ داغوں سے بھر جاتا ہے حتیٰ کہ دل مکمل سیاہ ہو جاتا ہے اب یہ وہ مقام ہے جہاں ایمان میں کمزوری واقع ہونے لگتی ہے۔

اہل سنت و جماعت کے اکابر نے لکھا ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ نہیں ہیں فقہ اکبر میں اس مسئلہ کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا یہ اجماع ہے کہ بداعمالی سے ایمان ضائع نہیں ہوتا اور گناہوں سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ ہزار بار زنا کرے، شراب پیئے، لوگوں کے حق مارے مگر کافر نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک کافر ہزاروں نیک کام کرے وہ مومن نہیں ہو سکتا اسی طرح جب تک ایک مومن کسی کفر کا ارتکاب نہ کرے وہ ایمان سے محروم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اہل ایمان کسی نہ کسی وقت توبہ کر سکتا ہے فسق و فجور سے توبہ کی جا سکتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو توبہ کرنے کا فرمایا ہے ورنہ گناہوں کے بعد اگر ایک مومن کافر ہو جاتا تو اسے توبہ کی دعوت نہ دی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو توبہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اہل کفر اور اہل شرک کو توبہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو!

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام جنت میں قیام فرما تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اس درخت کے نزدیک نہ جائیں مگر حضرت آدم علیہ السلام نے اس درخت سے پھل کھا لیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تجدید ایمان کے لئے نہیں بلکہ توبہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ کی تھی۔ از سر نو ایمان نہیں لائے تھے۔ قرآن پاک نے ایک اور مقام پر ہاروت و ماروت کے کردار کو بیان فرمایا ہے کہ انہوں نے زنا، شراب اور قتل و غارت کا ارتکاب کیا۔ تو انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا گیا ان گناہوں کی وجہ سے ان حضرات کو کافر یا مشرک قرار نہیں دیا گیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہنا چاہیئے۔ اسی طرح کسی مسلمان کو منافق اور مشرک نہیں کہنا چاہیئے۔ اہل قبلہ سے اگر کوئی

Marfat.com

شخص مرجائے تو اس پر نماز جنازہ ادا کرو۔ یہ حدیث سواد اعظم کے تمام افراد تسلیم کرتے ہیں اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں غیب کیا ہے ؟ انبیاء کرام کے وہ معجزات اور انکشافات جو عام لوگوں کی ہدایت کے لیے سامنے آئے ہیں ہمارے لیے غیب ہیں۔ مگر انبیاء کرام پر واضح اور ظاہر ہوتے ہیں انبیاء کرام کو غیب داں ماننا ضروری ہے۔ حضرت ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ تین چیزیں عام لوگوں سے غیب ہیں۔ فرشتے' پل صراط' عذاب قبر وغیرہ ہزاروں چیزیں غیب ہیں۔ اگرچہ ان مقامات پر انبیاء کرام کی نگاہ ہے مگر ہمارے لیے یہ غیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات غیب ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان تمام غیوب پر ایمان لانا ضروری ہے اور انہیں بلا دیکھے تسلیم کر لینا ہمارے ایمان کی علامت ہے خدا کو بلا دیکھے الہامی ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس ہمارے بہت قریب ہے مگر وہ اتنی لطیف ہے کہ ہماری نظریں اس کا تصوّر کرنے سے قاصر ہیں۔ ہماری نظریں حادث ہیں۔ اس کی ذات قدیم ہے حادث قدیم کو نہیں دیکھ سکتا۔ ہمارے یہ نصیب کہاں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کو دیکھ سکیں مگر ذرے ذرے سے اس کی قدرت کے مظاہر اور انوار جھلکتے ہیں اور ہم اس کی ذات پر ایمان رکھتے ہیں (**لا تدرک الابصار**) آنکھوں میں یہ ادراک نہیں کہ اسے دیکھ سکیں۔ ہم شہودی ایمان کے قائل ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ذات تو وراء الوریٰ ہے۔ نہ ہماری آنکھ اس کی ذات کا احاطہ کر سکتی ہے اور نہ ہمارا وہم و خیال اسے اپنے اندر سما سکتا ہے۔ ہمارے اذہان اور افکار اس کی ذات تک نہیں پہنچ سکتے ابو یعلیٰ اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں ایک دن حضرت سیدّ الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے صحابہ سے سوال کیا تمہارے نزدیک سب سے افضل ایمان کن لوگوں کا ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کا ایمان افضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتوں کے ایمان لانے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے وہ تمام حاجات سے مبرّا ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی قربت کی سعادت حاصل ہے مگر حضرت انسان کے سامنے تو ہزار ہا رکاوٹیں اور نارسائیاں ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر انبیاء کرام کا ایمان افضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء کرام کے ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ سہولت عطا فرمائی ہے کہ انہیں نبوت کے مراتب عطا فرما کر اپنے قریب کر لیا ہے جو عام انسانوں کو نصیب نہیں ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! پھر ان لوگوں کا ایمان افضل ہے جو انبیاء کرام کی مجالس سے فیض یاب ہوتے ہیں انہوں نے دین پر اپنی جانیں

Marfat.com

قربان کر دیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ان حضرات کو انبیاء کرام نے تربیت دی ' راہنمائی فرمائی ' انہیں ایمان لانے میں کوئی مشکل اور دشواری نہیں آئی پھر صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ سب سے افضل ایمان کن لوگوں کا ہے ۔ آپ نے فرمایا آنے والے وہ لوگ افضل ایمان والے ہوں گے ۔ جنہوں نے مجھے دیکھا نہ سنا مگر بلا دیکھے بلا سنے میری رسالت کا اقرار کریں گے خدا کی وحدانیت پر ایمان لے آئیں گے ۔ میری امت کا یہ طبقہ افضل ایمان کا مالک ہوگا ۔ یہ نکتہ صاحب تفسیر رؤفی نے بڑی وضاحت سے لکھا ہے ۔ افضل الایمان حضرات کپڑے صاف ' جائے نماز پاک ' بدن پاک کر کے قبلہ رخ ہوں گے اور اسلام کے احکام کی پیروی کریں گے وہ اس طرح میرے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے مجھ سے محبت کریں گے ' میرے احکام پر چلیں گے ۔ میرے صحابہ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا مگر مجھے دیکھا مگر بعد میں آنے والے لوگ نہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکے نہ مجھے وہ ایمان بالغیب کی دولت سے مالا مال ہوئے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسی نماز ادا کرو جس طرح میں ادا کرتا ہوں ۔ نماز کے لیے کھڑے ہوتے وقت جب تکبیر تحریمہ کہہ دی جاتی ہے تو تمام چیزوں کو چھوڑ کر صرف ذات الٰہی کا تصور قائم ہوتا ہے تو پھر نماز کامل ہوتی ہے یہ افضل الایمان ہونے کی ایک علامت ہے ۔ یہ ہے ایمان بالغیب کا وہ تصور جسے سورۃ بقرہ کے آغاز میں دیا گیا ہے ۔ خالص عبادت بھی یہی ہے کہ غیر اللہ کے تصور سے دور ہو کر سجدہ کیا جائے ۔ دل میں دنیا کے اندیشوں کے تصورات رکھ کر نماز پڑھنا اہل حقیقت کے نزدیک نادرست ہے ۔ نماز میں صرف اس کی ذات مقدسہ کا تصور ہی ہونا چاہئے ۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو میدان فدک میں تیر لگا تو بدن میں پیوست رہا ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز میں کھڑے تھے ۔ دوستوں نے اسے نکال دیا مگر آپ کو درد کا احساس تک نہ ہوا ۔ یہ محویت ہے جسے کاملوں کی نماز کا حصہ قرار دیا گیا ہے ۔ تیر نکالنے پر آپ کے زخموں سے خوں بہنے لگا ۔ مصلیٰ خوں آلود ہو گیا ۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مصلے پر خون دیکھا تو پوچھا یہ خوں کہاں سے آیا ۔ دوستوں نے صورتحال بیان کی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ۔ خدا کی قسم ! مجھے اس بات کا احساس تک نہیں ہوا کہ آپ لوگوں نے اسے کب نکالا تھا ۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ انسان کو جس چیز سے فائدہ حاصل ہو وہ رزق کہلاتی ہے ۔ مال اولاد تمام رزق میں شمار ہوتے ہیں ۔ اس قسم کے رزق سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اور قربان کرنا ضروری ہے زکوٰۃ ' خیرات اور نذرانے تمام کے تمام رزق کی تقسیم میں آتے ہیں میدان جہاد میں جان کی قربانیاں

Marfat.com

بھی اسی رزق کی تقسیم کا حصہ ہیں۔ اہل ایمان کی امداد کے لیے اپنا مال خرچ کرنا بھی اسی ضمن میں آتا ہے ایسے اخراجات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سامنے لانا ایمان کا تقاضا ہے۔ ایسے اخراجات میں اسراف کرنا۔ فضول خرچی کرنا۔ اس حکم کی خلاف ورزی ہے۔ تفسیر خازن میں محی السنہ نے لکھا ہے کہ جو لوگ ان کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو انبیاء کرام پر نازل ہوئیں وہ اس کتاب (قرآن پاک) پر بھی ایمان لاتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی انجیل' تورات' زبور اور دوسرے صحیفے اور احکامات کو تسلیم کرنا ایمان کی علامت ہے پھر قیامت کا ماننا اور میدان حشر و نشر کے تمام معاملات پر ایمان لانا ایمان بالغیب ہے۔

قیامت اور حشر کے مقامات اور مصائب پر ایمان لانا شرط ایمان ہے ان سختیوں میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی طلب اور اس کی بخشش کے لیے آیات قرآنی میں بڑی تاثیر رکھی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصی طور پر تینتیس آیات کریمہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جن میں سورۃ بقرہ کی الم سے مفلحون تک چار آیات بڑی اہمیت رکھتی ہیں' سورۃ فاتحہ کی سات آیات کریمہ بھی ایسی ہی بابرکت آیات کریمہ ہیں' آیت الکرسی' (آمن الرسول) سے آخر میں سورۃ بقرہ' (شھد اللہ) سے حکیم تک' (آل عمران) (ان ربکم اللہ الذی)' (سورۃ اعراف) (فتعالی اللہ الملک الحق المبین)' (سورۃ مومنون) (وانہ تعالی جد ربنا)' (سورۃ جن) اور سورۃ صافات کی دس آیات کریمہ' سورۃ حشر کی تین آیات کریمہ' سورۃ اخلاص معوذ تین یہ تینتیس آیات کریمہ خصوصی طور پر قیامت پر ایمان کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ سونے سے پہلے ان آیات کریمہ کی تلاوت عذاب قیامت میں تخفیف کا ذریعہ ہے صاحب طبرانی نے بیہقی بن عمر کی روایت شوک الایمان میں درج کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کو قبر میں اتارنے کے بعد سورۃ بقرہ کی پہلی آیات کریمہ پڑھنے سے عذاب قبر سے نجات ملتی ہے اسی طرح سورۃ بقرہ کی آخری آیات کریمہ کی تلاوت سے منکر نکیر کے سوالات کی سختی سے نجات حاصل ہوتی ہے تفسیر خازن میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت لکھی ہے کہ جو شخص مذکورہ بالا تینتیس آیات کریمہ تلاوت کرے گا اس کا گھر چور ڈاکوؤں سے محفوظ رہے گا۔ صالحین امت اور ہمارے اسلاف ان آیات کریمہ کی تلاوت سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں مگر ان دنوں بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے اپنی محرومی کا اعتراف کرتے ہوئے ان آیات کریمہ کی برکات سے انکار کرنا شروع کر دیا ہے۔

Marfat.com

آگے آنے والی آیات کریمہ میں سے چار آیات کریمہ اہل ایمان کے متعلق ہیں اور دو کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ان کے بعد تیرہ آیات کریمہ ایسی ہیں جن میں منافقین کا حال بیان کیا گیا ہے ۔

....

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا
يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩﴾ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ
فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿١٠﴾
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿١١﴾
اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ
اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ
هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ
وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٤﴾
اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١٥﴾ اُولٰۗىِٕكَ
الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا
مُهْتَدِيْنَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَاۗءَتْ
مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧﴾

Marfat.com

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ
فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ
مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِیْطٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾
یَكَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا
فِیْهِ ۙۗ وَ اِذَاۤ اَظْلَمَ عَلَیْهِمْ قَامُوْا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ
بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾ ع

(ترجمہ) اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ع۱ بدلہ ان کے جھوٹ کا اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں سنتا ہے! وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے ان کی کہاوت اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اٹھا اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا بہرے گونگے اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں یا جیسے آسمان سے اترتا پانی کہ اس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں

Marfat.com

اچک لی جائیں گی جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا بیشک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ○

کفر کیا ہے

شریعت میں حق سے انکار کرنا کفر ہے پھر سچائی کو چھپانا بھی کفر ہے۔ قدیم عربی زبان میں رات کے اندھیرے اور (پردے) کو کفر کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود نہ ماننا بھی کفر ہے۔ بعض لوگ ابلیس کی طرح دل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار تو کرتے ہیں مگر زبان سے اعتراف نہیں کرتے۔ امیہ بن صامت اور ابو طالب بن عبدالمطلب قلبی طور پر اسلام کو حق جانتے تھے۔ مگر زبانی اعتراف سے محروم رہے۔ کفر کی طرح نفاق بھی ایسی ہی چیز ہے کہ زبانی طور پر اسلام کا اعتراف کرنا۔ مگر اندرونی طور پر اس کے کمالات پر نکتہ چینی کرتے رہنا۔ ہم چار ایسے نظریات بیان کرتے ہیں جو کفر کی نشاندہی کرتے ہیں پھر تمام کفری نظریات ان چار خیالات سے پھیلتے چلے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کرنا کفر ہے۔ ان چیزوں سے انکار کرنا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھیں۔ کسی نبی کی نبوت سے انکار کرنا کفر ہے۔ ان چار چیزوں کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے، اور وہ مشرک کی طرح ہمیشہ ہمیشہ عذاب عظیم میں رہے گا۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ ایسے یہودی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر ہیں کافر ہیں اور ہمیشہ عذاب کے مستحق ہیں۔ (انذر) کا معنی ہے ڈرانا۔ یاد رہے ہر ایک معلم (نبی) منذر ہے مگر ہر منذر معلم نہیں ہو سکتا۔

کفار کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی مہر

کفار کے دلوں پر مہر کا مسئلہ اہل علم و فکر کے ہاں زیر بحث رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کفار کے دلوں کی کیفیت کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اس کا ان کے دلوں کی سیاہیوں پر مہر لگانا اس کے منشاء کے عین مطابق ہے اور پھر کفار کے پیہم انکار اور بد اعمالیوں کا نتیجہ تھا کہ ان کے دلوں پر مہر لگا دی جائے۔ صاحب تفسیر عزیزی نے لکھا ہے کہ جب کفار کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی مہر لگ گئی تو وہ اچھی بات سوچنے سے محروم ہو

Marfat.com

جاتے ہیں۔ الہام اور کشف کی ساری قوتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ اس کے دلوں کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ نہ وہ ہدایت کی روشنی باہر سے حاصل کرنے کی صلاحیت پاتے ہیں اور نہ ان کے دلوں کے اندر ایسی حرکت پیدا ہوتی ہے کہ وہ حق بات کی جستجو میں تڑپ سکیں۔ ان دلوں پر مہر لگنے کے بعد وہ ہمیشہ عذاب الٰہی میں رہیں گے۔

بعض اہل خرد نے اعتراض کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ اور ان کے بس میں کچھ نہیں رہا تو عذابِ الٰہی نازل کرنا کیسی بات ہے مفسرین نے یہاں اس اعتراض کا جواب یوں دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے کردار اور مسلسل انکار حق پر مہر لگائی ہے ایسا نہیں کہ پہلے مہر لگا دی گئی ہو اور پھر ان سے عمل کی توقع رکھی گئی ہو۔ ان کے کفر پر دوام کی وجہ سے مہر لگی ہے ان کے دل کفر کی سیاہیوں سے مردہ ہو گئے پھر جا کر مہر لگی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی تمام انسانوں کی طرح دیکھنے سوچنے اور سننے کے صلاحیت دی تھی اور انہیں پوری آزادی تھی کہ وہ حق کی تلاش کے لیے آگے بڑھیں قرآن پاک میں آیا ہے کہ ہم نے ہر ایک کو ایسا راستہ دکھایا تھا۔ وہ اس پر چل کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے یا کفر اختیار کرے اس کی مثال یوں سامنے رکھیں کہ ایک باغ کے مالک نے اپنے غلاموں کو اجازت دی کہ وہ باغ میں جا کر جس پھول کو چاہیں سونگیں اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہوں۔ پھر انہیں یہ بھی اجازت دی کہ جس پھل یا پھول کو پسند کرو اس کو توڑو یا سونگھو۔ لیکن ایک بات یاد رکھو کہ باغ کے پودے یا درخت نہ اکھاڑنا۔ اس انعام اور اکرام کے باوجود اگر کوئی غلام ایسی حرکات کرتا ہے جس کا مالک نے حکم نہیں دیا تھا ظاہر ہے اس پر مالک کا غصے میں آنا غضبناک ہونا یا سزا دینا انصاف کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کائنات ارضی کی تمام نعمتوں سے نوازا ہے لیکن جو لوگ پھر بھی انکار اور کفر کا راستہ اختیار کرتے ہیں انہیں سزا سے کون بچا سکتا ہے۔

منافقین کا حشر

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی سزا بھی کافروں کی طرح ہمیشہ ہمیشہ جنہم میں رہنا ہے ان منافقین کا کردار اتنا بھیانک تھا۔ کہ زبان سے مسلمانوں کی حمایت کرتے مگر جب علیحدہ ہوتے تو اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خدا کو دھوکہ دینے والے قرار دیا۔ پھر فرمایا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ تو نہیں دے سکتے ہاں یہ اپنے آپ کو خود فریبی میں مبتلا رکھے ہوئے ہیں۔ وہ

Marfat.com

مسلمانوں کی تلواروں کے خوف سے زبان پر کلمہ لاتے ہیں۔ مگر دلوں میں کفر کی سیاہیاں پائے ہوئے ہیں عربی لغت میں خدیعت مکر اور فریب کو کہا جاتا ہے۔ مخادعہ دونوں طرف سے دھوکے کا اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کسی کو دھوکہ نہیں دیتا۔ کسی سے فریب نہیں کرتا۔ ان نقائص سے اس کی ذات منزا ہے۔ مگر منافق لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ جس طرح ان کے اپنے دلوں میں مکرو فریب ہے شائد اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ان سے ایسا ہی برتاؤ کرتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ایسے مکرو فریب سے بے نیاز ہے اس کا فیصلہ تو اٹل ہوتا ہے۔ اور وہ منافقین کو جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔

دلوں کے مریض

منافقین کی قلبی کیفیت یہ ہے کہ وہ پے در پے کفر اور انکار کا ارتکاب کرتے جاتے ہیں ان کے دل اس بیماری میں گرفتار ہیں۔ وہ اصلاح قلب کی بجائے خرابی دل کا سامان اکٹھا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ان پر ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ مگر وہ اسے ان آیات الٰہیہ اور نشانیوں کو دیکھ کر ایمان لانے کی بجائے اپنے کفر اور نفاق میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بیماری کو ان کی تباہی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم ان کی اس بیماری کو زیادہ کرتے جائیں گے۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ منافق دل کی ایسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے۔ جو روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ جو دل شرک اور کفر کی آلائشوں سے پاک ہے وہ دل صاف بھی رہتا ہے اور تندرست بھی مگر منافق کا دل ہر وقت خدشات اور کفریات میں رہ کر اپنی بیماری میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ ایسے منافقین کے سوچنے کا انداز عجیب و غریب ہوتا ہے۔ قرآن پاک نے اسکی نشاندہی کی ہے جب مسلمان انہیں کہتے ہیں کہ دنیا میں فساد کرنے سے باز آؤ۔ وہ فوراً کہتے ہیں ہم فسادی نہیں ہم تو صلح جو اور پرامن ہیں۔ جب مسلمان انہیں کہتے ہیں کہ کفر سے ہاتھ روک دو اور ایمان لانے والوں کو اسلام قبول کرنے سے نہ روکو۔ وہ چالاکی سے جواب دیتے ہیں ہم تو کسی کو نہیں روکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جھوٹ کو ظاہر کر دیتا ہے۔ یہ لوگ جب اپنوں میں بیٹھتے ہیں کیا ہم ایسے لوگوں کی طرح ایمان لے آئیں جو اپنی بیوقوفی سے اسلام میں آگے جا رہے ہیں۔

عبداللہ ابن اسلام (یہودی تھے) جب اپنے احباب کو لے کر حلقہ اسلام میں آئے۔ اور مہاجر اور انصار جوق در جوق دائرہ اسلام میں جمع ہونے لگے۔ تو یہودیوں نے ایسے لوگوں کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ وہ اپنے آپ کو عقلمند کہتے۔ مگر اہل ایمان کو بیوقوف قرار دیتے۔ پھر جب وہ اپنے سرداروں کی مجالس میں

Marfat.com

جاتے تو کہتے ہم تو مسلمانوں سے مذاق کر رہے تھے۔ ان سرداروں میں ایک وہ زبانی طور پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خوشامد کرتا رہتا تھا۔ مگر ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے برملا کہا۔ عبداللہ! یہ عادت چھوڑ دو۔ اللہ سے ڈرو اور منافقت چھوڑ دو۔ وہ برملا کہنے لگا! حضور آپ ہمیں منافق نہ کہیں ہم آپ ہی کی طرح مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس منافق کی اس حرکت پر یہ آیات کریمہ نازل فرمائی۔ اور منافقین کی عادات سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا۔ کہ یہ لوگ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ میں عام مسلمانوں سے مل جاتے ہیں۔ اور کلمہ بھی پڑھ لیتے ہیں۔ ان کے ظاہری اعمال مسلمانوں کی طرح ہی ہیں۔ جب انہیں ان کے سردار تنبیہ کرتے تو وہ کہتے ہم تو مسلمانوں سے مذاق کر رہے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے سرداروں کو شیاطین کہہ کر پکارا ہے یہ سرکش اور چالاک لوگ منافقت کے مجسمے تھے۔

اللہ یستھزی

قرآن پاک میں منافقین کی ایک عادت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں سے مذاق اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے منافقین کے اس مذاق اور استہزاء کے جواب میں ان سے مذاق کرتا ہے۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مذاق یہ ہے کہ مسلمان ان منافقوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں وہ انہی منافقانہ حرکات میں مگن رہیں۔ تاکہ ان کی بداعمالیوں میں خود بخود اضافہ ہوتا رہے۔ دوزخ کا عذاب سخت ترین عذاب ہے۔ یہ منافقین اس عذاب میں دھنستے چلے جا رہے ہیں۔ یہی ان کے کردار کی سزا ہے دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے۔ یہاں انسان سو سال بھی زندہ رہے تو عمر کا یہ عرصہ نہایت قلیل ہے۔ منافقوں کو یہ احساس نہیں کہ زندگی کے چند روزہ عذاب تو معمولی ہیں مگر آخرت کی طویل زندگی جس عذاب سے گزرتی ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ منافقین کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ ان کھلے دروازوں کو دیکھ کر دوڑے دوڑے اندر آنے کی کوشش کریں گے۔ مگر جونہی وہ دروازے پر پہنچیں گے۔ دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ یہ ان کی منافقت کی سزا ہے۔ یہ ایسا مذاق ہے جو صرف منافقین کے حصہ میں آئے گا۔ انکی مایوسی دیکھنے کے قابل ہوگی۔ پھر فرشتے انہیں دھکیل کر جہنم کے شعلوں کے حوالے کریں گے اور کہیں گے تمہاری منافقانہ زندگی کا یہ صلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سرکشی کی مہلت دے کر بھی ان سے سخت مذاق کیا ہے۔ وہ اس مہلت میں گمراہی کی راہوں پر چلتے رہتے ہیں وہ اس مہلت پر سرگرم عمل رہتے ہیں اور

Marfat.com

اپنی منافقانہ حرکات پر خوش ہوتے رہتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ مذاق کسی مذاق سے کم نہیں ہے ۔ دنیا کا یہ اصول ہے جو شخص کسی کے پیارے محبوب سے مذاق کرتا ہے عاشق کو اس سے بڑا دکھ ہوتا ہے ۔ منافق لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی پیاری امت سے مذاق کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں سخت سزا دیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے دس عیب قرآن پاک میں گنوائے ہیں ۔ بات یہ تھی کہ ولید اللہ تعالیٰ کے محبوب سے مذاق کرتا تھا ۔ اور آپ کو تنگ کیا کرتا تھا ۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت نے اس دشمن رسول کو عریاں کرکے رکھ دیا ۔ اور عیبوں کی علاوہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ ولید ولدالزنا بھی ہے یہ اتنا بڑا انکشاف تھا جو دشمن رسول کو اللہ تعالیٰ کے عتاب کی علامت جانا گیا ۔

منافقین کے کردار کی ایک اور مثال انہیں آیات کریمہ میں بیان کی گئی ہے کہ ان لوگوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو قبول کیا یہ تجارت اتنی غلط طریقے پر کی گئی ۔ جس میں انہیں نقصان کے سوا کچھ حاصل نہ ہو سکا ۔ ان کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے اندھیرے میں آگ جلائی ۔ چند لمحوں کے لئے آگ کی روشنی پھیلی پھر اندھیرا چھا گیا ۔ اور ان لوگوں کو کچھ سجھائی نہ دیا ۔ ان لوگوں نے ایمان بیچا اور گمراہی خرید لی ۔ ہدایت کی بجائے کفر اختیار کیا ۔ علم سے کنارہ کش ہوئے جہالت کو اپنانے لگے ۔ دوزخ کو اختیار کر کے جنت سے محروم ہو گئے ۔ بدعت میں پڑ کر سنت ہی سے ہٹ گئے ۔ نیکی کے بدلے بدی کو گلے لگایا ۔ یہ منافق لوگ اپنے اردگرد روشنی پا کر بڑے مسرور تھے ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں تاریکیوں میں دھکیل دیا ۔ زبان سے حکم پڑھ کر مسلمانوں کو اعتماد میں لینے کی کوشش کرتے رہے تاکہ ان کے مال اور جانیں بچ جائیں ۔ پھر اسلام کا نام لے کر مال غنیمت سے حصہ لیتے رہے ۔ یہ دنیاوی فائدے تو اٹھاتے رہے مگر ان کی قبریں اندھیروں کا مسکن بن گئیں ۔ یہ زبانی اسلام کے دعوے کرتے رہے ۔ مگر ان کے دل نور ایمان سے خالی رہے ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نور سے محروم کر دیا تھا ۔ اور وہ جہنم کا ایندھن بن گئے ۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات کریمہ میں منافقین کے کردار کو واضح کرنے کے لئے مختلف الفاظ بیان فرمائے ہیں ۔ صم بکم رعدو برق گرج چمک ۔ صیب ۔ خطف جیسے الفاظ بیان کر کے ان کے اعمال و کردار کو واضح کیا ہے ۔ قرآن پاک نازل ہو رہا تھا ۔ کفار اور منافقین گھبرا رہے تھے ۔ سیدّ المرسلین جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے ۔ مگر یہ لوگ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالے اس کی آواز سے محروم رہنے کے اہتمام کیا کرتے تھے ۔ انہیں ڈر تھا ۔ کہ قرآن پاک کا نور ان کے دلوں کی سیاہیاں صاف نہ کر دے ۔

Marfat.com

انہیں کفر سے پیار تھا۔ حالانکہ کفر ہی ان کی موت تھی۔ بارش اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامت ہے اور یہ اسلام کا پیغام تھا۔ بارش برسنے کے ساتھ کالے بادل گرج چمک کے ساتھ امنڈتے آئیں یہ خوف خداوندی کی علامتیں ہیں۔ انہیں کفار سے جنگ کرنا اور اسلام کو قبول کرنا مشکل نظر آتا تھا۔ وہ اپنے کفر اور منافقت میں ہی مدہوش تھے۔ ان کے ایسے خیالات کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں گھیر گھیر کر عذاب میں لاتا تھا۔ منافقین کی عجیب ذہنی حالت تھی۔ اسلام کی بجلیاں کوندتیں ' ماحول روشن ہوتا تو منافقین کو اسلام کی فتوحات اور مال غنیمت کے ڈھیر نظر آتے یہ دوڑتے کلمہ پڑھتے۔ مسلمانوں کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تاکہ مال غنیمت کا حصہ پا سکیں۔ مگر جب عملی طور پر اسلام کی سختیاں۔ میدان جہاد میں جانیں قربان کرنے مال و جان قربان کرنے کی مشکلات سامنے دیکھتے تو پھر اپنے کفر کی طرف بھاگتے۔

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے ان آیات کریمہ میں منافقین کی علامات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ منافقین کی عادت تو ایسے ہی ہے جس طرح زبردست بارش ہو رہی ہو ' رات کا وقت ہو ' اندھیرے چھائے ہوئے ہوں ' بادل گرج رہے ہوں ' بجلیاں کوند رہی ہوں ' قرآن پاک بارش کی رحمت کی طرح دل کی زمینوں کو سیراب کر رہا ہو ' اس میں رعد و برق اور گرج و چمک کی بجلیاں بھی موجود ہوں جہاد کی تکلیفیں ' سفر کی مشکلات ' بدنی عبادتیں شب بیداریاں مالی قربانیاں ' اہل و عیال سے دوریاں ' حرام چیزوں سے اجتناب یہ ساری چیزیں منافقین کو کہیں کا نہ رہنے دیتیں۔ ان کی حرص اور لالچ اسلام کی فتوحات کی طرف کھنچتی۔ مگر ان کے دلوں کی بزدلی اسلام کی سختیوں سے ڈراتی یہ کفر و نفاق کے اندھیروں میں ہی بھٹکتے رہتے۔ جنت سختیوں سے لپٹی ہوئی ہے۔ دوزخ شہوانی رونقوں سے مزین ہے۔ ان سختیوں اور رونقوں کا مقابلہ ہوتا تو منافق جہنم کی رونقوں کی طرف قدم بڑھاتے۔ دوزخ اپنی ظاہری رونقوں کے پیچھے سے آواز لگاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ متکبرّ اور مغرور لوگوں کو میرے حوالے کرے گا۔ میں ہی اس کے تکبر اور غرور کو توڑوں گا۔

سیدؐ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی سات علامتیں بیان فرمائی ہیں وہ وعدہ کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ خیانت کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ ظاہری نماز روزے ادا کرتا ہے تاکہ مسلمان دھوکہ کھا جائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسے کئی منافق موجود تھے جو کلمہ پڑھا کرتے نماز ادا کیا کرتے اور روزے بھی رکھا کرتے تھے۔ مگر ان کے دلوں میں کفر تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

نور نبوت کی روشنی سے ان کے دلوں کی کیفیت کو پالیا تھا اور مومنین کو آگاہ کر دیا تھا ان منافقوں کے نام تک اپنے بعض صحابہ کو بتا دیئے گئے تھے۔ تا کہ مسلمان ان سے احتیاط کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو جاننے کے باوجود انہیں معاشرے میں عریاں نہ کیا شاید یہ کبھی راہ راست پر آجائیں اور انہیں ذلت و رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

صاحب تفسیر مظہری نے قرآن پاک کی ایسی کئی آیات کریمہ کی نشاندہی فرمائی ہے جو متشابہات کہلاتی ہیں اور ان آیات کریمہ کو بھی بیان کیا ہے جو محکمات کہلاتی ہیں۔ متشابہات وہ آیات کریمہ ہیں جن کے کئی مطلب نکالے جاسکتے ہیں۔ محکمات وہ آیات کریمہ ہیں جن کے مطالب اور معانی واضح ہیں۔ حضرت قاضی نے ان محکمات کو برق (بجلی) سے تشبیہ دی ہے۔ اور ان کے معانی کو بجلی کی چمک کی طرح ظاہراً بیان فرمایا ہے ان آیات کریمہ کی آواز سن کر یہ لوگ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے ہیں۔ متشابہات میں کئی تاویلیں بیان کی جا سکتی ہیں یہ حذرالموت کی علامتیں ہیں یہ وہ مقامات ہیں جہاں دنیا پرست دانشور بھٹک جاتے ہیں اور قرآن پاک کو اپنی عقل کے تابع کر کے بیان کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ قرآن پاک کو ایمان کی روشنی میں نہیں پڑھتے۔ بلکہ عقل کی راہنمائی سے تفسیر کرتے ہیں۔ عقل کے یہ دیوانے قرآن حکیم کی تاویلوں میں الجھ گئے ہیں اور اپنی مرضی سے ایسے ایسے معانی بیان کرنے لگے ہیں جس سے عوام گمراہ ہوتے جارہے ہیں انہوں نے اسی رویہ سے کئی غلط نظریات قائم کر لئے ہیں ان کی محفلیں انہیں اعتقادی اندھیروں سے باہر نہیں نکال سکتیں یہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ایک طبقہ خدا کی پاکیزگی سے انکار کر رہا ہے ایک طبقہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے منکر ہو رہا ہے ایک فرقہ عذاب قبر کا انکاری ہے اور ایک فرقہ پل صراط اور مقامات قیامت کو مذاق بنائے بیٹھا ہے تفسیر مظہری کے فاضل مؤلف نے ایسے کئی نظریات کی نشاندھی کی ہے اور بتایا ہے کہ بعض عقل کے مارے دانشور کلام اللہ (قرآن) کو مخلوق قرار دینے پر زور دے رہے ہیں ان عقل کے پوجاریوں نے کئی نظریئے قائم کر لئے حتیٰ کہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئی۔ رافضی، خارجی، معتزلہ جیسے کئی فرقے ابھر آئے ہیں بعض فرقے قرآن پاک کے ایک حصے کو تسلیم کرتے ہیں ایک سے انکار کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کو عقل و خرد کے تابع بنا لیا ہے۔

ایسے عقل زدہ لوگوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں قیامت کو مانتے ہیں ہم فرشتوں کو مانتے ہیں اس کے باوجود وہ مومن نہیں ہیں۔ ایسے نظریات کے لوگ

Marfat.com

بہتر۷۲ (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے۔ دین مصطفیٰ کو ایسے ہی لوگوں نے پارہ پارہ کر دیا یہ اپنے اپنے فرقوں کو ہی سچا فرقہ قرار دینے لگے ہیں ان کے سارے دعوے جھوٹے ہیں وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کو مکمل طور پر تسلیم نہ کر لیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کو دھوکا دینے میں مصروف ہیں یہ قرآن پاک کی تاویلیں کرتے رہتے ہیں وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔ وہ اپنے جھوٹے دعوؤں میں غرق ہیں اور اپنے آپ کو فریب میں مبتلا رکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے دلوں کی بیماریوں سے خوب واقف ہے۔ وہ ان کی بیماریوں میں اضافہ کرتا جاتا ہے وہ اس گمراہی کی وجہ سے دوزخ کے عذاب کے مستحق ہیں۔

زمین میں فساد کرنے والے

جب منافقین کو مسلمانوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد نہ کرو۔ اور قرآن پاک کی تحریف نہ کرو۔ وہ کہتے ہیں ہم تو فسادی نہیں ہم تو زمین کو آباد کرنے والے ہیں وہ احمق اس بات کو نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ان جھوٹے دعوؤں کو خوب خوب جانتا ہے۔ مومن کا نظریہ تو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایسا پختہ ایمان رکھتا ہے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اہل بیت کے افراد ایمان لائے تھے جمہور اہل سنت کا یہی نظریہ ہے یہ لوگ اہل سنت و جماعت ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ کی وضاحت فرماتے ہوئے کہا۔ کہ منافق علیحدہ بیٹھ کر کہتے ہیں کیا ہم اس طرح ایمان لائیں جس طرح بیوقوف ایمان لائے ہیں ایسا ایمان قابل قبول نہیں۔ اہل سنت و جماعت انبیاء کرام کی شان کے قائل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے قائل ہیں۔ صحابہ کرام سے محبت رکھتے ہیں ان کے برعکس رافضی صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں رافضی اہل سنت سے نفرت کرتے ہیں۔ نجدی اولیاء اللہ سے دور رہتے ہیں صحابہ کو گالیاں دینے والے اہل سنت کو برا کہنے والے اولیاء اللہ کی بے حرمتی کرنے والے سچے مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں اہل بیت اور صحابہ کرام کو بیوقوف اور غاصب کہنے والے لوگ کیسے مسلمان ہیں اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت سے ڈر کر جس طرح منافق اپنے آپ کو مسلمان کہنے لگے تھے۔ آج بھی دلوں میں عداوت رکھنے والے لوگ اپنے آپ کو چھپا کر دلی بغض کا اظہار کرتے رہتے ہیں جو لوگ صرف لوگوں کو خوش کرنے کے لئے مومن بن

Marfat.com

جاتے ہیں اور دلوں کی سیاہیوں کو دور نہیں کرتے وہ قیامت کے دن سخت عذاب میں ہوں گے محمدی ' اہل حدیث اور مواحد کہلانا بری بات نہیں دل میں ایمان کی روشنی کو اپنانا اصل ایمان ہے۔

قرآن پاک نے منافقین کے ایک ایسے طبقہ کا بھی ذکر کیا ہے جن کے دل زنگ آلود ہیں ایسے لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں ایسی بہت سی آیات کریمہ ان نفس کے بندوں منافقین کے متعلق نازل ہوئی ہیں تفسیر مظہری میں ایسے لوگوں کے کفریات اور منافقانہ حرکات کا ذکر کیا گیا ہے رافضی خارجی اور معتزلہ کے نظریات کو آج بھی کئی لوگ اپنائے پھرتے ہیں۔

زمانہ حال کے بدمذہب لوگ

ان دنوں سابقہ ادوار کی طرح بہت سے بدعقیدہ لوگ پیدا ہو گئے ہیں ایک ایسا فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے وہ عجیب دلیل دیتے ہیں کہ جب انسان جھوٹ بول سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے سے کیونکر عاجز ہے وہ بھی بول سکتا ہے مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے ہم خیال خلیل احمد انیٹھوی ایسے ہی عقیدہ کے مالک ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب صیانت الایمان میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر کرسی پر بیٹھا ہے اس نظریہ کو مولوی صدیق حسن بھوپالی نے بھی اپنایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء کو انسانی اعضاء کی طرح قیاس کر کے گمراہی میں مبتلا ہوئے ہیں۔ جس طرح مولوی اسماعیل دہلوی نے ایسے خیالات پھیلائے ہیں ایسے ہی صاحب تفسیر محمدی مولوی حافظ محمد لکھوی اپنی تفسیر میں بیان کرتے جاتے ہیں وہ ایسے لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کو جہت اور مکان سے مبرا خیال کرتے ہیں بدعتی کہتے ہیں ان بدعقیدہ لوگوں کے نظریات کو بیان کیا جائے تو بڑی تفصیل درکار ہے یہ توحید کے دعوے دار عجیب و غریب عقائد کے مالک ہیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ہزاروں اور لاکھوں محمد پیدا کر سکتا ہے وہ حیات النبی سے بھی انکاری ہیں۔ ان کے نزدیک حج کے موقع پر مدینہ پاک کی زیارت گناہ ہے۔ ان کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بڑے بھائی جیسا ہے پھر یہاں تک بھک گئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان سے بھی کم ہے (معاذ اللہ) ان کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میلاد قائم کرنا کفار اور یہود کی مجالس کی طرح ہے۔ خلیل احمد انیٹھوی تو انبیاء کرام کی عصمت کا بھی قائل نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نشان کو یہ لوگ بت پرستی قرار دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرنے کے بعد مٹی قرار دیتے ہیں۔ اس قسم کے عقائد منجی

Marfat.com

المومنین ۔ تقویتہ الایمان اور صراط المستقیم میں بیان کئے گئے ہیں ۔

اخوند صدیق پشاوری نے بھی ایسے ہی لامذہب لوگوں کے خیالات کو پھیلایا مولوی عبداللہ نے اعتصام السنہ میں ایسے عقائد بیان کئے وہ چار اماموں کی تقلید کو کفر قرار دیتے ہیں ۔ ان کے نزدیک نقشبندی ' قادری ' سہروری اور چشتی سلسلوں والے تمام کے تمام کافر ہیں یہ اپنے عقائد بیان کرتے ہوئے پانی سے استنجاء کرنے کو بھی بدعت کہتے ہیں پھر ایسے بدعتی کو جہنمی کہہ کر پکارتے ہیں ایسے ہی بدعقیدہ مولوی مختلف انداز میں لوگوں پر فتوئ بازی کرتے رہتے ہیں ۔ رافضی لوگ صحابہ کو برا بھلا کہنے کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ کا بہانہ بنالیتے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ان کے خاص موضوع ہوتے ہیں ۔ نذیر حسین دہلوی اپنی کتاب معیار الحق میں تقلید امام کو شرک قرار دیتا ہے ۔ تیرہ رکعت نوافل سے بڑھ کر پڑھنا بدعت قرار دیا ہے ۔ اس کے نزدیک علمائے حرمین الشریفین مکہ اور مدینہ میں رہنے والے تمام علمائے اہل سنت جاہل اور بدعتی ہیں ۔ اس کے نزدیک حدیث حسن صحیح متصل ' احاد تمام کی تمام ناقابل اعتبار ہیں کتاب ظفر المبین کے مصنف نے تمام مقلدین کو بدعتی بنا دیا ہے ۔ انہیں کافر اور مشرک کہہ کے پکارا ہے ۔ ان کے نزدیک کعبتہ اللہ کے چاروں مصلے بدعتیوں سے بھرے ہوئے ہیں اسی کی کتاب اظہار الصدق میں تمام حنفیوں کو کافر لکھا ہے اس نے اس پر زور دیا ہے کہ حنفیوں کو کافر کہنے سے نہیں رک سکتا مجھے ان کے مسلمان ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملتی ۔ اس قسم کے نظریات مولوی نذیر حسین دہلوی اور مولوی محمد یاسین کی کتاب اشعار الحق اور ثبوت الحق میں پائے جاتے ہیں حافظ محمد لکھوی نے انواع لکھوی میں تمام مقلدین کو بدعتی اور لامذہب لکھا ہے اس کے نزدیک حنفی شافعی ' مالکی ' حنبلی سب کافر ہیں وہ یہاں تک آگے بڑھتا جاتا ہے کہ ان حضرات کو یہودی اور مشرک کہنے سے بھی نہیں شرماتا ۔ وہ امت مسلمہ کے اکابر اولیا اللہ اور علماء کرام کو بھی کافر کہنے سے باز نہیں آتا اس کے نزدیک مولانا رومی ' جامی ' سعدی ' شیخ فرید ' حضرت سلطان باہو سب کے سب بے دین اور کافر تھے شہباز شریعت اور شیر شریعت کے وہابی مؤلفین اس قسم کی بے ہودہ تحریروں کے مؤلف ہیں ۔ شہباز شریعت کا حاشیہ حافظ محمد لکھوی نے لکھا تھا ۔ اور وہ اس کتاب کی تائید کرتا ہے ۔ ان وہابیوں کے نزدیک شیخ طریقت سے بیعت کرنا بدعت ہے مولوی غلام علی نے اپنی کتاب تحقیق الکلام میں ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے وہ تین طلاقوں کے باوجود نکاح کو رجوع کے ساتھ ہی جائز قرار دیتا ہے اس کے نزدیک انزال کے بغیر جماع پر

Marfat.com

غسل واجب نہیں ہوتا۔ ان کی فقہ میں سونے کے علاوہ تمام قسم کے زیورات پہننا درست ہیں۔ اس مسئلہ کو فتح المعیشت میں بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے ان کے نزدیک گائے ' اونٹ اور بکری کے علاوہ کسی جانور پر زکوٰۃ واجب نہیں آتی۔ اس طرح وہ مال تجارت کو زکوٰۃ سے بری قرار دیتے ہیں۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی تندرست اور کام کرنے کے اہل کو زکوٰۃ دینا جائز قرار نہیں دیتے ان کے نزدیک احاد حدیث کی دلیل کے بغیر کسی معجزے کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا اس طرح وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند معجزوں کے علاوہ تمام معجزات سے انکار کرتے جاتے ہیں ان کے نزدیک اجماع امت کوئی چیز نہیں۔ ان نظریات کا حامی مولوی نورالحسن شریعت کو صرف قرآن و سنت پر معمول کرتا ہے اس کے نزدیک اجماع امت یا قیاس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ان کے ایک حضرت قربان علی پھوپھی سے نکاح جائز قرار دیتے ہیں۔ یہ وضو کرتے وقت پاؤں کا مسح ہی کافی جانتا ہے ان کے نزدیک عبدالنبی ' پیر بخش ' غلام رسول ' غلام محی الدین ' محمد بخش اور علی بخش جیسے نام رکھنا شرک ہیں۔ یہ عقیدے مولوی اسماعیل دہلوی حافظ لکھوی کی تفسیر اور صاحب زینت نے اپنی کتابوں میں بیان کئے ہیں ہم ان بدعقیدہ مولویوں کے تمام عقائد لکھنے سے قاصر ہیں صرف ان کی نشاندھی کافی ہے۔

بدعقیدہ علماء کے فقہی خیالات

اہل سنت و جماعت کے نظریہ اور عقیدہ سے دور رہ کر جن علماء نے راستے اختیار کئے ہیں۔ ان کے خیالات دیکھ کر حیرت ہوتی ہے نہج المقبول میں شراب اور بچوں کے پیشاب کو پاک لکھا گیا ہے۔ ان کے عقیدہ میں صرف سات چیزیں حرام ہیں باقی سب حلال ' مردار ' نجاست ' انسان کا پیشاب ' براز ' خنزیر کا گوشت ' عورتوں کے حیض کا خون ' کتے کے منہ کا پانی اور جانور کا گوبر ان اشیاء کے علاوہ ان کے نزدیک تمام چیزیں پاک ہیں۔ نہج المقبول کی طرح ان حضرات کی ایک کتاب فتح المغیث ہے انواع محمدی میں بھی ان چیزوں کے علاوہ تمام چیزوں کو حلال قرار دیا گیا ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ ہر جانور انسان اور حیوان کی تمام چیزیں پاک ہیں۔ حیرت ہے کہ ان کے ہاں درندوں کا بول براز بھی پاک ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں یہ فرمایا کہ تم پاک چیزوں میں سے جسے پسند کرو اسے کھاؤ اور پیو ان کے ہاں نماز کے لئے ستر ڈھانپنا ضروری نہیں ہے۔ یہ سفر کے دوران تمام نمازیں جمع کرنے کے قائل ہیں۔ فتح المغیث ' انواع محمدی ' تفسیر محمدی میں اس قسم کی باتیں لکھی گئی ہیں جنہیں پڑھ کر حیرت ہوتی ہے یہ لوگ مولود نبی کی

Marfat.com

مجالس انبیاء و اولیاء کے ذکر کو شرک قرار دیتے ہیں۔ جو آیات قرآنی بتوں اور مشرکوں کے خلاف نازل ہوئی تھیں انہیں اولیاء اللہ پر لگاتے ہیں وہ بہتے ہوئے پانی یا کھڑے پانی میں فرق محسوس نہیں کرتے۔ مولوی صدیق حسن بھوپالی تو دو چلو پانی کو بھی بہتے پانی کے حکم میں رکھتے ہیں ان کے ہاں مستعمل یا غیر مستعمل پانی یکساں ہیں۔ قاضی شوکانی، حافظ محمد لکھوی کا عقیدہ ہے کہ جب تک پانی کا رنگ اور بو نہ بدلے پلید نہیں ہوتا اگر گھڑے کے پانی میں پیشاب کا قطرہ پڑ جائے تو پلید نہیں ہوتا ان عقائد کی روشنی میں آپ خود اندازہ لگائیں کہ یہ لوگ اسلام کی کیا خدمت کر رہے ہیں۔

قرآن پاک نے منافقین کی جو عادات بتائی ہیں وہ آج کل کے بدمذہب علماء میں پائی جاتی ہیں۔ یہ ظاہر نمازیں روزے کلمہ اور حج پر عمل کرتے ہیں مگر باطنی طور پر ان کے عقاید کی سیاہی کس قدر بھیانک ہے مرغی کا انڈا باہر سے سفید اور خوبصورت ہوتا ہے مگر اندر سے بعض اوقات گندہ ہوتا ہے تلخ تماں ظاہری طور پر خربوزہ نظر آتا ہے مگر اندر سے سخت تلخ ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک ان منافقین کی شاخ مختلف انداز میں چلتی آ رہی ہے۔ آپ کے زمانے میں بھی تقریباً چار سو ستر منافقین موجود تھے۔ یہ رافضی اور مجسمہ عقائد کے لوگ ان منافقین کے نظریات کے حامل ہیں۔ وہابی مذہب سے نیچری پیدا ہوئے اور نیچریوں سے مرزائی بن گئے ان کی یہ بیماریاں بڑھتی گئیں۔ قرآن پاک نے جن اعتقادی بیماری کی زیادتی کا ذکر کیا ہے وہ آج تک چلتی جا رہی ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے کہ ایسے بدمذہب فرقے دراصل منافقین کی شاخیں ہیں جو مختلف انداز سے پھیلتی جا رہی ہیں اللہ تعالیٰ کو مکانی اور جسمانی لکھنا کفر کی علامت ہے ایسے لوگوں کے پیچھے اہل سنت کی نمازیں درست نہیں ہو سکتیں یہ لوگ اپنے عقائد اور نظریات کی وجہ سے امامت کے حقدار نہیں ہیں۔

....

Marfat.com

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ﴿٢١﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا
وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ
الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٢﴾
وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ
مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٣﴾
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ
كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا
مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ
وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا
مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ
بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ

Marfat.com

بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ
مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ
فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ
كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۖ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى
السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ ع

(ترجمہ) اے لوگو اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ
تمہیں پرہیزگاری ملے اور جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی
اتارا تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ اور
اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو
لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں
کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لئے
اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں
جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا (صورت دیکھ کر) کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے
جو ہمیں پہلے ملا تھا اور وہ (صورت میں) ملتا جلتا انہیں دیا گیا اور ان کے لئے ان باغوں میں ستھری بیبیاں
ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے بیشک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتے کہ مثال سمجھانے کو کیسے ہی چیز کا ذکر
فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر تو وہ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق
ہے رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں اللہ کا کیا مقصود ہے' اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور
بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے
ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا اور زمین میں فساد
پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں'' تم کیونکر خدا کے منکر ہو گے حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں جلایا

Marfat.com

پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے وہی ہے جس نے تمہارے لئے
بنایا جو کچھ زمین میں ہے پھر آسمان کی طرف استوا (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ سب کچھ
جانتا ہے ○

ف ا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (یاایھا الناس) کے مخاطب اہل مکہ تھے لیکن جب قرآن پاک (یاایھاالذین امنوا) سے خطاب کرتا ہے تو اس کے مخاطب مدینہ کے مسلمان ہوتے ہیں مکہ میں چونکہ کفار کی اکثریت تھی مسلمان تھوڑے تھے اس لئے انہیں اے لوگو! کہہ کر مخاطب کیا جاتا رہا ہے مدینہ پاک میں اہل ایمان کا غلبہ تھا انہیں اے ایمان والو کہہ کر مخاطب کیا جاتا تھا مگر قرآن پاک کا عمومی خطاب مسلمانوں اور کافروں دونوں کے لئے یکساں تھا حضرت ابن عباس نے قرآن پاک میں لفظ عبادت کا مطلب اقرار توحید خداوندی بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کفار کو حکم دیتا ہے کہ مجھے بلاشرکت غیرے اپنا معبود تسلیم کرلو۔ مگر مومنوں کو ایمان لانے کے بعد اس پر ثابت قدم رہنے کا حکم ہے۔

ف ۲ ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے (اندادا) کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود نہ بناؤ اس کی عبادت کی طرح غیروں کی عبادت نہ کرو۔ خدا کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ خدا کے بغیر کسی کو سجدہ نہ کرو اور مستقل کسی دوسرے سے امداد طلب نہ کرو۔ اہل اللہ (مظہرعون الٰہی) ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عنایات سے مدد مانگنا شرک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی طرح غیراللہ کے نام کی پاکیزگی بیان نہ کی جائے۔ مگر تقرب الی اللہ کے لئے نذرونیاز ولیوں کی مانی جائے تو یہ کفر ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذر یا نیاز پیش کرنا اور اولیاء اللہ کے مزارات کی قربت سے غریبوں کو کھلانا' کفر نہیں ہے کسی دوسرے کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم میں شریک کرنا شرک ہے مگر اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے حصہ لینا شرک نہیں جو لوگ عبد کی نسبت کسی غیراللہ سے قائم کرتے ہیں وہ ناجائز کرتے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے نام سے نیت کرنا' عبداللہ' عبدالرحمٰن عبدالرحیم وغیرہ نام اللہ کی ذات سے منسوب کرنا درست ہیں۔ انسان حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کا بندہ (عبد) ہے ہاں مجازی طور پر عبدالنبی' عبدالرسول نام رکھنے میں کوئی قباحت نہیں۔ حضرت یوسف علیہ اسلام نے عزیز مصر کو مجازی رب کہا تھا۔ غنیتہ الطالبین میں لکھا ہے کہ جو شخص کسی انسان کے زیر احسان ہوتا ہے وہ اس کا غلام کہلاتا ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات تمام انسانوں پر ہیں۔ خصوصاً اپنی امت پر آپ کے بے حد احسان ہیں اس طرح اگر کوئی شخص عبدالمصطفی یا عبدالنبی اپنا نام

Marfat.com

رکھ لے تو یہ شرک نہیں ہے۔ امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کی حد ساری کائنات سے زیادہ ہے آپ تمام مخلوق کے مولیٰ اور آقا ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اولاد تمام امت کی سردار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ساری امت کے مقتدا ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اہل بیت کے افراد اپنے بلند مراتب کی وجہ سے امت کے آقا اور مولیٰ ہیں اور امت کی اکثریت ان کی غلام اور عبد ہے۔ ایک شاگرد اپنے استاد کو احترام میں اگر یہ کہے میں تو آپ کا بندہ بے دام ہوں تو یہ شرک نہیں ہے ایک مرید اپنے شیخ کو عقیدتاً کہتا ہے کہ میں آپ کا غلام اور بندہ ہوں تو یہ شرک نہیں ہے فتاویٰ عالمگیری اور روالمختار میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کو بہترین نام رکھنے چاہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی لوگوں کے نام تبدیل کیے اور اچھے نام رکھے۔ (**والصالحین من عبادکم**) قرآن پاک کی آیت کریمہ کا ایک حصہ ہے اس میں عباد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے یہ تمہارے بندے ہیں اس سے شرک نہیں ہوتا۔

حدیث شریف میں نبی کریم نے صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ کوئی شخص میرا غلام اور میری لونڈی کہہ کر کسی دوسرے کو مخاطب نہ کرے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر اور فخر کو روکنے کے لئے یہ تعلیم دی ہے کہ تم فخر میں اپنے آپ کو آقا اور مولیٰ نہ سمجھنے لگو۔ ہر انسان اپنے آپ کو عاجز اور حقیر جان کر دوسروں سے خطاب کرے مرقات شرح مشکواۃ میں ملاعلی قاری رحمتہ الباری نے بھی اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تکبر کو روکنے کے لئے یوں مخاطب کرنے سے منع فرمایا گیا تھا۔ ورنہ ایسے خطاب جس میں غلام اور بیٹا یا بندہ کہہ کر مخاطب کیا جائے اس کی قرآن و حدیث میں مخالفت نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بڑے پیارے صحابی تھے ان کا نام عبدالمطلب تھا۔ ان عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام بھی عبدالمطلب تھا وہ عبدالمطلب بن عبد مناف قابل اعتراض نام نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کی ممانعت بھی نہیں کی برا بھی نہیں کہا بلکہ آپ اس نام پر اپنی نسبت کو ظاہر کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے انا ابن عبدالمطلب (میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) مسند امام اعظم میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نام اچھا نہ لگتا تھا وہ بدل دیا کرتے تھے۔ مگر آپ نے عبدالمطلب نہ بدلا نہ اسے برا نام کہا۔ مسلم شریف میں ایک حدیث ہے جسے صاحب مشکواۃ نے

Marfat.com

بھی نقل کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " یہ قربانی عبدالمطلب کی طرف سے دے رہا ہوں۔ یہ بات عبدالمطلب بن ربیعہ کی ہے " حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اشعتہ اللمعات میں اسی حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے کہا ہے عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن ہاشم ہیں اسی نسبت سے ہاشمی قبیلہ قریش سے ممتاز ہوا تھا۔ یہ صحابی آخری عمر میں مدینہ پاک چھوڑ کر دمشق چلے گئے تھے اور باسٹھ ہجری میں وہاں ہی فوت ہوئے اسماء الرّجال میں ان کا نام جلی حروف سے درج ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس صحابی کا نام نہیں بدلا آپ خود جنگ حنین میں جب تیروں کی بوچھاڑ میں گھر گئے لشکر اسلام میں افراتفری پھیل گئی تو آپ نے للکار کر کہا۔ لوگو! **(انا ابن عبدالمطلب انا النبی لا کذب)** " میں سچا نبی ہوں اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ "

ہمارے زمانے میں بعض نجدی اور وہابی علماء نے اپنی بداعتقادی کو تسکین دینے کے لئے ایسے ناموں کو شرک کہنا شروع کر دیا ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا ہے۔ ان کی کتابوں میں عبدالنبی ' عبدالرسول ' غلام رسول ' پیر بخش وغیرہ ناموں کو مشرکانہ نام کہا گیا ہے۔ حالانکہ ان میں سے اکثر علماء ایسے لوگوں کی اولاد ہیں جن کے نام پیر بخش اور نبی بخش تھے۔

سورۃ مریم میں غلام کا معنی بیٹا مراد لیا گیا ہے **(انا رسول ربک لک غلاما ذکیا)** " میں ترے رب کا رسول ہوں میں اس لئے آیا ہوں کہ تجھے ایک خوبصورت اور پاکیزہ بیٹا (غلام دوں) عربی کتابوں میں غلام فرمانبردار ملازم کو بھی کہا جاتا ہے اطلاعت رسول اور عبادت خداوندی میں ثابت قدم رہنے والے قرآن پاک کے نکتہ نظر سے فرمانبردار غلام اور ملازم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی اطاعت کرنا حرام قرار دیا ہے۔ یہ اطاعت استقلالی ہے ورنہ استاد ' مرشد ' والدین اور اولی الامر کی اطاعت کی ممانعت نہیں بلکہ تاکید ہے جو انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچاتے ہیں ان کی اطاعت فرض قرار دی گئی ہے جس چیز کو ان انبیاء کرام نے حلال قرار دیا وہ ہمارے لئے حلال ہے جس چیز کو حرام فرمایا وہ ہمارے لئے حرام ہے اور ان کے فرامین کی اطاعت ہمارا فرض ہے تفسیر عزیزی میں وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کی اطاعت فرض قرار دی ہے ان کے احکام پر چلنا فرض ہے انبیاء کرام پیغمبران خدا۔ آئمہ شریعت مجتہدین مذاہب ' شیوخ طریقت ان تمام کے احکام ماننے واجب قرار دیئے گئے ہیں۔ پھر وہ علماء کرام جو قرآن فہمی میں ممتاز ہیں ایسے علماء دین جو احادیث سے واقف ہیں ان کے احکام فتاویٰ ماننا ضروری ہیں علماء کرام کو اللہ تعالیٰ نے اہل الذکر کہا ہے ان کی اطاعت واجب ہے اور تمام لوگوں کو کہا گیا

Marfat.com

ہے کہ تم اہل ذکر (علمائے کرام) سے مسائل دریافت کیا کرو۔ اسلامی معاشرت میں حاکم، شوہر، مالک والدین کے احکامات ماننا ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔ ہاں اتنا استثنی ضرور ہے کہ اگر یہ حضرات خلاف شریعت احکام دیں تو ان سے اجتناب کرو۔ حافظ محمد لکھوی عبادت اور اطاعت کو ایک ہی فعل قرار دے کر عبادت اور اطاعت کو حرام اور شرک قرار دیتا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ اطاعت اور عبادت میں کتنا فرق ہے محمد لکھوی نے یہ بات اپنی تفسیر کی پہلی منزل کے صفحہ گیارہ پر لکھی ہے پھر اس نے امام بغوی پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے بھی عبادت اور اطاعت کو شرک قرار دیا ہے حالانکہ تفسیر معالم میں لکھا ہے کہ عبادت کے معنی عاجزی اور نیاز مندی سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنا ہے پھر عبد کا معنی اس عبادت گذار کو کہتے ہیں جو اللہ کے سامنے سجدہ کرتا ہے ایسی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی خاص ہے کسی دوسرے کو ایسی عبادت جائز نہیں۔ ہاں اطاعت ایک اور چیز ہے جو غیر اللہ کی بھی کی جاتی ہے قرآن پاک میں آیا ہے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ ایک اور جگہ حکم ہوا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحب امر کی اطاعت کرو تفسیر معالم میں مزید لکھا ہے کہ علماء اور مجتہدین کی اطاعت کرنا واجب ہے اسی طرح ایسے بادشاہ جو اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو نافذ کریں ان کی اطاعت بھی واجب ہے۔ قرآن پاک کے تمام مفسرین فقہا کی اطاعت ضروری خیال کرتے ہیں لیکن تفسیر محمدی کے مصنف کو یہ بات پسند نہیں۔

یاد رہے کہ مستقل اطاعت غیر اللہ کی کرنا کفر ہے مگر چھ قسم کے لوگوں کی اطاعت جائز ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اطاعت اور طاعت میں فرق بیان کیا ہے ان چیزوں کا ذکر مختلف کتابوں میں ملتا ہے۔ طاعت کا معنی لوگوں کی اطاعت کرنا ہے جس طرح سے دین کے اماموں کی تقلید کرنا، مشائخ اور ان کے احکام کی ماننا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو انصاف نصیب کرے تاکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام کو بگاڑ کر لوگوں کو گمراہ نہ کر سکیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب انصاف اور عقد الجید میں لکھتے ہیں کہ دو صدیاں گزرنے کے بعد ایک مقرر دین اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے بہت کم لوگ ایسے ہونگے جو تقلید نہیں کرتے ورنہ تقلید کے بغیر عقیدہ درست نہیں رہتا اس زمانے میں تقلید کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے کیونکہ امام کی اطاعت کے بغیر دین پر چلنا مشکل ہو گیا ہے۔ مولانا عبد الحق محدث اپنی مشہور کتاب شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں۔ کہ اس زمانے میں تقلید ضروری ہو گئی ہے مولانا محمد اسحاق نے اپنی کتاب ماتیہ المسائل میں لکھا ہے کہ اہل سنت کے لئے کسی کا مقلد ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ اسی طرح مولوی

Marfat.com

خرم علی نے اپنی کتاب مشارق انوار میں تقلید کو ضروری قرار دیا ہے۔ حضرت محدث دہلوی نے فرمایا کہ نمازیوں کے لئے امام کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ اس معاملے میں ایسا ہی اختلاف ہے جس طرح صحابہ کرام میں بعض باتوں میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ صحابہ کے اختلاف پر چلنا بھی حدیث میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابی ستاروں کی طرح ہے۔ تم ان کی اطاعت کرو ہدایت پاؤ گے۔

مولوی نور محمد نے اپنی کتاب شہباز شریعت میں لکھا ہے کہ حنفی مذہب کی طرح چاروں مذہبوں میں تقلید کرنی ضروری ہے آج کے نجدی ولیوں کے منکر ہیں اور اماموں کو نہیں مانتے صرف حنفی ہی فقہ کے مسائل پر عمل کرتے ہیں نجدی علماء گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں وہ اماموں کی تقلید کو کفرو شرک بتاتے ہیں۔ پرانے نجدی اپنے عقیدے کے پھر بھی پکے تھے۔ جو چاروں اماموں میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کر لیا کرتے تھے حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں جو مجتہد شریعت مصطفوی کے مطابق نہیں اس کی تقلید کرنا ضروری نہیں۔ لیکن انہوں نے لکھا کہ مجتہد فی المذہب کی تقلید ضروری ہے یہ مسئلہ ان کی کتاب عقدالجید کے صفحہ دس پر وضاحت سے لکھا گیا ہے آپ نے لکھا ہے کہ چار مذہبوں میں سے کسی نہ کسی پر چلنا ضروری ہے جو لوگ کسی پر بھی نہیں چلتے ہیں وہ بہت نقصان میں ہیں انہوں نے کہا کہ آج کل کے بداعتقاد علماء لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ان میں داؤد ظاہری ابن حزم جیسے کئی قسم کے لوگ ہیں جو علماء کرام کسی ولی اللہ کی تقلید کرتے ہیں وہ گیارہ سو ہجری سے لے کر آج تک مقلد ہی ہوئے ہیں۔ دنیائے اسلام میں روم' شام' عرب' عجم' ہندوستان' پنجاب' کابل اور خراسان جہاں بھی جائیں آپ کو حنفی' شافعی' حنبلی اور مالکی علماء ملیں گے' ہر عالم دین کسی نہ کسی امام کی اطاعت کرتا ہے امام بخاری جیسے بلند پائیہ عالم دین امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے پیروکار تھے مگر آج کے نجدی ایسے لوگوں کو بھی مشرک قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ تمام اہل ایمان کو کافر اور مشرک کہتے ہیں۔ اور قرآن پاک سے (احبارھم) کا لفظ ان حضرات پر چسپاں کرتے ہیں اگر اس آیت کریمہ سے مراد یہ حضرات ہیں تو نجدیوں کے بغیر کوئی شخص شرک سے نہیں بچ سکتا۔ آج تک کسی مفسر نے یہ بات نہیں لکھی کہ ایسے لوگ بھی شرک کے مرتکب ہیں۔

Marfat.com

قرآن پاک کی حقانیت کا ایک چیلنج

قرآن پاک نازل ہو رہا تھا۔ مشرکین مکہ یہود و نصاریٰ اپنی گمراہیوں کو چھپانے کے لئے یہ پراپیگنڈا کر رہے تھے کہ یہ کلام الٰہی نہیں یہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے آیات سنانی شروع کر دی ہیں۔ قرآن پاک نے کفار کے اس پراپیگنڈے کو غلط ثابت کرنے کے لئے چیلنج کیا ہے کہ اگر تم اس بات پر شک کرتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں تو تم اس جیسا قرآن پیش تو کر کے دکھاؤ! اگر قرآن نہیں تو ایک سورۃ ہی ایسی لاؤ جو قرآن پاک کا مقابلہ کر سکے۔ ایک امی نبی ایسی آیات کریمہ تلاوت کرتا ہے تم کسی پڑھے لکھے کو سامنے لاؤ کہ وہ چند آیات ہی مقابلہ میں لائے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پڑھ کہنے والے دنیا بھر کے علوم کے ماہرین آپ کے علوم کے سامنے طفل مکتب بن کر رہ گئے مشرکین مکہ کے شاعر، یہود و انصاریٰ کے تمام عالم قرآن پاک جیسی ایک آیت کریمہ بھی سامنے نہ لا سکے۔ یہ قرآن پاک کا معجزہ تھا، یہ نبوت کی دلیل تھی کہ قیامت تک ایک انسان بھی ایسا کلام سامنے نہ لا سکے جس طرح قرآن پاک نے پیش کیا ہے۔ اس وقت عرب فصاحت و بلاغت کا گہوارہ تھا مگر اس کے فصحاء و بلغاء بھی عاجز رہ گئے۔

قرآن پاک نے اپنے اس چیلنج کے بعد دعویٰ کیا کہ تم آج تک ایسا کلام پیش نہیں کر سکے تمہارے پڑھے لکھے ساتھی بھی عاجز ہو گئے ہیں اور قیامت تک روئے زمین کا ایک انسان بھی ایسا کلام نہیں لا سکے گا۔ اس کے باوجود تم اسے کلام الٰہی ماننے سے انکار کرتے ہو تو پھر یاد رکھو تمہیں دوزخ کا ایندھن بنا دیا جائے گا وہ دوزخ جس میں پتھر اور منکرین کی لاشیں جلائی جاتی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دوزخ کے ایندھن کو گندھک کے آتش زدہ پتھروں سے تشبیہ دی ہے۔ حضرت ابن کثیر نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ دوزخ کے یہ پتھر گندھک کی بدبو لے کر آگ میں جلیں گے مردار کی اس بدبو سے دوزخ بھی پناہ مانگے گا پوجے جانے والے بتوں کے پتھر گندھک کی بھری ہوئی چٹانیں کفار مشرکین اور منکرین کی نعشیں دوزخ کا ایندھن بنیں گی مولانا فتح محمد نے خلاصۃ التفاسیر میں لکھا ہے کہ دوزخ میں بت پرست عابد اور معبود دونوں دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔

Marfat.com

نیک اور صاحب ایمان مسلمانوں کے لئے تجارت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی ان آیات کریمہ میں سیدالانبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مومنوں کے لئے بشارت دی جو نیک اعمال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانبردار ہیں یا رسول اللہ انہیں جنت میں محلات دیئے جائیں گے جن کے سامنے صاف اور شفاف پانی کی نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ انہیں ایسے لذیذ میوے دیئے جائیں گے جنہیں وہ دیکھ کر پکار اٹھیں گے ایسے میوے تو ہم دنیا میں بھی کھاتے رہتے ہیں مگر جنت کے میوؤں کا مزہ کچھ اور ہی ہے۔ پھر ان لوگوں کو جنت میں خوش شکل حوریں ملیں گی جو دنیا کی حسین عورتوں سے بہت زیادہ حسین ہوں گی اور حیض و نفاس کی آلائشوں سے پاک و صاف ہوں گی۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی پابندی کرائی ہے نیک اعمال کریں گے۔ صبر و شکر کا راستہ اختیار کریں گے۔ خلوص نیت سے قدم اٹھائیں گے اور حقوق العباد ادا کرتے رہیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے صالح اعمال کی تشریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ملتی ہے (بخاری اور مسلم شریف کے صفحات بھرے ہوئے ہیں) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ایک شخص حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جس سے میں جنت میں پہنچ جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ واحد کی عبادت کرو۔ اس میں کسی کو شریک نہ کرو۔ نماز' روزہ اور زکوٰۃ کی پابندی کرو۔ تمہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جنت کے باغوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ جنت کے ایک باغ کا نام فردوس ہے وہ پھلوں سے بھرا ہے۔ یہ عرش کے نیچے واقع ہے' دوسرا باغ عدن ہے اس کی وسعت اور کشادگی کا حدوحساب ہی نہیں ہے۔ تیسرا حصہ جنت الماوٰی کہلاتا ہے۔ چوتھا خلد بریں ہے پھر دارالسلام ہے دارالمقام ہے۔ علیین ہے اور باغ نعیم ہے۔

ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جنت کے بارے میں تو کچھ بتائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت کے محلّات کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی ہو گی انہیں موتی پیس کر کسیر کی خوشبو کے پانی سے جوڑا گیا ہو گا کستوری کی خوشبو سے معطر مصالحہ ہو گا جس سے یہ سونا اور چاندی کی اینٹیں جوڑی جائیں گی' اس میں رہنے والے رنج و فکر اور بیماری سے محفوظ

Marfat.com

ہوں گے پھر ان پر موت کا حملہ نہیں ہو گا جنتیوں کا لباس نہ پرانا ہو گا اور نہ میلا ان کی جوانی میں ضعف اور کمی واقع نہیں ہو گی ان محلات کے سامنے جو نہریں جاری ہوں گی وہ کستوری کے پہاڑوں کے چشموں سے لائی جائیں گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جنت کی نہروں کی روانی کے بارے میں سوال کیا تو حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میانہ روی سے چلیں گی اور ہمیشہ بہتی رہیں گی نہ ان میں طغیانی آئے گی اور نہ وہ خشک ہوں گی وہ اپنے راستہ کو چھوڑ کر ادھر ادھر نہ بہہ سکیں گی ان نہروں کے علاوہ جنت کے باغوں میں چار دریا شراب طہور (پاکیزہ شراب) کے بہہ رہے ہوں گے دودھ اور شہد والے دریا بھی ہوں گے۔ وہاں خوبصورت اور کنواری دلرباء لڑکیاں اٹھکیلیاں کرتی ہوئی گھومیں گی ان کے حسن وجمال کی مثال دنیا بھر کی لڑکیوں میں نہیں پائی جاتی جس کو جیسی کوئی لڑکی پسند آئے گی وہ اس کے اشارے پر اس کے ساتھ ہو گی۔ جنت کی لمبائی پر ایک ایسی خوبصورت نہر بہہ رہی ہو گی جس کے کناروں پر خوبصورت لڑکیاں ترنم سے گا رہی ہوں گی جنت میں رہنے والے ان کی خوش آوازی سے متاثر ہو کر پکار اٹھیں گے ان جیسی جانفراء آواز آج تک ہم نے نہیں سنی۔ لوگوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا یہ لڑکیاں موجودہ راگوں میں گا رہی ہوں گی آپ نے جواب دیا نہیں وہ حمدوثناء کے ترانے ہونگے جو مومنوں کے دلوں کو مسحور کرتے جائیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے نبی کریم صاحب کوثر تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جنت کی ایک نہر پر ایک اتنا شاندار محل ہے جو مونگے (موتی) سے بنایا گیا ہے۔ اس کے دروازے ستر ہزار ہیں جن میں سونا اور چاندی لگا ہوا ہے یہ محل ان اہل ایمان کے لئے ہو گا جو زندگی میں اکثر تلاوت قرآن پاک کرتے رہتے ہیں کوثر و سلسبیل اور تسنیم جیسی جنتی نہروں کا بھی ذکر آیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا ہر ایک جنتی کو اپنی دنیاوی بیویوں کے علاوہ (جو حسن و جمال میں حوروں سے کئی گنا بڑھ چڑھ کر ہوں گی) ستر حوریں خدمت کے لئے ملیں گی۔ حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ نے پانچ سو حوروں اور چار ہزار کنواری لڑکیوں کا ذکر کیا ہے جو ہر جنتی کے لئے خدمت میں حاضر ہوتی رہیں گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جنت کی عورتوں کے حسن و جمال کا یہ عالم ہے کہ ان میں سے ایک جھلک دنیا کی حسیناؤں پر پڑ جائے تو زمین و آسمان کی وسعتیں نور

Marfat.com

اور خوشبو سے بھر جائیں۔ یہ جنتی مخلوق اپنی طہارت اور صفائی کا یہ معیار رکھیں گی کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے حیض و نفاس اور دوسری نسوانی آلائشوں سے صاف رکھا ہے۔ اہل جنت تمام بد خلقیوں' بدعادات اور نفرتوں سے مبرا ہوں گے وہاں کوئی جھوٹ' فریب یا لڑائی جھگڑے کی آلائش تک نہیں ہو گی۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے جہاں خوبصورت عورتیں مل کر گاتی ہیں یہ عورتیں ابدی زندگی پائیں گیں انہیں کسی قسم کا رنج اور بیماری نہیں ہو گی وہ صحت کا اعلیٰ معیار لے کر زندہ رہیں گی۔

مفسرین قرآن پاک کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب کفار اور مشرکین قرآن پاک کے اس چیلنج کے سامنے اپنی شکست تسلیم کر چکے اور قرآن پاک جیسی ایک سورۃ بھی پیش نہ کر سکے تو انہوں نے ایک اور حربہ استعمال کیا۔ اور کہنے لگے کہ اگر یہ کلام الٰہی ہوتا تو اس میں چھوٹے چھوٹے حقیر جانوروں کا ذکر نہ کرتا مچھر، مکھی، مکڑی جیسی مثالیں نہ دی جاتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط بیانی کی تردید کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ اسے ایسی مخلوق کی مثالیں دیتے ہوئے کوئی حجاب نہیں کیونکہ تمام مخلوق اسی کی بنائی ہوئی ہے۔

تخلیق کائنات

ان آیات کریمہ میں دیگر اسرار الٰہیہ کے علاوہ قرآن پاک نے زمین کی تخلیق اور اسے وسعت دینے کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ تفسیر خازن کے مؤلف نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے زمین اور اس پر مختلف اشیاء کو پیدا فرمایا پھر آسمانوں کو پھیلا دیا آسمانوں کے پھیلنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہموار کیا اور اسے فرش بنا دیا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پانی پیدا فرمایا تھا اس پر عرش کو بچھایا۔ پھر ہوا کو چلایا اس ہوا کے زور سے پانی میں موجیں بلند ہونے لگیں موجوں کی اس حرکت سے حرارت پیدا ہونے لگی جس سے دھواں نمودار ہوا۔ اس دھویں کی کثافت سے آسمانوں کی تہیں بننے لگیں اس حرارت کی تلچھٹ سے زمین بنائی گئی اور تلچھٹ سے جو جھاگ اٹھی وہ اکٹھی ہو کر پہاڑوں کی صورت بنتی گئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق زمینوں کے سات طبقے تخلیق کئے گئے ہیں

Marfat.com

پہلے طبقے پر انسانی زندگی اور رہائش کی فضا پیدا کی گئی اور انسان بسنے لگے زمین کے دوسرے طبقے میں ہوا کے طوفان چلتے رہے اور تیسرے طبقہ میں دوزخ کی سی حرارت پیدا کر دی گئی چوتھے طبقہ میں زہریلے بچھو جیسی بے شمار مخلوق پیدا کی گئی اور پانچویں طبقہ زمین میں سانپ اور اژدھا رینگنے لگے چھٹے طبقہ میں گندھک پیدا کی گئی اور ساتویں طبقہ میں شیطانوں کی بستیاں بسا دی گئیں ابلیس کے سارے لشکر اس طبقہ میں رہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیسرے طبقہ میں جنات کو پابند کر دیا گیا ہے۔ صاحب در منثور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اپنے صحابہ کو جمع کیا اور پوچھا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو زمین سے آسمان تک کے فاصلہ کی لمبائی بتا سکے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یہ بات تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بتا سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پانچ سال کا راستہ ہے پھر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو سالہ راہ ہے اس روایت کو مولانا فتح محمد رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی معروف تفسیر خلاصتہ التفاسیر میں بھی لکھا ہے۔ ساتوں آسمان اتنی ہی دوری اور فاصلے پر بچھائے گئے ہیں پانچ سو سال فاصلہ کس رفتار سے طے کرنا ہے اس کی وضاحت نہیں فرمائی گئی۔ ان تمام آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش اعلیٰ ہے جس پر لوگوں کے نامہ اعمال کی نقلیں موجودہ ہیں۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا
اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ
اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ
بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ
اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ
بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ

Marfat.com

اَعۡلَمُ غَيۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا كُنۡتُمۡ
تَكۡتُمُوۡنَ ﴿٣٣﴾ وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡٓا اِلَّآ اِبۡلِيۡسَ ؕ
اَبٰى وَاسۡتَكۡبَرَ ۖ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿٣٤﴾ وَقُلۡنَا يٰٓاٰدَمُ اسۡكُنۡ اَنۡتَ
وَزَوۡجُكَ الۡجَنَّةَ وَكُلَا مِنۡهَا رَغَدًا حَيۡثُ شِئۡتُمَا ۖ وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ
الشَّجَرَةَ فَتَكُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿٣٥﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيۡطٰنُ عَنۡهَا فَاَخۡرَجَهُمَا
مِمَّا كَانَا فِيۡهِ ۖ وَقُلۡنَا اهۡبِطُوۡا بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمۡ فِى
الۡاَرۡضِ مُسۡتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ ﴿٣٦﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ
فَتَابَ عَلَيۡهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿٣٧﴾ قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا مِنۡهَا جَمِيۡعًا ۚ
فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى فَمَنۡ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ
وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ
النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿٣٩﴾ ع

(ترجمہ) اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں ع ۱
بولے کیا ایسے کو (نائب) کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے پھر سب (اشیاء) کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے
فرمایا اے آدم بتا دے انہیں سب (اشیاء کے) نام جب اس نے (یعنی آدم نے) انہیں سب کے نام بتا ع ۲
دیئے فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو

Marfat.com

سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہئے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے تو شیطان نے جنت سے انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم اور وہ جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ○

زمین پر خلافت اللہ تعالیٰ کا اہتمام

حضرت آدم علیہ اسلام کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے زمین پر جنوں کو حکومت دے رکھی تھی۔ صدیاں گزرتی گئیں جنات نے زمین پر فساد و قتال شروع کر دیا اور یہ سلسلہ ایک طویل عرصہ تک جاری رہا اس قتل و جدال کی وجہ سے جنوں کی عادات میں غصہ، حسد، بغض اور دشمنی پیدا ہو گئی اور وہ اپنی جبلت کے لحاظ سے خون خرابے کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک زبردست جماعت جنات کی سرزمین میں بھیجی اس جماعت کا سربراہ عزازیل نامی فرشتہ تھا ان فرشتوں نے پہلے تو ان جنات کو سمجھایا مگر جب وہ اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو سخت لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ ان فرشتوں کی آمد پر لاکھوں جنات مارے گئے زمین کے میدانی علاقوں کو خالی کر کے پہاڑوں اور سمندروں کے جزیروں کی طرف جانے لگے تفسیر معالم میں لکھا ہے کہ اس قتال و جدال کے بعد زمین پر عزازیل کی سلطنت قائم ہو گئی۔ وہ زمین کے ساتھ ساتھ آسمان اول کا بھی حکمران بن گیا وہ کبھی جنت کے باغوں میں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا کبھی زمین کے سبزہ زاروں میں اللہ تعالیٰ کو سجدے کرتا رہتا وہ زمین آسماں اور جنت میں ہر جگہ خدا تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرتا پھرتا تھا اور قدم قدم پر سجدے کرتا رہتا تھا اسی انداز پر صدیاں گزر گئیں آہستہ آہستہ اس کے دل میں خیال پیدا ہونے لگا کہ مجھ جیسا دوسرا کوئی بھی نہیں ہے وہ فخر اور تکبر کی ہوا میں رہنے لگا اور اس کے ہاں یہ گمان بیٹھ گیا کہ مجھ جیسا تو فرشتوں میں بھی کوئی دوسرا نہیں ہے اسی دوران اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا۔ کہ میں اپنا ایک خلیفہ کائنات ارضی پر بناؤں گا اللہ تعالیٰ کے اس اعلان پر تمام

Marfat.com

فرشتے حیران رہ گئے اور تعجب کرنے لگے کہ ہمارے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو خلیفہ یا اپنا نائب بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ زمین تو فساد اور جنگ کے خون سے پہلے ہی آلودہ ہے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ یہاں آکر فساد و قتال کرے گا۔ مفسرین کا اتفاق ہے کہ فرشتوں کی یہ سوچ کسی اعتراض یا حسد کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ان کی سمجھ سے ابھی تک بالاتر تھی وہ سوچنے لگے کہ ایک خاکی انسان۔ اللہ تعالیٰ کا نائب ہو کر اس زمین پر کیا کرے گا حالانکہ ہم اس کی تسبیح بیان کرتے ہی رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی خلافت تو اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ ترین عنایت ہے اسے ایک خاکی کس طرح سنبھال سکے گا وہ اسرار الٰہیہ کا متحمل کیسے ہوگا وہ اسرار الٰہیہ کو کیسے برداشت کرے گا ان کے خیالات میں یہ بات نہیں آرہی تھی کہ یہ باتیں کس طرح قابل عمل ہو سکتی ہیں فرشتوں نے حضرت آدم یا نائب خدا کی طرف خون خرابے کی نسبت نہیں بتائی تھی انہیں تو یہ معلوم تھا کہ زمین کی فطرت میں فساد اور خون رچابسا ہے یہاں جو بھی آئے گا وہ زمین کے اثرات سے متاثر ہوگا اللہ تعالیٰ کا شرف اس کے انوار کی شعاعیں اس خاک پر کس طرح پڑیں گی۔ تفسیر مظہری میں قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے اس مقام پر بڑے صوفیانہ کے نکتے بیان کئے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کس طرح اس فیض کے مستحق ہیں جو اسرار الٰہیہ سے بھرا ہوا ہے اور نور الٰہیہ کی شعاعوں کو کس طرح برداشت کرے گا۔ بعض مفسروں نے فرشتوں کے تعجب اور حیرانی کی وجہ یہ بھی بیان کی ہے کہ وہ جانتے تھے کہ ان سے بڑھ کر مخلوق خداوندی میں کوئی عالم نہیں ہے پھر ان کا صدیوں کا مشاہدہ تجربہ اور انوار الٰہیہ میں پرورش اوروں کو کب نصیب تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اس تعجب کو دور کرنے کے لئے سب سے پہلے علمی امتحان لیا اور حضرت آدم علیہ السلام اور ملائیکہ کے علم کا موازنہ کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش

اللہ تعالیٰ نے سیّد البشر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین پر جاؤ اور وہاں سے مختلف مقامات سے مٹھی بھر مٹی لاؤ۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام زمین کے مختلف حصوں سے مٹی لائے اس پر مشرق و مغرب شمال و جنوب کے خطوں سے مختلف رنگوں کی مٹی شامل تھی اس مٹی کو پانی سے بھگو دیا گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دی کہ تم جا کر زمین کی گہرائیوں سے صاف شفاف مٹی لے کر آؤ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام مدینہ

Marfat.com

پاک کی اس جگہ اترے جہاں ان دنوں حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور ہے۔ وہاں سے مٹی لی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی اس مٹی کو چشمۂ تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا۔ اور اس مٹی کو جنت کی نہروں سے کئی بار دھویا گیا فرشتوں کی ایک جماعت اس مٹی کو تمام زمینوں اور آسمانوں میں لے گئے اور اس سیر کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر سے ایک قالب تیار کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے اس جسد آدم میں روح داخل فرمائی اور پیشانی میں نور مصطفیٰ کو نگینے کی طرح نصب کیا۔ اس قالب کو جنت سے پاک اور صاف لباس لا کر پہنا دیا گیا اور آپ کو ایک سنہری تخت پر بٹھا کر مختلف اطراف کا سیر کرایا جانے لگا یہ کیفیت کئی سو سال رہی۔ پھر ایک ایسا گھوڑا تیار کیا گیا جو کستوری کا بنا ہوا تھا اس گھوڑے کا نام المیموز تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام ساتھ ساتھ رواں تھے۔ آپ کے بائیں طرف حضرت اسرافیل علیہ السلام چل رہے تھے۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی پہلی سیر تھی جو اس اہتمام کے ساتھ تمام زمینوں اور آسمانوں میں کرائی گئی آپ کو تمام ملائکہ سلام کرتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کو جنت کے تمام مقامات کی سیر کرائی گئی۔ جنت میں ہی آپ کو ابو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب دیا گیا۔ مگر کائنات ارضی پر آپ کو ابوالبشر کے نام سے شہرت ملی اس تقریب کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دل و دماغ کو تمام اشیاء کے اسماء سے واقف کر دیا۔

ملائیکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کے علمی کمال کو تسلیم کر لیا

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی علمی برتری اور اسماء اشیاء سے واقفیت کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر مظہری میں بیان کی ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قالب کو کچھ عرصہ کے لیے مکہ مکرمہ کے مضافات میں اس مقام پر رکھا گیا۔ جہاں ان دنوں طائف کا شہر آباد ہے۔ شیطان نے اس قالب کو دیکھا تو اندر گھس آیا اور سارے اندرونی حالات کو معلوم کرنے کے بعد واپس فرشتوں کی محفل میں پہنچا۔ فرشتوں سے پوچھنے لگا کہ اگر اس قالب کی اطاعت کا حکم دیا گیا تو تم کیا کرو گے۔ فرشتوں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ ہمیں حکم کرے گا تو ہم ضرور اطاعت کریں گے ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ فرشتوں کی یہ بات سن کر ابلیس کو بڑی مایوسی ہوئی اور اکڑ کر دل ہی دل میں کہنے لگا میرا بس چلا تو میں اس

Marfat.com

کو ہلاک کر دوں گا۔ فرشتوں کا یہ ظاہری اعلان سارے آسمانوں اور زمینوں پر مشہور ہو گیا مگر ابلیس کے دل کی خیانت اس وقت کسی پر ظاہر نہ ہوئی۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کا علم دے دیا گیا تھا زمین پر بولی جانے والی تمام زبانیں سکھا دی گئی تھیں۔ ہر قسم کا لہجہ اور اسلوب بیان آپ کو ازبر تھا۔ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض علوم کی نفی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض علوم سے محجوب رکھا گیا تھا۔ یہ ان کی اپنی ناواقفیت ہے ورنہ حضرت آدم علیہ السلام کو جہاں تمام اشیاء کے اسماء سے واقف کیا گیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حقیقت اشیاء کا علم دیا گیا تھا۔

ملائیکہ نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے پر فخر کیا اور اپنی فوقیت کا اظہار کیا۔ مگر دوسری طرف حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اشیائے اسماء اور اسمائے الہیہ کے علم سے مزین فرما دیا تھا۔ فرشتے تسبیح خداوندی میں بے مثال تھے۔ مگر حضرت آدم علیہ السلام علم کی تمام بلندیوں پر ممتاز تھے۔ خلاصۃ التفاسیر' تفسیر خازن میں محی السنہ نے لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان علمی برتری کی وجہ سے ملائیکہ سے افضل ہے چونکہ انبیاء کرام علمی بلندیوں پر فائز ہوتے ہیں اس لیے وہ تمام فرشتوں سے افضل ہوتے ہیں۔ اس مسئلہ کا ایک اور پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تسبیح و تحلیل بہت پسند ہے وہ اپنی شان علویت کے سامنے اپنے بندوں سے تسبیح اور حمد کو سننا پسند کرتا ہے اس کے نزدیک فساد' خون خرابہ قتل و جدال ناپسندیدہ فعل ہیں پھر اللہ تعالیٰ کو یہ بات بھی بڑی ناپسندیدہ ہے کہ کوئی شخص غرور یا اپنی جہالت کی وجہ سے اس کے پیغمبروں اور انبیاء کی اہانت کرتا پھرے۔ اگرچہ ملائیکہ نے اپنی ندامت کا اظہار کیا اور اپنے فخر و غرور تسبیح کی وجہ سے اپنی برتری جتائی مگر اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔ عزازیل تو اس قدر تکبر اور غرور کی آگ میں جلا کہ اس نے اللہ کے حکم کو ہی ماننے سے انکار کر دیا اور دلیل دینے لگا میں تو آگ کے شعلوں سے بنایا گیا ہوں اور آدم مٹی سے پیدا کیا گیا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ آگ خاک کے سامنے جھک جائے اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ بد خلقی پسند نہ آئی اسے مردود اور مقہور قرار دے دیا گیا۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر میں علمائے کرام کی علمی برتری کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ علماء کرام کا وہ مقام ہے کہ دنیا کے اولوالامر (بادشاہ) اس بات کے پابند ہیں کہ اہل علم کی پیروی کریں ان سے مشورہ لیں اور اس پر عمل کریں۔ علماء کو زیب نہیں دیتا کہ یہ اپنے

Marfat.com

حاکموں کی تابعداری اور خوشامد کرتے پھریں حضرت رازی رحمتہ اللہ علیہ نے علم کی فضیلت کے ساتھ ملائیکہ کی عبادت سے موازنہ کیا ہے اور کہا کہ علم ہر حال میں اعلیٰ و ارفع چیز ہے تیسرے پارے میں ملائیکہ اور اولوالعلم (علمائے کرام) کی آیت کریمہ کے تحت بڑی گراں قدر بحث کی ہے اطاعت اور طاعت کے میدان میں اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولوالامر کو فوقیت و اہمیت دی گئی ہے ۔ ملائیکہ کی اطاعت کے لیے کہیں حکم نہیں آیا علمی اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے اس طبقے کو جو راسخون فی العلم) (علماء کرام) کہلاتے ہیں بڑے اعزاز و اکرام سے یاد کیا ہے ۔ علمی درجات کے سلسلہ میں اس شخص کی کتنی قدر و منزلت ہے ۔ جسے قرآن پاک یہ کہتا ہے کہ عندہ علم من الکتاب (جس کے پاس کتاب الٰہی کا علم ہے) اسی طرح قرآن پاک نے حضرت انسان کو علمی برتری کی وجہ سے بلند مراتب دیئے ہیں ۔ انبیاء کرام کے بعد اہل علم حضرات کا رتبہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک امت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چار طبقات کے درجات اور مقامات بڑے بلند ہیں ۔ بدر میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن لوگوں کے دل ذکر خداوندی سن کر تڑپ جاتے ہیں ۔ تیرے مجاہدین کا وہ طبقہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سر کٹانے تک دریغ نہیں کرتا ۔ چوتھے امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ متقی اور صالحین جو نیک اعمال کی وجہ سے افضل نہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تمام پیشہ ور انسانوں میں علمائے کرام کی ہی عظمت بیان کی ہے اور کہا ہے کہ وہی اللہ سے ڈرتے ہین ۔ اسلامی معاشرہ میں علمائے کرام کا مقام اس قدر اہم اور افضل ہے کہ احادیث نبویہ میں جابجا ان کے اوصاف اور مقامات کا ذکر کیا گیا ہے ۔ فرشتوں پر انسانی عظمت اور سبقت کا معیار ہے اور وہ علم علمائے کرام کو عطا کیا گیا ہے یہ علم خواہ کتابی اکتسابی ہو ۔ یا وہبی اور الہامی ہو ۔ انسانی عظمت کی دلیل ہے ۔

مسجود ملائیکہ

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک نوری تخت تیار کیا جائے اور اسے عرش کے اوپر بچھا دیا جائے پھر اس پر حضرت آدم علیہ السلام کو بٹھا کر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم (میرے خلیفہ اور نائب) کو سجدہ کریں تمام فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سجدہ کیا آج کے بعد حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائیکہ قرار دیئے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام قبلہ ملائیکہ بن گئے بلکہ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لیے ایک بار ہی تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں تھا ۔ اس سے فرشتوں کے عجز اور انکساری کو ظاہر کرنا

Marfat.com

مقصود تھا۔ دوسری طرف اللہ کے حکم کی اتباع کا مظاہرہ تھا۔ مقدمہ التفاسیر میں لکھا ہے کہ یہ سجدہ خاص اور صرف حضرت آدم علیہ السلام کے لیے تھا۔ اکثر مفسرین نے اسے سجدہ عظمت کہا ہے بعض مفسرین نے اس مقام کے وضاحت کی ہے کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا سجدہ عبادت نہیں تھا جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کو سجدہ تعظیمی کیا تھا۔ اسلام میں ہر قسم کا سجدہ غیر اللہ تعالیٰ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو کچھ فرشتوں نے سجدہ کیا تھا۔ مگر جب ہم (**فسجد والملائیکتہ کلھم اجمعون**) پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ ملائیکہ کی ایک ایسی صنف بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نور کی بجائے آتش سے پیدا کیا تھا۔ ابلیس ایسے ہی طبقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ تفسیر کبیر تفسیر مدارک تفسیر روحٰی میں لکھا ہے کہ یہ سجدہ زمین پر پیشانی رکھ کر ادا کیا گیا تھا۔ ابلیس جنات اور آتشی مخلوق سے تھا۔ اس نے اکڑ کر تکبر سے کہا میں سجدہ نہیں کروں گا اس نے حکم خداوندی کو ماننے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ جنّات میں سے تھا۔ اکثر مفسرین نے اس مقام پر سجدہ آدم کو تعظیمی سجدہ قرار دیا ہے۔ جو تذلل اور عجز کو ظاہر کرتا ہے تفسیر بیضاوی کی تشریح کی روشنی میں امام قاسم قشیری نے اپنے رسالہ قشیریہ میں اس موضوع پر طویل گفتگو فرمائی ہے اور تذلل اور تواضع میں بڑی مفصل بحث کی ہے۔ سیدّنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضور سیدّ الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا لوگو! تواضع اور انکساری اختیار کرو جو شخص عجز اور انکساری سے چھوٹا بنتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا ہے جو شخص تکبر اور غرور کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا بتاتا ہے وہ آخر میں ذلیل ہوتا ہے۔

ترمذی شریف میں ابو کریب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن ادریس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بتائی تھی۔ جنہوں نے ابو اسامہ شعبہ رضی اللہ عنہ سے تصدیق کی تھی اور عمرو بن مرہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے یہ بات طے کر لی تھی کہ میں خود کوئی سوال نہیں کروں گا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں تو وہ خود میرے سوالات کا جواب دیں گے۔ وہ خود خاموش کھڑے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نو سوالوں کے واضح جواب سنا دیئے یہ بات سنتے ہی انہوں نے آگے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ چوم لیے اور پھر جھک کر قدم بھی چوم لیے اور زبان سے قرار کیا کہ ہم سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ آپ خدا کے سچے

Marfat.com

رسول ہیں ۔ اس حدیث پاک سے قدم چومنا ہاتھوں کو بوسہ دینا اہل عجز و محبت کے لیے جائز ہے ۔ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں ہاتھ پاؤں چومنے پر بڑی تفصیلی گفتگو فرمائی ہے اور فیصلہ دیا ہے کہ استاد پیرو مرشد حتیٰ کہ عادل بادشاہ کے قدم چومنے بھی جائز ہیں ۔ اہل علم اور اہل تقویٰ کے احترام میں کھڑے ہونے کا بھی جواز موجود ہے ادب و تعظیم کے بعض مقامات نہایت ضروری ہیں اہل ایمان کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب قرار دی گئی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تواضع اور احترام کے مختلف طریقے سکھائے ہیں ۔ والدین کی عزت اور تواضع کرنا علمائے کرام کا احترام کرنا ۔ احباب کا احترام کرانا ۔ مشائخ کے لیے آداب و تعظیم بجا لانا اسلامی معاشرت کے آداب میں نہایت اہم ہیں ۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی باتوں کی تعلیم دیتے علمی طور پر عام مسلمانوں اور عامی لوگوں کو پہلے خود سلام کرتے اور اس میں کوئی عار محسوس نہ کیا کرتے تھے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور تواضع کی عادت کا یہ اثر تھا کہ کئی صحابہ کرام انتہائے عقیدت سے آپ کے قدم چومتے تھے اپنے عزیزوں بھائیوں اور استادوں کے ادب میں جھکنے کی اسلام میں کہیں مخالفت نہیں آئی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر جھکا دیا تھا یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے اور تفسیر رؤفی کے مؤلف نے اسے نقل کیا ہے اس حدیث کو قاضی عیاض اندلسی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شفا میں بھی نقل کیا ہے کہ ابن عمر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تواضع کرتے اور سر جھکا کر ملتے تھے ۔

ثعلبی میں لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو عزت و توقیر سے نوازا مگر ان تمام مراتب اور بلندیوں کے باوجود آپ کو تنہائی سے گھبراہٹ محسوس ہوا کرتی تھی آپ ہر طرف ملائکہ ' جنات اور دوسری مخلوق کو اپنے اردگرد دیکھتے مگر آپ کو اپنی جنس کا کوئی فرد نظر نہ آتا آپ کا دل بڑا اداس ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی پسلی سے اماں حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا اور آپ کو جنتی لباس سے ملبوس فرمایا (پسلی سے حضرت حوا کی پیدائش کو بعض مفسرین نے اسرائیلی روایات سے نقل کیا ہے) کچھ عرصہ کے بعد حضرت حوا کا حضرت آدم علیہ السلام سے نکاح ہوا مہر مقرر ہوا ۔ جو حضور نبی آخری الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا ہدیہ تھا اب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ اپنی زندگی کی ساتھی حوا کے ساتھ جنت کے باغوں میں سکون کے ساتھ رہیں ۔

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں قیام اور وہاں سے اخراج کی داستان قرآن پاک نے بڑے اچھے انداز میں پیش کی ہے۔ ثعلبی کی روایت کے مطابق جن دنوں اللہ تعالیٰ نے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں اپنی نوازشوں سے مالا مال کر دیا۔ اعزاز و اکرام سے نوازا تو ابلیس یہ شان و شوکت دیکھ کر حسد سے جل اٹھا اور اللہ تعالیٰ کے تقرب اور آدم علیہ السلام کے اعزاز نے اسے جلا کر راکھ کر دیا وہ بدنیتی سے جنت کے دروازے پر عبادت کرنے لگا اور موقع تلاش کرتا رہا کہ وہ کب سیدنا آدم علیہ السلام کو ورغلا سکے۔ ایک دن ابلیس جنت کے دروازے پر کھڑا رو رہا تھا۔ جنت کے مور نے دیکھا کہ کوئی فرشتہ رو رہا ہے اس نے رونے کی وجہ پوچھی۔ ابلیس نے کہا مجھے تو تمہاری قسمت پر رونا آرہا ہے تم اتنے خوبصورت اور خوش شکل ہو مگر اس حسن و جمال کے باوجود عنقریب ایک مصیبت میں گرفتار ہونے والے ہو۔ مور یہ بات سن کر کانپ گیا اور کہا کہ میں بدصورت بنا دیا جاؤں گا۔ ابلیس نے کہا ہاں کیونکہ تم ایک درخت کا پتہ نہیں کھاتے۔ اگر جنت کے فلاں درخت کا پتہ کھا لو۔ تو تمہیں یہ حسن و جمال سے کوئی چیز محروم نہیں کر سکتی۔ اس درخت کا نام شجرۃ الخلد ہے یہ ہمیشہ زندگی بھی دے گا۔ اور ہمیشہ کی خوبصورتی بھی عطا کرے گا مور ابلیس کی باتوں میں آگیا اور کہنے لگا میں اس درخت تک کس طرح رسائی حاصل کر سکتا ہوں۔ ابلیس نے کہا تم مجھے اندر لے چلو میں تمہیں اس درخت کے پاس لے جاؤں گا۔ مور نے کہا کہ جنت کے داروغہ رضوان کی اجازت کے بغیر میں تمہیں اندر کیسے لے جا سکتا ہوں۔ ابلیس نے بتایا کہ وہ دیکھو رضوان نے ایک سانپ رکھا ہوا ہے میں اسے بھی سمجھاتا ہوں اگر وہ منہ پھیرے تو ہم اندر جا سکیں گے سانپ سے میٹھی میٹھی باتیں کر کے ابلیس نے اسے پھسلا لیا اور اس کے منہ میں بیٹھ کر جنت میں داخل ہو گیا اور آہستہ آہستہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جا پہنچا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچ کر ابلیس نے دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیا اور کہنے لگا میں آپ کو ایسی بات بتانے آیا ہوں جو آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں رہنے کا حق دے دے گی۔ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس درخت کے نزدیک جانے سے روک دیا ہے حالانکہ اس درخت کے سنئے پھل کھانے میں ہمیشہ کے لیے قیام جنت کا راز ہے اس نے قسم کھا کر حضرت آدم علیہ السلام کو یقین دلایا کہ وہ سچا ہے اس کی قسمیں اس قدر شدید تھیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت کے ہمیشہ قیام پر سوچنے لگے۔ بعض روایات میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام ابلیس کی باتوں سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ دانہ گندم

Marfat.com

کھانے کے لیے آگے بڑھیں یہ دانہ گندم خمر کے نشہ میں بھگویا ہوا تھا۔ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ آج سے جنت کا لباس اتار دیا جائے اور جنت کو خالی کر دیا جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بحیرہ سراندیپ (سری لنکا) اور حضرت حواؑ علیہ السلام کو عرب کی سرزمین جدہ کے مقام پر اتار دیا گیا سری لنکا کے ایک اونچے پہاڑ پر حضرت آدم علیہ السلام کا گھر بنا اور بصرہ کے مضافات میں جدہ کے مقام پر حضرت حواؑ علیہا السلام ٹھہریں۔ ابلیس کو شام کی زمین میں اہلیہ کے مقام پر گرا دیا گیا۔ اسی طرح سانپ کو اس سازش کی وجہ سے اصفہان کے مقام پر پھینکا گیا صاحب تفسیر خازن نے ان روایات کو بیان کیا ہے۔

ان روایات کے ساتھ ساتھ علماء اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت کے باغ خلد میں رہائش پذیر تھے مگر بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ زمین پر اترنے کے بعد فلسطین کی سرزمین پر ایک باغ خلد تھا۔ جس میں حضرت آدم علیہ السلام ٹھہرے تھے جنت میں جس درخت کے نزدیک نہ جانے کا حکم تھا وہ بعض مفسرین کے نزدیک انجیر کا درخت تھا۔ بعض اسے انگور کہتے ہیں اور بعض خوشہ گندم لکھتے ہیں۔ معالم التنزیل میں اس درخت کا نام شجر السلام لکھا پایا ہے۔ زمین پر آکر چالیس سال گزر گئے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواؑ علیہا السلام نے زمین کی کسی چیز کو نہ کھایا دونوں تین سو سال تک ندامت میں سر جھکائے بیٹھے رہے اگر اولاد آدم علیہ السلام کے سارے آنسو ایک جگہ جمع کر لیے جائیں۔ تو وہ ان دونوں کے بہنے والے آنسوؤں سے کم نہیں۔ تفسیر روحی میں لکھا ہے کہ حضرت حواؑ علیہا السلام اور حضرت آدم علیہ السلام شجر ممنوعہ سے پھل کھانے کے بعد اپنے لباس سے محروم کر دیئے گئے اور نورانی لباس بدن سے خود بخود جھڑتا گیا دونوں مختلف درختوں کی طرف لپکتے تاکہ ان کے پتوں سے اپنا لباس بنا سکیں۔ مگر ہر درخت ان کے پہنچنے پر اپنی شاخیں بلند کر لیتا تھا۔ صرف ایک انجیر کا ایسا درخت تھا جس نے اپنی شاخیں جھکا دیں۔ دونوں نے اس کے پتوں سے اپنے بدن ڈھانپ لیے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ

اللہ تعالیٰ کو حضرت آدم علیہ السلام کی گریہ و زاری پر ترس آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کرنے کے الفاظ لکھائے توبہ کا طریقہ سکھایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی۔ اے اللہ مجھے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے

Marfat.com

سوال کیا ـ کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم ؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ جس دن تو نے مجھے پیدا کیا تو میری نگاہ تیرے عرش پر پڑی تو وہاں (لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) لکھا تھا ـ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ شخصیت بڑی شان والی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اتنا قرب دیا ہے آپ سے بڑھ کر کسی کی عظمت نہیں ہو سکتی ـ اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی اس تعریف پر مہربان ہو گیا ـ (غالبًا حضرت انسان کے لبوں پر پہلی نعت تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں رب جلیل کے سامنے ادا کی گئی تھی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ـ وہ خاتم النبین ہے وہ تیری اولاد کا ایک بلند مرتبہ پیغمبر ہو گا ـ اگر وہ نہ ہوتا تو میں کسی چیز کو پیدا نہ فرماتا ـ تفسیر عزیزی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زبانی حضرت منذر رضی اللہ عنہ نے کی ایک روایت لکھی گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے (**اللھم انی اسئلک بجاہ محمد عبدک** " اے اللہ میں تیرے محبوب ـ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ لیتا ہوں " کہا تھا ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے (**ربنا ظلمنا انفسنا**) کہا تھا " اے اللہ ہم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے ہیں " غرضیکہ اس مقام پر مفسرین نے مختلف دعائیں بیان کی ہیں ـ تفسیر عزیزی میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے التجا کی تھی ـ

توبہ کی قبولیت

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کرنے کے بعد جن احکامات کا ذکر کیا ہے وہ آیت کریمہ کے ترجمہ سے واضح ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خوشخبری بھی دی اور پھر تنبیہہ بھی کی اور فرمایا اے آدم ! تمہاری اولاد کو پھر جنت میں جگہ دوں گا جو لوگ میری تابعداری کریں گے میرے پیغمبروں کی ہدایت پر چلیں گے انہیں یقیناً جنت میں جگہ دوں گا ـ پھر جنت چھوڑنے سے غم اور تنہائی کا جو فکر دامن گیر ہوا ہے اس کو بھی ختم کروں گا ـ جس طرح ہم نے معمولی لغزش پر تمہیں جنت سے نکال دیا ہے اسی طرح اگر تمہاری اولاد کے وہ افراد جو کفر و شرک کا ارتکاب کریں گے دوبارہ جنت میں نہیں آسکیں گے انہیں دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جلنا ہو گا ـ

....

Marfat.com

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ
اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ
فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ
كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا
الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ
تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا
بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ
يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾

(ترجمہ) اے یعقوب کی اولاد یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور خاص میرا ہی ڈر رکھو اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو اور مجھی سے ڈرو اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بیشک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا ○

Marfat.com

يٰبَنِىٓ اِسۡرَآءِيۡلَ
اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَاَنِّىۡ فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ٤٧
وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـًٔا وَّلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا
شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤۡخَذُ مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ٤٨ وَاِذۡ
نَجَّيۡنٰكُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ يَسُوۡمُوۡنَكُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ يُذَبِّحُوۡنَ
اَبۡنَآءَكُمۡ وَيَسۡتَحۡيُوۡنَ نِسَآءَكُمۡ ؕ وَفِىۡ ذٰلِكُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ
عَظِيۡمٌ ٤٩ وَاِذۡ فَرَقۡنَا بِكُمُ الۡبَحۡرَ فَاَنۡجَيۡنٰكُمۡ وَاَغۡرَقۡنَآ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ
وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ٥٠ وَاِذۡ وٰعَدۡنَا مُوۡسٰٓى اَرۡبَعِيۡنَ لَيۡلَةً ثُمَّ
اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ٥١ ثُمَّ عَفَوۡنَا عَنۡكُمۡ
مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ٥٢ وَاِذۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ
وَالۡفُرۡقَانَ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ٥٣ وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ
اِنَّكُمۡ ظَلَمۡتُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ بِاتِّخَاذِكُمُ الۡعِجۡلَ فَتُوۡبُوۡٓا اِلٰى بَارِئِكُمۡ
فَاقۡتُلُوۡٓا اَنۡفُسَكُمۡ ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ عِنۡدَ بَارِئِكُمۡ ؕ فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ ؕ
اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ٥٤ وَاِذۡ قُلۡتُمۡ يٰمُوۡسٰى لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ
حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهۡرَةً فَاَخَذَتۡكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ٥٥
ثُمَّ بَعَثۡنٰكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ٥٦ وَظَلَّلۡنَا

Marfat.com

عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ
طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ
شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ
خَطٰيٰكُمْ وَ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا
غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ
السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾

(ترجمہ) اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی اور نہ کافر کے لئے کوئی سفارش مانی جائے اور نہ کچھ لے کر اس کی جان چھوڑی جائے اور نہ ان کی مدد ہو (اور یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تم پر برا عذاب کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بلا تھی یا بڑا انعام اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا پھاڑ دیا تو تمہیں بچا لیا اور فرعون والوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور تم ظالم تھے پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معافی دی کہ کہیں تم احسان مانو اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کر دینا کہ کہیں تم راہ پر آؤ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے پھر مرے

Marfat.com

پیچھے ہم نے تمہیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو اور ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور انہوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا ہاں اپنی ہی جانوں کا بگاڑ کرتے تھے اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا تم ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا ○

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو وہ انعامات یاد دلائے ہیں جن کی وجہ سے وہ کائنات کی تمام قوموں سے اعلیٰ اور برتر تھے۔ انہیں وادی نیل کی سلطنت دی۔ پھر مصر میں تخت نشین کیا من و سلویٰ جیسی نعمت سے نوازا، نبوت کے اعزاز سے نوازا حکومت اور اقتدار کی قوتیں عطا کیں، اب ان نعمتوں کا ایک ہی شکرانہ ہے کہ تم ان وعدوں کو پورا کرو جو تم نے اللہ تعالیٰ سے کئے تھے۔ اور جس کی تفصیل تورات اور انجیل میں ملتی ہے۔

اسرائیلی کون تھے؟

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ایک کا نام حضرت اسحٰق علیہ السلام تھا اور دوسرے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے یہ دونوں نبوت سے سرفراز ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے جن کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد سے کئی صدیوں کے بعد سیدالمرسلین خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ بنی اسرائیل سے کئی انبیاء کرام آئے اور مخلوق کی ہدایت پر مامور رہے یہ عظمت اور فضیلت انسانی معاشرے میں ایک بہت بڑا انعام تھا۔ ان انعامات کے باوجود یہودیوں اور نصرانیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے احسانات یاد دلائے اور آگاہ کیا کہ تمہیں تو چاہئے تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سب سے پہلے کرتے مگر تم ہی سب سے پہلے انکاری ہو رہے ہو اور اللہ کی آیات کریمہ کو چند ٹکوں پر فروخت کر کے حق کو چھپاتے پھرتے ہو۔

یہ آیت کریمہ ان یہودیوں کے بارے میں آئی ہے جو تورات میں ترمیم کر کے اپنے بادشاہوں کو خوش کرتے رہتے تھے اور ان سے انعامات پاتے رہتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اخلاق و

Marfat.com

اوصاف تورات کے صفحات پر موجود تھے ۔ ان یہودی علماء نے انہیں نکال دیا وہ انہی مجالس میں وعظ کرتے تو خدا کا پیغام سنانے کی بھی قیمت وصول کیا کرتے تھے ۔ ان کے سامنے دنیا کے اغراض ہی رہ گئے تھے ۔ جہاں انہیں دنیاوی فائدہ نظر آتا ۔ تورات کو بری تفصیل سے بیاں کرتے تھے ۔

یہودیوں کا یہ کردار قرآن پاک میں نہایت ہی قابل اعتراض انداز میں بیان کیا گیا ہے ۔ مسلمانوں میں جو لوگ قرآن و حدیث اور فقہ اور دوسرے دینی علوم پڑھاتے ہیں انہیں اجرت لینا مناسب نہیں ہاں جو لوگ سارا وقت اسی کام میں صرف کرتے ہیں اور ان کا کوئی دوسرا ذریعہ معاش نہیں ہے انہیں گذر اوقات کے لیے وظیفہ لینا جائز ہے ۔ اسی طرح اذاں ' امامت ' خطبہ جمعہ کے فرائض سرانجام دینے کے لیے تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں ان میں علماء کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض اسے جائز جانتے ہیں اور بعض اسے عبادت جان کر کرنا جائز قرار دیتے ہیں ۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو ایسے فرائض کی ادائیگی کا پابند کر دیا جائے اور اسے مجبور کیا جائے کہ وہ امامت خطابت یا اذان فلاں جگہ ہی کہے تو اسے اجرت دینا جائز ہے ۔ تعویزات اور عملیات جن کی قرآن پاک اجازت دیتا ہے اس پر اجرت لینا جائز ہے اس کے جواز کا حوالہ بخاری اور مسلم کی مندرجہ احادیث سے ملتا ہے پھر اس آیت کریمہ میں حق کی بات کو چھپانے پر زبردست وعید آئی ہے ۔ یہودیوں کا طریقہ تھا کہ سچی بات کو چھپا جایا کرتے تھے یا کسی آیت کریمہ کی غلط تاویل کر لیا کرتے تھی قرآن نے ایسی عادت کو " کتمان حق " سے تعبیر فرمایا ہے

حدیث پاک میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے علماء کے متعلق فرمایا ہے جو حق کو چھپاتے رہتے ہیں ۔ قیامت کے دن ان کے منہ میں آگ کی لگامیں ہوں گی ۔

ان منہیات کے بعد قرآن پاک نے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کی تاکید فرمائی ہے ۔ یہودیوں کا یہ طریقہ تھا کہ نماز پڑھنے کی بجائے وہ کھڑے رہا کرتے تھے ۔ نہ سجدہ نہ رکوع ' تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ یہودی ایسی نماز ادا کیا کرتے تھے ۔ جس میں نہ کوئی رکوع تھا نہ سجود ۔ قرآن پاک نے نماز ادا کرتے وقت خصوصی طور پر رکوع کرنے کا حکم دیا ہے اور عبادت خداوندی میں اسے لازم اور فرض قرار دیا ہے ۔ قرآن پاک نے یہاں رکوع کی ادائیگی کے لیے خصوصی حکم دیا ہے حالانکہ دوسرے فرائض اور شرائط کی وضاحت ایک مقام پر کہیں بھی نہیں کی گئی ۔ ہاں مختلف مقامات پر سجدہ ' قیام ' رکوع اور دوسرے فرائض بیان کئے گئے ہیں ۔ کتنے سجدے کتنے رکوع کس قدر قیام اور کس کس موقع پر التحیات اور قبلہ رو ہونا یہ تمام چیزیں ترتیب و تنظیم کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں ان فرائض کے

Marfat.com

انکار پر لوگوں کو قرآن پاک نے قابل سزا قرار دیا ہے ۔ سیدّنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان لوگوں سے جہاد فرمایا تھا جو زکوٰۃ دینے سے انکاری تھے ۔ مختلف تفسیروں میں نماز باجماعت ادا کرنے کو فرض لکھا ہے مگر تفسیر عزیزی کے فاضل مئولف نے اسے سنت موکدہ قرار دیا ہے اور وضاحت فرمائی ہے کہ باجماعت نماز ادا کرنے والے کو ستائیس (۲۷) نمازوں کا ثواب ملے گا ترمذی شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت ابن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن منذر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ نماز باجماعت جس قدر طویل ہوگی اس کا ثواب ملے گا اور جماعت میں جس قدر نمازیوں کی تعداد زیادہ ہو گی اللہ تعالیٰ اسے زیادہ پسند فرمائے گا ۔ جان بوجھ کر جماعت ترک کرنا یا نماز جمعہ چھوڑنا اور والدین کی اطاعت نہ کرنے پر سخت الفاظ میں وعید آئی ہے ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ! ہمارے ہاں ایک شخص سارا دن روزہ رکھتا ہے ساری رات نفل پڑھتا ہے مگر نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے نہ مسجد میں جاتا ہے نہ باجماعت ادا کرتا ہے ۔ آپ نے فرمایا یہ عبادت گذار دوزخی ہے جو لوگ باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں انہیں اکیلے نماز پڑھنا قطعاً جائز نہیں ۔ پھر ایسے بدعتی لوگ جو کفر کے نزدیک پہنچ جاتے ہیں ان کی امامت ناجائز ہے فقہ کی مشہور کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ ایسے بدعتی کی امامت ناجائز ہے تفصیل کے لیے فتاویٰ عالمگیری ' قاضی خاں اور درالمختار کا مطالعہ فرمائیں ۔

بدعتی کون ہے ؟

غنیتہ الطالبین میں سیدّنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اہل بدعت کی پرزور مذمت کی ہے حتیٰ کہ بدعتی سے دوستی رکھنے والا بھی بے دین ہو جاتا ہے ۔ آپ نے فرمایا بدعتی جس راستہ پر آرہا ہے وہ راستہ بھی چھوڑ دینا چاہیے اس کے بد اثرات رونما ہوتے ہیں ۔ بدعتی سے سلام کرنا ۔ اس سے میل ملاپ رکھنا اور خندہ پیشانی سے اس سے ملاقات کرنا ۔ ان سے محبت کرنا بہت بری بات ہے جناب غوث پاک ایسے شخص کو آگاہ کرتے ہیں کہ وہ ایمان کی سلامتی کی خاطر بدعتی سے دور رہے ۔

حافظ محمد لکھوی نے اپنی انواع محمدی میں لکھا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں مولوی نور محمد وہابی نے اپنی کتاب شہباز شریعت میں بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے امت رسول میں بدعتیوں کے بہتر (۷۲) فرقے موجود رہے ہیں ان کے عقائد اور نظریات نہایت غلیظ اور برے تھے ۔ طحاوی

Marfat.com

شریف میں لکھا ہے کہ جو شخص چار مذاہب (شافعی، حنفی، مالکی اور حنبلی) کے علاوہ دوسرا طریقہ اختیار کرتا ہے وہی بدعتی ہے اور وہی مردود اور منکر ہے۔

ان چار مذاہب کے علاوہ کئی قسم کے فرقے اور دینی طبقے پیدا ہو گئے ہیں جن کے عقائد اور نظریات کو بیان کیا جائے تو حیرانی پیدا ہوتی ہے کہ ایسے عقائد کے مالک بھی اپنے آپ کو اسلام کا دعویٰ دار بتاتے ہیں ان بداعتقاد فرقوں کی گمراہیوں کی پیش نظر علمائے اہل سنت نے فیصلہ کیا ہے۔ سنی کی نماز بدعقیدہ اور بدمذہب کے پیچھے جائز نہیں ہوتی جن لوگوں کے عقائد اور عملیات گندے ہوں وہ امامت کے اہل نہیں یہ لوگ ظاہراً شکل و صورت میں کتنے ہی مومن نظر آئیں ان کے اندرونی عقائد ان کی گمراہی کی دلیل ہیں عام لوگ ان کی نمازیں ان کے روزے اور ان کی تلاوت سن کر گمراہ ہو جاتے ہیں ایسے منافقین کی نشانیاں قرآن میں موجود ہیں ایسے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی موجود تھے۔ ہم منافقین کے عقائد کی تفصیل سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع کی تفسیر میں بیان کر آئے ہیں۔ صاحب تفسیر مظہری نے ان بہتر (۷۲) فرقوں کا ذکر کیا ہے جو اسلام کے عقائد اور نظریات سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔

جمہور علماء کے اہل سنت کا فتویٰ ہے کہ ایسے بدعقیدہ لوگوں کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی اگر مجبوراً کوئی نماز ادا کی گئی ہو تو اسے لوٹانا ضروری ہے جس حدیث میں لکھا ہے کہ فاسق و فاجر کے پیچھے بھی نماز ہو سکتی ہے اس سے علماء کرام یہ مراد لیتے ہیں کہ ایسے فاجر جو سنی العقیدہ ہوں ان کے پیچھے نماز درست ہو جاتی ہے مگر بدعقیدہ خواہ کتنا ہی ظاہری خوش اعمال نظر آئے اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہوتی یہ لوگ اہل سنت سے نکل کر ان بہتر (۷۲) فرقوں کے پیرو کار بن گئے ہیں۔ جنہیں دائرہ اسلام سے باہر تصوّر کیا جاتا ہے۔

فجر کی سنتوں کی اہمیت

نماز فجر کی سنتیں اتنی ضروری ہیں کہ ان کے بغیر فجر کی نماز کے لئے جماعت میں ملنا بھی درست نہیں۔ علمائے اہل سنت کا فتویٰ ہے کہ اگر فجر کی جماعت کھڑی ہے تو نمازی کو پہلے سنتیں ادا کرنا ضروری ہیں پھر جماعت سے نماز ادا کرے ہاں ایسی صورت میں کہ اگر اسے یقین ہے کہ سنتیں پڑھتے پڑھتے جماعت سے محروم ہو جائے گا پھر سنتوں کے بغیر ہی نماز فجر ادا کرے۔ یاد رہے کہ اذان کے بعد نماز فجر ادا کرنے تک کسی قسم کے نوافل نہیں پڑھنے چاہیں۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ فجر کی نماز کی قرات سننا

Marfat.com

فرض ہے بعض ناواقف لوگ خیال کرتے ہیں کہ جہاں تک امام کی قرات کی آواز جاتی ہے وہاں سنتیں نہیں پڑھنی چاہئے ۔ ایسا نہیں ۔ سنتیں پڑھ کر اگر جماعت سے مل سکتا ہے تو سنتیں ادا کرلے ۔ ہاں اگر اسے یہ خدشہ ہے کہ دوسری رکعت بھی نہیں پاسکے گا تو پھر سنتیں ترک کرنا بہتر ہے ۔ یہ مسئلہ فقہ کی مشہور کتاب کنزالدقائق میں موجود ہے حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے بخاری شریف کی شرح کرتے ہوئے علامہ نورالحق فرزند ارجمند حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ فجر کی سنتیں ادا کرنے میں علماء اہل سنت میں اختلاف پایا جاتا ہے شافعی اور حنبلی مذہب میں فجر کی سنتیں اگرچہ موکدہ ہیں مگروہ لکھتے ہیں کہ اگر فجر کی نماز کی جماعت کھڑی ہو گئی ہو تو سنتوں کے بغیر اس میں شمولیت کرنی چاہئے کیونکہ ایسے حالات میں سنتیں پڑھنا مکروہ ہے لیکن حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ اگر نماز فجر کے فرضوں کی دوسری رکعت میں بھی شرکت کرسکتا ہے تو اسے چاہئے کہ پہلے سنتیں ادا کرے اہل سنت کے نزدیک ان سنتوں کا ترک کرنا درست نہیں یہ موکدہ ہیں ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ فجر کی سنتیں اتنی ضروری ہیں کہ اگر دشمن کی فوج بھی حملہ آور ہو جائے تو اسے نہیں چھوڑنا چاہئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ابوداؤد میں موجودہ ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو فجر کی اقامت ہو رہی تھی ۔ مگر آپ نے پہلے سنتیں ادا کیں پھر شریک جماعت نماز فجر ہوئے اگر مسجد میں کوئی پردہ ہے یا کوئی ستون ہے تو اس کے پیچھے سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہونا چاہئے ۔ حضرت ابی دردا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے کہ جماعت کھڑی ہو تو علیحدہ مسجد میں فجر کی سنتیں ادا کرنا چاہئے ایک دن ابن عمر رضی اللہ عنہ ایسے وقت مسجد میں داخل ہوئے کہ جماعت کھڑی تھی ۔ آپ کا گھر مسجد کے متصل تھا آپ واپس گھر گئے یہ حدیث بخاری شریف کی شرح مطبوعہ دہلی کے صفحہ (۶۵) پر شیخ الاسلام نے بیان فرمائی ہے اگر کسی شخص نے پہلے فرض نماز ادا کرلی ہے تو اس کے بعد سنتیں پڑھنے کی سخت ممانعت ہے مشکواۃ شریف میں ایسی بہت سی احادیث موجود ہیں جن سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے ہم طوالت کے خوف سے تمام احادیث بیان کرنے سے قاصر ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اگر فجر کی سنتیں ادا نہیں کی جاسکیں تو ان کی قضا ضروری نہیں ہے ۔

....

Marfat.com

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہودی علماء کی عادت تھی کہ وہ لوگوں کو نیکی کی تلقین اور ترغیب کرتے رہتے تھے مگر خود عمل کرنے سے گریز کیا کرتے تھے آج کل کے بعض علماء دین بھی ایسے نظر آتے ہیں جو خود عمل نہیں کرتے مگر دوسروں کو تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ علامہ ابن کثیر نے ابوداؤد سے یہ روائیت نقل کی ہے کہ انسان اس وقت عقل مند ہوتا ہے جب وہ دوسروں کو ڈرائے اور اپنے آپ اس پر سختی سے عمل کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے وہ علماء لوگوں کو نیکی کی راہیں دکھاتے ہیں مگر خود بے عملی کا شکار میں اس چراغ کی طرح ہیں جو دوسروں کے راستہ کو روشن کرتا ہے مگر خود اندھیرے میں رہتا ہے۔ جاہل پر ستر بخششیں ہوتی ہیں مگر بے عمل عالم دین صرف ایک بخشش کا حقدار ہے عملی زندگی کے لئے ضروری ہے کہ اگر کوئی واجب ترک ہو جائے تو دوسرے واجبات پر سختی سے عمل پیرا ہونا چاہئے۔ علمائے کرام کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ لوگوں کو وعظ کریں تو خود اس پر عمل کریں۔ قرآن پاک نے یقین دلایا ہے کہ جو شخص ذرہ بھر نیکی کرے گا اس کو بہتر جزا ملے گی۔

نماز اور صبر سے امداد طلب کرنا

حضرت ابن کثیر نے صبر اور نماز سے استعانت پر بڑی لطیف گفتگو فرمائی ہے آپ نے سیدّنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صبر واستقامت کی مثالیں پیش کی ہیں آپ نے فرمایا کہ صبر کے تین مدارج ہیں مصیبت پر صبر کرنا گناہوں کو چھوڑنے پر صبر کرنا اور اطاعت خداوندی پر صبر کرنا تفسیر عزیزی میں تو صبر کا دوسرا نام سرایمان رکھا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے کہ جو شخص صبر نہیں کرتا اس کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ حضرت خبیب رومی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی تکلیف یا مصیبت آتی تو آپ نماز اور نوافل کی کثرت فرمایا کرتے تھے۔ طوفان آنے، شدید بارش بجلی کے کڑکنے، چاند یا سورج کے گرہن کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نوافل ادا کرتے اور استغفار کرنے کا حکم دیا کرتے تھے صبر کامیابی کی کنجی ہے اور صبر ہی ایمان کی ضمانت ہے۔

یہودیوں پر قبطیوں کے مظالم

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ان دردناک مظالم سے آگاہ کیا ہے جو مصر میں

Marfat.com

قبطیوں کے ہاتھوں ہوتے رہتے تھے ۔ مصر کے فرعونوں کے دور استبداد میں اسرائیلیوں کو بڑی بڑی عمارتیں بنانے پر لگا دیا گیا تھا پتھر اٹھاتے اٹھاتے وہ نڈھال ہو جایا کرتے تھے ہاتھ اور پاؤں زخمی ہو جاتے تھے ۔ مگر فرعونی انہیں کوڑے مار مار کر کام کرنے پر مجبور کر دیا کرتے تھے تعمیرات کے تمام مشکل کام ان یہودیوں کے ذمے تھے اور انہیں نہایت سختی سے ان کاموں پر لگایا جاتا تھا بوڑھے یہودیوں کو کام نہ کرنے پر خراج دینا پڑتا تھا پھر جو یہودی بیمار ہوتے انہیں جزیہ دینا پڑتا تھا یہودی عورتوں کو تمام گھروں کی خدمت میں مصروف رکھا جاتا تھا اور انہیں ذلیل سے ذلیل کام بھی کرنا ہوتا تھا یہودی ان مظالم پر چلا اٹھتے تھے اور دعا کرتے تھے اے بار خدایا ہمیں ان فرعونوں سے نجات دے ! ورنہ ہمیں موت دے دے ۔ مصر کے فرعون صدیوں تک یہودیوں پر مظالم توڑتے رہے اور انہیں ان سے دشمنی تھی فرعونوں میں سے ایک فرعون مصعب کا بیٹا تھا یہ بڑا شقی القلب انسان تھا وہ مصر کی حکومت پر آیا تو اس نے قانون بنا دیا کہ ہر شخص میرے سامنے آکر مجھے سجدہ کرے اس قانون پر عمل کرنے کے لئے سب سے پہلے اس کا وزیر ہامان آگے بڑھا اور اس نے اسے سجدہ کیا پھر دربار کے امراء اور رؤساء سجدہ کرنے لگے سارے شہریوں کو حکم دے دیا گیا کہ وہ اسے سجدہ کیا کریں جو لوگ مصر سے دور تھے انہیں مجبور کیا گیا کہ وہ اس کی تصویر یا بت کو سجدہ کریں اس نے سونے ' چاندی ' لوہے اور پتھر کے بت ترشوا کر لوگوں کو دیئے مصر کے کئی شہروں میں باغ لگائے گئے ان میں خوبصورت درخت تھے جو زمرد اور جواہرات کے پتوں اور پھلوں سے لدے تھے اس نے ان مصنوعی درختوں پر ایسے پرندے بٹھا دیئے جن کی چونچیں زمرد سے بنائی گئی تھیں ان جانوروں سے نغمے نکلتے تو آواز آتی مصر والو ! فرعون کو سجدہ کرو ! یہ آوازیں سن کر تمام مصری سجدے میں گر پڑتے جس طرح آج کے بعض جاہل اپنے پیروں کے پاؤں کے سامنے سجدے میں گر پڑتے ہیں سارا مصر اس فرعون کو خدا مان کر سجدہ کرنے لگا ۔ یہودیوں کو خاص طور پر حکم تھا کہ وہ بھی سجدہ کریں فرعونی آفسر انہیں اپنے پاس بلاتے اور اپنے سامنے فرعون کے بت کو سجدہ کراتے جو سجدہ نہ کرتا اسے مار مار کر ادھموا کر دیا جاتا ۔ اس کے بدن پر چابک برسائے جاتے ' جلادوں کو کھلی چھوٹی تھی کہ وہ کسی یہودی کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے دیکھتا تو انہیں اسی جگہ کوڑے لگاتا یہ ایسا سخت دور تھا کہ فرعون اسرائیلیوں کے لئے عذاب خداوندی بن کر مسلط رہا اس ظلم و ستم سے تنگ آکر یہودیوں نے فرعون کو کہا کہ ہمارے عقیدہ میں غیر اللہ کو سجدہ نہیں کیا جاسکتا چنانچہ یہودیوں نے فرعون کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا فرعون نے لوہے اور تانبے کی دیگیں منگوا کر اس میں زیتون کا تیل اور گندھک ڈال دی ان دیگوں میں یہودیوں کو

Marfat.com

ڈال کر مار دیا جاتا ان مظالم کے سامنے یہودیوں نے جلنا پسند کر لیا مگر فرعون کے سامنے سجدہ نہیں کرتے تھے وہ نعرہ لگاتے ہمارا ایک ہی خالق ہے ایک ہی معبود ہے وہ اللہ جو ہمارے باپ دادا سے اسحٰق، یعقوب اور خلیل اللہ علیہما السلام کا ہے ہم تو صرف اور صرف ایک ہی خدا کو سجدہ کریں گے یہودیوں کی اس بغاوت کے جواب میں فرعون نے کئی لاکھ یہودی موت کی وادی میں دھکیل دیئے ان حالات میں فرعون کا وزیر ہامان آگے بڑھا اس نے فرعون کی خدمت میں عرض کی کہ انہیں کچھ عرصہ کے لئے مہلت دی جائے میں انہیں سمجھاتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو سجدہ کرنے پر آمادہ ہو جائیں اگرچہ فرعون سے ان پر ظلم و ستم تو بند کر دیئے مگران سخت ترین مشکل کاموں میں جکڑ دیا گیا۔

اسی زمانہ میں فرعون نے ایک دہشت ناک خواب دیکھا کہ ایک زبردست آگ نے مصر کے شہر کو بھسم کر کے رکھ دیا ہے اس آگ سے قبطی جل جاتے ہیں مگر اسرائیلی محفوظ رہتے تھے فرعون نے اسی خواب میں دیکھا کہ اسرائیلیوں کے محلے سے ایک زبردست اژدھا نکلا جو فرعون کے محلات کی طرف بڑھنے لگا صبح ہوئی تو فرعون نے ملک کے نجومی اور خوابوں کی تعبیر بتانے والوں کو دربار میں طلب کر کے تعبیر دریافت کی انہوں نے اسے بتایا کہ اسرائیلیوں میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہونے والا ہے جس کے ہاتھوں آپ کی بادشاہی تباہ و برباد ہو جائے گی فرعون نے شہر کے کوتوال کو بلایا اس کے ماتحت ہزاروں گھوڑسوار قبطیوں کو لگا دیا اور حکم دیا کہ تم لوگ یہودیوں کے محلوں اور بستیوں میں پہنچ جاؤ اور گھر گھر جا کر دیکھو جو لڑکا نظر آئے اسے قتل کرتے جاؤ مصرمیں دو سال تک یہ ظلم و ستم کا طوفان چلتا رہا یہودی بچے پیدا ہوتے ہی قتل کر دیئے جاتے تیسرے سال حضرت موسیٰ علیہ اسلام اپنی ماں کے پیٹ میں پرورش پانے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بی بی عائذ بنت عمران تھیں۔ گھر گھر دائیاں اور گھوڑ سوار جاتے مگر کسی کی نگاہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو نہ دیکھا کہ وہ حاملہ ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا وقت قریب آیا تو فرعون کے افسروں نے ایک دائی کو مستقل طور پر اس گھر میں رہنے کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ سکے کہ کوئی بیٹا تو پیدا نہیں ہوا۔

Marfat.com

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ

عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ

وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ

نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ

الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا

مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ

وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ

اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع

(ترجمہ) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا کھاؤ اور پیو خدا کا دیا اور زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہو گا تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہمارے لئے نکالے کچھ ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز فرمایا کیا ادنیٰ چیز کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو اچھا مصر یا کسی شہر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا اور ان پر مقرر کر دی گئی خواری اور ناداری اور خدا کے غضب میں لوٹے یہ بدلہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا ○

Marfat.com

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں

جس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو دائی نے آپ کے نورانی چہرے پر ایک نظر ڈالی جسے فرعون نے اس گھر میں مقرر کیا ہوا تھا۔ اس کا دل اس نورانی بچے کی من موہنی صورت نے کھینچ لیا اس نے چاہا کہ اس کا گلا گھونٹ دے مگر اس کے ہاتھ کانپ گئے۔ آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ دائی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اپنی دلی کیفیت بتادی۔ پھر اس نے مشورہ دیا۔ کہ ہمسائے سے ایک بکری لا کر ذبح کر کے گوشت بھون لو اور باہر فرعون کی پولیس کے آدمیوں کو کھلا کر خوش کر دو۔ میں کھانا کھانے کے بعد آ کر بتاؤں گی کہ اس گھر میں جو بچہ پیدا ہوا تھا وہ مار دیا گیا ہے۔ اب اس کی لاش کو جنگل میں دفنانے جا رہی ہوں۔ ان سپاہیوں کو انکی باتوں پر اعتبار آگیا۔ ادھر فرعون کے دربار میں تہلکہ مچ گیا۔ درباری نجومیوں نے فرعون کو کہا کہ جس بچے نے تیری سلطنت کا تختہ الٹنا ہے وہ آج رات پیدا ہو گیا ہے۔ آج وہ ستارہ طلوع ہوا ہے جس میں اس بچے کے نور کی کرنیں نظر آتی ہیں۔ سارے مصر میں اس کی تلاش شروع ہو گئی۔ فرعون نے کوتوال کو بلایا اور ڈانٹا کہ تم کہاں تھے وہ بچہ جس کی آمد کو روکنے کے لئے ہزاروں بچے قتل کرا دیئے گئے ہیں آج رات پیدا ہو گیا ہے۔ جاؤ اسے تلاش کرو اور قتل کرا دو۔ کوتوال نے تمام پیادوں کو جمع کر کے صورتحال بیان کی۔ سارا مصر چھان مارا مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ ہاں ایک گھر عمران کا رہتا تھا وہ نہیں دیکھا گیا۔ کوتوال نے پولیس کو وہاں بھیجا اور سختی سے حکم دیا کہ اگر انہوں نے بچے کو چھپایا ہوا ہو تو سارے کنبے کو گرفتار کر لو۔ سپاہی شور مچاتے ہوئے عمران کے گھر آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو گھر کے تنور میں پھینک دیا۔ سپاہیوں نے سارا گھر چھان مارا مگر بچہ کہیں نظر نہ آیا۔ ان سپاہیوں نے اس تنور میں نگاہ نہ ڈالی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ خوف کے مارے بے ہوش ہو گئیں۔ اسی اثنا میں سارے گھر کو چھانتے رہے مگر بچے کا کوئی پتہ نہ چلا۔ تھک ہار کر واپس چلے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ہوش آیا تو آپ نے دائی مریم سے پوچھا بچہ کہاں ہے۔ اس نے بتایا میں نے پولیس والوں کے ڈر سے اسے تنور میں پھینک دیا تھا۔ آپ نے یہ سنا تو دل مزید ڈوب گیا۔ مریم آپ کو لے کر تنور کے کنارے پہنچی تو وہ آگ کے شعلے اگل رہا تھا۔ زندگی کی کوئی امید نہ رہی تھی۔ تو تنور کے اندر سے آواز آئی۔ اماں! فکر نہ

Marfat.com

کریں میں خدا کے فضل سے زندہ سلامت ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے خلیل اللہ کی آگ کی طرح تنور کے شعلوں کو ٹھنڈا کر دیا ہے والدہ آگے بڑھیں ہاتھ بڑھایا تو موسیٰ علیہ السلام تنور سے باہر نکل آئے اس واقعہ کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ابھی چالیس دن تھی۔ بچے کو تندرست پا کر اس کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ شکر بجا لائیں۔ گھر سے اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ مشورہ کیا کہ یہ بچہ ابھی چھوٹا ہے اگر اس کے رونے کی آواز کسی نے سن لی تو فرعون کے پیادے اسے پکڑ کر لے جائیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام ہوا (**فاوحینا علی امک**) کہ ایک صندوق تیار کر کے اس میں اس بچے کو لٹا دو اور صندوق کو دریائے نیل میں بہا دو اگر کسی کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اس کی خدمت کرے گا اور بچہ پرورش پائے گا۔ اس وقت تک حالات بدل جائیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایک ترکھان کو بلا کر ایک صندوق تیار کرایا اس ترکھان کا نام سانوم تھا۔ اسے کہا گیا کہ ایک مضبوط سا صندوق تیار کر دو وہ اتنا لمبا اور چوڑا ہو مگر ایسا صندوق تیار کرو کہ اس کے اندر پانی نہ جا سکے سانوم نے پوچھا ایسا صندوق کس لئے تیار کروا رہی ہو۔ انہوں نے بتایا کہ میں اپنے بیٹے کو اس میں رکھ کر دریائے نیل میں بہانا چاہتی ہوں مگر تم اس بات کو راز میں ہی رکھنا۔

سانوم اپنے گھر میں صندوق تیار کر رہا تھا ادھر مصر کے گلی کوچوں میں اعلان کیا جا رہا تھا کہ جو شخص ایک نوزائدہ بچے کو تلاش کرے گا اسے فرعون کی طرف سے انعام دیا جائے گا اس کے دل میں بھی خیال آیا کہ وہ باہر جا کر کوتوال کو خبر کر کے انعام پا لے مگر جونہی وہ گھر سے باہر نکلا اس کی آنکھوں کا نور سلب ہو گیا وہ پھر بھی نہ رکا آگے بڑھا تو زمین میں پاؤں دھنس گئے اور غیب سے آواز آئی اگر تم نے راز فاش کیا تو آنکھوں کا نور اور جسم کا سارا حصہ زمین میں دفن کر دیا جائے گا۔ گھر واپس آیا تو صندوق تیار کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے پاس لے گیا اسے مزدوری دی جانے لگی مگر اس نے کہا یہ بچہ تو اسقدر کرامت والا ہے کہ اس کے صندوق کی مزدوری نہیں لی جا سکتی میں مزدوری یا انعام نہیں لونگا ہاں ایک نظر میں اس خوش قسمت بچے کا دیدار کرنے کی التجا کروں گا۔ حضرت مائی عایذ نے بچے کی زیارت کرائی سانوم نے بچے کے قدم چوم لئے دوسری رات آئی تو حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی والدہ نے آپ کو نہلایا۔ خوشبو میں بسایا اور خوبصورت لباس پہنا کر صندوق میں بند کر دیا۔ روتے روتے رات کے اندھیرے میں گھر سے باہر نکلی۔ دریائے نیل کے کنارے پہنچی دریا کے کنارے ایک بہت بڑا سانپ نظر آیا سانپ نے اونچی آواز سے کہا کہ اگر تم نے اس بچے کو دریا میں ڈالا تو میں اسے کھا جاؤں گا۔ حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ عقل مند بھی تھی اور صاحب ایمان بھی تھی۔ خیال آیا اگر یہ سانپ ہوتا تو بات کس طرح کر سکتا یہ مجھے شیطان معلوم ہوتا ہے۔ (لاحول ولا قوۃ) پڑھا اور اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جھاڑیوں کی ایک کشتی بنا کر اس پر صندوق رکھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر دریائے نیل میں ڈال دیا اور غم سے نڈھال گھر کو لوٹ آئیں اور اللہ تعالیٰ سے بچے کی سلامتی کی دعائیں کرتی آئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا یہ واقعہ سورہ قصص میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

فرعون کی غرقابی

اللہ تعالیٰ نے فرعون کی ہلاکت اور اس کے لشکر کی غرقابی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگاہ کر دیا اور آپ کو حکم دیا کہ آپ اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکل جائیں اگر فرعون آپ کے پیچھے آیا تو اسے ہلاک کر دیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمام اسرائیلی سرداروں کو اس حکم سے آگاہ کیا اور انہیں تمام اسرائیلیوں کو جمع کرنے کے لئے کہا حتیٰ کہ فرعونیوں کے گھروں میں جو اسرائیلی ملازم یا لے پالک بیٹے تھے انہیں بھی بلا لیا گیا ہر قسم سے تعلق رکھنے والے اسرائیلی اس سفر میں شریک ہونے کو تیار ہوئے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ان دنوں مصر میں بیس ہزار چھ سو اسرائیلی موجود تھے ان سب میں ساٹھ سال سے زیادہ عمر اور بیس سال سے کم عمر کا کوئی اسرائیلی نہ تھا۔

سورۃ شعراء میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جب تمام اسرائیلی جمع ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ فرعون تمہیں ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ اس خیال سے مظالم ڈھا رہا ہے آج مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں لے کر مصر سے نکل جاؤں اور یاد رکھو اب فرعون کی ہلاکت کا وقت آ گیا ہے۔ اسرائیلی حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے حکم پر قائم ہو کر تیار ہو گئے ادھر فرعون کے جاسوسوں نے اسرائیلیوں کے ایسے اجتماعات کی خبر دی تو اسے تشویش ہوئی اس نے ایک یہودی سردار سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے اس نے بتایا کہ ہمارے مذہب میں عاشورہ کا دن بڑا مقدس دن ہے حضرت آدم علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے تھے ہم اس دن سب اکٹھے ہو کر نماز عید ادا کریں گے وہاں ہم عید کی رسومات ادا کریں گے فرعون یہ بات سن کر مطمئن ہو گیا اور انہیں جانے کی اجازت دے دی۔ اس عید کا جشن منانے کے لئے یہودی عورتوں نے بڑے شاندار لباس پہنے زیور پہنے حتیٰ کہ جن عورتوں کے پاس اپنے زیور نہیں تھے وہ قبطی عورتوں سے زیور مانگ کر تیار ہو گئیں۔ شہر کے

Marfat.com

باہر ایک کھلے میدان میں تمام جمع ہو گئے خیمے اور شامیانے نصب کر کے میلا لگا دیا۔ رات کے پچھلے پہر اسرائیلیوں کا یہ قافلہ روانہ ہوا۔ آگے آگے حضرت ہارون علیہ السلام تھے یہ قافلہ جنگل اور بیابانوں میں سے گزرتا آگے بڑھتا گیا کئی جگہ سے قافلہ راستے سے ہٹ کر بھی چلتا رہا اس قافلے میں چھ لاکھ ستر ہزار یہودی تھے اس کے باوجود یہ قافلہ کئی بار سیدھے راستے سے بھٹکا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں پوچھا تم ان راہوں کے واقف ہو کئی بار آتے جاتے رہے ہو تم راستہ بھول گئے ہو' کیا وجہ ہے اسرائیلی سرداروں نے بتایا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب آیا تھا تو انہوں نے اپنی اولاد کو ایک وصیت کی تھی اور عہد لیا تھا آپ نے اپنی اولاد اور بھائیوں کی اولاد کو کہا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ تمہیں مصر سے نکلنا ہو گا۔ اس وقت میرا تابوت بھی ساتھ لیتے جانا اور میرے والدین کے وطن پہنچا کر وہاں دفنانا۔ اب ہم اس تابوت کو بھولے جا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم راستہ بھولتے جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان کیا کہ کسی کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کا علم ہے؟ ایک بوڑھے اسرائیلی نے کہا ہمیں صحیح طور پر قبر کی جگہ کا علم تو نہیں ہاں ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت ضرور ساتھ لیتے جانا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سارے مجمے میں اعلان کیا میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ اگر کسی کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کا علم ہو تو مجھے بتا دے تمام خاموش رہے ہاں ایک بوڑھی عورت آگے بڑھی اور کہنے لگی میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کو جانتی ہوں مگر میں اس وقت بتاؤں گی جب آپ میری ایک بات مان لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام خاموش رہے مگر وحی آئی موسیٰ! آپ اس عورت کی بات مان لیں۔ انبیاء اپنی امت کی ہر بات پوری کر سکتے ہیں اس سے قبر کی جگہ دریافت کریں۔ عورت نے کہا ایک بات تو یہ ہے کہ میں معذور ہوں چل نہیں سکتی میرے لئے سواری مہیا کی جائے اور مجھے مصر سے اپنے ساتھ لے چلیں دوسری بات یہ ہے مجھے قیامت میں جنت میں آپ کے ساتھ رہائش ملنی چاہیئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کی دونوں باتیں مان لیں اس نے بتایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر دریائے نیل کے پانی میں فلاں جگہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا میں اترے عورت کی نشاندھی پر سنگ مرمر کا ایک صندوق اٹھا لائے یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت تھا۔ اب قافلہ والے راستہ معلوم کرتے جاتے اور اندھیری رات میں چلتے جاتے۔

دوسرے دن فرعون کے درباری جاسوسوں نے فرعون کو اطلاع دی کہ تمام اسرائیلی عید اجتماع سے نکل کر شام کی طرف روانہ ہو گئے ہیں فرعون یہ بات سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت اعلان کیا کہ تیز

Marfat.com

رفتا گھوڑوں والا لشکر تیار کیا جائے اور تمام علاقوں کے برق رفتار گھوڑے جمع کر دیئے جائیں ۔ وہ خود اس تیز رفتار لشکر کی قیادت میں آگے بڑھا مصری فوجوں کا یہ ایک عظیم الشان لشکر تھا مقدمہ الجیش میں ایک لاکھ تیر انداز اور نیزہ باز سوار موجود تھے ۔ گرز اٹھانے والے سوار ان کے علاوہ تھے ۔ یہ لشکر مصر سے نکلا تو اسرائیلیوں کو بھی اطلاع مل گئی کہ فرعون ان کا تعاقب کر رہا ہے وہ بھی نہایت تیز رفتاری کے ساتھ سفر کرنے لگے وہ بحیرہ قلزم کے کنارے پر جا کر رک گئے کیونکہ قلزم اس وقت شور و غل سے ٹھاٹھیں مار رہا تھا ۔ اسرائیلی ڈر گئے انہیں اتنی مخلوق کو پار لے جانے کے لئے جہاز نہیں ملتے تھے ۔ سورج طلوع ہوا پیچھے سے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سنائی دے رہیں تھیں ۔ مڑ کر دیکھتے تو فرعون کے لشکر کا مقدمتہ الجیش نظر آنے لگا بہت گھبرائے ڈر اور دہشت سے کانپ رہے تھے ۔ کہنے لگے اے موسیٰ ! وہ تیرے وعدے کدھر گئے وہ تیرے الہام اور بشارتیں کیا ہوئیں پیچھے فرعون کا بے پناہ لشکر آ رہا ہے آگے بحیرہ قلزم ٹھاٹھیں مار رہا ہے ۔ نہ ہم فرعون کے بے پناہ لشکر سے لڑ سکتے ہیں نہ سمندر کو عبور کر سکتے ہیں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مایوس قوم کو فرمایا ۔ ڈرو نہیں ! اللہ تعالیٰ کے فضل پر امید رکھو آپ نے اپنا عصاء سمندر کی موجوں پر مارا اور فرمایا راستہ بنا دو ! ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر کی موجوں میں بارہ راستے بن گئے یوں نظر آتا تھا کہ سمندر کی موجوں کے درمیان خشک سڑکیں بچھی ہوئی ہیں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا آگے بڑھو ! وقت ضائع نہ کرو اور سمندر سے پار ہو جاؤ ۔ اسرائیلی اپنی سست اعتقادی کی وجہ سے ڈر رہے تھے اور کوئی جرات نہ کرتا تھا کہ سمندر کی موجوں کے درمیان سے گذریں کہیں سمندر کی نذر نہ ہو جائیں ۔ حضرت یوشع علیہ السلام گھوڑا لے کر آگے بڑھے ان کے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام کا گھوڑا سمندر میں داخل ہوا ۔ یہودیوں نے اپنے ان رہنماؤں کو دیکھا تو روانہ ہونے لگے بارہ قبیلے ایک ایک سڑک سے گزرنے لگے ان راہوں کے دونوں طرف سمندر کی موجوں کے پہاڑ دکھائی دیتے تھے ۔ سب اسرائیلیوں کے سمندر میں اتر جانے کے بعد سب سے آخر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام روانہ ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جانے والے کہتے جاتے خدا معلوم ہمارے دوسرے ساتھیوں کا کیا حشر ہوا ہے ۔ کہیں وہ لوگ پانی کی موجوں میں ڈوب نہ گئے ہوں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سست عقیدہ اور کمزور دل لوگوں کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور آگے بڑھتے جاؤ ۔ یہ بات ہو رہی تھی کہ سخت ہوا چلنے لگی ۔ جس سے پانی کے پہاڑوں میں سوراخ ہو گئے اور یہ لوگ ایک دوسرے کو صحیح سلامت گزرتے دیکھتے رہے ۔ فرعون کا لشکر بحیرہ قلزم کے کنارے پہنچا تو انہوں نے دیکھا کہ

Marfat.com

سمندر میں بارہ خشک راستے بنے ہوئے ہیں۔ بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے ان ہی راستوں پر چل کر سارے اسرائیلیوں کو پکڑ لیں گے۔ جو واپس نہیں آئیں گے انہیں سمندر میں غرق کر دیا جائے گا۔ یہ بات کہتے ہوئے فرعون دل ہی دل میں ڈر بھی رہا تھا کہ کہیں پانی کی دیواریں ہمیں بہا کر نہ لے جائیں فرعون کے وزیر ہامان نے کہا بادشاہ سلامت سمندر میں نہ اترنا ہم جہازوں پر آگے بڑھیں گے اور سمندر کے پار جہاں جہاں اسرائیلی ہوں گے انہیں پکڑ کر لے آئیں گے۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک گھوڑی پر سوار سمندر کے کنارے جا پہنچے۔ اس گھوڑی کو دیکھ کر فرعون کے لشکر کے گھوڑے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ فرعون کے گھوڑے نے اس گھوڑی کو دیکھا تو خود بخود سمندر کی راہ میں روانہ ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام چلتے گئے اس طرح فرعون کا سارا لشکر سمندر میں اتر گیا اب اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر کا پانی موجوں میں تبدیل ہو کر سب کو بہا کر لے جانے لگا۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ حضرت میکائیل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر تمام فرعونیوں کو سمندر میں اترنے کا کہہ رہے تھے فرعون ڈوبنے لگا تو چلا کر کہنے لگا آج میں ایمان لاتا ہوں مگر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کڑک کر کہا اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھنے کے بعد ایمان کا اقرار کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

جغرافیہ دانوں نے لکھا ہے کہ ان دنوں یہ سمندری راستہ چار میل سے بھی زیادہ تھا عاشورے کا دن تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسرائیلیوں کی نجات یوم عاشورہ کو ہوئی تھی بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے کہ جن دنوں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں قیام فرماتے تھے تو مدینے کے یہودیوں نے روزہ رکھا ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج روزہ رکھنے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا آج کے دن ہمیں فرعون کے لشکر سے نجات ملی تھی اور جس دن فرعون غرق ہوا تھا اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کا روزہ رکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ دن ہمارے لئے زیادہ متبرک ہے ہم روزہ رکھنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ نے صحابہ کو فرمایا۔ جو شخص عاشورہ کا روزہ رکھے گا اسے لاکھوں روزوں کا ثواب ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی نسبت کو زندہ رکھنے کے لئے روزہ رکھیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی دی تو میں نو محرم کو بھی روزہ رکھوں گا تاکہ یہودیوں سے مشابہت نہ ہونے پائے۔ یہ روایت تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔

Marfat.com

فرعون کے لشکر کی غرقابی اور خود فرعون کی ہلاکت اس وقت کا اتنا اہم واقعہ تھا جس نے مصر تو کیا تمام مشرق وسطیٰ میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ مظلوم ظالموں سے نجات پانے میں کامیاب ہو گئے سرکش سرنگوں ہو گئے۔ فرعونیوں کی لاشیں بحیرہ قلزم میں تیرتی رہیں مچھلیوں اور مگرمچھوں کا نوالہ بنتی رہیں خود فرعون کی لاش لہروں کی نذر ہو گئی نہ اسے کوئی تلاش کرنے والا رہا نہ اس کے ماننے والے رہے۔ بستان الحکایات میں فرعون کی لاش کے متعلق بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک دیہاتی عورت سمندر کے کنارے بیٹھی اپنی بکریوں کے ریوڑ کی حفاظت کر رہی تھی اس نے دیکھا کہ سمندر میں ایک ایسی لاش پڑی ہے جس کی ڈاڑھی بڑی گھنی ہے اور اس کے بالوں میں موتی پروئے ہوئے ہیں۔ وہ عورت آگے بڑھی اور ڈاڑھی کے بالوں سے موتی توڑنے لگی سارے موتی توڑ چکی تو غیب سے ہاتف نے آواز دی یہ موتی تمہاری اس مزدوری کا صلہ ہیں جو تم نے کئی سال فرعون مصر کے دربار میں کی تھی مگر اس نے مزدوری دینے کی بجائے تمہیں دھکے دے کر دربار سے نکال دیا تھا۔ آج قدرت نے تیری مزدوری ادا کر دی ہے۔

اس عورت نے موتی اور ڈاڑھی کے بال اپنے گاؤں میں آ کر لوگوں کو دکھائے جن لوگوں نے فرعون کی ڈاڑھی اور اس کی ڈاڑھی میں پروئے ہوئے موتی دیکھے تھے انہوں نے اس عبرتناک واقعہ کی تصدیق کی۔

فرعون کی لاش کو اللہ تعالیٰ نے آنے والی نسلوں کے لئے عبرت بنا دیا تھا اور اس کا شکوہ اور دبدبہ زائل کرنے کے لئے اس لاش کو نہایت ذلت اور رسوائی کی حالت میں محفوظ رکھا تاکہ لوگ دیکھ سکیں کہ ظالموں کا یہ حشر ہوا کرتا ہے اسرائیلیوں نے خاص طور پر فرعون کی لاش کو اس حالت میں محفوظ رکھا تاکہ لوگ دیکھ سکیں کہ ظالموں کا یہ حشر ہوا کرتا ہے اسرائیلی خود بھی خاص طور پر فرعون کی اس حالت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

....

فرعون کی ہلاکت کے بعد جب حالات معمول پر آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ اس قوم کو ایک قانون یا ضابطہ ملنا چاہئے جس پر وہ چل کر ایک اچھی قوم بن سکیں۔ آپ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی تو حکم ہوا۔ کہ اے موسیٰ تیس روزے رکھو جب تیس روزے مکمل ہو جائیں تو کوہِ طور پر آنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیس روزے رکھے اور کوہِ طور پر جانے کے لئے تیاری کرنے لگے

Marfat.com

مسواک کی، منہ صاف کیا فرشتوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی حضور آپ نے مسواک کرلی ہے آپ کے منہ سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی جو مسواک کرنے سے زائل ہو گئی ہے اب آپ مزید دس روزے رکھیں چالیس دن پورے ہونے کے بعد کتاب (تورات) ملے گی۔ یہ واقعہ ثعلبی سے خلاصتہ التفاسیر میں نقل کیا ہے۔ مگر معالم التنزیل، خازن اور تفسیر مظہری کے مؤلفین نے مزید لکھا ہے کہ جن دنوں اسرائیلی بحیرہ قلزم کو عبور کر کے وادی شام میں پہنچے تو ان کے پاس زندگی کا کوئی ضابطہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات دینے کا وعدہ فرمایا تھا مگر کوہ طور پر چالیس روز کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہنا ہو گا اور روزے رکھنے ہوں گے ان چالیس دنوں کے دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ (نائب) مقرر کیا تاکہ وہ اسرائیلی قوم کی نگرانی کر سکیں۔

ہم سابقہ صفحات پر وضاحت کر آئے ہیں کہ اسرائیلی قوم بحیرۂ قلزم میں سے گزری تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک گھوڑی پر سوار پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ اسرائیلی قوم میں ایک شخص سامری نامی نے غور سے دیکھا کہ جہاں جہاں اس گھوڑی کے پاؤں پڑتے ہیں گھاس سبز ہوتی جاتی ہے اس سامری زرگر میخا نامی نے سوچا کہ اس شخص میں کوئی ایسا کمال ہے جس کی وجہ سے یہ سبز گھاس ابھرتی ہے یہ شخص سامری قبیلے کا فرد تھا۔ ظاہری طور پر یہ مومن نظر آتا تھا مگر اندرونی طور پر اس کے خیالات بڑے فاسد تھے اس نے ایک چال چلی تمام اسرائیلیوں کو کہا کہ وہ زیورات جو تم قبطیوں سے مانگ کر لائے ہو اب تمہیں پہننا جائز نہیں یہ تمام جمع کرو میرے حوالے کرو۔ میں انہیں زمین میں دفن کردوں گا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئیں گے ان سے پوچھوں گا کہ اس سونے کا کیا کرنا چاہیے بعض لوگوں نے کہا ان زیورات کو صرف حضرت ہارون علیہ السلام ہی جمع کر کے دبا سکتے ہیں مگر سامری اس معاملہ میں پیش پیش تھا۔ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ ساتھ رہا۔ آخر تمام اسرائیلیوں نے وہ زیورات حضرت ہارون علیہ السلام کے حوالے کر دیئے اور آپ نے زمین میں دبا دیئے۔ سامری نے چند دن بعد موقعہ پا کر تمام زیور نکال کر ایک بچھڑا بنا لیا جواہرات اور ہیرے اس کے بدن پر لگا دیئے اور وہ نہایت خوبصورت اور خوش شکل نظر آنے لگا اس نے اس مٹی سے ایک مشت اس بچھڑے کے منہ میں رکھ دی جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کے قدموں سے اٹھائی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں اسرائیلی مختلف توہمات کا شکار ہونے لگے۔ وہ رات دن کو ایک دن کہتے اور اس طرح چند

Marfat.com

روز بعد ہی شور مچانے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمیں چھوڑ گئے ہیں ۔ وہ اب تک واپس نہیں آئے وہ کہتے تھے کہ میں تیس دن کے بعد آجاؤں گا مگر آج تک نہیں آئے اسی اثناء میں سامری نے ایک چال چلی اور انہیں بچھڑے کی پوجا کرنے کی دعوت دی ۔ ادھر سے سامری نے یہ افواہ عام کر دی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیس دن بعد آنا تھا وہ اب تک نہیں آئے وہ وفات پاگئے ہیں ۔ اس افواہ سے اسرائیلی مایوس ہونے لگے اور گمراہ بھی ہونے لگے ۔ سامری نے انہیں بچھڑے کی عبادت پر لگا دیا آٹھ ہزار یہودی تو بچھڑے کی بوجا کرنے لگے ۔ دوسری طرف حضرت ہارون علیہ السلام نے ان لوگوں کو منع کیا کہ ایسا کام نہ کرو آپ کے ساتھ ہزار جوان اسرائیلی ایمان پر قائم رہے قرآن پاک کے الفاظ ہیں (ثم التخذتم) " پھر تم نے بچھڑے کو اپنا خدا بنا لیا " جو یہودیوں کی گمراہی کی بڑی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے اسرائیلیوں کی اس گمراہی اور بچھڑے کے پوجنے پر سخت تنبیہہ کی یہودیوں کو یاد دلایا کہ تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں ایک ذلیل بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا اور اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے

تفسیر خازن میں حضرت محی السنہ نے اس واقعہ کو بڑے لطیف انداز میں بیان کیا ہے ۔ مگر سورۃ اعراف میں اس کی تفصیلات آئیں گی ۔

یہودیوں کی توبہ

بچھڑا پوجنے کے بعد یہودیوں نے توبہ کرنا چاہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی سرکشی پر سخت غصے کا اظہار کیا اور انہیں شدید الفاظ میں ڈانٹا مگر اب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے صرف زبانی توبہ سے نہیں چھوٹ سکتے تھے چنانچہ حکم ہوا کہ اب تم ایک دوسرے کو قتل کرو تاکہ تمہاری توبہ قبول ہو جائے تمام یہودیوں کو ایک میدان میں جمع کیا گیا ان کے ہاتھ میں خنجر اور شمشیریں تھیں وہ ایک دوسرے کو مارنے سے اجتناب کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے سیاہ کالے بادل بھیجے جس کی وجہ سے اندھیرا چھا گیا ۔ وہ ایک دوسرے پر تلوار اور خنجر چلاتے رہے وہ اس اندھیرے میں ستر ہزار لوگوں کو قتل کر گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دربار میں سجدہ ریز ہو کر اس کی مغفرت اور رحمت طلب کرتے رہے اب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہم نے توبہ قبول کر لی ہے قاتل اور مقتول دونوں کو بخش دیا گیا ہے جو لوگ باقی بچ گئے ان کو بھی معافی مل گئی ہے ۔

اس قتل و غارت کے بعد اسرائیلیوں میں قدرے سکون آیا مگر چند اسرائیلی سرداروں نے حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کو کہا ہم بھی وادی طور پر آپ کے ساتھ جائیں گے تاکہ دیکھ سکیں کہ کتاب کس طرح ملتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستّر افراد منتخب کئے اور انہیں لے کر دوبارہ کوہ طور پر پہنچے حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ایک سیاہ بادل بھیجا جس سے سارا پہاڑ اندھیرے میں ڈوب گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں سے دوڑے اور اپنے ساتھیوں کو بھی اپنے پاس بلایا۔ تمام کے تمام سجدہ میں گر پڑے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک جگہ علیحدہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا شروع کر دیا جسے یہ لوگ اپنے کانوں سنتے رہے۔ آواز آئی! "موسیٰ میں تیرا خدا ہوں میرے بغیر کوئی معبود نہیں میں نے تمہیں مصر سے نکالا تھا میں نے ہی اپنی قدرت سے بحیرہ قلزم میں تمہارے لئے راستے بنائے اور میں نے فرعون کو غرق کیا تم میری ہی عبادت کیا کرو"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدے سے اٹھے بادل چھٹ گیا اور آپ نے اپنے ستّر ساتھیوں کو دوبارہ اپنے ساتھ بٹھایا تو وہ کہنے لگے ہم نے اللہ تعالیٰ کی آواز تو سنی ہے مگر اپنی آنکھوں سے دیکھا نہیں ہمارے دیکھنے کا بھی انتظام کریں تاکہ ہمیں اعتبار ہو جائے ان کی اس ست اعتقادی اور خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے اصرار پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑی تکلیف محسوس ہوئی مگر چند لمحوں میں پھر ایک سیاہ بادل چھا گیا اس میں سے بجلی چمکی اور ان ستر آدمیوں کو جلا کر راکھ کر گئی۔ وہ دن رات وہاں ہی پڑے رہے۔

اللہ تعالیٰ کا دیدار

تفسیر خازن نے روایت باری تعالیٰ پر گفتگو فرمائی ہے علمائے احناف کا نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان ظاہر آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا مگر رویت باری تعالیٰ سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے برعکس معتزلہ نے اس آیت کریمہ سے یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ رویت باری تعالیٰ کا نظریہ غلط ہے اگر اللہ تعالیٰ کو دیکھنا جائز ہوتا تو اصحاب موسیٰ کبھی ہلاک نہ ہوتے تفسیر مدارک میں ان نظریات کا جواب موجود ہے کہ ان ستر اسرائیلیوں کو اس لئے ہلاک نہیں کیا گیا تھا کہ وہ رویت باری تعالیٰ کے خواہش مند تھے بلکہ ان کی ہلاکت ان کے کفر کی وجہ سے تھی انہوں نے باربار سوال کئے کہ ہم اس وقت تک نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سچا جانیں گے اور نہ خدا پر ایمان لائیں گے جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس انکار اور اصرار پر عذاب نازل فرما کر انہیں ہلاک کر دیا تھا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی اعتبار نہیں کرتے تھے وہ اپنے پیغمبر سے کئی معجزے دیکھنے کے باوجود بھی ایمان نہیں لاتے تھے وہ اصرار

Marfat.com

کرتے تھے کہ خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ایمان لائیں گے احناف کے نزدیک انبیاء کرام سے معجزہ دیکھنے کے بعد ایمان نہ لانا پرلے درجے کا کفر ہے اس کے بعد اعتراضات اور سوالات کرنے ایمان کی کمزوری کی علامت ہے ان کی ہلاکت دیدار خداوندی اور رویت خداوندی کی التجا پر نہ تھی۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھے بغیر ایمان لانے سے انکاری تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رو کر کہا یا اللہ میں اپنی قوم کو کیا جواب دوں گا ان کے سردار طور پر ہلاک ہوگئے ہیں وہ مجھے کیا کہیں گے اے اللہ ان جاہلوں کی ضد پر تیرا عذاب تو برحق تھا۔ مگر میری خاطر ان پر رحم فرما حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑی زاری سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ ان لوگوں کو زندگی دی۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ یہ ستر اسرائیلی ایک دن اور ایک رات مردہ رہنے کے بعد زندہ کئے گئے

من و سلویٰ

قرآن پاک نے اسرائیلی قوم پر جہاں بے شمار نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے وہاں ان کے لئے من و سلویٰ کے احسان کا بھی ذکر کیا ہے۔ من و سلویٰ کیا تھا محققین نے اس موضوع پر بڑی گفتگو کی ہے بعض نے کہا کہ یہ ایسی بہتی سی چیز تھی جو اس وادی میں درختوں پر گوند کی طرح لگی ہوئی تھی۔ اسرائیلی بلا تردد اسے لیتے اور مزے لے لے کر کھاتے بعض حضرات نے لکھا ہے کہ آسمان سے اترنے والی میٹھائی تھی سلویٰ ایک قسم کے بھنے ہوئے جانور تھے جو آسمان سے اترتے اور اسرائیلی کھاتے تھے یہ جانور مکڑی جتنے تھے۔ بعض نے انہیں بٹیر کے وزن کے برابر بتایا ہے بعض کتابوں میں کبوتر کے جسم جیسا جانور لکھا ہے وہ ذبح ہو کر ہوا سے گرتی سورج کی گرمی سے بھن جاتے اور اسرائیلی کھالیتے۔ بعض حضرات کے نزدیک یہ ایسے جانور تھے جو زمین پر گرتے اور اسرائیلی انہیں اٹھا کر کھالیتے۔ البتہ جو لوگ انہیں دوسرے دن کے لئے ذخیرہ کرتے تھے ان کے یہ جانور خراب ہو جاتے تھے۔ اسرائیلیوں کی اس لالچ کے پیش نظر کھانے کی چیزیں خراب ہونی شروع ہوئیں حالانکہ اس سے پہلے یہ تمام چیزیں صاف اور تازہ رہا کرتی تھیں۔

تفسیر موضح القرآن میں لکھا ہے کہ فرعون کی ہلاکت کے بعد اسرائیلیوں نے ایک جنگل میں خیمے نصب کر دیئے اور ان کے نیچے رہنے لگے وہ خیمے پھٹے ہوئے تھے۔ جس سے سورج کی گرمی چلی آتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بادلوں کے سائے کر دیئے تاکہ وہ آرام سے رہ سکیں۔ اب اس وادی میں دوسرے علاقوں

Marfat.com

سے اناج پہنچنا مشکل تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں من وسلویٰ سے کھانا مہیا کیا یہ ایک میل کا علاقہ تھا جس میں من وسلویٰ اترتا تھا ساری فوج صبح اٹھتی اور یہ چیزیں اٹھالیتی تھی۔ پہلے تو اپنی ضرورت کے مطابق اٹھاتے مگر کچھ دن بعد انہیں خیال آیا کہ کہیں یہ ختم نہ ہو جائیں ذخیرہ کرنا شروع کر دیا شام کے وقت ہزاروں جانور اترتے۔ اندھیر ہوتا تو اسرائیلی ان جانوروں کو پکڑتے اور سارا دن کھاتے پکاتے وہ ایک عرصہ تک ان جانوروں (سلویٰ) پکے کباب بھون بھون کر کھاتے رہے رات کے وقت اس وادی پر ایک روشنی پیدا ہوتی جس سے سارا علاقہ روشن ہو جاتا تھا۔

اسرائیلیوں کا پہلا شہر

اسرائیلی معاشرت قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب وادی طور سے نکل کر اس شہر میں اس طرح داخل ہو' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکر کرتے ہوئے اور اس کی نعمتوں کو یاد کرتے ہوئے اس کے فضل کے طالب ہو کر داخل ہو۔ تفسیر معالم التنزیل اور خازن میں اس شہر کا نام بیت المقدس لکھا ہے مگر بعض تفسیروں میں رملہ۔ ارمنہ۔ ایلیہ بھی لکھا ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں اس شہر کا نام بیت المقدس لکھا ہے مگر وہاں یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ اسرائیلی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں اس شہر میں داخل نہیں ہو سکے تھے۔ ہاں آپ کی وفات کے بعد یہ لوگ اس شہر میں چلے آئے تھے۔ تفسیر مظہری میں شام کا قصبہ ایلیہ اسرائیلی معاشرت کا پہلا شہر تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس شہر کا نام اریحا لکھا ہے۔ یہ وہ شہر ہے جو عمالقہ کا دارالخلافہ تھا جہاں عاد اور ثمود جیسی زبردست قومیں آباد رہیں۔

اسرائیلی زندگی کے آداب

قرآن پاک میں اسرائیلیوں کی زندگی کے مختلف انداز بیان کئے گئے ہیں جن میں ان کی لالچ طمع تکبر اور نخوت جیسے ہزاروں مصائب کی طرف اشارے ملتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ سجدہ ریز ہو کر نہایت انکساری سے شہر میں اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے داخل ہوں اور لفظ حطۃ کہتے جائیں مگر ان لوگوں نے سجدہ تو کیا سر جھکانا بھی خلاف شان سمجھا اور بڑے تکبر اور غرور سے پہلے شہر میں داخل ہوئے پھر انہوں نے حطۃ کی بجائے اپنے متکبرانہ الفاظ گھڑ لئے۔ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ اسلام کی زندگی میں یہ لوگ وادی شام (وادئ طور) کے اردگرد پڑے رہے مگر آپ کی وفات کے بعد انہیں آباد شہروں میں رہنے کا خیال آیا اور یہ لوگ اب وادیاں چھوڑ کر شہروں کو روانہ ہونے لگے ان کا انداز متکبرانہ تھا یہ نخوت اور غرور سے بھرے ہوئے وادیوں سے نکلے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے فاخرانہ نعرے بلند کرتے گئے، سجدہ کرنے یا سر جھکانے کی بجائے اکڑ اکڑ کر داخل ہوئے یہ اس انداز سے شہروں میں داخل تو ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچ سکے شہر میں جاتے ہی وبائیں پھوٹ پڑیں، ستر ہزار یہودی لقمۂ اجل بن گئے جو لوگ بدعقیدہ بھی ہوں اور پھر ظلم و تکبر کو اپنا شعار بنا لیں ان کا یہی حشر ہوتا ہے۔

بدعت کیا ہے؟

اس مقام پر ہم بدعت کی حقیقت بتانا چاہتے ہیں بدعت دراصل اسی نئی چیز کو کہا جاتا ہے جس کا قرآن و حدیث یا اجماع امت میں کوئی ثبوت نہ ملتا ہو۔ اجماع امت کے علاوہ قیاس کے دائرہ کار میں وہ چیز نہ آتی ہو۔ دوسرے لفظوں میں ایسی عادات اور رسوم بدعت کہلائیں گی جو سنت نبوی سے ہٹ کر اختیار کئے جائیں۔ اور حیلے بہانوں سے اسے اسلام سمجھ لیا جائے ہمارے زمانہ میں علماء کا ایسا طبقہ پیدا ہوا ہے جو ہر چیز کو بدعت قرار دیتا ہے وہ چار مذاہب فقہ کو بھی بدعتی تصور کرتا ہے علمائے احناف کے نزدیک وہ شخص بڑا بدعتی ہے جو چار اماموں کے مسالک سے علیحدہ رہ کر شریعت پر چلنے کا دعویٰ کرتا ہے۔

....

اسرائیلی قوم کے لئے پانی طلب کیا گیا

ہم سابقہ صفحات میں لکھ آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو من و سلویٰ جیسی نعمتیں عنایت فرمائی تھیں۔ مگر یہ ناشکری قوم اتنے احسانات کے باوجود بھی کوئی نہ کوئی ناشکری کی بات کر دیتی تھی۔ من و سلویٰ کے بعد ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پانی کی کمی کی شکایت کرنے لگے اور اصرار کرنے لگے اگر آپ سچے پیغمبر ہیں تو اللہ تعالیٰ سے پانی طلب کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس پتھر (چٹان) پر اپنا عصاء مارو بارہ چشمے جاری ہو جائیں گے اور ہر ایک قبیلہ علیحدہ علیحدہ چشمے سے پانی پیتا رہے گا۔ بعض مفسرین نے لکھا کہ ان چشموں سے سیراب ہونے والے

Marfat.com

لوگوں کی تعداد چھ لاکھ تھی اور یہ پتھر جس سے چشمے جاری ہوئے تھے اسے حضرت آدم علیہ اسلام جنت سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس پتھر کی جسامت انسانی کھوپڑی جتنی لکھی ہے۔ صاحب معالم التنزیل نے لکھا ہے کہ یہ ایک عام پتھر تھا۔ اسے کوئی خصوصیت حاصل نہیں تھی۔ ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا لگنے سے وہ خاص اہمیت اختیار کر گیا مولانا فتح محمد نے خلاصۃ التفاسیر میں لکھا ہے کہ اس پتھر سے رات کے وقت نور کی دولاٹیں نکلتی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء دس گز لمبا تھا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قد بھی اتنا ہی تھا حضرت آدم علیہ السلام جو پتھر جنت سے لائے تھے اس کا نام علیق یا لغتہ تھا یہ پتھر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تھا ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی پتھر پر اپنے کپڑے دھوئے تھے ہو سکتا ہے کہ آپ کے کپڑوں کی برکت سے اسے یہ درجہ ملا ہو۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا تھا۔ کہ اس پتھر کو سنبھال کر رکھیں کسی نہ کسی دن کام آئے گا اور اس سے آپ کا ایک معجزہ ظہور پذیر ہو گا۔ جو آپ کی قوم کے ایمان کے لئے ضروری ہے یہ پتھر واقعی ایک دن بارہ چشموں کا منبع بنا جس سے اسرائیلی سیراب ہوتے رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ اگرچہ نہایت ہی بلند رتبہ ہے۔ مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے چشمے جاری ہوئے۔ اور ساری قوم کو سیراب کرنا اس معجزے سے کم نہیں۔

ناشکری قوم کو سزاء

اسرائیلی ہمیشہ ناشکری قوم رہی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر بڑے بڑے انعامات و اکرام فرمائے انہیں فرعون کے مظالم سے نجات دلائی انہیں من و سلویٰ سے نوازا گیا۔ انہیں گوسالہ پرستی کے کفر سے نجات دی۔ مگر یہ لوگ ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے اس کی ناشکری کرتے رہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایسے مطالبات کرتے رہتے جو ان کی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے ضروری تھے۔ انہوں نے کبھی ایسا مطالبہ نہ کیا جو ان کی حق پرستی یا خدا شناسی کی علامت ہو وہ من و سلویٰ کھاتے کھاتے پیاز اور لہسن کی فرمائش کرنے لگے۔ وہ آزاد وادیوں میں رہتے رہتے شہروں کا رخ کرنے لگے۔ آخر کار ان کی یہ حرکتیں رنگ لائیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس ناشکری پر اپنے انعامات سے ہاتھ کھینچ لیا اور ان پر مشقت اور ذلت کا دور آگیا وہ صبر و شکر کے اعلیٰ مقامات اور درجات سے محروم کر دیئے گئے جو فقر اہل ایمان کا فخر ہوتا ہے اس سے دور رہے۔

Marfat.com

اسلامی معاشرت میں فقروفاقہ اہل طریقت کا شیوا قرار دیا گیا ہے اور اہل ایمان نے اسے جان و دل سے اپنایا ہے اور اس پر صبرو شکر ادا کیا ہے حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم ملکیت کے باوجود فقروفاقہ کی ایک زندہ مثال تھے۔ آپ نے ہمیشہ ایسی زندگی کو باعث فخر قرار دیا۔ مسکینوں اور غریبوں کو اپنے قریب رکھا پھر غریبوں کو جنت میں پانچ سو سال پہلے داخل ہونے کا انعام دیا' غریب اہل ایمان اغنیاء سے پہلے نجات پائیں گے یہودیوں پر جو غربت اور مسکنت مسلط کی گئی تھی وہ لعنت تھی۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر جس فقرو فاقہ کا اطلاق ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پہاڑ سونے کا بن کر حاضر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی ذات اور اپنی غریب امت پر خرچ کریں۔ آپ نے فرمایا مجھے ایسے سونے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت عارف نوری دائم الحضوری حضرت مولانا محی الدین قصوری قدس سرہ نے اس روایت کو اپنی کتاب (تحفہ رسولیہ) میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ قرآن پاک کی آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو بیان فرمایا گیا پھر یہودیوں کا معجزات اور آیات کریمہ سے انکار کی حقیقت لکھی گئی ہے۔ یہ وہی ناشکرے لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کریمہ اور اس کی کتابوں کے احکامات کو جھٹلاتے رہے۔ آیات کریمہ اور معجزات کے باوجود یہودی ایمان نہ لا سکے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی ہو کر بینات بیان فرمائیں وہ بھی انہیں ایمان کی طرف نہ لا سکیں۔ حد سے گزر جانے والی قوم ہفتے کے دن کے تقدس کو پامال کرتی رہی ہے۔ اس قوم نے ستر انبیاء کرام کو قتل کر دیا تھا۔ یہ آیات کریمہ کی تفسیر کی غلط تاویل کرتے رہے اور پیغمبران وقت انہیں آگاہ کرتے رہے مگر یہ ہمیشہ اپنی عقلی اور حجتی راہیں بنا لیتے تھے۔ احادیث نبویہ میں یہودی قوم کے اس کردار کو نہایت ہی غلط قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ انبیاء کرام کو بلاوجہ قتل کرتے رہے ہیں۔ یہ اس قوم کے اعمال تھے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ناشکری کرتی رہی ہے۔

قرآن پاک نے جہاں یہود و نصاریٰ کے کردار اور عقائد بیان فرمائے ہیں وہاں ایک فرقہ صابی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ یہ صابی فرقہ یہود و نصاریٰ سے بھی بدعقیدہ تھا۔ مفسرین نے اس فرقہ کے عقائد بیان کئے ہیں۔ یہ لوگ بڑے ہی عجیب وغریب نظریات کے مالک تھے۔ یوں دکھائی دیتا ہے کہ ان کا کوئی ضابطہ اعتقاد نہیں تھا۔ بعض نظریات کو الہامی کتابوں سے لیتے ہیں۔ صاحب تفسیر عزیزی نے ان کے عقاید کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کے عقیدے کے مطابق اگرچہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے مگر وہ بلا جسم نہیں رہتا۔ اس کا نورانی جسم موجود ہے۔ نور الٰہی نور کی شعاع کی طرح موجود رہتا ہے۔ کبھی یہ نور بکھر

Marfat.com

جاتا ہے اور کبھی جمع ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے کلام میں شدت اختیار کرتا ہے۔ تو اس کے نورانی شعلے کوہِ طور کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں وہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر چلا جاتا ہے اور اپنے ہاتھ سے تورات لکھتا ہوا نظر آتا ہے۔ عرش پر کرسی نشین ہوتا ہے۔ وہ دیدار خداوندی کے قائل ہیں اور اسے بالمشافہ دیکھنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ یہ عقائد یہودی نظریات سے لئے گئے ہیں۔ صاحب تفسیر عزیزی نے اہل عقیدہ کی اس روش کو اپنے زمانہ میں بھی پایا ہے اور لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ میں بھی مسلمانوں کے بعض فرقے اسی طرح سوچتے ہیں جس طرح یہودیوں کا یہ صابی فرقہ سوچا کرتا تھا۔ یہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے عرش کو اس کی جگہ بتاتے ہیں اور زمان و مکان سے اللہ تعالیٰ کو پاک ماننا بدعت قرار دیتے ہیں۔ حافظ محمد لکھوی بھی اپنی تفسیر لکھوی میں ایسا نظریہ رکھنے والوں کو بدعتی قرار دیتے ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مکان و زمان سے پاک جاننا بدعت سیہ ہے۔ حافظ محمد لکھوی لکھتے ہیں کہ ہم کئی صدیوں سے کفر اور بدعت کا شکار تھے۔ ہمارے آباؤ اجداد مشرک اور کافر تھے۔ ہم نے اب رہنمائی حاصل کرکے صحیح راستہ اپنایا ہے ہم اس بحث کو تفصیلی طور پر سورہ اعراف میں لکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

نصاریٰ بھی یہودی نظریات کی طرح بڑے بدعقیدہ لوگ ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہہ کر سیدھے راستے سے بھٹک جاتے ہیں پھر یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر چلے جانے کا عقیدہ تو رکھتے ہیں مگر وہ کہتے ہیں صلیب پر چڑھنے کے بعد آپ کی روح آسمانوں میں چلی گئی تھی اسی طرح نزول عیسیٰ کے نظریات کے بھی قائل نہیں ہیں۔

صابی فرقے کے لوگ ان عقائد سے بھی بدتر نظریات رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں کسی مذہب اور دین کی روشنی نہیں ہے۔ تفسیر عزیزی میں ان کے عقائد کو بیان کیا گیا ہے۔ وہ چاند اور ستاروں کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کی تصویر بنا کر سجدے کرتے ہیں انہیں اپنا قبلہ قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنے اسلاف اور بڑوں کو پیغمبروں کا درجہ دیتے ہیں۔ اس فرقے کے اکثر لوگ صرف تین وقت کی نماز ادا کرتے ہیں اگر وہ میت کو ہاتھ لگا دیں تو غسل کرتے ہیں۔ ان کے ہاں کبوتر' اونٹ اور پیاز کھانا حرام ہے۔ وہ شراب کو حلال کہتے ہیں مگر مار خور بکرے کو حرام قرار دیتے ہیں۔ وہ ختنہ حرام قرار دیتے ہیں۔ شراب حلال ہے مگر اس کا نشہ حرام ہے۔ ان کے ہاں عورت کا طلاق دینا حرام ہے اور ایک مرد صرف ایک ہی بیوی کر سکتا ہے۔ وہ اپنے بتوں کی تصویریں بنا کر مکان پر لگاتے ہیں۔ قیامت اور اس کے احوال کے منکر ہیں۔ ان

Marfat.com

کے عقائد کی تفصیل تفسیر رؤفی اور تفسیر عزیزی میں ملتی ہے۔ ایسے اہل کتاب سے نکاح کرنا ناجائز ہے۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ صابی فرقہ یہودیوں کی ایک شاخ ہے اور مجوسیوں کے عقائد اپنائے ہوئے ہیں ان کے ہاں نکاح اور ذبیحہ جائز ہے ایسے یہودی مجوسی ان دنوں مغربی ممالک میں پائے جاتے ہیں جن کے ہاں جانور کا ذبیحہ اور عورت سے نکاح ضروری ہے ان میں سے بعض ایسے لوگ ہیں جو اپنا سر درمیان میں سے منڈواتے ہیں۔ وہ خدا کو واحد مانتے ہیں اور تورات پڑھتے ہیں وہ کعبتہ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں مگر فرشتوں کو پوجتے ہیں انکے عقائد میں تمام فرقوں کے عقائد پائے جاتے ہیں بعض ستاروں کو پوجتے ہیں اور انہیں اپنا خالق تصور کرتے ہیں۔ تفسیر خازن میں محی السنہ نے لکھا ہے کہ یہ صابی لوگ دنیا کے مختلف حصوں میں پائے جاتے ہیں۔

یہودیوں کی بدعہدی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور کے قیام کے بعد تورات لے کر آئے۔ اور اسرائیلیوں کو اس کتاب الٰہیہ کی بشارت دی اور فرمایا۔ پہلے اس کتاب پر ایمان لاؤ پھر اس پر عمل کرو۔ مگر انہوں نے برملا کہا حضور یہ احکامات تو بڑے مشکل ہیں ان پر ہم کس طرح عمل کر سکیں گے۔ ان کی اس سرکشی پر اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آیا۔ حضرت جرائیل علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ یہ پہاڑ اکھیڑ دیئے جائیں۔ اور پہاڑوں کو اٹھا کر ان یہودیوں کے سروں کے قریب لا کر رکھا جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ یہودیوں کے سامنے یہ صورتحال اس طرح آئی۔ جس طرح ایک طرف آگ کا سمندر ہو اور دوسری طرف پہاڑ میں وہ گھر گئے ہوں۔ انہیں نکلنے کا کوئی راستہ دکھائی نہ دیتا ہو۔ ایسے میں ایک آواز آئی۔ تورات کے احکامات کو تسلیم کرو ورنہ تمہیں اس پہاڑ کے نیچے دبا دیا جائے گا۔ اب اسرائیلیوں نے ان احکامات کو تسلیم کرنے کا اقرار کیا۔ سجدے میں گر گئے مگر کنکھیوں سے پہاڑ کی طرف دیکھتے جاتے آیا اپنی جگہ سے ہٹا ہے یا نہیں۔ آج تک تمام یہودی سجدے میں پڑے پڑے سرہلاتے اور ادھر ادھر دیکھتے رہتے ہیں۔ وہ نصف منہ کے سجدے کو عذاب کے ٹلنے کا ذریعہ بتاتے ہیں۔

یہودیوں کی ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسی صورت میں آیا کہ یہودی کانپ اٹھے۔ سجدے میں گر کر التجائیں کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے انہیں نجات دی یہ اسرائیلیوں پر اللہ تعالیٰ کا احسان تھا۔ اب انہوں نے مزید سرکشی کرنا شروع کی اور انہوں نے یوم

Marfat.com

سبت کو نافرمانیوں اور حیلہ سازیوں کا سلسلہ شروع کردیا۔ ان کی اس نافرمانی اور حیلہ جوئی کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں بندروں کی شکلوں میں تبدیل کردیا۔

اس واقعہ کی تفصیل سے مفسرین نے آگاہ کیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا عہد اقتدار تھا۔ سمندر کے کنارے پر ایک بہت بڑا شہر ایلیا آباد تھا۔ اس شہر میں ستر ہزار سے زیادہ یہودی رہتے تھے۔ انہیں حکم ہوا کہ ہفتے کے روز سوائے عبادت کے کوئی دنیاوی کام نہ کریں۔ جبکہ اس دن سمندر کے ساحل کے نزدیک بے پناہ مچھلیاں تیرتی نظر آتی تھیں جبکہ ہفتے کے علاوہ دوسرے دنوں میں کوئی مچھلی نظر نہ آتی تھی بلکہ مچھلی پکڑنے کے لئے اسرائیلیوں کو دور دور تک جانا پڑتا تھا۔ مچھلیوں کی یہ تعداد ایمان کی آزمائش تھی۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ ان اسرائیلیوں کی نفسانی خواہشات نے انہیں یہ حیلہ سکھایا کہ وہ جمعہ کے روز سمندر سے پانی کی چھوٹی چھوٹی نہریں بنا کر اپنے اپنے تالابوں تک مچھلیوں کو گھیر کر لے جائیں۔ ہفتہ کے دن مچھلیاں ان تالابوں میں جمع ہوتی رہتی تھیں۔ اور اتوار کے دن یہ اسرائیلی انہیں پکڑ لیتے۔ ان کے حیلے کی عادت اگرچہ ایک عرصہ تک انہیں اتوار کے دن بڑی مقدار میں مچھلیاں مہیا کرتی رہی مگر دوسری طرف ان کی اس سرکشی نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی۔ ان میں سے ایک شخص نے ہفتے کو بھی مچھلی پکڑلی اور سب کے سامنے بھون کر کھانے لگا۔ لوگوں نے شور مچایا۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا لیکن جب کچھ بھی نہ ہوا۔ بلکہ انہیں ڈھیل دے دی گئی تو لوگوں کے حوصلے اور بلند ہو گئے اور ہر ایک شخص ان تالابوں سے مچھلیاں پکڑتا اور ہفتے کے دوسرے دنوں بھون بھون کر کھاتا۔

ان ستر ہزار اسرائیلیوں میں مختلف خیالات کے لوگ تھے۔ ایک طبقہ تو ایسا تھا جو اپنی سرکشی کی وجہ سے مچھلیاں پکڑتا اور کھاتا دوسرا طبقہ ایسا تھا کہ نہ خود مچھلیاں پکڑتا تھا۔ نہ دوسروں کو منع کرتا تھا۔ تیسرا ایسا طبقہ تھا جو ان سرکش ماہی گیروں کو ایسا کرنے سے منع کرتا تھا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتا تھا۔ ایسے لوگوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ جب ان لوگوں نے محسوس کیا کہ سرکشی سے یہ لوگ باز نہیں آتے تو انہوں نے شہر چھوڑ کر ایک علیحدہ بستی آباد کرلی اور خود اس میں جا بسے۔ ایک زمانہ گزر گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی ایلیا کے سرکشوں کو حیلہ سازی پر لعن طعن کی مگر وہ باز نہ آئے اور اپنی سرکشی میں غرق رہے۔ آخر کار ایک صبح کے وقت باہر کی بستی والوں نے دیکھا کہ ان کے مکانوں کی دیواروں پر بے شمار بندر بیٹھے ہیں۔ وہ حیران ہوئے کہ یہ مخلوق کہاں سے آگئی۔ تھوڑے ہی وقت کے

Marfat.com

بعد انہیں معلوم ہوا کہ یہ ایلیا کے وہ سرکش اسرائیلی ہیں جو مچھلیاں پکڑنے، کھانے اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے میں مصروف رہتے تھے۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اس انداز میں آیا کہ نوجوان اسرائیلی تو بندر بن گئے۔ مگر بوڑھے اسرائیلی خنزیر کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ یہ پھر شہروں کو چھوڑ کر بیابانوں اور جنگلوں میں رہنے لگے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَ

الصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ

أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ۖ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ

بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ

بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ

الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ

فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ

يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ

لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا

هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا

فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾

Marfat.com

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا
بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا
رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ
شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ
تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا
الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧١﴾

(ترجمہ) بے شک ایمان والے نیز یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے وہ کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تم پر طور کو اونچا کیا لو جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں زور سے اور اس کے مضمون یاد کرو اس امید پر کہ تمہیں پرہیزگاری ملے پھر اس کے بعد تم پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ٹوٹے والوں میں ہو جاتے اور بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے تم میں کے جنہوں نے ہفتہ میں سرکشی کی تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے تو ہم نے (اس بستی کا) یہ واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لئے عبرت کردیا پرہیزگاروں کے لئے نصیحت اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں فرمایا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتا دے گائے کیسی کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اوسر بلکہ ان دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتا دے اس کا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈہڈہاتی دیکھنے والوں کو خوشی دیتی بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے صاف بیان کردے وہ گائے کیسی ہے بیشک گائیوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں بولے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے ○

Marfat.com

عبرتناک سزائیں

خلاصتہ التفاسیر کے مؤلف گرامی نے یہودیوں کے اس کردار پر بڑی تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے پھر بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سزا دے کر آنے والی نسلوں کے لئے عبرتناک نقشہ پیش کیا ہے۔ یہ قانون قدرت ہے کہ وہ بعض کو تو خود ہی عذاب میں جکڑ لیتا ہے۔ تاکہ یہ سرکشی دوسروں کو اپنی لپیٹ میں نہ لے سکے۔ لیکن بعض دفعہ وہ اتنی مہلت دیتا ہے۔ کہ وہ اپنی سرکشی میں مست رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک دن سامان عبرت بنا دیتا ہے۔ سیاہ کاریوں سے دوسروں کو روکنا بھی نہایت ضروری ہے۔ ان کی سرکشی پر خاموش رہنا اچھی علامت نہیں۔ ایسے ہی جو لوگ سرکش ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے انہیں انسان کی بجائے جانوروں کی شکل میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ اسرائیلیوں میں ایک ایسا شخص تھا جس کا نام غائیل تھا۔ وہ بڑا دولت مند تھا۔ اس کا ایک چچا زاد بھائی تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر غائیل مرجائے تو وہ اس کی جائیداد کا وارث بن سکتا ہے۔ وہ ایک عرصہ تک اس کی موت کا انتظار کرتا رہا۔ مگر وہ نہ مرا۔ آخر اس نے اسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایک دن موقعہ پا کر اس نے قتل کر دیا۔ اور اس کی نعش دوسرے محلے میں پھینک آیا۔ صبح ہوئی تو روتا دھوتا آہ و فغاں کرتا لوگوں کو لے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا پہنچا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی کہ محلّہ والوں سے بدلہ لیا جائے۔ یا اس کے بدلے اتنا ہرجانہ لے کر اسے دیا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس محلے والوں کو بلا کر حال دریافت کیا مگر ان لوگوں نے قتل کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ۔ صحیح صورتحال سے آگاہ کیا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی جس سے اس قتل کی صحیح صورتحال واضح ہو گئی۔

قتل کا سراغ

سورۃ بقرہ میں اسرائیلی قوم کے کردار کے علاوہ ایک اہم واقعہ ایک اسرائیلی دولت مند کے قتل کا ہے۔ جسے اسرائیلیوں نے تضاد بیانی سے بڑا مشکوک بنا دیا تھا۔ قاتلوں کا سراغ لگانا مشکل ہو گیا تھا اور اسرائیلی سرداروں کی غلط بیانیوں نے اس معاملہ کو اور مشکوک بنا دیا تھا۔ ان آیات کریمہ میں اس واقعہ

Marfat.com

سے پردہ اٹھایا گیا ہے اور اسرائیلیوں کی دروغ گوئی کو طشت ازبام کیا گیا ہے۔

صاحب تفسیر رؤفی اور عزیزی نے اس واقعہ کے ایک اور پہلو کی طرف اشارہ کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اسرائیلی قبائل میں ایک نیک سیرت انسان آل یعقوب سے رہا کرتا تھا۔ اس کے پاس دنیاوی مال و اسباب تو نہیں تھا۔ ہاں ایک جھونپڑی میں یاد خدا میں مصروف رہا کرتا تھا۔ اس کے پاس ایک بچھڑی تھی۔ جسے اس نے اللہ تعالیٰ کے نام پر رکھا تھا۔ اس کی پرورش کیا کرتا تھا۔ یہ شخص حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اس اولاد سے تھا۔ جس نے ہمیشہ ایمانی قوتوں کا سہارا لیا۔ وہ اس بچھڑی کو دریا کے ایک بیلے میں چرنے کے لئے چھوڑ دیتا اور اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا یہ بچھڑی سارا دن بیلے میں گھاس کھاتی پھرتی۔ مگر اسے کوئی آفت یا مصیبت نہ آتی اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا اگر کوئی لڑکا بیلے میں پہنچ کر بچھڑی کو پکڑنے کی کوشش کرتا تو وہ بھاگ کر دور نکل جاتی تھی۔ لوگ اپنا پورا زور لگاتے مگر وہ بچھڑی کسی سے نہ پکڑی جاتی تھی۔ بعض اوقات یہودی مل کر اسے پکڑنے کی کوشش کرتے مگر وہ آنکھوں سے غائب ہو جایا کرتی تھی۔ اس نیک سیرت شخص کا ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ سن شعور کو پہنچا تو باپ کی طرح نیک سیرت اور نیک خیال نکلا۔ اس نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ ایک حصہ والدین اور خصوصاً والدہ کی خدمت کرتا۔ ایک حصہ عبادت الٰہی میں گزارتا اور ایک حصہ آرام کرتا تھا۔ صبح ہوتی کلہاڑا پکڑتا۔ جنگل میں نکل جاتا۔ لکڑیاں کاٹتا اور شام کو بازار میں لا کر بیچ کر گزر اوقات کرتا تھا۔ اس نے اپنی اجرت کو بھی تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ خود رکھتا ایک والدہ کو دیتا اور ایک اللہ تعالیٰ کی راہ میں محتاجوں کو دے دیتا تھا۔ اسے اس بچھڑی کی کوئی فکر نہ تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں چرتی رہتی تھی۔ ایک روز اس کی والدہ نے کہا بیٹا بیلے میں چلے جاؤ۔ وہاں تمہاری بچھڑی جوان ہو گئی ہے اسے پکڑ لاؤ اور اس پر لکڑیاں لاد کر بازار لایا کرو۔ اس نے بچھڑی کا حلیہ پوچھا تو ماں نے اس کا رنگ اور شکل و صورت شباہت بتا دی۔ دور سے دیکھو گے تو اس کا ماتھا چمک رہا ہوگا۔ اس کے بدن پر سورج کی شعاعین پڑ کر اسے چمکا رہی ہوں گی۔ لڑکے نے کہا میں کہیں کسی دوسری بچھڑی کو ہی نہ پکڑ لاؤں ماں نے کہا۔ بیٹا وہ بچھڑی کسی دوسرے آدمی کے قابو میں نہیں آتی۔ جو بھی اسے پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ بھاگ جاتی ہے وہ صرف خلیل اللہ علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے ناموں کو سن کر رام ہوتی ہے۔ اب یہ نوجوان لڑکا اس بچھڑی کی تلاش میں جنگل کو نکل گیا اور اس نشانی کی بچھڑی کو دیکھ کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت

Marfat.com

یعقوب علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے نام لے کر اسے بلایا۔ بچھڑی بھاگنے کی بجائے دوڑی دوڑی اس کے پاس آگئی۔ ماں نے اسے سمجھایا کہ یاد رکھو اس بچھڑی پر کبھی سواری نہ کرنا اور اسے پیار اور احترام سے رکھنا۔ اس نے والدہ کی ہدایت کے مطابق اس پر کبھی سواری نہیں کی تھی اور اس کا بہت خیال رکھا۔ یہ وہ گائے ہے جسے قرآن پاک نے سورۃ بقرہ میں قاتل کی شناخت کا ذریعہ بتایا ہے۔

لڑکے کی یہ گائے سارے زمانہ میں اپنی مثال آپ تھی۔ مگر اس گائے اور گائے کے مالک کو شیطان ہر وقت بہکانے کی تدبیریں کرتا تھا۔ ایک دن انسانی شکل بنا کر شیطان اس لڑکے کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ میں اس جنگل میں گائیوں کا چرواہا ہوں۔ اس کے علاج و معالجہ میں ماہر ہوں۔ میری گائیوں کا گلہ یہاں سے کئی میل دور ہے۔ وہاں پیدل پہنچنا مشکل ہے اگر تم مجھے اپنی گائے دے دو میں اس کی مزدوری ادا کروں گا۔ مزدوری کے علاوہ آپ کو دو گائیں بھی دوں گا۔ اس نے کہا میری ماں نے گائے پر سوار ہونے سے مجھے بھی منع کیا ہے جب کہ میں تمہیں سواری کی اجازت دوں۔ ابلیس نے کہا۔ تمہاری ماں بڑے پرانے زمانے کی بیوقوف عورت ہے اسے کیا علم کہ گائے کس کام آتی ہے۔ تم گائے دو اور نفع بھی حاصل کرو۔ ابلیس کی ان چکنی چپڑی باتوں سے تنگ آکر اس نوجوان نے فرمایا کہ اے اللہ! مجھے حضرت خلیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے صدقے اس خبیث سے نجات دلا۔ یہ دعا کرتے ہی ایک فرشتہ ظاہر ہوا اور اس نے شیطان کو بھگا دیا۔ اس فرشتے نے اس لڑکے کو بتایا کہ یہ شیطان تھا۔ جو تمہیں بہکا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں محفوظ رکھا ہے۔ لڑکا اس گائے کو لے کر والدہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ بتایا اب وہ اپنی لکڑیاں گائے پر لاد کر لانے لگا۔ ایک دن وہ منڈی میں لے کر گیا تاکہ اسے بیچ دے مگر لوگوں نے اس کی قیمت صرف تین دینار بتائی۔

ایک دن ایک فرشتہ صرف آزمائش کے لئے آیا اور لڑکے سے کہنے لگا۔ اگر تم گائے فروخت کرو تو میں اس کی بہت بڑی قیمت ادا کرنے کو تیار ہوں۔ لڑکے نے کہا میں اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر نہیں بیچ سکتا فرشتے نے کہا میں تین دینار کی بجائے چھ دینار دینے کو تیار ہوں۔ فرشتے نے بارہ دینار دینے کا اعلان کیا مگر لڑکا اس بات پر اڑا رہا کہ پہلے والدہ سے اجازت لوں گا۔ جب فرشتے نے مزید اصرار کیا تو لڑکے نے کہا اگر مجھے گائے کے وزن کے برابر سونا بھی دے دیں تو والدہ کی اجازت کے بغیر میں نہیں بیچ سکتا اب اس فرشتے نے کہا میں تو اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہوں میں تو تیرا امتحان لے رہا تھا۔ اب یاد رکھو اس گائے

Marfat.com

کو بیچنے کے لئے کبھی نہ سوچنا۔ عنقریب اسرائیلیوں میں ایک قتل ہو گا۔ اس وقت تمہاری گائے کی بڑی ضرورت پڑے گی۔

مقدمہ قتل کا فیصلہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلی سرداروں کے سامنے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا۔ جاؤ ایک گائے ذبح کرو۔ جس میں یہ اوصاف پائے جاتے ہوں۔ اب اسرائیلی اس گائے کی تلاش کرنے لگے مگر وہ سارے ملک میں کہیں نہیں ملتی تھی۔ اب اسرائیلیوں کو پتہ چلا کہ ایسی گائے ایک لڑکے کے پاس ہے وہ وہاں پہنچے تو اس نے کہا۔ کہ گائے ذبح کر کے اس کے چمڑے میں بھر کر سونا دیا جائے۔ اب ان لوگوں کو یہ قیمت ادا کرنا پڑی جس سے ماں اور بیٹا مالا مال ہو گئے۔ گائے ذبح کی گئی اس کے گوشت کے چند ٹکڑے مردے (مقتول) کے مارے گئے۔ مردہ اٹھا۔ اس کے حلق سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا اور اس نے خود بتایا کہ مجھے فلاں فلاں بندوں نے قتل کیا تھا۔ اس واقعہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ قرار دیا جائے گا یا نبوت کے دربار کا ایک اہم فیصلہ جو انسانی معاشرت میں ایک مثال ہے۔

ایک فقہی مسئلہ

فقہ حنفی میں ایسا مقتول جس کے قاتل کا پتہ نہ چلتا ہو اس کے لئے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک فیصلہ دیا ہے کہ جس جنگل یا علاقہ میں مقتول کی لاش ہو اور قاتل کا پتہ نہ چلے تو نزدیک آبادی کے پچاس نیک سیرت آدمی جمع کئے جائیں۔ اگر وہ اس قتل سے انکار کریں اور قسم اٹھا کر کہیں کہ انہیں کچھ علم نہیں۔ تو ان سے دیت وصول کی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکاری ہوں تو انہیں قید کی سزا بھی دی جائے گی۔ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اتنی بڑی آبادی کے پچاس انسانوں میں قتل کی بے خبری ناممکن امر ہے۔

Marfat.com

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ
تَكْتُمُوْنَ ۚ ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ
الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ
الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ
مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا
اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ
وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ
مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ
بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا
يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ
وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ
بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ
ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ

Marfat.com

مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ
قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ
اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٠﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً
وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨٢﴾

(ترجمہ) اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا
جو تم چھپاتے تھے تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اللہ یونہی مردے جلائے گا اور
تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہیں تمہیں عقل ہو پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی
مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ کرے اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ
ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ
تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں تو اے مسلمانو کیا تمہیں یہ طمع ہے کہ یہودی تمہارا یقین لائیں گے اور
ان میں کا تو ایک گروہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد اسے دانستہ بدل دیتے اور جب مسلمانوں سے
ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں اکیلے ہوں تو کہیں وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں
سے بیان کیے دیتے ہو کہ اس سے تمہارے رب کے یہاں تمہیں پر حجت لائیں کیا تمہیں عقل نہیں کیا
نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں
کہ جو کتاب کو نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا یا کچھ اپنی من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں تو خرابی ہے
ان کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض
تھوڑے دام حاصل کریں تو خرابی ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ان کے لئے
اس کمائی سے اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن تم فرما دو کیا خدا سے تم نے کوئی عہد
لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں

Marfat.com

ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے اور اس کی خطا اسے گھیر لے وہ دوزخ والوں میں ہے انہیں ہمیشہ اس میں رہنا اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ○

اسرائیلی قوم کی قلبی کیفیت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فیصلہ کے بعد اسرائیلی قلبی طور پر مطمئن نہ ہوئے۔ وہ خاموش ہو گئے۔ قرآن پاک نے ان کی اس خاموشی کو ان کی شقاوت قلبی سے تعبیر کیا ہے اور انہیں پتھر سے تشبیہ دی ہے۔ پھر ہر قسم کے پتھر کے اوصاف و اثرات بیان فرمائے اور اسرائیلی قوم کی شقاوت قلبی کا ذکر کیا ہے۔ تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ایک وہ پتھر تھا جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصاء مارا تو بارہ چشمے جاری ہو گئے تھے۔ دوسرا وہ پتھر جس سے خود بخود پانی کے چشمے رواں دواں ہیں تیسرے وہ جو چٹان بن کر اپنی جگہ سے نہیں ہلتے۔ یہ پتھر یہودیوں کے دلوں کی شقاوت قلبی اور سختی سے بدرجہا اچھے ہیں کیونکہ پتھر' درخت اور چٹانیں اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپ جاتی ہیں۔ مگر یہودیوں کے شقاوت بھرے دل ذرہ بھر اثر قبول نہیں کرتے اللہ تعالیٰ پتھروں اور درختوں پر بھی اپنا الہام نازل کرنے پر قادر ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے کانپ اٹھتے ہیں۔ مگر یہودی اپنے سینوں میں ایسے سخت دل رکھتے ہیں کہ ہزاروں معجزے دیکھنے اور لاکھوں انعامات پانے کے باوجود ہدایت پانے سے قاصر ہیں۔

احادیث میں پتھروں کے خواص اور اثرات پر بڑی تفصیلات سے گفتگو کی گئی ہے۔ بعض پتھروں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھا۔ بعض پتھروں نے کلمہ پڑھا۔ احد کا پہاڑ اور اس کی چٹانیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے پیار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر ہم قرآن پاک پہاڑوں پر نازل فرماتے تو وہ پھٹ جاتے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے شق ہو جاتے۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ پتھر بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بتایا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ہم مکہ شہر سے نکلے تو جو پتھر اور درخت سامنے آتا حضور نبی کریم صلی علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھتا۔ تفسیر خازن کے مئولف نے ترمذی کی اس حدیث کو غریب لکھا ہے۔ تفسیر معالم التنزیل' تفسیر عزیزی اور تفسیر مظہری میں حضرت جابر بن ثمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث لکھی ہے۔ کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ میں ابھی تک اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے کئی برسوں سلام کرتا رہا ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بار ایک سفر میں تھے ۔ آپ کے ساتھ سیدّنا صدیق اکبر ، حضرت عمر فاروق ، حضرت عثمان ، حضرت علی ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے ۔ یہ تمام حضرات کوہ احد پر پہنچے ابھی چند لمحے بیٹھے تھے کہ پہاڑ اس طرح کانپنے لگا جیسے زلزلہ آگیا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ پر لکڑی مار کر فرمایا ۔ حیا کر تمہیں معلوم نہیں کہ تجھ پر ایک پیغمبر ، صدیق ، شہدا اور صحابہ موجود ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر پہاڑ رک گیا ۔ مسجد نبوی میں وہ ستون (حنانہ) جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سہارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے ۔ زار زار روتا رہا ۔ اس کی تفصیل مولانا روم نے مثنوی میں بیان کی ہے ۔ مگر یہودیوں اور کفار مکہ کے دل اس قدر سخت ہیں کہ ان پتھروں اور پہاڑوں سے بھی بازی لے گئے ۔

ہدایت کا ایک راستہ

اسرائیلی کردار بیان کرنے کے بعد قرآن پاک اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے ۔ کیا تمہیں اس بات کی آرزو ہے کہ تم اللہ اور رسول پر کامل ایمان لاؤ ۔ یاد رکھو یہودیوں میں سے ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو کلام اللہ کو سنتا تو ضرور ہے مگر کچھ دنوں بعد اسے بدل دیتا ہے اور احکام خداوندی میں تحریف کر دیتا ہے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ستّر ساتھی جو کوہ طور پر آپ کے ساتھ رہے ۔ واپس آئے تو احکام اللہ کو بدل کر اپنی قوم سے باتیں کرنے لگے مگر بعض ایسے بھی تھے جو اپنی طرف سے بعض باتیں ملا لیا کرتے تھے ۔ تورات کے الفاظ کو بدل بدل کر بیان کرتے رہے ۔ یہی کیفیت مدینہ پاک کے ان منافقین کی تھی ۔ جو کلام اللہ سنتے مگر ان میں تحریف کر کے لوگوں سے باتیں کرتے تھے ان میں یہودی بھی تھے اور منافق بھی ان یہودیوں کو کہا گیا جب تورات میں حکم دیا گیا ہے کہ تم نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ تو تم اب کیوں انکار کرتے ہو ۔ تم سچی چیز کو چھپاتے ہو اور تورات کے احکام کو بدل دیتے ہو ۔ وہ صحابہ کرام کو کہا کرتے تھے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ تمہارا خدا سچا ہے ۔ تمہارا رسول برحق ہے ۔ تمہارے رسول کی باتیں بھی سچی ہیں اور تمہارے پیغمبر کے جو اوصاف تورات میں لکھے گئے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں مگر یہی لوگ جب صحابہ سے علیحدہ آپس میں گفتگو کرتے (ان یہودیوں میں کعب بن اشرف ، کعب بن اسد اور وہب بن یہود جیسے نادیدہ

Marfat.com

یہودی تھے ۔) تو ان تمام حقائق سے انکار کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے یہ باتیں اس لئے کی تھیں کہ قیامت کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ صحابی گواہی دیں گے کہ ہم نے خدا کی وحدانیت اور نبی کی رسالت کا اقرار کر لیا تھا ۔ ایسی مجالس بنو قریضہ کے ہاں جمتی تھیں ۔ جن دنوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بندر کی اولاد کہہ کر مخاطب کیا تھا وہ تو ایک دوسرے کو کہتے کہ تم میں سے وہ کون لوگ ہیں جو مسلمانوں کے نبی کو ہماری باتیں بتا آتے ہیں ۔ یہ یہودی اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ خود تمام خبریں دے دیتا تھا ۔ ان یہودیوں میں سے بعض بالکل جاہل مطلق تھے ۔ جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے ۔ کچھ مانی تھے ۔ جو پرلے درجے کے دروغ گو تھے ۔ ان میں سے بعض ایسے عالم تھے جو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء باندھتے تھے وہ کہتے یہودیوں کے بغیر کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا پھر کہتے اگر ہم دوزخ میں گئے تو تھوڑا عرصہ رہیں گے

ویل کے حق دار

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کے لئے (ویل) کا لفظ استعمال فرمایا ہے ۔ ویل کے معنی افسوس ' وائے اور تباہی ہے ۔ جو لوگ ایسے خیالات رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر تباہی اور ہلاکت نازل فرمائی ہے بعض مفسرین نے ویل کا معنی دوزخ کا وہ حصہ لکھا ہے جس پر آگ کے جنگلات ہوں گے اور ایسے بدکردار لوگوں کو اس حصہ میں ڈالا جائے گا ۔ ترمذی شریف میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے اس میں ایسے لوگوں کے اس حصہ میں جلنے کا ذکر ہے ۔ یہ مقام اس قدر گہرا ہے کہ انسان چالیس سال گرتا چلا جائے تو تہہ تک نہیں پہنچ سکتا ۔ اس میں وہ یہودی لوگ ہوں گے جو تورات لکھتے وقت تبدیلیاں کرتے جاتے تھے انہیں نہ کوئی منع کرتا تھا نہ کوئی روکتا تھا ۔ نہ ان کی ان حرکات کا کسی کو علم تھا ۔ جن دنوں سیدّ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ پہنچے تو ہو یہودی آپ پر ایمان لانا نہیں چاہتے تھے ۔ انہوں نے تورات سے وہ الفاظ مٹا دیئے جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور حلیہ مبارک لکھا تھا ۔ آپ کے چہرہ انور کی نورانیت ' سرگیں آنکھوں کی فضیلت قد طوبیٰ کا انداز غرض کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک صفت بیان تھی ۔ اب جاہل یہودی نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ اور شکل و صورت پوچھتے تو یہ لوگ فوراً ان اوصاف کو بدل کر دجال کی صفتیں بیان

Marfat.com

کرتے تاکہ جاہل یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر ایمان نہ لے آئیں ۔ ایسے بد کردار یہودی علماء واقعی ویل کے حق دار تھے ۔ تفسیر در منثور ' خازن اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ قرآن پاک کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے ۔ ہاں قرآن پاک میں استعمال ہونے والے کاغذ ' طباعت اور جلد بندی پر خرچ آنے والے روپے پر ہدیہ وصول کیا جا سکتا ہے ۔ قرآن پاک کے لکھنے کی مزدوری لینا اور دینا بھی جائز ہے ۔ مگر بعض ناواقف جھوٹے مسئلے بیان کر کے ان لوگوں کو قرآن پاک کی اشاعت سے روکتے ہیں جو قرآن پاک کے بدلے ہدیہ لیتے ہیں ۔ ایک ایسا طبقہ بھی پیدا ہوا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو غلط طور پر منسوب کرتا ہے اور ایسی ایسی وضع احادیث بیان کر جاتے ہیں جن کا احادیث نبوی میں کوئی ثبوت نہیں ملتا ۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا
وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ
وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ
وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ
تَشْهَدُوْنَ ﴿٨٤﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ
فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط
وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط
اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ
مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَيَوْمَ

Marfat.com

الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾

(ترجمہ) اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر تم پھر گئے مگر تم میں کے تھوڑے اور روگرداں ہو اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ اپنوں کا خون نہ کرنا اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم گواہ ہو پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے اور اپنے میں سے ایک گروہ کو ان کے وطن سے نکالتے ہو ان پر مدد دیتے ہو (ان کے مخالف کو) گناہ اور زیادتی میں اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو بدلا دے کر چھڑا لیتے ہو اور ان کا نکالنا تم پر حرام ہے تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے ○

تورات میں کئے گئے وعدے

قرآن پاک نے ان وعدوں کو میثاق کے لفظ سے بیان فرمایا ہے۔ جو یہودیوں سے تورات میں کئے گئے تھے۔ یہ یہودی ان تمام وعدوں کو بھول گئے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کئے تھے۔ وہ وعدے کیا تھے؟ والدین کے ساتھ احسان کرنا۔ ان سے محبت اور شفقت سے پیش آنا' ان کے لئے رحمت کے بازو پھیلا دینا' اللہ و رسول کے خلاف کہنے والی بات کے علاوہ ان کی تمام باتیں ماننا' اچھے کاموں پر کار بند رہنا' برے کاموں سے رک جانا' پھر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا' ان کے حقوق ادا کرنا' یتیموں کے ساتھ محبت اور پیار سے پیش آنا' ان کے حقوق کا خیال رکھنا' لوگوں سے اچھی گفتگو کرنا ان تمام معاشرتی آداب کا ان سے وعدہ لیا گیا تھا ان سے یہ بھی وعدہ لیا گیا تھا۔ کہ اگر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

صفت اور تعریف پوچھیں تو سچ سچ بیان کرنا۔ مگر ان تمام وعدوں سے پھر گئے۔ اور اپنی خواہشات کا شکار ہو گئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے ایک اور وعدہ لیا تھا کہ وہ آپس میں خون خرابہ نہیں کریں گے۔ اپنے ساتھیوں کو اپنے وطن اور گھروں سے نکلنے پر مجبور نہیں کریں گے۔ قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دیں گے اور ان سے حسن سلوک روا رکھیں گے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک تشریف لے گئے تو یہودیوں کے دو قبیلے برسراقتدار تھے۔ بنو قریظہ اور بنو نضیر۔ اسی طرح مشرکین کے دو قبیلے خزرج اور اوس بھی موجود تھے۔ مشرکین کے یہی دو قبیلے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائے تھے اور یہ وہ قبائل ہیں جو اسلامی تاریخ میں انصار کے نام سے مشہور ہوئے تھے۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ حضور سیدّالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے خزرج اور بنو نضیر کے درمیان ایک معاہدہ تھا۔ اس طرح اوس اور بنو نضیر کے درمیان بھی معاہدہ تھا۔ یہ دونوں فریق آپس میں جنگ وجدال کرتے رہتے تھے۔ جو فریق غالب آجاتا وہ شکست خوردہ قبائل کی بستیاں جلا دیتا۔ ان کے مکان اور رہائش گاہیں ویران کر دیتا۔ پھر مغلوب لوگوں کی عورتوں کو قیدی بنا لیتا۔ بچے کچے لوگ فدیہ دے کر اپنی عورتوں کو آزاد کرا لیتے۔ بعض اوقات وہ ایسے قیدیوں کو خود ہی آزاد کر دیتے تھے جنہیں کوئی فدیہ دے کر آزاد نہیں کرا سکتا تھا۔ وہ کہتے ہمیں ان قیدیوں کو دیر تک رکھنے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ پھر یہ کہتے ہمیں ایسا ہی حکم ہے اور ہم نے تورات میں ایسا کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ عورتوں کی ذلت دیکھ کر ہمیں ندامت ہوتی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان سے چار وعدے لئے کہ آج کے بعد کسی کو اس کے گھر سے بے دخل نہیں کیا جائے گا۔ کسی سے لڑائی نہیں کی جائے گی۔ ظلم وستم کے بدلے حسن سلوک اور خلق سے پیش آیا جائے گا۔ یہ تھے وہ معاہدے جس پر مدینہ پاک کے تمام باشندوں میں معاہدہ ہوا تھا۔ مگر یہودیوں نے کچھ عرصہ بعد ان تمام معاہدوں کو توڑ دیا اور اپنی پرانی عادت پر آگئے۔ اور مدینہ پاک پر ظلم و ستم کے سلسلے شروع کر دیئے۔ وہ تورات کے بعض احکامات کو تسلیم کرتے تھے مگر اکثر احکامات سے روگردانی کرنے لگے تھے۔ قرآن پاک نے ایسے لوگوں کو متنبہ کیا ہے کہ تم چند روزہ زندگی کی آسائشوں کو آخرت کی ابدی زندگی کے بدلے فروخت کر رہے ہو اور اس طرح تم عذاب کو دعوت دے رہے ہو۔

Marfat.com

ولقد اتينا موسى الكتب
وقفينا من بعده بالرسل واتينا عيسى ابن مريم البينت
وايدنه بروح القدس افكلما جاءكم رسول بما لا تهوى
انفسكم استكبرتم ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون ﴿٨٧﴾ و
قالوا قلوبنا غلف بل لعنهم الله بكفرهم فقليلا ما يؤمنون ﴿٨٨﴾
ولما جاءهم كتب من عند الله مصدق لما معهم و
كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم
ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكفرين ﴿٨٩﴾ بئسما اشتروا به
انفسهم ان يكفروا بما انزل الله بغيا ان ينزل الله من
فضله على من يشاء من عباده فباءو بغضب على غضب
وللكفرين عذاب مهين ﴿٩٠﴾ واذا قيل لهم امنوا بما انزل
الله قالوا نؤمن بما انزل علينا ويكفرون بما وراءه وهو
الحق مصدقا لما معهم قل فلم تقتلون انبياء الله من
قبل ان كنتم مؤمنين ﴿٩١﴾ ولقد جاءكم موسى بالبينت ثم
اتخذتم العجل من بعده وانتم ظلمون ﴿٩٢﴾ واذ اخذنا
ميثاقكم ورفعنا فوقكم الطور خذوا ما اتينكم بقوة واسمعوا

Marfat.com

قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ
قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ
كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ
فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ
اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ
عَلٰى حَيٰوةٍ ۚۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚۛ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ
سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ
بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ ع

(ترجمہ) اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے اس کی مدد کی تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو اور یہودی بولے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر کس برے مولوں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ اللہ کے اتارے سے منکر ہوں اس کی جلن سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے وحی اتارے تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے اتارے پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں وہ جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے ان کے پاس والے کی تصدیق فرماتا ہوا تم فرماؤ کہ پھر اگلے انبیاء کو کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب پر

Marfat.com

ایمان تھا اور بے شک تمہارے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کو معبود بنا لیا اور تم ظالم تھے اور یاد کرو جب ہم نے تم سے پیمان لیا اور کوہ طور کو تمہارے سروں پر بلند کیا لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو بولے ہم نے سنا اور نہ مانا اور ان کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا ان کے کفر کے سبب تم فرما دو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو تم فرماؤ اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لئے ہو نہ اوروں کے لئے تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور بیشک تم ضرور انہیں پاؤ گے سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں اور مشرکوں سے ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جئے اور وہ اسے عذاب سے دور نہ کرے گا اتنی عمر دیا جانا اور اللہ ان کے کوتک دیکھ رہا ہے ○

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کی دعوت تبلیغ

اللہ تعالیٰ نے کائنات ارضی پر انسانوں کی اصلاح کے لئے جو نظام قائم کیا۔ اس میں انبیاء کرام کی بعثت ایک اہم کام تھا۔ یہ انبیاء کرام لوگوں کو راہ راست پر لاتے ان کی اصلاح کرتے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچاتے تھے۔ ان انبیاء کرام میں سے بعض اولوالعزم رسول تھے۔ جن میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (تورات) دی گئی۔ یہ کتاب حق و باطل میں تمیز کرنے والی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کئی پیغمبر آئے اور تورات کے احکامات کی توثیق کرتے رہے اور ان احکامات کو نافذ کرتے رہے ان پر حضرت سلیمان اور حضرت داؤد علیہما السلام جیسے ممتاز انبیاء کرام تشریف لائے۔ ان حضرات نے لوگوں کو تورات کے احکام پہنچائے۔ ان پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ مگر ایک وقت آیا کہ یہودی قوم تورات کے احکامات سے روگردان ہو گئی۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضرت عیسیٰ ابن مریم تشریف لائے اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑے معجزے دے کر بھیجا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کا معاون اور مددگار بنا دیا تھا۔ وہ روح اللہ کی حیثیت سے قوم کے مسائل کو حل کرنے میں مدد دیتے رہے۔ یہ ایک معجزہ ہی تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باپ کے بغیر پیدا فرما کر اندھے، کوہڑی، مفلوج اور بیماروں کو تندرستی بخشنے کا ذریعہ بنا دیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

کو پنگھوڑے میں ہی باتیں کرنا سکھا دیں۔ ان پر غیب کے خزانے کھول دیئے۔ وہ لوگوں کو ایسی باتیں بتاتے جو غیب میں تھیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے کھانے پینے والی چیزوں اور سنبھال کر رکھی جانے والی چیزوں کی اطلاع دے دیتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معاونت کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام روح القدس کی حیثیت سے ساتھ تھے۔ آپ شیطان اور ابلیس کے مکرو فریب سے محفوظ تھے۔ یہ تعاون دین کی تقویت کا باعث بنا اور یہ روح القدس ہی تھے جنکی بدولت آپ تختہ دار کے بجائے آسمان چہارم پر اٹھائے گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایسے ہی تھی جس طرح حاتم طائی کی سخاوت عام تھی۔ لوگوں کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اسم اعظم ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کو کہتے کہ آپ مردوں اور مفلوج لوگوں پر دم کریں جس سے مردے زندہ اور مفلوج تندرست ہو جایا کرتے تھے۔ بعض مفسرین نے روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شخصیت کو قرار دیا ہے۔ یہ لوگ روح کی قوت کو امر ربی کہہ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معاون تصور کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرے لوگوں کی طرح اسباب دنیا کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ وہ ہر چیز کو براہ راست محسوس کرتے اور اس کا علاج کرتے تھے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے قالب میں اللہ تعالیٰ نے (**ونفخت فیہ من روحی**) "میں نے روح کو قالب آدم میں ڈال دیا" کا نفاذ کیا تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس قرار دیا۔ کعبتہ اللہ کو بیت اللہ کہا گیا۔ یہ عظمت کی دلیل تھی۔ ناقہ اللہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹی کا کیا احترام ہے۔ یہ نسبتیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے کرکے ان چیزوں کی عظمت و حرمت کو بڑھا دیا ہے۔

تورات و انجیل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے اس کردار کو بیان کیا ہے۔ جس سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ذات اقدس سے انکار کر رہے تھے۔ حالانکہ انہیں ان آسمانی کتابوں نے بتا دیا تھا کہ آخرالزماں پیغمبران صفات و کمالات کے قابل ہونگے۔ انہیں تاریخ پیدائش اور مدینہ پاک میں آمد کا زمانہ تک یاد تھا۔ مگر ان لوگوں نے محض ضد اور حسد سے ان باتوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ قرآن پاک ان کی اس بری عادت کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ تم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے پہچانتے تھے

Marfat.com

جس طرح لوگ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں ۔ مگر تم اس تعارف کے باوجود انکار کر کے کفر کر رہے ہو ۔ مدینہ پاک کے مشرکین جن میں اوس اور خزرج جیسے زبردست قبائل تھے ۔ ایمان لائے تو یہودیوں کو بڑا دکھ ہوا ان مشرکین نے یہودی علماء سے سوال کیا ۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے تم اپنی کتابوں کے صفحات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات حلیہ ' اوقات پیدائش اور دوسری تفصیلات بتایا کرتے تھے ۔ آج وہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تم اپنی کتابوں کے مندرجات سے انکار کر رہے ہو ۔ تو یہودی کہنے لگے نہیں یہ وہ نبی نہیں جس کا ہم ذکر کیا کرتے تھے ۔
تفسیر ابن کثیر نے ابن اسحاق کے حوالے سے لکھا ہے کہ زمانہ قبل از بعثت ایک بار یہودیوں کو مشرکین عرب نے سخت شکست دی تو وہ قرآن پاک کا سہارا لے کر نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد طلب کرتے تھے اور دعا کرتے یا اللہ ہمیں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور وساطت سے فتح دے ۔
اس روایت کو ابو نعیم بیہقی حاکم نے مختلف انداز سے پیش کیا ہے ۔ مدینے والے یہودی اور خیبر میں بسنے والے یہودی جب کبھی عربوں کے بت پرستوں سے لڑتے اور شکست کھا کر اپنے علماء کے پاس آتے تو وہ انہیں یہ دعا سکھایا کرتے تھے کہ اب جب تم میدان جنگ میں جاؤ تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو ! اے اللہ ہمیں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم جن کا نام نامی حضرت محمد رسول اللہ ہے کے طفیل فتح نصیب فرما ۔ اس طرح انہیں لڑائی میں فتح اور کامرانی حاصل ہوتی تھی ۔ امام احمد سے طبرانی میں حضرت سلم بن قیس کا واقعہ بیان کیا ہے ۔ حضرت سلم فرماتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا ۔ محلّہ بنی اشھل کی ایک گلی میں آیا ۔ ایک یہودی اپنے گھر سے باہر نکلا اور بنی اشھل کے مجلس میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا ۔ بتوں کے پوجنے والو ! میری بات سنو تمہیں معلوم نہیں کہ مرنے کے بعد کیا ہو گا ۔ یاد رکھو مرنے کے بعد تمہیں ایک بار پھر اٹھایا جائے گا ۔ حشر ' قیامت ' جنت ' دوزخ ' حساب و کتاب میزان کو تفصیل سے بیان کیا ۔ ہر ایک شخص کو اس کی زندگی کے اعمال کی روشنی میں جواب دینا ہو گا ۔ لوگوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا ۔ مگر اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں اگر مجھے آگ کے تنور میں بھی پھنک دیا جائے تو میں اس بات کی سچائی پر قائم رہوں گا ۔ کفار نے کہا تمہاری سچائی کی اور کیا دلیل ہے اس نے کہا عنقریب ایک پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے ہیں ۔ وہ میرے ان دعوں کی تائید کریں گے اور وہ ان تمام چیزوں سے تمہیں آگاہ فرمائیں گے ۔ اس یہودی نے میری طرف اشارہ کر کے کہا اس لڑکے کی عمر لمبی ہوگی اور یہ نبی کریم آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا ۔ اور اپنے کانوں سے اس کا پیغام

Marfat.com

سنے گا۔ حضرت سلم فرماتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد میں نے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں مجھے معلوم ہوا کہ اس چاند کی چاندنی نے مکہ کی سرزمین کو روشن کر دیا ہے۔ اس کی چاندنی سے کفر کے اندھیرے دور ہو رہے ہیں۔ وہ یہودی اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا ہم نے اسے بار بار یاد دلایا کہ تم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں بتاتے تھے۔ آج تمیں کیا ہو گیا وہ کہنے لگا۔ یہ وہ پیغمبر نہیں ہیں جن کی میں تعریف کیا کرتا تھا۔ غرض کہ بہت سے یہودی علماء تورات کی روشنی میں سیدالانبیاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے۔ مدینہ کے بہت سے یہودیوں نے تو اعتراف کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہی نبی ہیں جن کا ہمیں انتظار تھا۔ وہ ایمان بھی لائے اور تصدیق بھی کرتے رہے۔ قرآن پاک نے ان لوگوں کی شناخت کے پیش نظر فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاشک وریب اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح انسان اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔

یہودیوں پر اللہ کا غضب نازل ہوا

یہودیوں کی بہانہ سازیوں اور حیلہ جوئیوں کی وجہ سے قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کے غضب کا ذکر کیا ہے۔ جو ان کے اعمال کی وجہ سے نازل ہوا تھا۔ قرآن پاک فرماتا ہے کہ اس قوم پر غضب کے بعد غضب نازل ہوا اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ پھر قیامت سے مشرکین اور کفار کی طرح عذاب آخرت میں بھی مبتلا رہیں گے۔ انہوں نے اپنی جانوں کے بدلے کفر خرید لیا تھا اور کفر کے بدلے اپنی زندگیاں بیچ دیں پھر ان کی سرکشی اور بغاوت نے عذاب الٰہی کو دعوت دی۔ کفار اور مشرکین جس عذاب میں سے گذریں گے اس میں تکلیف اور ذلت دونوں ہوں گے گناہگار مومن اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے کچھ عرصہ دوزخ میں رہیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ انہیں ذلت کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

....

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى
قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ

Marfat.com

وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ
بَيِّنٰتٍۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا
نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ
رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَۚ
وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ
السِّحْرَۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَؕ
وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْؕ
فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖؕ وَمَا هُمْ
بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ
وَلَا يَنْفَعُهُمْؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ
خَلَاقٍؕ قف وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾
وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌؕ لَوْ كَانُوْا
يَعْلَمُوْنَ ع

Marfat.com

(ترجمہ) تم فرمادو جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہو تو اس (جبرائیل) نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرائیل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا اور بیشک ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اتاریں اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر فاسق لوگ اور کیا جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں ان میں کا ایک فریق اسے پھینک دیتا ہے بلکہ ان میں بہتیروں کو ایمان نہیں اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتاب والوں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اترا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو تو ان سے سیکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہنچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے گا اور نفع نہ دے گا اور بیشک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور بیشک کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانیں بیچیں کسی طرح انہیں علم ہوتا اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ کے یہاں کا ثواب بہت اچھا ہے کسی طرح انہیں علم ہوتا ○

تفسیر عزیزی میں ان آیات کریمہ کا شان نزول بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے ابن جریر ابی حاتم بیہقی اور طبرانی سے روایات نقل کی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک پہنچے تو وہاں یہودی چھائے ہوئے تھے۔ ان کی ایک بہت بڑی جماعت مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کرنے آئی۔ ان لوگوں کا سردار عبداللہ بن صوریا تھا۔ وہ بڑا صاحب علم اور دانشور تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سوال کیا کہ آپ کے سونے کی کیفیت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں مگر میرا دل ہر وقت بیدار رہتا ہے۔ عبداللہ بن صوریا نے کہا یہ آپ بالکل سچ فرما رہے ہیں۔ تورات میں یوں ہی لکھا ہے۔

Marfat.com

عبداللہ نے پھر کہا۔ اب میں آپ سے ایک سوال کروں گا۔ جو نبی کے بغیر کسی دوسرے کو معلوم نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دی تو کہنے لگا۔ پھر عبداللہ نے یہودیوں کی جماعت کو مخاطب کر کے کہا میں یہ سوال کرنے سے پہلے تم سب سے وعدہ لیتا ہوں ایسا وعدہ جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے لیا تھا۔ سب نے کہا ہمیں منظور ہے۔ عبداللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ فرمائیں جب بیٹا پیدا ہوتا ہے کبھی تو وہ باپ کی شکل کا ہوتا اور کبھی ماں کی شکل کا یہ کیفیت کس طرح قائم ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک بات یاد رکھو کہ عورت کی منی زرد ہوتی ہے اور پتلی بھی جبکہ مرد کی منی سفید ہوتی ہے اور گاڑھی بھی اگر مرد کی منی سے حمل ہو تو اولاد کی شکل باپ کا عکس لے کر آئے گی۔ اگر ماں کی منی غالب ہو تو ماں کے مشابہ ہوگی۔ ہڈیاں۔ پٹھے اور نرم ہڈیاں تمام باپ کے خون سے بنتی ہیں۔ البتہ خون۔ ناخن۔ بال اور منی ماں کے خون سے تیار ہوتی ہے عبداللہ بن صوریا نے یہ بات سنی تو کہنے لگا۔ تورات کے بعض بیان مقامات پر یہی بات لکھی پائی گئی ہے اور اسے نبی کے علاوہ دوسرا شخص بیان نہیں کر سکتا اس نے ایک اور سوال کیا کہ حضور یہ بتائیے جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو سب سے پہلے انہیں کون سا کھانا دیا جائے گا۔ آپ نے بتایا مچھلی کا جگر کھلایا جائے گا۔ اس نے یہ بھی تسلیم کیا۔اس نے مزید پوچھا۔ کہ آپ بتائیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی ذات پر کونسا کھانا حرام قرار دیا تھا۔ آپ نے بتایا جب اسرائیلیوں میں عرق النساء کی بیماری پھیلی۔ ایک عرصہ گزرنے کے باوجود یہ بیماری نہ گئی۔ علاج و معالجہ کے باوجود یہ مرض نہ گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ! اگر یہ بیماری دور ہو جائے تو میں اپنے آپ پر وہ کھانا حرام کردوں جو مجھے بے حد پسندیدہ ہے۔ جب صحت ہوئی تو آپ نے اونٹ کا دودھ اور گوشت اپنے لئے حرام قرار دے دیا۔ اس دن سے آپ کے بیٹوں پر بھی یہ دونوں چیزیں حرام ہوگئیں۔ عبداللہ نے کہا یہ بات بھی آپ نے سچ بتائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگوں نے میرا امتحان لیا ہے اور مجھے کامیاب پایا ہے اور اپنے سوالات کا جواب صحیح پایا ہے۔ تو اب تمہیں دین اسلام قبول کرنے میں کیا عذر ہے کہنے لگا اب ایک بات سے ہمیں مطمئن کر دیں۔ تو ہم آپ کو سچا نبی مان لیں گے۔ کہنے لگا کونسا فرشتہ آپ پر وحی لایا کرتا ہے۔ آپ نے بتایا جبرائیل علیہ السلام تمام انبیاء کرام اور رسولوں کے لئے پیغام خداوندی لایا کرتے تھے۔ اب یہ یہودی کہنے لگا۔ اب ہم آپ پر ایمان نہیں لا سکتے۔ کیونکہ جبرائیل تو ہمارا بدترین دشمن ہے اگر آپ پر میکائیل وحی لاتے تو ہم آپ کو سچا پیغمبر تسلیم کر لیتے۔ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے ان سے پوچھا۔ تمہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کیوں دشمنی ہے۔ انہوں نے بتایا ایک بات تو یہ ہے کہ آج تک نبوت بنی اسرائیل میں ہی رہی ہے۔ تمام انبیاء کرام اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے۔ جبرائیل نے یہ زیادتی کی ہے کہ بنی اسرائیل سے ہٹ کر آج اسماعیلی شخص کو پیغام رسانی کرنے لگا ہے۔ اس لیے ہم اسے اپنا مخالف سمجھتے ہیں۔ اس نے ہمارا خاندانی منصب اولاد اسمٰعیل کو دے دیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہماری قوم پر جس قدر سختیاں اور مصیبتیں آتی رہی ہیں۔ وہ اسی جبرائیل کی وجہ سے آتی رہی ہیں۔ قحط ' طاعون ' پہاڑوں کا اکھڑنا ' طوفان کا آنا ' بستیوں کا درہم برہم ہونا یہ ساری چیزیں جبرائیل علیہ السلام ہی کرتے رہے ہیں۔ پھر وہ جاسوسی کا کام بھی کرتا رہتا ہے ہم جو خفیہ مشورہ کرتے ہیں وہ آپ تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ ہمیں ذلیل و خوار کرتا ہے ' ہماری عزت برباد کرتا رہتا ہے۔ ہاں ہم میکائیل علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ وہ رزق میں ارزانی کرتے ہیں۔ بارش برساتے ہیں۔ فصلوں کو خوشگوار بناتے ہیں۔ وہ حوصلے والا فرشتہ ہے اور ہمیشہ رحمت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اگر آپ پر میکائیل علیہ السلام وحی لاتا تو ہم آپ کو مان لیتے سب یہودیوں نے عبداللہ بن صوریا کی بات سن کر شور مچا دیا کہ ہم تو میکائیل کے حامی ہیں جبرائیل ہمارا دشمن ہے۔

ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودیوں سے پوچھا کہ تم ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کیوں نہیں لاتے انہوں نے بتایا کہ جبرائیل علیہ السلام تمہارے نبی پر وحی لاتا ہے وہ ہمارا دشمن ہے اگر میکائیل علیہ السلام آتا تو ہم ایمان لے آتے۔ وہ ایک رحم دل فرشتہ ہے جبکہ جبرائیل علیہ السلام قہر اور عذاب کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ان باطل خیالات کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبھی کبھی یہودیوں سے ملاقات کرتے اور ایمان نہ لانے کی وجہ معلوم کرتے آپ انہیں بتاتے کہ میں تمہارے پاس محبت کا پیغام لے کر آیا ہوں اور اپنے نبی کی باتیں سنانے آیا ہوں۔ یہودی کہنے لگے ہم آپ کے دوست ہیں۔ وہ کہنے لگے یہ جبرائیل تو ابتدائے کار سے ہی ہمارا دشمن ہے۔ جبرائیل اور میکائیل آپس میں ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص جبرائیل علیہ السلام کا دشمن ہے وہ میکائیل علیہ السلام کا دوست نہیں ہو سکتا جو جبرائیل علیہ السلام کا دشمن ہے وہ ہمارا دشمن ہے جو میکائیل علیہ السلام کا مخالف ہے وہ جبرائیل علیہ السلام کا بھی مخالف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ بات کرنے کے بعد حضور

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہو رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ آج کی یہ نازل ہونے والی آیات کریمہ تمہاری باتوں کی تائید کر رہیں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہیں قرآن پاک میں **(رحماء بینھم)** فرمایا ہے وہ نجوم ہدایت ہیں۔ زندگی کے سفر کے رہنما ہیں۔ صحابہ کرام کی شان میں اکثر احادیث و آیات موجود ہیں جو اہل ایمان کو روشنی کا راستہ دیتی ہیں۔ یہودی بعض کے دشمن اور بعض کے دوست ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بعض کی تعریف کرتے ہیں بعض کو گالیاں دیتے ہیں۔

عقائد کی کتابوں میں سیدّنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان سب سے زیادہ ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔ چوتھے مقام پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا درجہ ہے۔ ان صحابہ کا آپس میں محبت اور احترام کا رشتہ تھا۔ ہاں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ میں کوئی اختلاف تھا تو وہ اجتہادی تھا۔ اس پر حرف گیری کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ اور دوست باہم شیر و شکر تھے اور اعلیٰ مراتب کے مالک تھے۔

عشرہ مبشرہ کی اپنی انفرادی شان ہے۔ بدری صحابہ کا اپنا مقام تھا۔ فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والوں کو اپنی شان ہے۔ حجتہ الوداع پر جمع ہونے والوں کا اپنا مقام ہے آج کے رافضی اور خارجی اور دوسرے بدمذہب جب خلاف توقع باتیں کرتے ہیں اور صحابہ کرام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھاتے ہیں۔

شیطانوں کی ساحری

سیدنا سلیمان علیہ السلام کے عہد اقتدار کا واقعہ جسے ان آیات کریمہ میں بیان کیا گیا ہے۔ شیطانوں کی جادوگری ہے جسے بعض ناداں لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب کر دیتے ہیں شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں جنّات عام انسانوں سے ملتے رہتے تھے۔ یہ جنّات لوگوں کو تین طرح کے شعبدے دکھاتے اور انہیں حیران کر دیتے تھے۔ ان شعبدوں میں کفر و شرک کی حرکات بھی ملا لیتے جس سے لوگوں کے ایمان متاثر ہوتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس صورتحال کے پیش نظر اپنے وزیر آصف برخیا کو حکم دیا کہ تمام جنات کو طلب کیا

Marfat.com

جائے ان کے عملیات اور شعبدے ایک کتاب میں لکھ لیے جائیں اور میری کرسی کے پائیوں کے نیچے دبا دیں، پھر حکم دیا آج کے بعد یہ جنات انسانوں کی مجالس میں نہ جائیں اور نہ جادو اور سحر کی باتیں کریں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب تک زندہ رہے کسی جن کو جرات نہ ہوئی کہ وہ انسانوں کو جادو یا شعبدہ دکھا سکے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے وزیر آصف کا وصال ہوا تو جنوں نے لوگوں سے کہا سلیمان کی اصلی قوت اور اقتدار کا راز ایک کتاب پر لکھا ہوا ہے اور اسے کرسی کے نیچے دبایا ہوا ہے اگر تم یہ کتاب نکال لو تو ہمیشہ ہمیشہ بادشاہی کرو گے۔ چنانچہ یہ دفتر نکالا گیا اس میں جادوں اور سحر کے ٹوٹکے سامنے آئے۔ ضعیف الاعتقاد لوگوں نے تورات کو چھوڑ کر ان ٹوٹکوں پر عمل کرنا شروع کر دیا اور گمراہی کے راستے کھول دیئے۔ آج بھی بعض فرقے قرآن شریف کے اصل مطالب کو چھوڑ کر اپنی مرضی اور مطلب کی تحریریں سامنے لا کر لوگوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں۔

کرسی کے نیچے سے ان خرافات کو نکال کر اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا گیا اور حضرت سلیمان پر جادوگری کی تہمت لگانے لگے وہ لوگوں کو ایسے منتر بتاتے جن میں کفریہ کلمات بھرے ہوتے تھے۔ ان منتروں میں عجیب و غریب باتیں تھیں۔ جسے لوگ بڑی دلچسپی سے سنتے اور گمراہ ہو جاتے۔ کبھی کسی کو جکڑ دیتے کسی کے بازوں توڑ دیتے کسی کو بے ہوش کر دیتے پھر خود ہی منتر پڑھ کر انہیں درست کرتے تو لوگوں کو یقین آجاتا کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے کلمات ہیں۔ اس طرح سارا معاشرہ بری طرح تباہ ہوتا گیا۔ اکثر لوگ ان منتروں کی تعظیم کرتے ان پر یقین کرتے اور انہیں اپنی نجات کا ذریعہ تصوّر کرتے تھے۔ پھر ان چیزوں کو جنات کی وجہ سے حاصل کرتے تو انہیں بہت عزت دیتے تھے۔ اب ایک اور سلسلہ شروع ہوا لوگ ان شیطانوں کو سجدے کرنے لگے ان کے نام کی قربانیاں دینے لگے۔ ان کے نام کے نذریں ماننے لگے شرطیں لگانے لگے۔ اور ہزاروں منتر جنتر پڑھ کر لوگوں کو گمراہی میں دھکیلنے لگے ایسے ایسے جادو ہونے لگے جو صاف کفر اور شرک پر مبنی تھے۔ ان منتروں کے نام اور خبیث روحوں کی تعریفیں ہوتی تھیں۔ ان لوگوں نے ایسی چیزوں کو روحانیت سمجھ لیا اور ان شیطانی کاموں کو احکام خداوندی کا نام دیا جانے لگا اور اللہ تعالیٰ کے بغیر غیروں کے نام لے کر ذبح کرنے لگے غیر اللہ کو سجدے کرنے لگے اور کئی قسم کی گمراہی کی راہوں پر چلنے لگے۔ ایسے لوگ جو غیر اللہ کو سجدہ کرتے۔ شرک و کفر کے مرتکب ہو گئے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج تھے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کے

Marfat.com

بعد جن لوگوں نے یہ رویہ اختیار کیا وہ صرف کافر ہی نہیں مرتد ہیں ۔ اسلام میں ایسے لوگوں کی سزا کافر اور مشرک سے بھی زیادہ ہے اسے توبہ کرنے کے لیے تین روز کی مہلت دی جائے گی ورنہ وہ مرتد کی موت مرے گا ۔ ایسے شخص کا نماز جنازہ پڑھنا حرام ہے اس کے کفن دفن کا اہتمام کرنا ناجائز ہے اس کے لیے صدقہ ، فاتحہ خوانی اور مغفرت طلب کرنا خلاف شریعت ہے ۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرتد کو تین دن کی مہلت دینی چاہئے مگر مہلت حاصل کرنے کے بعد اسی حالت میں مرگیا تو جہنمی ہو گا حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسے قید کی سزا ہونی چاہئے حتیٰ کہ وہ توبہ کرلے اور منتر جنتر چھوڑ کر جادو سے کنارہ کش ہو جائے اگر وہ ساحر یا جادوگر کی حیثیت میں قتل ہو گیا ہو تو اسے ڈاکو یا قاتل کی طرح جانا جائے گا ۔ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسا کام کرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت واجب القتل ہے ایک مقررہ مدت گزرنے کے بعد اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اگرچہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی توبہ مرنے تک بھی قابل قبول ہے مگر امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اسے مدت گزر جانے کے بعد توبہ قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتے اگر کسی شخص کے سحر سے دوسرا شخص مرجائے تو اس کی سزا قتل ہے مگر جادوگر کو اس جادوگری کا اقرار کرنا ضروری ہے اگر اس کے جادو سے بعض لوگ مرجاتے ہیں اور بعض ٹھیک ہو جاتے ہیں تو ایسے جادوگر کو شبہ عمد قتل کی سزا دی جائے گی اگر وہ یہ کہے میں نے تو جادو فلاں شخص پر کیا تھا مگر اس کے اثرات غلطی سے اس مقتول پر وارد ہوئے ہیں یا وہ شخص مقتول ایسے مقام سے گزرا تھا جہاں میں نے جادو کیا ہوا تھا تو یہ قتل خطاء کے حکم میں آئے گا حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بعض اولیاء اللہ سے ایسے افعال سرزد ہو جاتے ہیں وہ اپنی شکل تبدیل کر کے دنیا کے دور دراز علاقوں میں سیر کرتے رہتے ہیں ہزاروں میلوں کا سفر چند لمحوں میں طے کر لیتے ہیں تو ہمارے علمائے کرام ایسے اولیاء اللہ کے ان افعال پر اپنا حکم کیوں صادر نہیں فرماتے ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی کرامات اولیاء اللہ بذات خود نہیں کرتے یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے سامنے آتی ہیں مگر جادوگروں کے افعال مخلوق خدا کو ہراساں کرنا یا اپنا ذاتی فائدہ اٹھانے کے لئے ہوتے ہیں اس لئے ایسے افعال حرام ہیں اور ان کی سزا ضروری ہے اولیاء اللہ کے افعال کی نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف ہے جبکہ جادوگروں کے کمالات اور شعبدوں کی نسبت شیطان کی طرف ہے وہ بتوں اور خبیث روحوں سے استفادہ کرتے ہیں وہ ان بتوں سے ہی مراد طلب کرتے ہیں جس طرح مشرکین بتوں سے رزق طلب کرتے ہیں

Marfat.com

بیماریوں کی شفا طلب کرتے ہیں وہ غیر اللہ سے نسبت کر کے سارے کام کرتے ہیں اس لئے ہم انہیں قابل تعزیر جانتے ہیں ہندوستان میں ہندو بت پرست کچھمن ' رام ' بھوانی دیوی جیسے بتوں سے مرادیں طلب کرتے ہیں ان کا اعتقاد یہ ہے کہ بت یا دیوتا ان کے کام کرتے ہیں ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگ جہنم میں جائیں گے ۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں اس کے نیک بندوں کو وسیلہ بناتے ہیں ۔ صاحب تفسیر عزیزی نے بہت سی اقسام کے جادو کی نشاندہی کی ہے جو آج لوگوں میں رائج ہیں ان میں سے کچھ تو کفر ہیں کچھ شرک ہیں کچھ حرام ہیں اور کچھ مباح ہیں کسی کو ناحق قتل کرنا میاں بیوی میں دشمنی ڈالنا ' لوگوں کو پریشان کرنا جیسے مختلف طریقے ہیں اسے جادو قرار دیا جاتا ہے جن میں ارواح خبیثہ کے نام لئے جاتے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم کی جاتی ہے ۔ ہنومان ' بھوانی ' کچھمن کے بتوں کے سامنے کھڑے ہو کر آہ و زاری کرنا کفر ہے ان کی تعظیم کرنا بھی کفر ہے بابل والا جادو ان دنوں بعض ہندوؤں میں رواج پاچکا ہے ہاں ایسے معمولات اور وظائف پڑھنے جائز ہیں جن سے کسی روح کو مسخر کیا جا سکتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کی جاتی ہو ۔

قرآن پاک کی ایسی آیات کریمہ پڑھنا جس میں اللہ تعالیٰ کی نصرت طلب کی گئی ہو اسی طرح اولیاء اللہ کی مقدس ارواح سے تعلق قائم کرنے کے لئے وظائف پڑھنا جائز ہے ایسے وظائف کا سلسلہ ہمارے صوفیاء میں پایا جاتا ہے ۔ حاجت مندوں اور بیماروں کے لئے بعض نقش لکھنے اور تعویزات کی کتابوں میں سے مختلف طریقوں سے نقش کرنے جائز ہیں ۔

بابل کا کنواں اور ہاروت و ماروت

قرآن پاک میں ہاروت و ماروت کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے (ملکین) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے مفسرین نے ملکین سے مراد دو بادشاہ لئے ہیں مگر بعض مفسرین نے انہیں فرشتہ لکھا ہے اصل واقعہ یوں ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے میں دو ایسے فرشتے بادشاہ تھے جنہوں نے انسانوں کے اعمال پر بڑی گہری نظر ڈالی تھی وہ کہنے لگے اے اللہ ! حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد گناہوں میں غرق نظر آتی ہے کیا ایسا ممکن ہے کہ ہمیں اس خلافت سے کچھ دیا جائے جو انسانوں کو دی گئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم بھی ان گنہگار انسانوں کی طرح گناہوں میں ملوث ہو جاؤ اور انہیں کاموں میں پڑ جاؤ جن میں یہ انسان

Marfat.com

پڑے ہیں تو تمہیں کیا سزا دی جائے گی ۔ فرشتوں نے عرض کیا یا اللہ ! ہم ایسے کام کرنے والے نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دو ایسے فرشتے چنے جو تمام ملائیکہ میں پسندیدہ تھے ہاروت و ماروت دو ایسے فرشتے تھے جو تمام فرشتوں میں بڑھ چڑھ کر عابد و زاہد تھے چنانچہ ان فرشتوں کے نام بدل دیئے گئے ہاروت کو غدا اور ماروت کو غدایا کے نام دیئے گئے ۔ انہیں خواہشات انسانی اور شہوت کی قوتیں بھی دے دی گئیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ انہیں زمین پر اتارا جائے اور ساتھ ہی فرمایا جو احکام میرے بندوں کے لئے ہے تم بھی انہی کے پابند رہو گے کفر و شرک کا ارتکاب نہ کرنا قتل ناحق سے بچے رہنا شراب و زنا سے اجتناب کرنا میرے بندوں کو ایسے کاموں سے روکنا اور خود بھی پاک و صاف رہنا ۔ ہم تمہیں احکام خداوندی کے نفاذ کا اختیار دیتے ہیں ۔

دونوں فرشتے زمین پر اتر آئے ان کا معمول تھا کہ سارا دن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات سے واقف کرتے رات آتی تو اسم اعظم پڑھ کر آسمانوں پر چلے جاتے تھے ابھی ایک ماہ نہ گزرا تھا کہ دونوں ایک فتنہ میں پھنس گئے فارس کی ایک حسین و جمیل عورت اکثر ان کے پاس آیا جایا کرتی تھی اس کا نام زہرہ تھا ۔ وہ ایک مقدمہ لے کر آئی اب دونوں اس کی شکل و صورت پر فریفتہ ہو گئے ان میں خواہش پیدا ہوئی کہ وہ عورت ان سے ہم بستری کرے مگر عورت انکار کرتی رہی دوسرے دن عورت پھر ان کے پاس آئی وہ اس پر مرے جا رہے تھے آخر کار اس پارسی عورت نے کہا ۔ جب تک تم میرے بت کو سجدہ نہ کر لو میں تمہاری بات نہیں مانوں گی پھر تمہیں شراب بھی پینا ہو گی اور جسے میں کہوں اسے قتل بھی کرنا ہو گا ۔ انہوں نے کہا ان تمام چیزوں سے اللہ نے ہمیں منع کر دیا ہے عورت چلی گئی تیسرے دن پھر آئی اس کے ہاتھ میں شراب کی صراحی تھی آئی تو وہ دونوں اسے پھر اسی کام کی ترغیب دیتے تھے اس نے کہا فلاں آدمی کو جب تک قتل نہ کیا جائے گا میں تمہاری خواہش پوری نہیں کر سکتی فلاں بت کو جب تک سجدہ نہ کرو گے میں تمہاری بات نہیں مانوں گی انہوں نے کہا یہ چیزیں تو ہمارے لئے منع کر دی گئیں ہیں اس نے کہا اچھا ایک ایک پیالہ شراب کا پی لو ۔ جب انہوں نے اسے معمولی گناہ جان کر پی لی تو مدہوش ہو گئے ان کو برے بھلے کی تمیز نہ رہی وہ اٹھے اور اس سے زنا کیا اور وہ تمام حرکات روا رکھیں جس پر انسانوں کو مجرم قرار دیا جاتا تھا ۔

ان حالات میں ایک شخص اس طرف سے گزرا اس نے ان کی حرکات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا

Marfat.com

انہیں خدشہ ہوا کہ یہ آدمی کہیں لوگوں کو ہماری اس بھیانک حرکت کی اطلاع نہ دے دے۔ شراب کے نشے میں وحشت آگے بڑھے اور اسے قتل کر دیا تفسیر خازن میں لکھا ہے جب ان سے شراب' زنا اور قتل کے جرائم کا ارتکاب ہو گیا تو ان کے دل میں کئی قسم کے خطرات ابھرنے لگے اب اس عورت نے کہا تم ان خطرات سے اسی صورت میں محفوظ رہ سکتے ہو کہ میرے بت کو سجدہ کرو چنانچہ یہ دونوں بت کے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔

اسی واقعہ کو بعض مفسرین نے اس طرح بیان کیا ہے کہ زہرہ نامی عورت اپنے حسن و جمال میں بے مثال تھی اس کا اپنے خاوند کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ وہ ان دونوں کے پاس فریاد لے کر آئی مگر وہ اس پر عاشق ہو گئے انہوں نے عورت سے اپنی خواہشات کا اظہار کیا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا جب تک میرا خاوند زندہ ہے میں دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق قائم نہیں کر سکتی ایک فرشتے نے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ کے قہر سے ڈرنا چاہئے اور اس برے ارادے سے باز آنا چاہئے مگر دوسرے نے کہا کوئی بات نہیں توبہ کر لیں گے اب عورت نے انہیں کہا اگر تم میرے خاوند کو قتل کر دو تو راستہ صاف ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس کے خاوند کو بلا کر قتل کر دیا اب اس عورت نے کہا میرے بت کو سجدہ بھی کرو میری محبت کا تقاضا ہے کہ میرے ساتھ مل کر بت کو سجدہ کرو آخر کار انہوں نے عورت کے ساتھ مل کر سجدہ بھی کر لیا ان حالات میں وہ ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے آگاہ بھی کرتے گئے مگر جرائم کی طرف بھی بڑھتے گئے پھر اس عورت نے کہا تمہارے پاس اسم اعظم ہے وہ مجھے سکھا دو پھر میں تمہاری بات مانوں گی انہوں نے اسے اسم اعظم سکھا دیا وہ ایک اڈاری مار کر آسمانوں کی طرف اڑ گئی اور زہرہ نامی ستارہ بن گئی وہ دیکھتے ہی رہ گئے بعض ستارہ شناس کہتے ہیں کہ سات ستاروں میں سے زہرہ ستارہ اسی عورت کا روپ ہے جس سے حسن و عشق کی داستانیں تازہ ہوتی ہیں اس عورت کا نام زہرہ تھا فارس کی رہنے والی تھی اور فرشتوں کو اپنے عشق میں بدمست کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

رات کو ہاروت و ماروت آسمان کی طرف پرواز کرنے لگے تو ان کی قوت سلب ہو چکی تھی وہ سمجھ گئے کہ اب اللہ تعالیٰ کا غضب آ گیا ہے۔ وہ حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں سارا واقعہ بیان کیا اور عرض کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں ہماری سفارش کریں حضرت ادریس علیہ السلام کی سفارش پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ یا تو دنیا کا عذاب قبول کر لیں یا آخرت کے عذاب کو

Marfat.com

قبول کرلیں - وہ چند روزہ دنیاوی عذاب کے لئے تیار ہو گئے مگر انہوں نے آخرت کا عذاب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قبول نہ کیا - عراق کے شہر بابل میں ایک گہرا کنواں تھا وہ کوفے کے مضافات میں تھا - انہیں اس کنویں میں الٹا لٹکا دیا گیا - فرشتے ان پر چابک مارتے رہتے ہیں - صدیوں بعد ان سے ایک شخص اس کنویں پر جادو سیکھنے گیا تو ان فرشتوں کی یہ حالت دیکھی ان کے منہ کے نیچے چار انگلی کے فاصلے پر پانی ہے مگر وہ پی نہیں سکتے اس شخص نے انہیں دیکھ کر کلمہ پڑھا تو انہوں نے سن کر پوچھا تم کون ہو! کس نبی کی امت سے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں - انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا - اب ہماری رہائی کا وقت قریب آگیا ہے -

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ایک شخص کو جادو سیکھنے کا چسکا تھا وہ اپنے گھر سے نکلا اور بابل کے کنویں پر جا پہنچا اس نے اپنی خواہش کا اظہار کیا مگر ان فرشتوں نے اسے سات بار منع کیا کہ وہ اس فضول چیز کو نہ سیکھے اور اسے نصیحت کر کے بتایا کہ یہ ایک بے فائدہ چیز ہے -

ہاروت و ماروت کے متعلق مختلف مفسرین اور مؤرخین نے گفتگو کی ہے بعض انہیں فرشتہ لکھتے ہیں مگر بعض کہتے ہیں کہ وہ کسی علاقے کے بادشاہ (ملک) تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ قرآن پاک کہتا ہے ملکین (میم کے نیچے زیر پڑھی جائے) یعنی یہ دونوں جادوگر بادشاہ تھے اس نظریئے کو اصحاب خازن جمل نے تسلیم کیا ہے ایسے ہی تفسیر معالم التنزیل اور صاحب عزیزی نے بتایا ہے کہ بعض مفسرین نے اسے ملکین (یعنی میم اور کاف پر زبر) لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں نورانی فرشتے تھے اسلامی نظریہ میں فرشتے جرم و خطا سے معصوم ہوتے ہیں صاحب خازن اور جمل نے اس سارے واقعہ کو جھوٹ کا پلندا قرار دیا ہے اور اسرائیلی جھوٹی روایات کی بنائی ہوئی کہانی لکھا ہے جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق جادو یا سحر کی باتیں مشہور کر دی گئی ہیں ایسے ہی ہاروت و ماروت کی مصنوعی کہانی عام کر دی گئی ہے ہماری تحقیق کے پیش نظر تفسیر خازن، جمل، تفسیر کبیر، مظہری، بیضاوی، ابو مسعود اور مدارک کے مؤلفین نے بھی اسے جھوٹا قصہ کہا ہے امام تفتازانی، قاضی عیاض اور ملا علی قاری نے بھی اس واقعہ کو یہودیوں کی فریب کاری کہا ہے ہاں صاحب تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے واقعہ کو سچا قرار دیا ہے اور اس کی سچائی پر تفصیلی دلائل پیش کئے ہیں وہ فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ یہ واقعہ احادیث نبوی میں سے ثابت ہے مسند امام احمد سنن بیہقی جیسے مستند مؤرخین اور محدثین نے اسے صحیح لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ اس واقعہ سے عصمت انبیاء کرام اور مقام ملائیکہ پر کوئی حرف نہیں آتا جب اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانی شکل اور لباس میں تبدیل کر دیا تو انہیں انسانی عادات سے دور کہنا درست نہیں لہٰذا ان سے جو واقعات رونما ہوئے وہ انسانی فطرت کے عین مطابق تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آئے تو وہ شرم و حیاء سے کانپ اٹھیں مگر جب وہ ملائیکہ کہ شکل میں آئے تو حضرت مریم علیہا السلام کو ان سے کوئی حجاب نہیں تھا۔ انسانی شکل میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتے ہی حضرت مریم علیہا السلام نے استغفراللہ پکارا اور برملا کہا۔ میں تو ایک پاکباز عورت ہوں۔ میں بے راہ رو اور بغاوت پسند نہیں ہوں۔ مگر جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے انہیں یقین دلایا کہ میں انسان نہیں ہوں میں تو ایک فرشتہ روح القدس ہوں تو حضرت مریم علیہا السلام کو کوئی حجاب یا اعتراض نہیں تھا ہاروت و ماروت کی فرشتہ حیثیت کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا اور انہیں انسانی سطح پر لایا گیا ہاں اگر وہ فرشتہ رہتے ہوئے گناہ کرتے یا لغزش کا ارتکاب کرتے تو یہ بات فرشتوں کی پاکیزگی کے خلاف تھی جب فرشتوں کو انسانی خصلت سے مزین کیا گیا تو ان کے افعال و اطوار انسانی زمرے میں آگئے اگرچہ انہوں نے ایسے گناہوں سے پاک رہنے کا اقرار کیا تھا مگر ان کا یہ اقرار اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتراض نہیں تھا یہ فرشتوں کی پاکیزگی کا اظہار تھا فرشتے یہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ وہ معصوم ہوتے ہوئے بھی گناہ کا ارتکاب کر سکتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ تھی کہ ملائیکہ کی عصمت کو بھی برقرار رکھا جائے اور انہیں گناہ کے ارتکاب سے پہلے انسانی شکل و صورت میں لایا جائے تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت بھی ہزاروں سال قبل فرشتوں نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ انسان فسق و فجور کا مجسّمہ ہے قتل و غارت گری اس کا پیشہ ہے ہم تو صرف تیری تسبیح ہی بیان کرنے والے ہیں ہمارے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی خلافت کی کیا ضرورت ہے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ فرشتوں کی یہ بات بھی اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی وہ حکمت جو تخلیق آدم علیہ السلام میں پائی جاتی تھی اس کی حقیقت جاننے سے عاری تھے۔

ہاروت و ماروت کے اس واقعہ پر مفسرین اور محدّثین میں اختلافی آراء ہیں۔ تاہم صاحب تفسیر عزیزی نے احادیث کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے۔

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا
وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ
رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيْمِ ﴿١٠٥﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ
مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٦﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ
اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١٠٧﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ
كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٠٨﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ
مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ
بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٩﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ
اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ
اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٠﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ

Marfat.com

إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصٰرٰى ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۱۲﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کر سکتا ہے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی نہ مددگار کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے ہوا تھا اور جو ایمان کے بدلے کفر لے وہ ٹھیک راستہ بہک گیا بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر چکا ہے تو تم چھوڑو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور اہل کتاب بولے ہرگز جنت میں نہ جائے گا مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہو یہ ان کی خیال بندیاں ہیں تم فرماؤ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ کے لئے اور وہ نیکوکار ہے تو اس کا نیگ اس کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم ○

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور منافقین مدینہ کی ایک بدعادت کا انکشاف کیا ہے صحابہ کرام کو اگر کسی بات کی سمجھ نہ آتی تو آپ کی توجہ دلانے کے لئے عرض کرتے یا رسول اللہ راعنا۔ کہ ہماری طرف توجہ فرمائیں مگر یہودی یہی لفظ بطور مذاق یا گالی (اے ہمارے چرواہے) استعمال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسا کرنے سے روک دیا تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ یہودی اسی لفظ سے

Marfat.com

اپنے خبث باطن کا ثبوت بہم پہنچاتے تھے ایک دن ایک صحابی نے یہودیوں کو للکارا اور کہا اگر اب تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاق کیا تو میں تمہاری گردن توڑ دوں گا ادھر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو راعنا کی جگہ (انظرنا) کا لفظ سکھایا اس واقعہ سے ایک مسئلہ سامنے آتا ہے کہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں وہ واجب القتل ہیں اسلام نے کفار کے ایسے تمام الفاظ اور رسومات جن سے ان کی مکروہ عادات ظاہر ہوتی تھیں بند کردی گئیں ۔ آج بھی بدعقیدہ لوگوں کی وہ باتیں جسے آج ان کے علماء پھیلا رہے ہیں قابل مواخذہ ہیں اور سواداعظم اہل سنت و جماعت کو ان ذومعنی اور گستاخانہ باتوں کا نوٹس لینا چاہئے ۔

تنسیخ آیات قرآنی

قرآن پاک میں ایسی آیات کریمہ موجود ہیں جن کی تلاوت تو کی جاتی ہے مگر ان کے احکام منسوخ ہو چکے ہیں ۔ اس مسئلہ پر علماء کرام اور مفسرین کے مختلف طبقات ہیں ۔ ایک طبقہ ایسا ہے جو قرآن پاک کی ایسی آیت کریمہ کو منسوخ قرار نہیں دیتا ۔ مگر علمائے اہل سنت کا ایک مقتدر طبقہ بعض آیات قرآنیہ کی تنسیخ کا قائل ہے ۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو ان آیات کریمہ سے آگاہ فرمایا ہے جن کے احکامات منسوخ قرار دیئے گئے ہیں اور آگاہ کیا ہے کہ ہم جس آیت کریمہ کے احکامات منسوخ کرتے ہیں اس کی جگہ اور آیات نازل فرما دیتے ہیں ۔ جس طرح قرآن پاک کی ایک آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ اہل ایمان میں سے دس صابر' شاکر مجاہد تو کفار کے ایک سو جنگجو افراد پر غالب ہوں گے مگر بعد میں فرمایا کہ اگر ایسے سو مجاہد ہوں تو دو سو کفار پر غالب آئیں گے ایک وقت تھا کہ اہل ایمان کا قبلہ بیت المقدس تھا ۔ مگر ایک اور آیت کریمہ میں بیت المقدس کو تبدیل کر کے کعبتہ اللہ کو قبلہ قرار دیا گیا ۔ اسی طرح مفسرین نے وضاحت کی ہے کہ بعض احکامات وقتی ۔ ہنگامی اور عارضی تھے جنہیں بعد میں منسوخ کر دیا گیا ۔ ہجرت ایک وقت میں فرض تھی ۔ مگر فتح مکہ کے بعد ہجرت کو ترک کر دیا گیا ۔ ایک وقت جہاد ہر شخص پر فرض تھا مگر اسلام کی قوت ابھرنے کے بعد بعض حضرات کے لئے جہاد کا حکم واپس لے لیا گیا ایک زمانہ تھا کہ شراب کی حلت موجود تھی ۔ مگر بعد میں اسے قطعی حرام قرار دیا گیا نور الانوار میں منسوخ آیات کریمہ پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے کہ قرآن پاک میں چار قسم کی منسوخ آیات کریمہ ملتی ہیں ایک وہ آیات کریمہ جن کی تلاوت تو ضروری ہے مگر احکام منسوخ ہو گئے ہیں ۔ دوسری ایسی آیات

Marfat.com

کریمہ ہیں جن کا پڑھنا اور ان پر عمل کرنا دونوں منسوخ قرار دیئے گئے ہیں۔ جس طرح اشعہ معلومات ہے بخاری اور مسلم میں احادیث واضح کرتی ہیں کہ ان آیات کریمہ کی تلاوت بھی منسوخ ہو چکی ہے پھر ایسی آیات کریمہ بھی منسوخ قرار دی گئیں جنہیں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے محو کر دیا گیا تھا۔ تیسرے وہ آیات قرآنیہ جن کی تلاوت تو روا ہے مگر حکم منسوخ ہے (لکم دینکم ولی دین) اس کا پڑھنا تو موجود ہے مگر احکام منقطع ہو گئے ہیں۔ کفار سے جہاد' اپنوں کے بارے میں وصیت' بیوہ کی عدت جیسے معاملات کے سابقہ احکام منسوخ ہو چکے ہیں۔ حالانکہ ایسی آیات کریمہ موجود ہیں۔ بعض آیات کریمہ کے بعض حصے منسوخ ہیں۔ احناف کے نزدیک بعض قرآنی احکامات منسوخ ہو گئے ہیں احادیث میں ایک انصاری کا واقعہ لکھا پایا گیا ہے کہ یہ صحابی نماز تہجد میں سورۃ فاتحہ پڑھ چکا تو اسے قرآن پاک کی ایک سورۃ جسے وہ پڑھتا اور سنتا تھا یاد نہ آئی۔ سوائے بسم اللہ کے وہ سورۃ یاد نہ آئی وہ صحابہ کرام کے پاس پہنچا اور ان سے اس سورۃ کے متعلق دریافت کیا مگر اتفاق ایسا ہوا کہ ان اصحابہ کو بھی وہ سورۃ یاد نہ رہی تھی سب کے سب تعجب کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور صورتحال سے آگاہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ آج رات یہ سورۃ میرے سینے سے محو ہو گئی ہے اب مجھے بھی یاد نہیں۔ تم لوگ زیادہ فکر نہ کرو یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے بغیر نہیں ہے تفسیر رؤفی کے مؤلف نے لکھا ہے کہ جن کاغذات یا دوسرے مقامات پر یہ سورۃ لکھی ہوئی تھی انہیں دیکھا گیا تو وہاں سے بھی یہ سورۃ محو ہو چکی تھی احناف کے برعکس شافعی حضرات کہتے ہیں کہ قرآن پاک کی کوئی آیت کریمہ احادیث سے منسوخ قرار نہیں دی جا سکتی۔ علمائے امت میں اس بات پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ بایں ہمہ بعض آیات کریمہ کے احکامات اور بعض ان کے الفاظ تک کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ تنسیخ کے معانی کو علمائے لغت سے مختلف انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ایک طبقہ اسے نسخ (یعنی لکھنا) سے قرار دیتے ہیں اور بعض اسے نسخہ (منسوخ) سے قرار دیتے ہیں کسی قسم کو زائل کر دینا نسخ کہلاتا ہے۔ منسوخ آیات کریمہ کے متعلق مفسرین اور محدثین نے متفقہ فیصلے کئے ہیں۔ یہ ہر ایک عالم دین کے بس کی بات نہیں ہے کہ ناسخ آیات کریمہ کو بیان کر سکے یا منسوخ الاحکام آیات کریمہ کا تجزیہ کرے۔ ہاں! وہ صاحب بصیرت مفسرین جنہوں نے اپنی زندگیاں تحقیق و تجسس قرآنی پر گذار دی تھیں۔ انہوں نے ان مقامات پر فیصلے کئے ہیں اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے اس کے فیصلے اس کی حکمت کا نتیجہ ہیں ان مفسرین نے اس کے فیصلوں کو بیان کر کے ہماری رہنمائی کی ہے۔

Marfat.com

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَیْءٍ ۪ وَّ
قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ
الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ
يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَ
مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ
وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ
اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۬ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْيَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۗ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ
اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ
بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿١١٦﴾ بَدِيْعُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ
فَيَكُوْنُ ﴿١١٧﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ
اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ
قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿١١٨﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿١١٩﴾ وَلَنْ
تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ

Marfat.com

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ
الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۱۲۰﴾
اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓىِٕكَ یُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

(ترجمہ) اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح جاہلوں نے ان کی سی بات کہی تو اللہ قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑ رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب اور پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے بیشک اللہ وسعت والا علم والا ہے اور بولے خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی پاکی ہے اسے بلکہ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے اور جاہل بولے اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا یا ہمیں کوئی نشانی ملے ان سے اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی ان کی سی بات ان کے ان کے دل ایک سے ہیں بیشک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لئے بیشک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہو گا اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو تم فرما دو اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہو گا اور نہ مددگار جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جیسی چاہئے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی زیاں کار ہیں ○

Marfat.com

مساجد میں ذکر الٰہی میں رکاوٹ ڈالنے والے

یہ آیت کریمہ ان کفار مکہ اور مشرکین کے متعلق نازل ہوئی تھی ۔ جو مسلمانوں کو مساجد میں ذکر الٰہی سے روکتے تھے یا وہ یہودی اور نصاریٰ جو اہل ایمان کی عبادت میں مخل ہوتے تھے ۔ کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکال کر کعبتہ اللہ میں ذکر الٰہی کے دروازے بند کر دیئے تھے اور کعبہ یاد خداوندی سے خالی ہو گیا ۔ بتوں کی پرستش نے اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم کر دیا تھا ۔ تفسیر معالم اور خازن کے مؤلفین نے لکھا ہے کہ کعبتہ اللہ میں ذکر خداوندی کی بندش قریش کے دو رؤساء کی وجہ سے ہوئی تھی جس میں ابو جہل اور ابو لہب کا نام سرفہرست ہے ۔ اس طرح بیت المقدس کو ایسے سر کش عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی کر دیا تھا ۔ جو تاریخ میں نہایت ظالم اور جابر بادشاہ مشہور ہوئے ہیں ۔ عیسائیوں کا بادشاہ طرطوس روم سے اٹھا اور اس نے بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی بیت المقدس کو گرا دیا گیا ۔ اس میں غلاظت کے ڈھیر لگا دیئے گئے ۔ لوگوں کو قتل کر کے ان کی سڑتی ہوئی لاشوں کے ڈھیر بیت المقدس میں لگا دیئے گئے وہ بیت المقدس کو جلانے کے بعد تورات کے تمام نسخے ملک بھر سے اکٹھے کر کے جلانے لگا ۔ ظلم و ستم کا ہر حربہ استعمال کیا گیا اور مساجد کو غلاظت سے بھر دیا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیت المقدس کو از سر نو پاک کیا گیا ۔ مسجد اقصیٰ کی تعمیر نو ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا نام بلند ہونے لگا ۔

اسی طرح بخت نصر نے ایک بار اپنا لشکر بیت المقدس پر چڑھا دیا ۔ اس نے ایک ایک یہودی چن چن کر مارا وہ بابل کے یہودیوں سے بدلہ لینا چاہتا تھا ۔ اس نے بیت المقدس کو یہودیوں کا مرکز جانتے ہوئے اسے تہس نہس کر دیا اسے غصہ تھا کہ یہودیوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا اس نے عہد کیا کہ میں اس ظالم قوم کے بچے بچے سے انتقام لوں گا ۔ بخت نصر نے ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی جگہ مسجد بنائی دوسری طرف بیت المقدس اور ہیکل سلیمانی کو پیوست زمین کر دیا ۔ قرآن پاک کی ان آیات کریمہ کے سامنے یہ ظلم و تشدد کے تاریخی واقعات ہیں ۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تمام عرب سے مشرکین کا خاتمہ کر دیا گیا تھا ۔ بت پرستی ختم کر دی گئی ۔ کعبتہ اللہ میں کسی مشرک یا کافر کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی ۔ خواہ وہ عرب کی حدود سے باہر ہی سے آیا ہوتا ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے زمانہ خلافت میں مشرکین کے علاوہ یہود اور نصاریٰ کا سیاسی زور ٹوٹ چکا تھا اور انہیں ہمت نہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کسی گھر کو ویران کر سکیں یا ذکر الٰہی سے روک سکیں ۔ آج بھی شام اور عرب کی سرزمین پر کسی مشرک کو مسلمانوں کی مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے مسلمان بستیوں میں کوئی غیر مسلم بلا اجازت مسجد میں داخل ہونے کا مجاز نہیں ۔ ان حالات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کتنا بڑا ظالم انسان ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے گھروں کو ویران کرتا ہے اگر مسجد کو ویران کر دیا جائے یا اسے گرا دیا جائے یا اس میں مسلمانوں کا آنا جانا ممنوع ہو جائے تو یہ بات ذکر الٰہی سے روکنے کے مترادف ہے جس مسجد میں نماز نہ پڑھی جاتی ہو ۔ اذان کی آواز سنائی نہ دیتی ہو نماز باجماعت ادا نہ ہوتی ہو وہ یہ تمام صورتیں ذکر خدا کو روکنے کے مترادف ہیں (آج پاکستان کے بعض حصوں میں ایسی مساجد موجود ہیں جو جاہل مسلمانوں کی بے حسی کی وجہ سے ذکر خداوندی سے خالی ہو گئی ہیں ۔)

علمائے اسلام نے بعض حالات میں مسجد کے دروازوں کو بند رکھنے کو جائز قرار دیا ہے ۔ مسجد اور اس کی چیزوں کی حفاظت کے لیے چوروں کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کے لیے ایسے بد عقیدہ لوگ جو مسجد کے احترام کو ملحوظ خاطر نہ رکھتے ہوں ۔ ایسے حالات میں مسجد کے دروازوں کو بند کرنا قرآن پاک کے اس حکم کی خلاف ورزی نہیں ہے ۔ اسی طرح بعض لوگوں نے مسجد کو غلط قسم کے جنتر منتر یا جادو ٹونے کا ذریعہ بنا لیا ہے ۔ حرام کام یا بدعت کے فروغ کے اڈے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے ان حالات میں مسجد کے دروازے بند کرنا ذکر الٰہی سے روکنا نہیں ہے بلکہ مسجد کے احترام کا تحفظ ہے ۔ اسی طرح رافضیوں کی بدزبانی صحابہ کرام کو گالیاں دینے سے روکنے کے لیے مساجد کو بند کرنا ضروری ہو گیا ہے ۔ مسجد کی حرمت اور تعظیم کے لیے ضروری اقدام کرنے چاہئیں ۔ اس کی آبادی اس میں ذکر خداوندی کا اہتمام اور اس کے معاملات کو درست کرنا نہایت ضروری ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہر کی بڑی بڑی بلند وبالا عمارتوں سے مسجد ہی بہتر ہے ۔ کوئی عمارت خواہ کتنی اعلیٰ اور خوبصورت ہو ۔ مسجد کے ہم پایہ نہیں ہو سکتی ۔ شہروں میں بدترین جگہ بازار اور منڈیاں ہیں اور بہترین جگہ مسجدیں ہیں ۔ جو شخص مسجد کو نمازیوں کے لیے آباد کرتا ہے اس کے لیے خوشخبری ہے اور جنت کی بشارت ہے جو شخص مسجد کو ویران کر کے ذکر الٰہی میں رکاوٹ ڈالتا ہے ۔ وہ جہنم کے عذاب کا مستحق ہے جو شخص اندھیرے سے گذر کر مسجد میں پہنچتا ہے جو شخص گھر سے وضو کر کے مسجد میں پہنچتا ہے اس کی بخشش یقینی ہے جو شخص گھر سے نکل کر مسجد

Marfat.com

میں نماز فرض ادا کرنے کی نیت سے نکلتا ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ مسجد میں خوشبو کو بسانا۔ اس کو صاف ستھرا رکھنا۔ اچھا فرش بچھانا۔ مسجد کی تعظیم و تکریم کے لوازمات ہیں ان سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ مسجد پاک اور صاف ہونی چاہیئے۔ مسجد کی دیواروں پر ایسے نقش و نگار نہیں ہونے چاہئیں جس سے نمازی کی توجہ ہٹ جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد کے غبار اور دھول کو صاف کرتا ہے جنت کی حوریں اس کے انتظار میں رہتی ہیں احادیث میں لکھا ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی دو نفل تحیۃ المسجد ادا کرنا چاہیئے۔ ہاں! ایسے وقت مسجد میں داخل ہو جب کہ نفل پڑھنے کی ممانعت ہے نفل نہیں پڑھنا چاہئیں۔ عصر کے وقت شام کی نماز سے پہلے دوپہر کے وقت۔ زوال کے اوقات میں اگر مسجد میں داخل ہو تو ایسے نوافل نہیں پڑھنے چاہئیں اسی طرح اگر جماعت کھڑی ہے تو نفل ادا کرنے کی ضرورت نہیں صرف اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر دینا ہی کافی ہے۔ تفسیر عزیزی میں مسجد کے آداب پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دائیں پاؤں رکھنا چاہیئے۔ مسجد سے باہر آتے وقت بایاں قدم باہر رکھے۔ زبان پر **اللھم الفتح لی ابواب رحمتک** پڑھے اگر یہ یاد نہ ہو تو صلواۃ و سلام کہے۔ خاموشی سے بیٹھے۔ دنیاوی باتوں سے اجتناب کرے مسجد میں بادشاہوں اور امراء کے واقعات بیان کرنے سے پرہیز کرے۔ سیاسی گفتگو میں دنیا داروں اور ارباب اقتدار کا ذکر نہ کرنا چاہیئے۔ بدمست۔ پاگل اور مخبوط الحواس افراد کو مسجد میں داخل ہونے سے روکنا چاہیئے۔ مسجد میں فقیروں کو سوال نہیں کرنا چاہیئے اور انہیں مسجد میں خیرات دینا بھی مکروہ ہے صاحب تفسیر عزیزی نے لکھا ہے کہ بلاعذر مسجد میں سونا منع ہے تھکاوٹ دور کرنے کے لیے مسجد میں سونا مکروہ ہے۔ کسی کاریگر کا مسجد میں کام کرنا جائز نہیں۔ ہاں ایسا کام جو محض مسجد کے لئے ہی ہو کیا جا سکتا ہے۔ اعتکاف کی حالت میں بعض رعائتیں دی گئی ہیں جن کے جواز کا فتویٰ موجود ہے۔ توحید کے نغمات نعت رسول کریم صلواۃ وسلام اور قرآن پاک کی تلاوت جیسے پاکیزہ معمولات کو مسجد میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ بعض استثنائی حالات میں وضو۔ غسل جنابت کے مستعمل پانی کا استعمال جائز قرار دیا گیا ہے لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں آنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ حقہ پی کر مسواک کے بغیر مسجد میں داخل نہیں ہونا چاہیئے صفیں، لوٹے مصلے اور وہ چیزیں جو مسجد کے استعمال کے لئے ضروری ہیں انہیں مسجد میں رکھنا جائز ہے جو لوگ مسجد کو آباد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کی خوشخبری دیتا ہے جو لوگ مسجد کو برباد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منع کرتے ہیں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں ان کے لئے وعید آئی ہے۔

Marfat.com

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور ذکر میں بے پناہ سہولتیں دینے کا اعلان فرمایا ہے کہ تم جہاں بھی ہو۔ مشرق و مغرب میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کر سکتے ہو۔ حاکم کی روایت کے مطابق یہ آیت کریمہ ان نوافل کی اجازت کے لئے کافی ہے جو مسجد کے علاوہ جہاں چاہیں ادا کر سکتے ہیں شہر کے باہر' سواری پر' دوران سفر نوافل ادا کرنے کی اجازت ہے سواری پر نوافل ادا کئے جاسکتے ہیں خواہ سواری کا رخ قبلہ سے پھرا ہوا ہو۔ اگر کسی ایسے مقام پر ہوں جہاں کعبہ کا تعین ناممکن ہو وہ قلبی یقین کی بنا پر جس طرف چاہیں نماز ادا کریں اس آیت کریمہ سے یہ جواز نکلتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جہاد کے سفر میں موجود تھے بادل اور طوفان کی وجہ سے قبلہ کی سمت کا تعین کرنا مشکل ہو گیا۔ جس طرف چاہا منہ کر کے نماز پڑھ لی۔ ایسے اقدام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا تھا۔ تاہم تحری پر عمل کرنا بڑا ضروری ہے بعض محدثین کے نزدیک قبلہ کے تعین کی کوشش کرنا ضروری ہے ایسے حالات میں لشکر والوں کو صبح ہونے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے قبلے سے ہٹ کر نماز ادا کی ہے وہ مدینہ پاک میں واپس آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت دی کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں مشرق و مغرب کی تمام سمتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اس کے انوار نیچے اوپر اوپر تحت و فوق میں چھائے ہوئے ہیں جس طرف چاہیں منہ کر کے اس کا ذکر کر سکتے ہیں۔

يٰبَنِىٓ اِسۡرَآءِيۡلَ

اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَاَنِّىۡ فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـًٔا وَّلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّلَا تَنۡفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابۡتَلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهۡدِى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَيۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا ؕ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ

Marfat.com

إِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ إِلٰٓى إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيْلَ أَنْ طَهِّرَا
بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿١٢٥﴾ وَإِذْ قَالَ
إِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ أَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ
مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهٗ
قَلِيْلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهٗٓ إِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٢٦﴾ وَ
إِذْ يَرْفَعُ إِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا ۭ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٢٧﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ
وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ
عَلَيْنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٨﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٢٩﴾ ع

(ترجمہ) اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا احسان جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے سب لوگوں پر تمہیں بڑائی دی اور ڈرو اس دن سے کہ کوئی جان دوسرے کا بدلا نہ ہو گی اور نہ اس کو کچھ لے کر چھوڑیں اور نہ کافر کو کوئی سفارش نفع دے اور نہ ان کی مدد ہو اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں عرض اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمٰعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لئے اور جب

عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں فرمایا اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا پھر اسے عذاب دوزخ کی طرف مجبور کر دوں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں اور اسمٰعیل یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا ○

حضرت ابراھیم علیہ اسلام نبوت اور امامت پر سرفراز ہوئے

حضرت ابراھیم علیہ السلام مختلف مراحل سے گزرے تھے یہ بڑے صبر آزما اور دشوار امتحانی مراحل تھے مال و منال دنیا سے محرومی آتش نمرود میں گرنا اپنے فرزند عزیز حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا تعمیر کعبہ کے لئے زندگی کی آسائشیں ختم کر دینا اور ایسے ہی کئی مراحل تھے جن سے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو گزرنا پڑا یہ ابتلا کے مراحل تھے ان امور کے علاوہ مفسرین اور مؤرخین نے سیّدنا ابراھیم علیہ السلام کی زندگی کے مختلف ادوار کا ذکر کیا ہے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے چچا آذر کی بت سازی کا مقابلہ کیا۔ چاند ستاروں اور دوسرے اجرام سماوی کی پرستش کرنے والوں سے مناظرہ کیا اور امرو نواہی کے مراحل فطرت اسلام کے دس احکام دین ابراھیم کی بنیاد قرار دیئے گئے تھے مسواک۔ ختنہ۔ منہ اور ناک کا صاف رکھنا۔ لبوں کے بال تراشنا بغلوں اور اعضائے مخصوصہ کے بالوں کی صفائی وہ احکام تھے جو سب سے پہلے سیّدنا ابراھیم علیہ السلام نے انسانی معاشرہ میں نافذ کئے۔ ورنہ ان سے پہلے انسان ان چیزوں کے خیال سے محروم تھا۔ نمرود کے دربار سے نافذ ہونے والے احکام حضرت ابراھیم کا سخت امتحان تھے۔ اپنی قوم اور خاندان کی دشمنی۔ وطن کو چھوڑ کر دور نکل جانا۔ اور شام و فلسطین میں جا کر رہائش اختیار کرنا جیسی سختیاں تھیں ملت ابراھیمی میں انسانی زندگی میں سب سے پہلے

جب ختنہ کا حکم ہوا تو یہ ایک سخت دشوار معاملہ تھا۔ ان تمام مراحل سے اللہ کی مرضی کے مطابق گزرنا سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی کامیاب امتحانی زندگی کا خاصا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو انعام دیا اور فرمایا آج سے آپ تمام نوع انسانی اور نسل آدم کے امام ہیں آپ کی زندگی کے بعد آپ کی اولاد سے جو اللہ کے احکام اور آپ کی رسالت پر ایمان لائیں گے انہیں بھی انسانوں کی امامت اور قیادت دی جائے گی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے اتبع ملت ابراھیم حنیفا "آپ حضرت ابراھیم کی ملت کی اتباع کریں" کا حکم دیا گیا تھا۔ اس ملت ابراھیمی کی نبوت اور امامت سیدالانبیاء پر ختم کردی گئی۔

سیدنا ابراھیم علیہ السلام تاج امامت سے سرفراز ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گزارش کی یا اللہ! میری اولاد کو بھی اس عزت سے نوازا جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں یہ منصب میرے نیک بندوں کو تو ملے گا۔ مگر میں ظالموں کو یہ شرف نہیں دوں گا امامت اور نبوت کے مناصب پر مسلمانوں میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ شیعوں کا ایک طبقہ امامت کو نبوت سے افضل قرار دیتا ہے اور ان کی یہ دلیل ہے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کو نبوت کے بعد امامت سے سرفراز فرمایا تھا۔ معتزلہ کے نظریات کے مطابق فاسق و فاجر بھی ظالم ہیں لہٰذا ان کے نزدیک کسی فاسق یا گنہگار کو بھی امامت کا منصب نہیں مل سکتا تفسیر کشاف کے مؤلف نے امامت کو خلافت الٰہیہ سے تعبیر کیا ہے اور رافضی نظریات بھی اسی عقیدہ پر یقین رکھتے ہیں۔ بعض علمائے کرام کا نظریہ ہے کہ امامت کے لئے عصمت ضروری ہے جو شخص ظلم کرتا ہے گناہوں میں مبتلا رہتا ہے اسے تاج امامت نہیں پہنایا جا سکتا فاسق نہ جماعت کرا سکتا ہے۔ نہ اس کی شہادت قبول کی جاسکتی ہے۔ اس لئے وہ امامت کے منصب کا حقدار نہیں علمائے اہل سنت اس آیت کریمہ کی روشنی میں صرف کافر مشرک کو ظالم قرار دیتے ہیں اور انہیں ہی امامت کے منصب کے لئے نااہل قرار دیتے ہیں کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں ظالم کا لفظ استعمال کیا ہے وہاں کافر کے معنوں میں ہی استعمال کیا گیا ہے۔ لہٰذا ظالم (کافر و مشرک) خلافت اور امامت کا حقدار نہیں ہے ہاں فاسق خلافت اور امامت کا حقدار ہو سکتا ہے عصمت کا اطلاق اس امامت پر ہوتا ہے جو امامت روحانی اولیاء اللہ کو عطا کی گئی ہے ہمارے نزدیک انبیاء کرام کے ہاں عصمت لازم ہے۔ عصمت انبیاء سے کوئی فرقہ انکار نہیں کر سکتا۔ انبیاء کرام وحی کے آنے اور نبوت سے سرفراز ہونے سے پہلے بھی معصوم تھے ان کے ہاں عصمت پیدائشی شرف ہے۔ اگرچہ ہمارے بعض حضرات انبیاء کرام کی عصمت وحی کے بعد ہی قرار دیتے ہیں مگر یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے۔ آج تک کسی نبی کے متعلق یہ بات سامنے نہیں آئی کہ

Marfat.com

وہ نبوت اور وحی کی آمد سے پہلے کسی بھی گناہ کے مرتکب ہوئے ہوں ۔ شرح عقاید میں حضرت امام تفتازانی قدس سرہ نے بڑی مفصل اور مفید بحث کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبوت سے پہلے بھی تمام انبیاء کرام پاک اور معصوم تھے اور ان کی زندگانیاں نوارنی زندگیاں تھیں ۔ اس بات پر ساری امت کا اجماع ہے کہ نبوت سے پہلے بھی کسی نبی سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا اور نہ ہی کسی نے کفر کا ارتکاب کیا تھا وہ نبوت اور وحی کے بعد بھی معصوم رہے مسلمانوں کے دو فرقے حشویہ ؟ اور جمیہ ایسے ہیں جو نبوت سے پہلے عصمت انبیاء کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں کہ نبوت سے پہلے بعض انبیاء صغائر گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں ۔ حضرت سیدالانبیاء جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات رسالت کے منصب پر فائز ہونے سے پہلے بھی ہر قسم کے صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے محفوظ ہے آپ نے وحی کے بعد یا وحی سے پہلے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا تھا ۔ کسی قسم کا گناہ کبیرہ یا صغیرہ آپ کی زندگی میں نہیں پایا جاتا ۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ بعض انبیاء کرام کے ہاں لغزش کا لفظ استعمال ہوا ہے ۔ مگر یہ لغزش ارادی اور قصدی نہ تھی ۔ ایسی لغزشوں کا وقوع غیرارادی اور دوسرے اثرات سے تھا ۔ تفسیر احمدی میں حضرت علامہ ملا جیون نے عصمت انبیاء پر طویل گفتگو کی ہے ۔ حضرت شیخ محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب "مرج البحرین" میں بھی عصمت انبیاء پر دلائل دیئے ہیں ۔ انبیاء کرام کی لغزش ایسے ہے جیسے راہ چلتے چلتے اونگھ آجائے اور پاؤں ڈگمگا جائیں ۔ جونہی ہوش سنبھلے قدم درست ہو جائیں اور رفتار میں کوئی لغزش نہ رہے ۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ محض لغزش سے تو عوام الناس کو بھی کوئی سزا نہیں دی جائے گی جب تک وہ گناہ کا ارتکاب نہ کرلیں انہیں محاسبے سے محفوظ رکھا جائے گا ۔ شرح مواقف میں ان مسائل کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے جن حضرات کو اس موضوع سے دلچسپی ہو انہیں اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے ۔

جب عصمت انبیاء کے بارے میں مختلف لوگ اختلاف رکھتے ہوں تو امامت کے منصب پر اگر اختلاف پایا جاتا ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ۔ مومن کے لئے امامت کے منصب پر فائز ہونے کے لئے عصمت شرط نہیں ہے ۔ ہاں کافر اور مشرک منصب امامت سے محروم رہے گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت اور خلافت اجماع امت سے ثابت ہے اگرچہ بعض معاملات میں آپ سے اختلاف کی بنا پر عصمت ثابت نہیں ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ امامت فاسق ۔ گناہ گار اور ظلم کرنے والے کے لئے بھی جائز ہے ۔ ہاں نماز کی امامت فاسق کے لئے مکروہ قرار دی گئی ہے ۔ یہ امامت عبادت ہے

Marfat.com

امامت قیادت نہیں۔ فقہ اکبر میں ہے ہر مومن امامت کرا سکتا ہے۔ ہاں جس کا فسق بدعت اور کفر تک پہنچا ہو امامت کا اہل نہیں ہو گا۔ بدعقیدہ لوگ اپنے اعمال و افعال کے پیش نظر امامت کے اہل نہیں ہو سکتے اور نہ ان کے پیچھے نماز درست ہو سکتی ہے۔ مومن بدعقیدہ نہ ہو تو اس کے گناہوں کے باوجود بھی امامت ہو سکتی ہے۔ اسے بھی علماء اہل سنت نے مکروہ قرار دیا ہے۔ فقہ اکبر کی شرح لکھتے ہوئے ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اگرچہ بدعقیدہ کعبہ کی تولیت پر قبضہ بھی کرلیں ان کی امامت جائز نہیں ہے دین کے اصولوں سے انکار کرنا کفر ہے اور یہی چیز انہیں امامت سے محروم رکھتی ہے۔

تعمیر کعبتہ اللہ کا ایک انداز

جہاں آج کعبتہ اللہ کی عمارت ہے یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراھیم علیہ السلام کو تعمیر کعبہ کا سب سے پہلی بار حکم دیا گیا تھا۔ اس مقام کو سجدہ گاہ عالمیاں قرار دیا گیا اس مقام کو جائے امن قرار دیا گیا مفسرین قرآن اور مؤرخین نسل انسانی نے لکھا ہے کہ آج جس مقام پر کعبتہ اللہ ہے وہاں حضرت خلیل اللہ نے ایک پتھر نصب کیا تھا جس پر آپ کے پاؤں کے نشان تھے بعض حضرات لکھتے ہیں کہ بیت الحرام کے ارد گرد مزدلفہ ' عرفات اور مقام زمزم ایسے مقامات ہیں جہاں حضرت خلیل اللہ کعبتہ اللہ کی تعمیر کے لئے سامان جمع کرتے رہے تھے۔ جنت میں کعبتہ اللہ کا ایک نقشہ پہلے سے موجود تھا اس کے دو دروازے تھے اور سرخ یاقوت کے پتھروں سے بنا ہوا تھا مشرق و مغرب کی دیواریں زمرد سے بنی تھیں یہی نقشہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر آنے سے پہلے عرب کی سر زمین پر آگیا تھا جنت کی قندیلیں اس عمارت کے اندر روشن تھیں حضرت آدم علیہ السلام اس خوبصورت گھر کو دیکھ کر زمین پر بھی جنت کا سا ماحول محسوس کرتے تھے۔ آسمانوں پر یہ قبلہ بیت المعمور کہلاتا تھا آج زمین پر کعبتہ اللہ بیت المعمور کی علامت ہو گا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ہمارا گھر (بیت اللہ) بنایا جائے ایک فرشتہ زمین پر آیا اس نے نشاندھی کر کے حضرت آدم علیہ السلام کو عمارت تیار کرنے کا اشارہ کیا حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی یا اللہ ! میری اولاد میں سے ہی معمار اور مزدور مہیا فرما دے تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت خلیل اللہ نے جس بیت اللہ کو تعمیر کیا وہ بیت المعمور کا زمینی عکس تھا۔ امام بغوی نے لکھا ہے کہ یہی عمارت کعبہ بنی اور یہی عمارت قبلہ قرار دی گئی۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے لیے ایک یاقوت جنت سے بھیجا گیا جسے آپ نے کعبتہ اللہ میں نصب کر دیا تھا یہ دراصل حجر اسود تھا۔ اگر حجر اسود کو

Marfat.com

مشرکین کے ہاتھ ملوث نہ کرتے تو یہ آج تک صاف شفاف نظر آتا۔ روز ازل کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے جو عہد لیا تھا۔ حجر اسود اس عہد کی علامت تھا۔ طوفان نوح علیہ السلام کے دوران کعبتہ اللہ کی عمارت کو اٹھا لیا گیا تھا۔ ہاں جبل ابو قبیس پر جبرائیل علیہ السلام نے حجر اسود کو رکھا تھا یہ مقام حضرت ابراھیم علیہ السلام کے زمانہ تک خالی اور ویران پڑا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس مقام کو میرے گھر کے لیے محفوظ کر دیا جائے۔ مقام خلیل پر بادلوں نے سایہ ڈال دیا اور آپ عرب کی شدید گرمی کے دوران اسی بادل کے زیر سایہ تعمیر کعبہ میں مصروف رہے۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ حضرت خلیل اللہ کو اس جگہ کی راہنمائی ایک خوشبودار ہوا نے کی تھی۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر اس جگہ کی نشاندہی کی تھی۔ تعمیر کعبہ میں پانچ پہاڑوں کے پتھر استعمال ہوئے تھے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور حضرت ابراھیم علیہ السلام دیواریں چنتے جاتے تھے آپ جس پتھر پر کھڑے ہو کر دیواروں کو بناتے تھے وہ خود بخود اونچا ہوتا جاتا تھا۔ آج جس جگہ مقام ابراھیم علیہ السلام ہے وہاں وہ پتھر تھا۔ کعبہ کی عمارت مکمل ہو گئی تو کوہ ابو قیس سے آواز آئی کہ حضور میرے دامن میں آپ کی ایک خاص امانت ہے اور وہ ہے حجر اسود جو حضرت آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے حضرت ابراھیم علیہ السلام اٹھے اور پہاڑ سے حجر اسود اٹھا لائے اور کعبتہ اللہ میں نصب کر دیا۔ اب حضرت جبرائیل علیہ السلام آگے بڑھے آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت خلیل اللہ کو مناسک حج کی تعلیم دی پھر ان مناسک حج کی تعلیم لوگوں تک پہنچائی جاتی رہی۔ آج حج کے موقعہ پر بلند آواز سے جو کچھ سنایا کہا جاتا ہے یہ وہ آوازیں ہیں جو سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے بلند فرمائی تھیں۔ یہ آوازیں مشرق و مغرب تک گونجتی رہیں۔ آج کے خوش نصیب حاجی (لبیک اللھم لبیک) کی آواز بلند کرتے ہیں یہ وہی آواز ہے جو سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے اپنی دعوت کے جواب میں روئے زمین کے انسانوں سے سنی تھیں بلکہ وہ لوگ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ ان کی والدین کے رحموں اور صلبوں سے سنائی دی تھیں اس سرزمین کو ساری دنیا میں حرم و مکرم قرار دیا گیا۔ اس میں شکار کی ممانعت کر دی گئی۔ حرم کی حدود میں ہر جانور مویشی جسے شکار کیا جا سکتا ہے۔ آزادانہ اور پر امن پھر سکتا ہے یہاں کے درخت گھاس اور پودے اکھاڑنا بھی حرام قرار دیئے گئے ہیں حاجیوں کا وہ مجمع جو ایام حج میں جمع ہوتا ہے ہر قسم کے خوف، عذاب اور دکھ سے دور ہو جاتا ہے حرم کی ساری سرزمین دارالامن ہے قرآن پاک کی آیات کریمہ کی رو سے اللہ تعالیٰ نے حرم کی سرزمین میں کسی کو قتل کرنا۔ یا لوٹنا حرام قرار دیا ہے۔ پھر ان بیماریوں سے بھی

Marfat.com

نجات مل جاتی ہے جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہوتے ہیں جن سفاک اور ظالم لوگوں نے حرم کی سرزمین میں قتل و غارت کو روا رکھا تھا تاریخ سے ان کا نام مٹ گیا اور آج انہیں کوئی بھی اچھے لفظوں میں یاد نہیں کرتا اللہ تعالیٰ نے خونخوار جانوروں اور درندوں کو بھی اتنی بصیرت دی ہے کہ وہ حرم کی سرزمین میں شکار کا پیچھا نہیں کرتے۔ شیر' چیتے' بھیڑیے اور باز' عقاب اپنے شکار کا پیچھا کرتے ہوئے حرم کی سرزمین میں پہنچ کر تعاقب کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ تفسیر بیضاوی اور حسینی میں لکھا ہے کہ اس سرزمین میں پہنچ جانے کے بعد ہر قسم کا عذاب خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ اس سرزمین کا نام حرم اس لیے رکھا گیا کہ یہ ہر ایک کے لیے باعث احترام ہے اور یہاں قتل اور شکار حرام ہے۔

حرم کعبہ کے علاوہ مدینہ پاک کی سرزمین بھی حرم قرار دی گئی ہے۔ یہ مقام سیدالمرسلین جناب رحمتہ للعالمین کا مدفن ہے' آرام گاہ ہے' جلوہ گاہ ہے۔ یہ مقام بھی حرم کعبہ کی طرح محترم ہے مفسرین نے حرم کعبہ اور حرم مدینہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے موازنہ کیا ہے بعض نے لکھا ہے کہ مدینہ پاک افضل ہے بعض نے لکھا ہے کعبتہ اللہ افضل ہے حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے دونوں مقامات اور ان کے فضائل بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ علمائے اہل سنت کا اتفاق ہے کہ جس جگہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں وہ دنیا بھر میں افضل ترین جگہ ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ سرزمین مدینہ عرش معلیٰ اور آسمانوں سے بھی افضل ہے۔ کعبتہ اللہ کی عظمت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل بتاتے ہیں اور مدینہ منورہ کی عظمت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے قرار دیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب تحریر کیا ہے کہ

حاجیو ! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

اعلیٰ حضرت کے ہاں مرقد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا کعبہ ہے اور وہ مدینہ پاک کی عظمت کو کعبتہ اللہ کے حرم سے زیادہ افضل تصور کرتے ہیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ صحابہ کرام کی ایک خاصی بڑی جماعت بھی امام مالک جیسے جلیل القدر عالم دین بھی مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ سے افضل قرار دیتے ہیں مگر صحابہ کرام کا ایک طبقہ مکہ مکرمہ کی افضلیت کا قائل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ کی برکات بہرحال مکہ مکرمہ سے زیادہ ہیں جس طرح روضہ

Marfat.com

رسول کعبۃ اللہ سے افضل ہے اسی طرح مدینہ منورہ مکہ المکرمہ سے افضل ہے حضرت عبدالحق محدّث دہلوی ایک شہر کو " منبع حسنات " قرار دیتے ہیں اور ایک شہر کو معدن کمالات کہتے ہیں ان دونوں شہروں میں دونوں جہانوں کی نعمتیں جمع ہیں لہٰذا یہ دونوں شہر قابل صد احترام و اکرام ہیں بے ادبوں کے ہاں ان شہروں کی قدرو منزلت کیا ہو سکتی ہے۔ ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ دونوں مقامات کا ادب بھی کریں اور احترام بھی۔ سچے مومن کو ان دونوں شہروں میں سکون اور راحت ملتی ہے۔ مگر کچے عقیدہ کے مسلمان کو مکہ سے بھی شکایت ہے اور مدینہ پاک سے بھی ایسے لوگ ان شہروں کی شکائتیں بھی بیان کرتے ہیں۔

بیت اللہ انسانوں کے لیے ایک پاکیزہ گھر ہے

کعبۃ اللہ کی تعمیر مکمل ہوئی تو اللہ تعالیٰ سیدّنا ابراھیم خلیل اللہ اور سیدّنا اسمٰعیل ذبیح اللہ علیھم السلام سے عہد لیا کہ کعبۃ اللہ کو ایک پاک اور طاہر گھر بنائے رکھنا۔ اس میں بدعت و شرک کی آلائشیں نہ آنے پائیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے ذکر سے اس گھر کو آباد رکھنا۔ یہاں کے رہنے والے پاک و صاف رہیں۔ پاکیزگی اور طہارت کی ذمہ داری دونوں حضرات پر ڈالی گئی تھی تاکہ اس گھر کا طواف کرنے والے اس میں اعتکاف بیٹھنے والے اس میں رکوع و سجود کرنے والے نہایت پاک ماحول میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں۔ طھرا کا لفظ دونوں حضرات کے لیے ہے اور اس میں مبالغہ ہے کہ اس گھر کو انتہائی پاکیزہ اور صاف رکھنا۔ آج کعبۃ اللہ کے علاوہ وہ دنیائے اسلام کی تمام مساجد کو پاک و صاف رکھنا لازمی قرار دیا گیا یہ مساجد ظاہری نجاست سے بھی محفوظ ہوں اور اعتقادی اور باطنی نجاست سے بھی مبرا ہوں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے گھروں کو کفریات اور شرک کے علاوہ فواحش اور مناہیات سے بھی محفوظ رکھا جائے۔ مسجد کے ارد گرد کا ماحول گردو غبار کوڑا کرکٹ اور بدبو دار ماحول سے محفوظ ہونا چاہیئے۔ مسجد صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مختص ہے اس میں دنیا دار خرید و فروخت یا اپنے دنیاوی جھگڑے لے کر نہ آئیں۔ عبادت خداوندی یا ذکر الٰہی کے بغیر دوسری تمام حرکات مسجد میں نہیں کی جاسکتی۔ مسجدیں کسی کی ملکیت نہیں ہوں گی یہ ہر مسلمان کے لیے بلاتردد اور بلا اجازت ہمیشہ کھلی رہیں گی یہ طہارت اور پاکیزگی کا حکم صرف کعبۃ اللہ کے لیے ہی نہیں بلکہ تمام مساجد کے لیے ہے۔ رمضان کے مہینہ میں اعتکاف بیٹھنے والے حج کے ایام میں طواف کعبہ کرنے والے۔ روز مرہ نمازوں کے وقت رکوع و سجود کرنے والے تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کے حقدار ہیں جن کا ذکر قرآن پاک نے باربار کیا

Marfat.com

ہے رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف دو عمروں کے ثواب کے برابر ہے مساجد اور کعبتہ اللہ میں جنبی ' حائیضہ ' نفاس والی عورتیں طواف نہیں کر سکیں گی اور نہ ہی مسجد کے اندر داخل ہو سکیں گی ایسی حالت میں کلام الٰہی کو ہاتھ نہیں لگایا جائے گا۔ قرآن پاک کا لکھنا پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔ قرآن پاک کو بے وضو چھونا ناجائز ہے مگر تلاوت کی جاسکتی ہے۔

صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ میں حضرات ابراھیم اور اسمٰعیل علیہم السلام کو تو یہاں تک حکم ہوا تھا کہ میرے گھروں (خانہ کعبہ اور مساجد) کو دنیاوی خواہشات سے بھی محفوظ رکھا جائے۔ جو لوگ دنیاوی خواہشات لے کر میرے گھر میں داخل ہوتے ہیں وہ مسجد کی پاکیزگی کا خیال نہیں رکھتے مسجد میں داخل ہونے کے بعد دلوں کو خواہشات نفسانی اور دنیاوی سے محفوظ رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے انوار کی بارشیں مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

من نہ گنجم در زمین و آسمان
لیک باشم در دل مومن نہاں

کہ قلوب المومنین عرش آمدہ
قابل انوار حقانی شدہ

از نہاں در دل ندانی اے جواں
کہ خدارا خانہ دل شد مکاں

از تقدس خالیا از ہر مکاں
لازماں و لامکاں اورا بداں

ہر کہ اورا در مکاں گوید اگر
او شدہ از کافراں لایق سقر

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ایک خصوصی دعا اور آرزو یہ بھی تھی کہ خانہ کعبہ کے نزدیک رہنے والوں کے لیے غلہ اور پھل وافر مقدار میں ملتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی یقین دہانی کرائی۔ مکہ

Marfat.com

مکرمہ کے نزدیک ہی ایک ایسا علاقہ بنایا جسے طائف کہا جاتا ہے۔ اس میں پھل غلہ اور سبزیاں وافر مقدار میں پیدا کیں تاکہ حرم پاک کے لوگ اس سے حسب ضرورت اپنا حصہ حاصل کر سکیں کہتے ہیں طائف کی زمین شام کے ملک سے اٹھا کر لائی گئی تھی۔ جو اپنی زرخیزی کے لحاظ سے بے مثال تھی۔ اس میں میٹھے پھلوں اور خوش ذائقہ چیزوں کی افراط تھی۔ اہل حرم کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خصوصی انعام تھا اس خطۂ زمین کو طائف اسی لیے کہا گیا ہے۔ اس خطہ زمین کو حضرت جبرائیل علیہ السلام سات بار کعبہ کے ارد گرد طواف کراتے رہے اور اسے اہل مکہ کی کفالت کا ذریعہ بنایا گیا۔ پھر شام، مصر اور یمن کے تجارتی قافلوں کے رخ مکہ مکرمہ کی طرف پھیر دیئے تاکہ یہ غلہ لے کر ہر وقت پہنچتے رہیں۔ صدیاں گزرنے کے باوجود مکہ مکرمہ کی سرزمین غلہ، پھل، سبزیوں اور دوسری ضروریات زندگی سے مالا مال رہی ہے۔ یہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا اور آرزو کا ثمرہ ہے۔

مناسک کی حقیقت

مناسک منسک کی جمع ہے۔ منسک کا لغوی معنی جگہ ہے۔ یعنی عبادت کرنے کے مقامات کا نام مناسک ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں قربانی کی جگہ یا قربانی دینا منسک ہے۔

حج کے مقامات عرفات اور دوسرے مقامات پر بھی عبادت کرنا مناسک حج کہلاتا ہے۔ مناسک حج کے دوران ایک مقام عرفات ہے۔ جہاں قربانی ادا کی جاتی ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراھیم علیہ السلام سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا کہ (عرفت؟) کیا آپ نے اللہ کو پہچان لیا؟ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جواب میں کہا کہ (عرفت) میں نے پہچان لیا۔ بعض مفکران عصمت انبیاء کرام پہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام جیسے رسول جبرائیل علیہ السلام کو کہہ رہے ہیں کہ اب میں نے پہچانا اور انبیاء کرام کی کم علمی کی دلیل ہے (معاذ اللہ) ایسے منکرین یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اکثر انبیاء کرام نے توبہ کی تھی۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کیا کرتے تھے اگر ان سے گناہ سرزد نہ ہوا ہوتا تو انہیں توبہ یا استغفار کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ صاحب 'تفسیر خازن نے ان اعتراضات کا بڑا خوبصورت جواب دیا ہے کہ انبیاء کرام کا توبہ کرنا ان کی امت کے ظالمین کے لیے تھا۔ حضرت خلیل اللہ کی ملت کے وہ لوگ جنہیں ظالم کہا گیا تھا اور وہ اولاد جسے حضرت خلیل اللہ کی وراثت سے

Marfat.com

مرحوم کر دیا گیا تھا۔ یہ توبہ ان کے لیے تھی کہ یا اللہ میری اولاد کے وہ لوگ جو ظالم ہیں۔ انہیں راہ ہدایت پر لا۔ انہیں اطاعت کی توفیق دینا۔ سیدّالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار مانگنا آپ کے گناہ کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ یہ امت کے لیے تھا اور پھر امت کی تعلیم کے لیے بھی تھا۔ ظاہراً یہ توبہ۔ یہ دعا اور استغفار ان کے اپنے الفاظ میں ہوتی تھی۔ مگر یہ تمام چیزیں اپنی امتوں اور اولادوں کے لیے تھیں۔ ایک تفسیر میں لکھا دیکھا گیا ہے کہ جن دنوں حضرت ابراھیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کعبتہ اللہ کی بنیاد رکھی۔ تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے بعد آنے والوں کے گناہوں کو معاف کرنا انہیں توبہ کی توفیق دینا۔ تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی یہ دعائیں ازراہ شفقت تھیں وہ اپنی اولاد اور امت کے لیے بڑے مہربان تھے۔

تفسیر عزیزی میں کعبتہ اللہ کی تعمیر اور آتش نمرود سے نجات کے واقعات بڑی تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ آتش نمرود سے بچ نکلنے کے بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنا وطن چھوڑ کر حران شہر میں آگئے وہاں آپ کے چچا رہتے تھے۔ انکی بیٹی سے آپ کا نکاح ہوا۔ آپ کے چچا کی خواہش تھی کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کو توحید خداوندی سے ہٹا کر اپنے مذہب پر لے آؤں اور دنیاوی کاموں پر لگا دوں۔ مگر حضرت خلیل اللہ توحید پر قائم رہے۔ آپ کی بیوی (حضرت سارہ) نے بھی آپ کا ساتھ دیا چچا ان دونوں کا رویہ دیکھ کر جل گیا تمام مال و اسباب چھین کر دونوں کو گھر سے نکال دیا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام حضرت سارہ علیہا السلام کو لے کر چچا کے ہاں سے نکل آئے۔ حضرت سارہ علیہا السلام نے آپ کو یقین دلایا کہ میں ہر حالت میں آپ کا ساتھ دوں گی۔ آپ توحید الٰہی پر قائم رہیں حضرت خلیل اللہ حضرت سارہ علیہا السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کو جو آپ کے بھانجے تھے لے کر روانہ ہوئے اور مصر جا پہنچے ان دنوں مصر کا بادشاہ نہایت ظالم تھا۔ وہ کسی خوش شکل عورت کو دیکھ کر چھین لیتا تھا۔ اگر ایسی عورت کے ساتھ اس کا خاوند ہوتا تو اسے قتل کرا دیتا تھا ہاں اگر اس کا بھائی یا کوئی اور وارث ہوتا تو اسے کچھ نہ کہا جاتا تھا حضرت ابراھیم علیہ السلام بادشاہ مصر کے یہ حالات سن کر غم زدہ ہوئے کیونکہ حضرت سارہ علیہا السلام نہایت ہی خوش شکل اور خوبصورت تھیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے حضرت سارہ علیہا السلام کو کہا کہ جب بادشاہ کے پیادے لینے آئیں تم چپ رہنا میں خود ہی بات کروں گا اور یہ بتانے کی بھی ضرورت نہیں کہ میں تمہارا شوہر ہوں بلکہ یہ کہنا کہ یہ میرا دینی بھائی ہے اللہ تعالیٰ ہماری عزت و حرمت کی خود حفاظت کرے گا اور اس ظالم کے ظلم سے بچائے گا' مصر کے درباری پیادوں نے بادشاہ کو

Marfat.com

بتایا کہ آج مصر میں ایسی خوب صورت عورت آئی ہے جس کی مثال ملنا محال ہے بادشاہ نے حکم دیا اسے میرے پاس لے آؤ اگر اس کا خاوند ساتھ ہو تو اسے قتل کر دو۔ حضرت خلیل اللہ کو ان پولیس والوں نے پوچھا کہ یہ تمہاری کیا لگتی ہے آپ نے بتایا کہ یہ تو میری دینی بہن ہے پیادوں نے حضرت سارہ علیہا السلام کو پکڑا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہیں چھوڑ گئے۔ حضرت سارہ علیہ السلام مصر کے محلات میں پہنچ گئیں حضرت خلیل اللہ باری تعالیٰ کی بارگاہ میں سر بسجود ہوئے۔ بادشاہ نے حضرت سارہ علیہا السلام کے حسن و جمال کو دیکھا تو بدنیت ہو گیا مگر حضرت سارہ علیہا السلام نے کہا میں سفر کا گرد و غبار دور کرنے کے لیے ہاتھ منہ دھونا چاہتی ہوں آپ نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہو گئیں نماز کو لمبا کر لیا اور اللہ تعالیٰ سے اپنی عزت کی حفاظت کی دعا مانگنے لگیں۔ بادشاہ نے اتنی لمبی نماز سے تنگ آکر نماز کے دوران ہی اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اس کا ہاتھ شل ہو گیا منہ سے جھاگ نکلنے لگی اور دھڑام سے زمین پر جا گرا۔ حضرت سارہ علیہا السلام کو فکر دامن گیر ہوئی اگر بادشاہ کے پیادوں کو بادشاہ کی حالت کے متعلق معلوم ہوا تو مجھے قتل کر دیں گے آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی "اے اللہ! اب اسے معاف کر دے اسے عبرت ہو گئی ہو گی۔" مگر جونہی وہ تندرست ہوا دوبارہ آگے بڑھا مگر پھر اس کی یہی حالت ہو گئی اس طرح اس نے کئی بار کیا مگر اللہ تعالیٰ کی پکڑ اس کے آڑے آئی اس نے پیادوں کو بلا کر کہا اس عورت کو یہاں سے لے جاؤ یہ تو کوئی جادوگرنی ہے اسے شہر سے باہر نکال دیا جائے۔ اس کے ساتھ کسی عورت کو بھی بھیجا جائے تاکہ یہ پھر واپس نہ آجائے حضرت بی بی سارہ علیہ السلام حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو لے کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس آگئیں۔ آپ ابھی تک نماز میں مشغول تھے۔ سلام پھیر کر پوچھا سناؤ! تم پر کیا گزری حضرت سارہ علیہ السلام نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس نے مجھے اس ظالم سے محفوظ رکھا۔ آخر تنگ آکر اس نے پیادوں کو کہا کہ یہ عورت جادوگرنی ہے اس کو شہر سے باہر نکال آؤ اور اس کے ساتھ اس جیسی عورت بھیجو تاکہ یہ واپس نہ آسکے یہ عورت ہاجرہ ہے جسے میں ساتھ لائی ہوں حضرت خلیل اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حضرت سارہ علیہا السلام کے واپس آنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اس طرح حضرت خلیل حضرت سارہ علیہا السلام اور ہاجرہ کو ساتھ لے کر فلسطین کی طرف آگئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ کر فلسطینی بہت خوش ہوئے آپ کی دعوتیں ہونے لگیں اور نذرانے پیش کیے جانے لگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فلسطین میں بہت عزت ملی بے پناہ مال و دولت ملا آپ اس قدر خوشحال ہوئے کہ کئی غلام آپ کے مال مویشیوں کی رکھوالی کیا کرتے تھے آپ کے پاس مویشیوں کے کئی گلے ہو گئے تھے۔ آپ نے لوگوں کی دعوتیں شروع کر دیں ہزاروں لوگ آپ کے

Marfat.com

دسترخوان پر کھانا کھانے آتے۔ آپ نے لوط علیہ السلام کو سفارت دے کر روم کی طرف روانہ لیا یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت سارہ علیہا السلام کے دل میں اولاد کی تمنا پیدا ہوئی مگر ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی حضرت سارہ علیہا السلام نے کہا میں نے آپ کو ہاجرہ بخش دی۔ اس کنیز کو آپ کے نکاح میں لاتی ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس کے بطن سے کوئی بیٹا دے اور ہمارا گھر آباد ہو جائے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تمہاری طبیعت میں غیرت بہت ہے اگر اس کے بیٹا ہو گیا تو تمہیں اچھا نہ لگے گا اور تم اس پر کہیں ظلم و زیادتی نہ کرنے لگو۔ ان حالات کے باوجود حضرت سارہ علیہ السلام بے حد اصرار کرتی رہیں کہ آپ ہاجرہ سے شادی کر لیں آخر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے شادی کر لی کچھ عرصہ کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت سارہ بچے کو گود میں کھلاتی تھیں اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام بچے کو دودھ پلا دیتی تھیں اگرچہ سارے گھر کی خوشیاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے تھیں مگر حضرت ابراھیم بچے کو نظر بھر کر نہ دیکھتے تھے ایک دن آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اکیلے ہی مکان کے اندر دیکھا حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اسے گود میں اٹھایا ہوا تھا۔ محبت نے جوش مارا آپ نے بچے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور اسے چومنے لگے۔ اسی دوران حضرت سارہ علیہا السلام بھی آگئیں انہیں رشک اور غیرت نے آلیا اور کہنے لگی خلیل اللہ اس لڑکے اور اس کی ماں کو یہاں سے فوراً نکال کر کہیں دور دراز جنگل میں چھوڑ آؤ۔ آپ نے بہت کچھ کہا مگر حضرت سارہ نہ مانی۔ آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ ابراھیم! سارہ کی بات مان لو آپ اٹھے اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لیا اور روانہ ہو گئے منزل منزل چلتے چلتے اس مقام پر پہنچے جہاں آج کل کعبتہ اللہ ہے آپ نے دونوں کو اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر وہاں بٹھا دیا ان دنوں وہاں نہ کوئی آبادی تھی اور نہ کوئی انسان رہتا تھا دور دور تک پانی کا نام و نشان نہیں تھا اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر دونوں بیٹھ گئے اور حضرت ابراھیم علیہ السلام واپس آگئے ہاں حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ایک مشکیزہ پانی چند کھجوروں کے دانے اور دو تین روٹیاں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس رکھ دیں۔ ان چیزوں کے علاوہ بس اللہ کا نام تھا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جاتے وقت کہا کہ میرے بیٹے کو دودھ پلانا اور خیال رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر یہاں ہی رہنا، حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے پوچھا حضرت مجھے کہاں چھوڑے جا رہے ہیں جہاں نہ پانی نہ آبادی دور دور تک کوئی آبادی نظر نہیں آتی حضرت ہاجرہ علیہا السلام یہ کہتی رہیں اور حضرت خلیل اللہ دونوں کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے واپس آگے حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا کہ اگر یہ کام اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا جا رہا ہے تو مجھے دل و جان سے منظور ہے۔ حضرت ابراھیم

Marfat.com

علیہ السلام ایسی جگہ پہنچے جہاں سے بچہ اور حضرت ہاجرہ نظر آتی تھیں مڑ کر دیکھنے لگے اے اللہ! میں اپنے بچے کو تیرے حوالے کر کے جا رہا ہوں یہ جنگل بیابان ہے - یہ بے آب و گیاہ صحرا - یہ گرمی یہ بے آبادی صرف تیرے ہی فضل سے زندگی رہ سکتی ہے -

چند روز تک حضرت ہاجرہ علیہا السلام بچے کو دودھ پلاتی رہیں، خود روٹی اور کھجوریں کھاتی رہیں اور مشکیزے سے پانی لیتی رہیں آخر یہ سب چیزیں ختم ہو گئیں پانی ختم ہوا پیاس نے غلبہ کیا پیاس کے ساتھ ساتھ تپش اور گرمی نے اپنا اثر دکھایا حضرت ہاجرہ علیہا السلام پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑنے لگیں گرتی پڑتی، ہر طرف دوڑیں پانی کہیں نہ ملا آخر کوہ صفا کی طرف گئیں پہاڑی پر چڑھ کر ادھر ادھر نظر دوڑائی نہ پانی، نہ آبادی اور نہ کہیں انسان نظر آیا پھر لوٹ کر بیٹے کے پاس آئیں پھر کوہ مروہ کی طرف دوڑیں پہاڑی پر چڑھ کر ہر طرف دیکھا نہ پانی، نہ سبزہ، نہ آبادی، نہ کوئی انسان نظر آیا واپس دوڑ کر پھر آئیں - ناامید ہو کر پھر پہاڑی پر چڑھ دوڑیں آپ پانی کی تلاش میں انہیں پہاڑیوں پر دوڑتیں رہیں (یہ صفا اور مروہ کی پہاڑیاں تھیں) مگر اس خوف سے واپس آتیں کہ کوئی درندہ یا جنگلی جانور بچے کو نقصان نہ پہنچائے - آخر کار اس حال میں وادی کے بطن میں دامن اٹھا کر دوڑیں - مروہ کے پاس پہنچیں مگر پہاڑی اونچی ہوتی گئی جہاں تک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دکھائی دیتے رہے وہ چڑھتی گئیں اسی طرح کوہ صفا پر چڑھیں اور اس حد تک گئیں جہاں تک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نظر آتے رہے - دائیں بائیں ہر طرف دیکھا مگر کہیں سے کوئی چیز نظر نہ آئی آپ اسی حالت میں ادھر ادھر دوڑتی رہیں - آج ان مقامات پر حاجی کو دوڑنا (سعی) پڑتا ہے - اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اس سنت کو زندہ کرنا ہوتا ہے - اس مقام پر پہنچ کر ضروری ہے کہ انسان اس غم اور پریشانی کی کیفیت طاری کرے جس میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام گزری تھیں - یہاں ایک بے بس اور بے کس انسان کی شکل بنانی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں فریادی بن کر حاضری دینا چاہیے -

حضرت ہاجرہ علیہا السلام آخری بار مروہ پر پہنچیں تو غیب سے ایک آواز آئی - فکر نہ کرو - آپ دوڑ کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف آئیں - دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس پانی کا ایک چشمہ بہ رہا ہے - غالباً یہ چشمہ آپ کے قدموں کی ٹھوکر سے جاری ہوا تھا - اب چشمے کا پانی ادھر ادھر پھیلنے لگا حضرت بی بی ہاجرہ علیہا السلام کو فکر ہوا کہ کہیں پانی ضائع نہ ہو جائے اس کے ارد گرد مٹی رکھنے لگیں اپنی مشک بھرنے لگیں کہ کہیں پانی ختم نہ ہو جائے مگر پانی بہتا رہا - آخر کار آپ کی

Marfat.com

زبان سے نکلا زم زم رک جاؤ رک جاؤ۔

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر ہاجرہ پانی کو رکنے کا حکم نہ دیتیں تو یہ چشمہ جاری و ساری رہتا اور دریا کی طرح ٹھاٹھیں مارتا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے کہنے پر رک گیا آپ نے مشک بھری، بیٹے کو پلایا، خود پیا حضرت حوا علیہا السلام نے آپ کو خواب میں تسلی دی کہ فکر نہ کرو اب پانی کبھی ختم نہیں ہوگا۔ یہاں اللہ تعالیٰ کا گھر بنے گا اور آپ کا یہی بیٹا اس کی تعمیر میں حصہ لے گا۔ جو لوگ یہاں آباد ہوں گے وہ بھی خوشحال ہوں گے۔

اب عرب کے وہ قافلے جو اردگرد سے گزرتے زم زم کے چشمے کے کنارے پر رک جاتے اور کچھ دنوں قیام کرتے اور اس طرح آبادی بڑھتی گئی۔ ایک دفعہ یمن کا ایک قافلہ اس طرف سے گزرا اور چند دنوں کے لیے ٹھہرا جنگل کے پرندے بھی اڑ اڑ کر آنے لگے۔ ان لوگوں نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے ٹھہرنے کی اجازت طلب کی آپ نے اس یمنی قافلے کو ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ انہیں یہ جگہ ایسی پسند آئی کہ آہستہ آہستہ اپنے مکانات اسی جگہ بنانے لگے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہوئے ان یمنی تاجروں سے میل ملاپ کی وجہ سے عربی بولی سیکھ لی۔ انہیں کے ایک سردار نے اپنی بیٹی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے بیاہ دی۔ مگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ابھی چودہ سال عمر تھی کہ آپ کی والدہ (حضرت ہاجرہ) کا انتقال ہوگیا ادھر حضرت سارہ علیہا السلام کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت سارہ علیہا السلام کے کہنے پر حضرت ابراهیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ملاقات کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچے لیکن حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیوی گھر پر تھی اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شکار کے لیے باہر گئے ہوئے تھے آپ اپنی بہو کے پاس گئے خیر و عافیت دریافت کی اور پوچھا کہ تم لوگ کس طرح گزر اوقات کر رہے ہو۔ اس بی بی نے بتایا کی بڑی تنگ دستی سے وقت گزر رہا ہے اسمٰعیل کچھ شکار لے آتے ہیں تو کھالیتے ہیں ورنہ بھوک سے نڈھال پڑے رہتے ہیں حضرت ابراهیم علیہ السلام کو اپنی بہو کی اس ناشکری کی گفتگو سن کر ملال ہوا کہ ہمارے خاندان میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر سر تسلیم خم نہ کرنا تو ناشکری کی علامت ہے فرمانے لگے اسمٰعیل آئیں تو انہیں میرا سلام پہنچانا اور کہنا تمہارے گھر کی دہلیز اچھی نہیں اسے بدل ڈالو یہ کہہ کر آپ شام کی طرف لوٹ آئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنے گھر میں نور نبوت کی شعائیں اور باغ رسالت کی خوشبوئیں بکھری دکھائی دیں بیوی سے پوچھا یہاں کوئی آیا تھا۔ بی بی نے بتایا ایک بوڑھا آدمی تھا جو دور

Marfat.com

کا مسافر نظر آتا تھا۔ اس کا یہ حلیہ تھا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پہچان گئے کہ وہ حضرت خلیل اللہ ہی تھے پھر اس بی بی نے کہا کہ انہوں نے آپ کو سلام دیا۔ مگر ساتھ ہی کہا کہ تمہارے گھر کی دہلیز ٹھیک نہیں ہے اسے بدل دو یہ تمہارے لائق نہیں ہے آپ نے فرمایا وہ تو میرے والد مکرم تھے انہوں نے حکم دیا ہے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں تو میرے لائق نہیں ہے لہٰذا آج سے میں تمہیں آزاد کرتا ہوں تم اپنے والدین کے پاس چلی جاؤ۔

کچھ عرصہ بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ایک اور عورت سے شادی کر لی اور زندگی گزارنے لگے ایک دن پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام شام سے چل کر مکہ مکرمہ پہنچے تا کہ اپنے بیٹے سے ملاقات کر لیں۔ حضرت سارہ علیہا السلام نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اس شرط پر بھیجا تھا کہ آپ ملاقات کے لیے جائیں نہ وہاں رات رہیں گے اور نہ ہی اپنی اونٹنی سے نیچے اتریں گے۔ آپ حضرت اسمٰعیل کے علیہ السلام گھر کے دروازے کے سامنے اپنی اونٹنی پر ہی جا کھڑے ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس بار بھی گھر موجود نہیں تھے آپ کی بیوی باہر آئیں ایک نورانی شکل والا اونٹنی سوار دیکھا جو سفر کی گرد اور تکان سے تھکا اور پیاسا دکھائی دیتا تھا۔ بی بی نے آگے بڑھ کر اھلاً و سہلاً کہا اور نور بصیرت سے پہچان لیا کہ یہ مسافر اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی عنایات کا مجسمہ ہے عرض کی آپ اندر آجائیں میں آپ کو پانی پلاتی ہوں کھانا کھلاتی ہوں حضرت ابراھیم علیہ السلام نے بتایا کہ مجھے سواری سے نیچے اترنے کا حکم نہیں میں کھڑے کھڑے اسمٰعیل کی خیریت پوچھنے آیا ہوں۔ بی بی نے یہ بات سن کر ایک پتھر نیچے رکھا تا کہ آپ اونٹنی پر بیٹھے اپنا پاؤں اس پر رکھ سکیں اور خود پانی لا کر پاؤں دھونے لگی آپ کا سر اور منہ دھویا سفر کی گرد و غبار دور کی سر پر کنگھی کی اور ٹھنڈا پانی پیش کیا آپ نے باتوں باتوں میں پوچھا کہ اسمٰعیل کیسا ہے؟ بی بی نے بتایا ماشاء اللہ وہ بڑے خوش خوش زندگی گزار رہے ہیں۔ بڑے خلیق اور نیک سیرت انسان ہیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں زندگی گزار رہے ہیں آپ نے دریافت کیا کہ آپ لوگوں کا گزارہ کیسے ہو رہا ہے؟ بی بی نے بتایا اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم بڑے خوشحال ہیں اسمٰعیل دور جنگل میں نکل کر شکار کا گوشت لاتے ہیں آب زم زم پیتے ہیں دودھ وافر مل جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں ہمیں کسی کی محتاجی نہیں اللہ تعالیٰ سب کچھ اپنے خزانے سے عنایت کرتا ہے' حضرت ابراھیم علیہ السلام نے سنا تو بڑی خوشی ہوئی اپنی بہو کے منہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور اپنے حال پر مسرت کا اظہار سن کر بے پناہ راحت ہوئی۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے خوش ہو کر کہا اے اللہ! اس شہر کے تمام رہنے

Marfat.com

والوں کے لیے پانی اور گوشت کی فراوانی فرما الحمدللہ آج تک مکہ والوں کو پانی اور گوشت کی کمی نہیں آئی خواہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں حضرت ابراھیم علیہ السلام نے الوداع کہنے سے پہلے بی بی کو فرمایا اسمٰعیل آئیں تو میرا سلام کہنا اور پیغام دینا کہ تمہارے گھر کی دہلیز بہت عمدہ ہے اسے حفاظت سے رکھنا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا۔

رات ہو گئی بعد نماز عشاء حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر آئے محسوس کیا کہ آج گھر میں پھر نور نبوت کی ضیاء باریاں ہوئی ہیں۔ ماحول میں انوار و برکات کے اثرات ہیں بیوی سے پوچھا آج ہمارے گھر کون آیا تھا؟ اس نے بتایا ایک نورانی شکل والا ضعیف مسافر آیا تھا وہ نیچے نہیں اترا صرف آپ سے ملنے کا خواہش مند تھا اور خیریت دریافت کر رہا تھا۔ میں نے ان کے ہاتھ منہ دھلوائے پانی پلایا انکے پوچھنے پر گھر کے حالات بتائے جاتی دفعہ وہ آپ کو سلام کہتے تھے اور کہتے تھے تمہارے دروازے کی دہلیز مجھے بہت پسند آئی ہے اسے حفاظت سے رکھنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بتایا وہ مسافر تو میرے والد حضرت ابراھیم خلیل اللہ تھے وہ تمہارے حسن سلوک سے خوش گئے ہیں اور تمہارے حق میں سفارش بھی کر گئے ہیں کہ میں تمہاری حفاظت بھی کروں اور تمہیں ہمیشہ اپنے ساتھ بھی رکھوں۔

کچھ عرصہ گزرا تو حضرت ابراھیم علیہ السلام کے دل میں پھر ملاقات کا شوق ابھرا، حضرت سارہ علیہا السلام کو کہنے لگے میں دو بار اتنی دور سفر کر کے گیا ہوں مگر اسمٰعیل علیہ السلام سے ملاقات نہیں ہو سکی اس بار مجھے کسی شرط کے بغیر وہاں جانے اور رہنے کی اجازت دو حضرت سارہ علیہا السلام نے آپ کی بات مان لی اور آپ تیسری بار شام سے روانہ ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے دور سے دیکھا کہ ایک خوش شکل نوجوان ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہی اسمٰعیل ہیں آپ زم زم کے کنارے بیٹھے اپنے تیر درست کر رہے تھے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام پاس جا کھڑے ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے پہچان لیا کہ میرے والد مکرم ہیں اٹھے اور نہایت ادب و احترام کے ساتھ ہاتھ پاؤں چومے بے پناہ احترام کے ساتھ ملاقات کی دونوں ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے روایات میں آیا ہے کہ دونوں کی ملاقات کے وقت رونے کی جو آوازیں آئیں اس سے درختوں کے پرندے بھی تڑپنے لگے مکے کی ساری فضا درد و غم سے بھر گئی۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام چھ دن ٹھہرے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بتایا کہ مجھے اتنا ہی حکم دیا گیا ہے کہ یہاں اس کا گھر بیت اللہ بنایا جائے تم میرے ساتھ مل کر یہ تعمیر کرو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے عرض کی اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو میں تعمیر کعبہ میں آپ کا ساتھ

Marfat.com

دوں گا۔

چنانچہ دونوں باپ بیٹا بیت اللہ کی تعمیر میں مصروف ہو گئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ارد گرد کے پہاڑوں سے پتھر اٹھا کر لاتے اور حضرت ابراھیم علیہ السلام اسے نصب کرتے جاتے تفسیر عزیزی کے مئولف نے لکھا ہے کہ بیت اللہ شریف کی تعمیر یکم ذی قعدہ کو شروع کی گئی اور پچیس (۲۵) تاریخ کو مکمل کر لی گی۔

ایک خاص دعا

تعمیر کعبہ کے دوران حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ایک مخصوص دعا مانگی اور وہ یہ تھی۔ "اے اللہ! میری اولاد میں سے ایک ایسا رسول نازل فرما جو لوگوں کے سامنے قرآن تلاوت کی تلاوت کرے، انہیں کتاب الٰہی کی تعلیم دے، انہیں حکمت سے روشناس کرے اور انہیں پاکیزہ اخلاق کی تعلیم دے کر پاک اور نیک بنا دے" اللہ تعالٰی نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور ایک وقت آیا کہ اللہ تعالٰی کے محبوب سیدّ المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعائے خلیل بن کر مکہ مکرمہ میں جلوہ گر ہوئے اور وہ تمام اوصاف لے کر تشریف لائے جن کی حضرت خلیل اللہ نے تمنا کی تھی آپ نے تلاوت قرآن پاک کی تھی، حکمت کو جاری کیا۔ قرآن پاک کو عام کر دیا تھا پھر احادیث نبوی بھی حکمت اللہ کی ایک صورت تھی جیسے حضور نے لوگوں تک پہنچایا۔ تزکیہ نفس سے مراد عرفان الٰہی اور تصوّف کے رموز ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور آپ کی ولادت سے پہلی قومیں اچھی طرح واقف تھیں اور ہر نبی آپ کی آمد کی شہادت دیتا اور اپنی امت کو واقف کرتے آیا تھا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی یہ دعا مکہ میں کی گئی تھی یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نبی مکہ میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس دعا کا ثمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تھی۔ علامہ محی السنہ نے تفسیر خازن میں ایک حدیث شریف لکھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی موجود تھے جب حضرت سیدّنا آدم علیہ السلام کا خاکی قالب ابھی نہیں بنا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہی خاتم المرسلین ہوں اور میں ہی حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور میں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت حضرت سیدّہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے ایک روشنی دیکھی جس سے شام کے محلات دکھائی دیتے تھے۔

Marfat.com

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ پانی پتی نے ابن عامر سے ایک حدیث شریف نقل کی ہے کہ ابن سلام نے اپنے دو (۲) بھتیجوں کو بلا کر کہا کہ اسلام لے آؤ ان کے نام مہاجر اور سلمہ تھا ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور شکل و شباہت تورات میں پڑھی ہوئی تھی ۔ پھر تورات میں یہ بھی لکھا تھا کہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے ایک ایسا نبی مکہ شریف میں پیدا ہو گا جس کا نام احمد ہو گا ابنا سلام کی بات سن کر سلمہ تو ایمان لے آیا مگر مہاجر کفر میں ہی رہا اس کے اس انکار پر اگلی آیت کریمہ نازل ہوئی تھی فرمایا ! جو شخص ملت ابراہیمی سے روگردانی کرتا ہے اس سے بڑھ کر بڑا بیوقوف کون ہو سکتا ہے ۔ صرف جاہل اور کمینہ ہی اسلام سے دور رہ سکتا ہے جو اپنی خواہشات نفسانی سے متاثر ہو کر خدا اور اس کے رسول سے انکار کرے ۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی

سیّدنا ابراھیم علیہ السلام نے اپنے تمام بیٹوں کو بلا کر وصیت کی ۔ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے تمام بیٹوں کو اکٹھا کیا اور وصیت کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین اسلام پسند فرمایا ہے تم اسی پر چلنا اور اسلام کے احکام پر پابند رہنا ۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ حضرت خلیل اللہ کے آٹھ بیٹے تھے حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے بی بی کنطورا سے چھ بیٹے ہوئے تھے ۔ کنطورہ کے والد کا نام یقطن تھا ۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے فوت ہونے کے بعد سیّدنا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے کنطورہ سے شادی کی تھی ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے تھے اور ان کے ایک بھائی کا نام عیص تھا ۔ کہتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام اور عیص دونوں جڑواں بھائی تھے حضرت یعقوب علیہ السلام عیص کے بعد پیدا ہوئے یہی وجہ ہے کہ آپ کا نام یعقوب یعنی بعد میں آنے والا رکھا گیا ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس نام کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے جو آپ کے عقب میں بنی اسرائیل کہلائے ۔

....

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پہنچ کر یہودیوں کو بھی اسلام کی دعوت دی مگر

Marfat.com

ان بدبختوں نے اسلام قبول کرنے کی بجائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت شروع کر دی وہ کہنے لگے حضرت یعقوب علیہ السلام نے مرتے وقت اپنے تمام بیٹوں کو نصیحت کی تھی کہ وہ یہودی مذہب پر قائم رہیں گے۔ قرآن پاک نے ان کا یہ جھوٹ واضح کرتے ہوئے کہا! کیا تم لوگ یعقوب کی موت کے وقت ان کے پاس تھے یہ بات مسلمہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو موت و حیات کا اختیار نہیں دیتا اس وقت تک کسی نبی کو موت نہیں آتی وہ خود زندگی اور موت میں جس چیز کو چاہے اختیار کرتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام موت سے چند دن پہلے مصر میں تھے۔ لوگوں نے آپ کے ہوتے ہی بتوں کی پوجا شروع کر دی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی یا اللہ! مجھے اتنی مہلت دے کہ میں اپنے بیٹوں کو ایک وصیت کر لوں چنانچہ آپ کو مہلت دی گئی۔ آپ نے سب کو طلب کیا اور پوچھا میرے بعد تم کس کی پرستش کرو گے سب نے کہا ہم آپ کے رب، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رب حضرت اسحاق علیہ السلام کے رب اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے رب کی پوجا کریں گے۔ ان حضرات کا دین تو اسلام تھا۔

....

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ
اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ۚ
وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٣٠﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ
قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٣١﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ
وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ
الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ
اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا

Marfat.com

وَّاحِدًا ۖۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٣﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا
كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٤﴾ وَ
قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ
حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٣٥﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ
اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ
رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا
هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ ﴿١٣٧﴾
صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿١٣٨﴾
قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَ
لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿١٣٩﴾ ۙ اَمْ تَقُوْلُوْنَ
اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ
كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٠﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ

Marfat.com

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾

(ترجمہ) اور ابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے سوا اس کے جو دل کا احمق ہے اور بیشک ضرور ہم نے دنیا میں اسے چن لیا اور بیشک وہ آخرت میں ہمارے خاص قرب کی قابلیت والوں میں ہے جبکہ اس سے اس کے رب نے فرمایا گردن رکھ عرض کی میں نے گردن رکھی اس کے لئے جو رب ہے سارے جہاں کا اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹوں بیشک اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان بلکہ تم میں کے خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی جب کہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق کا ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں یہ ایک امت ہے کہ گذر چکی ان کے لئے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمارے لئے ہے جو تم کماؤ اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہو گی اور کتابی بولے یہودی یا نصرانی ہو جاؤ راہ پاؤ گے تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرکوں سے نہ تھے یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کئے گئے موسیٰ اور عیسیٰ اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پاگئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی ہے سنتا جانتا ہم نے اللہ کی رینی لی اور اللہ سے بہتر کس کی رینی اور ہم اسی کو پوجتے ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی اور ہماری کرنی ہمارے ساتھ اور تمہاری کرنی تمہارے ساتھ اور ہم نرے اسی کے ہیں بلکہ تم یوں کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور ان کے بیٹے یہودی یا نصرانی تھے تم فرماؤ کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جس کے پاس اللہ کے طرف کی گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے اور خدا تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں وہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا ان کے لئے ان کی کمائی اور تمہاری کمائی اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہو گی ○

Marfat.com

یہود و نصاریٰ کے باہمی اختلافات کا حل

قرآن پاک نازل ہو رہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے۔ عرب و عجم کے یہود و نصاریٰ میں ایک بحث چلی ہوئی تھی۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ یہودی اپنے مذہب میں سچے ہیں دوسری طرف نصاریٰ کہتے ہیں نہیں یہودی باطل ہیں صرف نصاریٰ ہی سچے مذہب پر چل رہے ہیں۔ قرآن پاک نے ان دونوں کو راہ حق سے دور قرار دیا ہے دونوں مذاہب اپنی افراط و تفریط کی وجہ سے ناقابل عمل ہو چکے تھے۔ قرآن پاک نے ان کے ان اختلافات کا یہ حل پیش کیا کہ تم بنی اسرائیل ہو کر یہودی مذہب کو بہتر جانتے ہو اور نصاریٰ عیسائی ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب کو برتر قرار دیتے ہیں۔ آؤ! تم دونوں اپنے مذاہب کو چھوڑ کر اپنے جد اعلیٰ یعنی حضرت ابراھیم علیہ السلام کے مذہب کو تسلیم کر لو اور ملت ابراھیمی کے پرچم تلے جمع ہو جاؤ اور تم ملت ابراھیم پر آ کر حنیف بن جاؤ کیونکہ حضرت ابراھیم خلیل اللہ مشرک نہیں تھے وہ سچے مسلمان تھے وہ ہمارے پیغمبر تھے اور تمہارے بھی پیغمبر تھے تاکہ یہ اختلاف مذاہب ختم ہو جائے حضرت ابراھیم علیہ السلام یہودیوں کی طرح حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے تھے اور نہ ہی عیسائیوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے وہ اللہ واحد کے ماننے والے تھے اور ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات ان اندیشوں سے منزہ تھی مشرکین مکہ یہود و نصاریٰ سے دو قدم آگے بڑھ کر ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے رہے تھے۔ اسلام ان تمام مشرکانہ عقائد سے ہٹ کر ایک سچا دین پیش کر رہا تھا۔

حنیف اس شخص کو کہتے ہیں جو دین اسلام کے علاوہ تمام ادیان سے منہ پھیر لے۔ یہ آیت کریمہ دراصل مدینہ پاک کے یہودی روسا کے باطل عقائد کے خلاف نازل ہوئی تھی ان روسا میں مالک بن حنیف 'اشرف بن کعب' وہیب' یہودا اور یاسر اخطب جیسے متعصب یہودیوں کے نام آتے ہیں۔ دوسری طرف نجران کے عیسائی پادری ان مباحث میں پیش پیش تھے ان دونوں پارٹیوں کے اراکین ان اختلافات کو عرب و عجم میں پھیلا رہے تھے یہودی دعویٰ کرتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں اور تورات' قرآن پاک اور انجیل سے برتر کتاب ہے۔ وہ نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا احترام کرتے تھے نہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی تسلیم کرتے تھے دوسری طرف نجرانی عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمام انبیاء کرام سے افضل کہتے تھے اور انجیل کو اعلیٰ روحانی کتاب مانتے تھے۔

Marfat.com

وہ قرآن پاک کی پروا نہ کرتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ اسلام نے ان لوگوں کو چیلنج کیا اور کہا کہ آؤ تم ان اختلافی دینوں کو چھوڑ کر صرف حضرت ابراھیم علیہ السلام کا دین قبول کرلو۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کا دین قبول کرو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا دین قبول کرو حضرت یعقوب علیہ السلام کا دین قبول کرو۔ ان صحائف اور کتابوں کو تسلیم کرو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء کرام پر نازل کی تھیں۔ اسلام تو کسی نبی کے درمیان فرق نہیں کرتا وہ تمام انبیاء کرام کو سچا اور برحق تصور کرتا ہے۔ اسلام کسی کو برا نہیں کہتا وہ تمام سچے پیغمبر تھے ان کی ساری کتابیں سچی تھیں، ہاں مراتب میں فرق ضرور ہے مگر ان کی تبلیغ اور دعوت ایک ہی تھی (**تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعد**) ہم نے بعض رسولوں پر بعض کو فضیلت ضرور دی ہے مگر پیغام خداوندی کے پہنچانے میں تمام کے تمام ایک جیسے ہیں ان میں کوئی فرق نہیں اگر تم اس مقام پر یکجا ہو جاؤ تو پھر تمام لوگ ملت ابراھیم کے پیروکار بن جائیں گے اور تمام اختلافات مٹ جائیں گے اور یہی سلامتی کا راستہ ہے۔

صبغۃ اللہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صبغۃ اللہ سے اسلام مراد لیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا رنگ ہے، جس نے انسانوں کے دلوں کو رنگ توحید میں رنگ دیا تھا تفسیر معالم التنزیل کے مؤلف نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ صبغۃ اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جس سے اس کی ذات کے مختلف انوار جھلکتے ہیں۔ نصاریٰ میں ایک رسم تھی کہ جب کوئی غیر مذہب ان کے مذہب میں داخل ہوتا یا ان کا کوئی بیٹا سات دن کا ہو جاتا تو وہ اسے زرد رنگ کے پانی میں نہلاتے تھے (آج کل عیسائیوں کی اصطلاح میں بتسمہ کہتے ہیں) اور بڑی خوشی کا اظہار کرتے تھے اور اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرزند کہہ کر پکارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمایا تم نے اسلام قبول کر کے اپنے آپ کو تمام رنگوں سے اعلیٰ رنگ میں رنگ لیا ہے یہ رنگ اللہ تعالیٰ کی توحید کا رنگ ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا رنگ ہے پکا رنگ کسی پانی سے نہیں اترتا۔ اسی طرح اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی نظریہ اسے خراب نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ نے ایسے رنگ ایسے عقیدے اور ایسے نظریہ کو احسن قرار دیا ہے۔ یہ رنگ کبھی میلا نہیں ہوگا یہ رنگ کبھی پھیکا نہیں پڑے گا۔ یہ رنگ کبھی تبدیل نہ ہوگا اسی طرح ایک سچا مسلمان کسی بیرونی اثر سے اپنا مذہب تبدیل نہیں کرتا مومن دل کا سچا ہوتا ہے طمع اور لالچ سے بے نیاز رہتا ہے۔ بخل، تکبر، حسد اور دوسرے شبہات چھوڑ کر سچا اور صاف ہوتا ہے۔ اس کا ظاہر و باطن صاف ہوتا ہے وہ عالی ہمت

ہوتا ہے۔ وہ صابر اور قانع ہوتا ہے۔ توکل ' زہد ' سخاوت اور تقویٰ اس کے اخلاق میں ابھر آتے ہیں و، اخلاقی بلندیوں پر فائز ہوتا ہے وہ شرک اور بدعت سے دور ہوتا ہے وہ لطیف اور پاکیزہ خیالات کا مالک ہوتا ہے وہ روحانی دنیا میں سیرالی اللہ کے مقام پر ہوتا ہے۔ وہ جبروت اور لاہوت کی منازل طے کرتا جاتا ہے وہ صفات خداوندی کا آئینہ بن جاتا ہے اس آئینہ میں اللہ تعالیٰ نے صبغتہ اللہ کے لفظ میں بڑے اسرار پنہاں رکھے ہیں۔ صوفیا کرام نے ان اسرار کو اپنایا ہے اور پھیلایا بھی ہے۔

حضرت غوث الاعظم سیدّ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے فنا فی اللہ کے مقام کو اسی نقطہ سے پایا تھا۔ آپ کی کتاب فتوح الغیب کا چوتھا مقالہ اسی موضوع پر پھیلا ہوا ہے آپ فرماتے ہیں جب انسان فنا فی اللہ ہو جاتا ہے تو وہ جو چاہے اسی طرح ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی ہستی کو ختم کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہو جاتا ہے اس مقام پر وہ خدا نہیں بن جاتا اور نہ ہی معاذ اللہ وہ خدا کا حصہ بن جاتا ہے بلکہ وہ اپنی ذات کی نفی کر کے صرف ذات حق میں گم ہو جاتا ہے یہ وہ مقام ہے جسے صوفیاء کرام فنا فی توحید کہتے ہیں۔ انسان کے اپنے صفات اپنے ذاتیُ افعال ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے سامنے ذات خداوندی کے علاوہ کوئی چیز نہیں رہتی اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ روحانیت میں ہی اعلیٰ رتبہ اور بلند ترین مقام ہے یہاں ہی ولایت کے مقام مناصب اور مراتب آکر ختم ہو جاتے ہیں اس مقام کو سمجھنے کے لیے سیدّنا عمرفاروق رضی اللہ عنہ کے مقام کو سامنے رکھنا نہایت ضروری ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ وسلم فرمائیں کہ قرآن پاک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوتا ہے۔ یہی مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات سے واضح ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محبوب جب آپ نے کفار کی طرف کنکریاں پھینکی تھیں وہ آپ نے نہیں بلکہ میں (اللہ) نے پھینکی تھیں۔ یہ وہ مقام ہیں جنہیں صوفیاء فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے الفاظ سے بیان کرتے ہیں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے فنافی اللہ کی حقیقت کو سمجھانے کے لیے ایک مثال دی ہے کہ جس طرح گرم لوہا آگ میں رہ کر آگ بن جاتا ہے اور وہ ہر چیز کو اسی طرح جلا دیتا ہے جس طرح آگ جلا دیتی ہے تو لوہے میں آگ کی صفت آجاتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ جسے فنافی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے اسکے افعال اللہ تعالیٰ کے افعال بن جاتے ہیں مولانا روم نے اس نکتہ کو مثنوی میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

آں منم خم خود انا الحق گفتن است
رنگ آتش دارد والا آہن است

Marfat.com

رنگ این آہن محو ایں آتش است
ز آتش می لافد و خامش وش است

چوں بہ سرخی گشت ہمچوں زر کان
پس اناالنار است لافش بے زیاں

شدز رنگ طبع آتش محتشم
گوید اومن آتشم من آتشم

آتشم من گرترا شکے وظن
آزموں کن دست رابرما بزن

یہودیوں کا ایک الزام

یہودیوں کے ہاں ایک پراپیگنڈہ یہ بھی کیا جاتا تھا کہ سیدّنا حضرت ابراھیم علیہ السلام یہودی تھے۔ قرآن پاک نے ان کے اس الزام کو رد کرتے ہوئے فرمایا! وہ تو یہودی نہ تھے پھر یہودیوں نے یہاں تک جھوٹ بولا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے علاوہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد تمام کے تمام یہودی تھے۔ قرآن پاک نے انہیں بتایا کہ "کیا تم زیادہ عالم ہو یا اللہ تعالیٰ"۔ اگر تم سچے ہو تو کوئی شہادت تو پیش کرو کہ یہ انبیاء کرام یہودی تھے۔ وہ تو سارے کے سارے مسلمان تھے۔ سیدّالانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب بھی ہیں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے بھی ہیں یہ لوگ تورات اور انجیل پڑھتے ہیں اور ان کتابوں میں صاف صاف لکھا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دین اسلام پر تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین بن کر اسلام کو دنیا بھر میں پھیلائیں گے۔ ان الہامی کتابوں کی شہادت ان کے پاس موجود ہے مگر یہ ظالم اس شہادت کو جان بوجھ کر چھپاتے پھرتے ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر کسی عالم کو دین سے واقفیت ہے اور اس سے کوئی شخص کوئی مسئلہ پوچھتا ہے اور وہ اسے بتانے سے پہلو تہی کرتا ہے تو قیامت کے دن ایسے عالم دین کے منہ میں آتشی لگام دی جائے گی۔ اسلام نے دین کے مسائل کو عام کرنے کے لیے ہر ایک مسلمان پر واجب کر دیا ہے وہ اپنی بساط کے مطابق دین کی تبلیغ میں سرگرم رہے

Marfat.com

اور کوئی بات نہ چھپائے قیامت کے دن عالم دین سے یہ سوال پوچھا جائے گا کہ آیا انہوں نے تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا ہے یا نہیں۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ
كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا
شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا
جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ
مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى
الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ
وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾
وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا
اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ
اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ

Marfat.com

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

(ترجمہ) اب کہیں گے بیوقوف لوگ کس نے پھیردیا مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے جس پر تھے تم فرما دو کہ پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بیشک یہ بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے بیشک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہروالا ہے ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیردیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیردو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے کوتکوں سے بے خبر نہیں اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور ستمگار ہوگا جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بیشک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں (اے سننے والے) یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے (یا حق وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہو) تو خبردار تو شک نہ کرنا ○

تحویل قبلہ کی وجوہات

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ مکرمہ میں قیام فرما رہے کعبتہ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے آپ ہجرت کر کے مدینہ پاک میں تشریف لے آئے۔ یہاں قیام فرمایا تو اللہ تعالیٰ

نے حکم دیا کہ اب آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کریں چنانچہ آپ نے ادھر منہ کر کے نمازیں ادا کیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر مدینہ کے یہودی بڑے خوش ہوئے اور کہتے اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا دین قبول نہیں کیا مگر ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز تو پڑھتے ہیں۔ بعض یہودی تو یہاں تک کہنے لگے ہمارا قبلہ ہی اصل قبلہ ہے اسی لیے حضور صلی اللہ عیہ وسلم اور ان کے دوستوں نے اپنے قبلہ کو چھوڑ کر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھنا شروع کر دی ہیں۔ ان کی یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے دل گیر ہوئے' صحابہ کو بھی یہودیوں کی یہ بات پسند نہ آئی ابھی تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی مرضی کے مطابق کعبتہ اللہ کو قبلہ المسلمین قرار دے دیا اس کی وضاحت دوسرے پارے میں پائیں گے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی بجائے قبلہ اللہ کی طرف منہ کر کے نمازیں شروع کر دیں تو اب منافقوں اور یہودیوں کو بڑا قلق ہوا اور یہ بیوقوف اب ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔

تحویل کعبہ کے وقت مدینہ پاک میں یہودیوں اور منافقین کی مجالس میں بڑی چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔ یہ لوگ کہتے کہ مسلمانوں کو کس چیز نے بیت المقدس سے ہٹا کر کعبتہ اللہ کو قبلہ بنا دیا ہے ایسا کیوں ہوا۔ قرآن پاک نے ایسی باتیں کرنے والوں کو بے وقوف کہا ہے یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مشرق و مغرب دونوں ایک جیسے ہی ہیں وہ جسے چاہتا ہے اس کو ہدایت کی راہ دیتا ہے اس معاملہ میں منافقین اور یہودیوں کو کیا حق ہے کہ مسلمانوں پر نکتہ چینی کرتے رہیں؟

امت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک عتدال پسند امت ہے

قرآن پاک نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کوثر و تسنیم کی امت کو "وسط امت" کہا ہے یہ ایک ایسی اعتدال پسند قوم ہے جو اقوام عالم میں افضل ہے جس طرح ہم نے اسے بیت المقدس سے منہ پھیر کر کعبتہ اللہ کو قبلہ قرار دینے کا حکم دیا ہے اور ان لوگوں نے بلا چوں و چرا ہمارے حکم کی تعمیل کی ہے اسی طرح یہ ان تمام احکام پر سر تسلیم خم کرنے والی امت ہے جو احکام ان کی ہدایت کے لیے نازل کئے جاتے ہیں۔ یہ امت یہودیوں کی طرح افراط و تفریط کا شکار نہیں ہے۔ یہ نہ تو حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا فرزند قرار دیتے ہیں یہ انصاف پسند لوگ ہیں عدل و انصاف پر کاربند ہیں۔ اور ہمیشہ نیک باتوں پر اتفاق کرتے ہیں۔ اس امت کا اجماع ہمیشہ نیکی پر ہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

تفسیر مظہری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ ایک دن بعد از نماز عصر سیّد المرسلین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قیامت تک کے حالات و واقعات بیان کر دیئے۔ ان حالات کو بیان کرتے کرتے شام کے سائے پھیلنے لگے۔ اور درختوں کے سائے لمبے ہو گئے آپ نے فرمایا۔ قیامت کو بس اتنا تھوڑا وقت رہ گیا ہے جتنا آج کے دن کا یہ آخری وقت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج سترّ امتوں کا زمانہ ختم ہو گیا ہے اب تم لوگ آخری امت ہو۔ مگر سب امتوں سے افضل اور اعلیٰ ہو قیامت کے دن دوسری امتیں اپنے انبیاء کی آمد سے انکار کر دیں گی۔ ان کی تبلیغ اور دعوت سے انکار کریں گی۔ اور برملا کہیں گی کہ نہ ہم نے ان نبیوں کو دیکھا تھا۔ اور نہ اس کے تبلیغی کاموں سے واقف ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کو حکم دے گا اس سلسلہ میں اپنے گواہ لاؤ۔ اس وقت صرف امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو گی جو گواہی دے گی کہ تمام انبیاء علیہم السلام لوگوں کی ہدایت کے لیے کام کرتے رہے ہیں مگر یہ بدبخت لوگ اپنے پیغمبروں کی باتوں سے ہمیشہ انکار کرتے رہے ہیں۔ وہاں کفار کہیں گے تم لوگ تو ہمارے مرنے کے بہت بعد پیدا ہوئے تھے۔ تمہیں ہمارے کفر اور انکار کا کیا علم ہے۔ مسلمان کہیں گے کہ ہم اس رسول کی امت ہیں جو تمام اقوام عالم اور انبیاء کے حالات کو جانتے ہیں وہ تمام انبیاء کی تصدیق کرنے کا حکم دیتے رہے ہیں اور ان کی امتوں کے کردار سے آگاہ کرتے آئے ہیں۔ ہماری راہنمائی کے لیے قرآن پاک نازل ہوا تھا۔ سابقہ انبیاء نے اپنے امتوں کو جو احکام دیئے تھے قرآن پاک نے ان کا ذکر کیا ہے۔ تم لوگوں نے ان احکام سے روگردانی کی تھی۔ یہ ساری بات قرآن پاک نے ہمیں بتائی تھی اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سیّدالمرسلین کو طلب فرمائے گا آپ اس بات کی شہادت دیں گے کہ میری امت نے میری اتباع کی تھی مگر کافر لوگ سابقہ انبیاء کی دعوت سے ہمیشہ انکار کرتے رہتے ہیں۔

تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شہادت دیں گے۔ نور نبوت کے جلووں سے ہر امتی کا ایمان اور منصب جگمگا اٹھے گا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے ایک ایک امتی کے حالات کو جانتا ہے۔ اسی طرح آپ ہر شخص کے احوال سے واقف ہیں۔ آپ امت کے تمام گناہوں کو جانتے ہیں۔

Marfat.com

آپ امت کے تمام صالحین کے مقامات و مراتب کو پہچانتے ہیں ۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن ایک ایک فرد کی شہادت دیں گے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے ہر فرد ' صحابہ ' اہل بیت ' ازواج مطہرات ۔ صالحین امت حتیٰ کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور مہدی تک کے ایک ایک فرد کے حالات جانتے ہیں ۔ آپ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے عشق ' حضرت امام مہدی کی آمد ' دجال کے ظہور ' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے ایک ایک واقعہ کو جانتے ہیں ۔ آپ کے سامنے حاضر ' غائب ' دور و نزدیک سب یکساں ہیں ۔ لوگوں کے اعتقاد اور ان کے انکار سے واقف ہیں اور قیامت کے دن اپنی امت کے احوال سے واقف ہیں اور قیامت کے دن اپنی امت کے متعلق شہادت دیں گے ۔ میدان حشر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کوثر و تسنیم کی شان سب سے اعلیٰ اور ارفع ہو گی آپ اپنی امت کے اوصاف بیان فرمائیں گے تو تمام انبیاء کرام حیران رہ جائیں گے ۔ دوسری امتیں اپنے پیغمبروں کے کمالات سے انکار کرتی رہیں گی مگر حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ایک ایک فرد پر نظر رحمت فرما کر اللہ تعالیٰ سے بخشش حاصل کریں گے ۔

تحویل قبلہ کے نتائج

بیت المقدس سے کعبتہ اللہ کو قبلہ قرار دینے کے مختلف نتائج بر آمد ہوئے ۔ مسلمانوں کو ایک منفرد ممتاز قبلہ کی حیثیت حاصل ہو گئی ۔ اور ادیان عالم سے ہٹ کر کعبتہ اللہ عبادت کا مرکز قرار دے دیا گیا ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی آرزو پوری ہو گئی ۔ آپ کی نگاہیں بار بار تقاضا کرتی تھیں ۔ کہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام اور سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کا تعمیر کردہ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا جائے پھر جو لوگ سچے مسلمان تھے ان کے امتحان ہو گئے یہ سچے مسلمان اشارہ پاتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کعبتہ اللہ کی طرف رخ کرنے پر آمادہ ہو گئے اور بلا چون و چرا اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی مظاہرہ کیا مگر دوسری طرف یہودی بڑے سیخ پا ہوئے ۔ کہ صدیوں کا قبلہ بیت المقدس آج مسلمانوں کے لیے قبلہ نہ رہا بلکہ ایک تاریخی اور مذہبی مقام قرار دیا جانے لگا ۔ پھر وہ منافقین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو اپنے اغراض کے نکتہ نظر سے دیکھا کرتے تھے ۔ جل گئے اور یہودیوں کے پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر اسلام چھوڑ کر چلے گئے یہ منافق تو تھے ہی اب مرتد ہو کر کہنے لگے ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا ؟ قبلہ بدل لیا ؟ ان کی منافقت عیاں ہو گئی ۔ تحویل کعبہ کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ کامل الایمان تو

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں رہ گئے مگر جن کے ایمان کمزور تھے ۔ یا دلی طور پر منافق تھے کھل کر سامنے آگئے ۔

حضرت مولانا رافت رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر رؤفی میں اس مسئلہ پر بڑی لطیف گفتگو فرمائی ہے کہ جن دنوں مسلمانوں نے کعبتہ اللہ کو قبلہ اپنا لیا تو یہودیوں نے یہ بحث چھیڑ دی کہ جن مسلمانوں نے سابقہ دنوں میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھی ہیں ۔ ان کا کیا بنے گا ؟ اگر یہ قبلہ درست نہیں تھا ۔ تو تمہاری نمازیں بے کار گئیں ۔ اور تم گمراہی میں عبادت کرتے رہے اگر وہ قبلہ درست تھا تو پھر اسے چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی ۔ پھر اس دوران جتنے مسلمان انتقال کر گئے وہ تو گمراہی کی موت مرے تھے ۔ ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ براء اور سعد جیسے فوت ہو چکے تھے ۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ دراصل اللہ تعالیٰ کے حکم کی اتباع کا نام عبادت ہے اللہ تعالیٰ کا پہلے حکم تھا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کریں ۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے پیش نظر پڑھتے رہے اب اللہ نے حکم دیا کہ کعبتہ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں ہم ادھر منہ کر کے نمازیں پڑھنے لگے ۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں ۔ ہمیں کسی مکان ' سمت یا رخ کی پابندی نہیں کرنی صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہودیوں کے اعتراضات بیان کئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ایمان کو ضائع نہیں کرنا چاہتا وہ تو اپنے حکم کا پابند دیکھنا چاہتا ہے ۔ جو مسلمان اس کے حکم کے پابند رہے وہ صاحب الایمان تھے ۔ ان کی نمازیں درست تھیں ۔ ان کی موت ایمان پر ہوئی ۔ تفسیر مدارک اور خازن میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ ایمان پسند ہے جو اس کے احکام کے تابع ہو ۔ اور مسلمانوں کا ایمان تو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی ہی تھا ۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت فرض ہے وہ جس طرف سجدہ کرنے کا حکم دے گا قبلہ وہی ہوگا ۔ نمازیں ادا کرو اور شرک نہ کرو ۔ قرآن و حدیث میں امت کے اجماع کو اصل ایمان قرار دیا گیا ہے ۔ قبلہ کی تحویل کا حکم ہوا تو اہل ایمان نے اجتماعی طور پر اس حکم کو قبول کیا ۔ پھر اس پر پابندی کی یہی ایمان کی علامت ہے ۔ " تم اللہ تعالیٰ کے لئے مل کر عبادت گزار بن جاؤ " اس میں بھی اجماع امت کا مظاہرہ ہے نماز کا قائم کرنا ۔ پھر نماز کی حفاظت کرنا ۔ نماز کی پابندی کرنا پانچ وقت نماز کا ادا کرنا ہی ایمان ہے ۔

مفسرین نے لفظ کتاب کا معنی فرض لکھا ہے ۔ اس معنی پر کسی مفسر کو اختلاف نہیں رسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بنی الاسلام علی خمس) اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں ان میں ایک نماز ہے مختلف احادیث میں نماز کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے اور نماز ہی ایمان کی بنیاد ہے یہ دین کا ستون ہے اگر اسے ترک کر دیا جائے تو ایمان کی عمارت گر جاتی ہے اب نماز کی ادائیگی کے لئے مختلف شرائط ہیں انسان پاک اور صاف ہو' وضو صحیح طریقہ سے کیا جائے' نہایت آداب سے بجا لایا جائے۔ رکوع و سجود کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے عہد لیا ہے۔ اور جو لوگ اس عہد پر قائم رہتے ہیں ان کی ہی نماز کامل ہے۔ جو لوگ اس عہد کی پابندی نہیں کرتے انہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو بخش دے وہ غفور الرحیم ہے ورنہ اس کا حکم یہ ہے کہ رکوع و سجود کو خشوع و خضوع سے ادا کیا جائے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر اپنے بیگانے سب کے سب متفق ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

دل مسجد الحرام یقین قبلہ من است
جنت دگر ندارم اے صاحب حقیقت

بیرون لبنہ قدم زسر راہ محمدی
گر عارفی تو محرم اسرار حقیقت

اے یار قبلہ ہر کس براہ خویش
تو قبلہ ہمای کن قبلہ حقیقت

سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دیرینہ آرزو

مدینہ پاک کے قیام کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی آرزو تھی کہ بیت المقدس کی بجائے کعبتہ اللہ کو قبلہ قرار دیا جائے۔ آپ اس کے لئے بار بار آسمان کی طرف نگاہیں اٹھاتے اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس آرزو کو پورا کیا اور قرآن پاک نے اعلان کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ آپ کا چہرہ انور بار بار آسمانوں کر طرف اٹھتا ہے اور ہم آپ کی دلی آرزو کو بھی دیکھتے ہیں کعبتہ اللہ کو قبلہ قرار دے کر آپ کو خوش کر دیں گے مسجد اقصیٰ کی بجائے کعبتہ اللہ کو قبلہ قرار دیں گے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی اس آرزو کو پورا کر دیا اور دنیا کے یہودی اور منافقین دیکھتے رہ گئے۔

Marfat.com

سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام زندگی بھر کعبتہ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے یہ سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تک جاری رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت داوٗد علیہ السلام کو خصوصی اجازت دی گئی کہ وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں پھر یہ روایت تمام بنی اسرائیل میں جاری رہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے آپ ہمیشہ کعبتہ اللہ کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے تاج رسالت سے سرفراز ہونے کے بعد بھی آپ کعبتہ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے اس طرح آپ کی تیرہ سالہ رسالت کی زندگی کعبتہ اللہ کو ہی قبلہ مانتی رہی ہجرت کے بعد حکم ہوا۔ کہ اب آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کیا کریں۔ اس سے یہودیوں کو بڑی خوشی ہوئی کہ مسلمانوں نے ہمارے ہی قبلہ کو قبلہ تسلیم کرلیا ہے۔ مگران کے شرارت پسند لوگ مسلمانوں کا مذاق بھی اڑاتے اور طعنہ زنی بھی کرتے اور کہتے دیکھا۔ ہمارا قبلہ مسلمانوں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام یہودیوں اور کفار کی ایسی باتیں سن کر بڑے آزردہ خاطر ہوتے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور بار بار آسمانوں کی طرف اٹھتا جو آپ کی قلبی کیفیت کا اظہار ہوتا تھا۔ ایک دن آپ مسجد بنی سلم میں تشریف فرما تھے۔ اور یہ ہجرت کا سولہواں مہینہ تھا رجب کی پندرہ تاریخ اور ظہر کا وقت تھا۔ آپ نے ابھی نماز ظہر کی دو رکعت ادا کی تھیں۔ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تحویل کعبہ کا حکم سنایا۔ آپ نے اس نماز کو توڑا کعبتہ اللہ کی طرف رخ کیا اور صحابہ کرام بھی خود بخود آپ کی اتباع میں کعبہ رو ہو گئے اس مسجد کا نام آج تک مسجد قبلتین ہے۔

اس آیت کریمہ میں پہلے تو خصوصی حکم ہے پھر عام حکم ہوا۔ یہ عام حکم تمام امت کے لئے تھا تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کعبتہ اللہ کو یاد کرتے۔ اس کی جدائی کا درد محسوس کرتے یہ کعبتہ اللہ خلیل اللہ نے تعمیر کیا تھا اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قلبی لگاوٗ تھا۔ آپ ملت ابراھیمی کے اعلیٰ ترین فرزند تھے۔ جو شرف اور بزرگی کعبتہ اللہ کو تھی وہ کسی دوسرے گھر کو حاصل نہ تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام اس مقام کے تقدس اور احترام کو تسلیم کرتے تھے۔ ایک دن حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنی قلبی کیفیت سے آگاہ کیا اور کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میری سفارش کریں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کا ایک بندہ ہوں اس کے جلال کے سامنے میرا سفارش کرنا بڑی جرات کی بات ہے آپ رسول بھی ہیں - اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہیں پھر آپ کو راضی کرنے اور راضی رکھنے کا وعدہ بھی دیا گیا ہے پھر تمام مخلوق کے مسائل کو حل کرنا اور انہیں حل کرانا آپ کا منصب ہے - حضرت جرائیل علیہ السلام یہ باتیں کرتے ہوئے چلے گئے مگر حضور صلی اللہ علیہ و سلم بڑی آرزو سے آسمانوں کی طرف دیکھتے رہے - یہ آیت کریمہ نازل ہوئی سابقہ احکام منسوخ ہوئے اور کعبتہ اللہ کو قبلہ مسلمین قرار دیا گیا مفسرین نے لکھا ہے قرآن پاک کی یہ پہلی آیت کریمہ ہے جس کی رو سے اللہ تعالیٰ کے سابقہ احکام منسوخ ہوئے تھے اسی آیت کریمہ کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے مختلف احادیث بیان فرمائیں اور فقہائے کرام نے اسی آیت اور احادیث کے ماتحت کعبتہ اللہ کو قبلہ قرار دیتے ہوئے نماز کے لئے واجب قرار دیا ہے اس آیت کریمہ سے صرف تحویل کعبہ کا ہی حکم نہیں آیا - بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کے لئے مسجد قرار دے دیا - وہ جہاں چاہیں کھڑے ہو کر نماز ادا کر سکتے ہیں -

....

اہل کتاب کو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی آمد آپ کی نبوت اور آپ کی رسالت پھر آپ کے خاتم النبین ہونے کے علاوہ آپ کی شکل و صورت سے پوری پوری واقفیت تھی - وہ تورات اور انجیل میں آپ کی آنے کی بشارتیں پا چکے تھے اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی زندگی کا ایک ایک واقعہ پہلے ہی یاد کرا دیا گیا تھا - وہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو ایسے بلاشک و شبہ پہچانتے تھے جس طرح ایک انسان اپنی اولاد کو پہچانتا ہے مگر حسد اور بغض نے ان لوگوں کو اسلام کی دولت سے محروم رکھا - تفسیر خازن میں سیدّنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک روایت درج ہے کہ ایک دن سیدّنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں دریافت کیا - کیا واقعی تم لوگ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو پہچانتے ہو - انہوں نے بتایا ہم حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو بلاشک و شبہ اس قدر پہچانتے ہیں جس طرح ہم اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے عبداللہ ابن سلام (جو یہودی تھے) اسلام لائے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی رسالت کا اقرار کیا ایسے ہی بہت سے حق پسند یہودی دامن اسلام میں داخل ہوئے تھے -

....

Marfat.com

ایک بڑی نعمت

تورات میں لکھا تھا۔ کہ نبی آخر الزماں سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے اور وہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے بنائے ہوئے کعبتہ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کریں گے۔ تورات میں یہ بھی لکھا تھا کہ کعبتہ اللہ کو قبلہ قرار دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک دلیل ہو گا۔ انہیں یہاں تک معلوم تھا۔ کہ کعبتہ اللہ کو جس روز قبلہ قرار دیا جائے گا بہت سے لوگ حسد و بغض کی وجہ سے آپ کی اس دلیل نبوت سے انکار کریں گے اب منافقین مدینہ اور یہودیوں نے مسلمانوں پر اعتراضات کرنے شروع کر دیئے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے وطن کی محبت کی وجہ سے کعبتہ اللہ کو قبلہ تسلیم کر رہے ہیں۔ اگر یہ سچے نبی ہوتے تو تمام انبیاء کرام کے قبلہ کو کیوں چھوڑتے۔ اب مکے کے مشرکین یہودیوں کے ساتھ مل کر کہتے تم نے دیکھ لیا محمد تو اپنا قبلہ بدلتا رہتا ہے۔ اس قسم کے اعتراضات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شکستہ خاطر تھے۔ مسلمانوں کو بھی تکلیف پہنچی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا ہے۔ آپ ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ کعبہ کو ہی اپنا قبلہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے کعبتہ اللہ کے استقبال کا قرآن پاک میں چھ بار ذکر کیا ہے اگرچہ اس ذکر کی حکمتیں تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں مگر ہمیں ظاہری طور پر معلوم ہوتا ہے کہ تحویل کعبہ اپنے محبوب کی دلدہی اور دلداری کے لئے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو کو پورا کرنا تھا۔ اور آپ کو خوش کرنا مقصود تھا۔ کعبتہ اللہ کی عظمت کو دنیا بھر میں منوا دیا گیا۔ تفسیر روٗفی کے مؤلف نے قبلہ کی تقرری پر ایک عجیب نکتہ پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقربین کا قبلہ عرش معلیٰ ہے جہاں انوار الٰہیہ کی بارش ہوتی رہتی ہے اور ارواح کا قبلہ کرسی ہے۔ کروبیاں اور دوسرے ملائیکہ کا قبلہ بیت المعمور ہے۔ دعاؤں کا قبلہ آسماں ہے۔ انبیاء کرام کا قبلہ بیت المقدس ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے محبوب کا قبلہ کعبتہ اللہ ہے۔

ے میرا قبلہ اور ہے قبلہ کا قبلہ اور ہے

یہودیوں نے کہنا شروع کر دیا۔ بیت المقدس ہمارا قبلہ تھا مسلمان اس سے محروم ہو گئے مشرکین مکہ نے اعلان کیا کہ کعبتہ اللہ ہمارا قبلہ تھا۔ ہم نے مسلمانوں کو جدا کر دیا۔ اس طعن و تشنیع کے باوجود مسلمانوں کا مرکز کعبتہ اللہ قرار دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراھیم علیہ السلام کے تعمیر

Marfat.com

کردہ کعبہ کا شوق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی رضا کو بھی پورا کر دیا یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت تھی۔ آج کے بعد نماز ادا کرتے وقت کعبتہ اللہ کی طرف منہ کرنا فرض ہو گیا پھر مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں، سفر میں ہوں، حضر میں ہوں، شمال میں ہوں، جنوب میں ہوں، مشرق میں ہوں، مغرب میں ہوں، نزدیک ہوں یا دور ہوں۔ ان کا قبلہ کعبتہ اللہ ہے اور اس کا احترام ان کے دلوں میں ہو گا۔

....

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو بڑی اہمیت دی ہے وہ اپنے بندوں سے اپنے ذکر کو جاری رکھنا چاہتا ہے وہ اپنے ذکر کرنے والوں کو یہاں تک نوازتا ہے کہ اگر وہ اسے یاد کریں گے تو وہ بھی انہیں اسی طرح یاد کرے گا اس خالق کریم کی اپنے بندوں پر یہ شفقت ہے جس کا جس قدر شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

حدیث قدسیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی شہادت عبادت کا بہترین درجہ ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اس کے ذکر کو تازہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی شکل میں اسے نوازے گا بندہ اس کی اطاعت کرے گا وہ اس کی نصرت کرے گا۔ بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرے گا وہ اپنے بندے کو مصائب میں یاد فرمائے گا۔ بندہ اس کی توحید کا ذکر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی جنت سے نوازے گا بندہ خلوص سے یاد کرے گا۔ وہ اسے نجات کے انعام سے نوازے گا۔ بندہ اسے دل میں یاد کرے گا وہ اپنی بخشش سے مالا مال کر دے گا۔ بندہ دعاؤں میں پکارے گا۔ وہ اسے قبولیت کی صورت میں نوازے گا۔ بندہ اسے مجلس میں یاد کرے گا وہ اس بندے کا ذکر مجالس میں عام کر دے گا۔

حضرت محی السنہ قدس سرہ نے تفسیر خازن میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے وہم و گماں سے بھی قریب تر ہے اگر بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ دل میں یاد کرے گا تو میں اس کی یاد کو آسمانوں اور زمینوں میں عام کر دوں گا۔ اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرے گا تو میں اس کا ذکر فرشتوں کی مجالس میں جاری کر دوں گا۔ اگر کوئی بندہ میری طرف ایک انچ بڑھے گا میں اس کی طرف ایک گز بڑھ آؤں گا صاحب خازن نے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہے وہ میت کی طرح بے جان ہے کسی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام اعمال سے بہترین عمل کیا ہے آپ نے فرمایا ذکر خداوندی۔ اگر مرتے وقت کسی کے ہونٹ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے

Marfat.com

ہلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن شفیق رحمتہ اللہ علیہ کی ایک روایت صاحب تفسیر مظہری نے لکھی ہے۔ کہ ہر انسان کے دل میں دو گھر ہوتے ہیں۔ ایک گھر میں اللہ تعالیٰ کا فرشتہ رہتا ہے اور دوسرا شیطان کا گھر ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان وہ گھر چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو شیطان دوبارہ آجاتا ہے۔ ذکر الٰہی سے غافل دل پر خطرات منڈلاتے رہتے ہیں اور وسوسے ڈالتے رہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ کی ایک روایت ہے جسے مسلم شریف میں درج کیا گیا ہے صاحب تفسیری مظہری نے بیان کی ہے۔ کہ مردوں اور عورتوں میں ذکر خدا وندی کرنے والے درجہ اول میں کھڑے ہوں گے نیک بندے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کی غفلت کے پردے دور کرتے ہیں غفلت سے دل سیاہ ہو جاتے ہیں۔ شریعت کے تمام افعال جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قولی ہوں یا فعلی تمام کے تمام ذکر خداوندی میں آتے ہیں۔ حضور دل اور خلوص نیت سے ذکر الٰہی کرنا بہتر ہے۔ اخلاص کے بغیر اور حضوری دل کے بغیر ذکر کرنا خالی خالی بات ہے جو مومن نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں وہ تمام عذابوں سے بچ جاتے ہیں۔ (لاالٰہ الا اللہ) افضل ترین ذکر ہے پھر چاروں کلمے بھی افضل ذکر ہیں۔ دنیا بھر کے کلاموں میں صرف قرآن پاک کی آیات کریمہ ہی افضل کلام ہے اسی طرح تمام اذکار سے افضل کلمہ کا ذکر ہے۔ تفسیر عزیزی کے مئولف نے لکھا ہے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور اس کے ساتھ بے پناہ عطا کردہ نعمتوں کا شکر بھی ادا کیا جائے غفلت میں گزرنے والا سانس اہل حقیقت کے نزدیک کفر ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل چمک اٹھتے ہیں۔ انہیں اطمینان کی دولت ملتی ہے۔

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔ یا الٰہی میں اکثر تیری عبادت میں مشغول رہتا ہوں۔ تیرا ذکر اور شکر کس طرح ادا کروں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "دل کو ہماری یاد سے غافل نہ رکھو پھر جس کام میں بھی مصروف رہو گے ہمارا ذکر ہوتا رہے گا" جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو اس کے لئے دوگنا کر دیتا ہے۔ جو شخص اپنے گناہوں سے استغفار کرتا رہتا ہے وہ گناہوں سے نجات پاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سفر معراج کے دوران ایک ایسا شخص نظر آیا جو عرش کے نور سے بھرپور تھا۔ میں نے فرشتوں سے پوچھا کہ یہ بھی کوئی نورانی فرشتہ ہے انہوں نے بتایا نہیں یا رسول اللہ یہ فرشتہ نہیں یہ انسان ہے مگر اس کی ساری زندگی ذکر خداوندی میں گزری اور اس کی زبان سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا تھا یہ زندگی بھر اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

گھروں میں خدمت کرتا رہا۔ والدین کی خدمت کرتا رہا۔ جس طرح ہر دھات کے لئے صیقل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر دل کے لئے صیقل ہے عذاب خداوندی سے روکنے والی چیز صرف ذکر الٰہی ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے پیارے صحابی تھے آپ نے بتایا کہ میں نے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابودرداء میں تمہیں ایک چیز بتانا چاہتا ہوں جو سب عبادتوں سے افضل ہے۔ سونا چاندی خرچ کرنے کے باوجود یہ چیز حاصل نہیں ہوتی۔ کفار سے جہاد کرنے سے بھی افضل ہے صرف اور صرف ذکر الٰہی ایک ایسی چیز ہے جو تمام عبادتوں سے افضل ہے اگر جھولیاں بھر بھر کر غریبوں میں روپیہ تقسیم کیا جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذکر افضل ہے۔ جنت میں لوگوں کو جس چیز کی حسرت ہو گی وہ یہ ہو گی کہ انہوں نے اپنی زندگیوں میں ذکر الٰہی زیادہ نہیں کیا۔ ہر گلی اور کوچے فرشتوں کی ایک جماعت ان لوگوں کو تلاش کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبان اور اپنی مجالس کو معمور رکھتے ہیں پھر ایسے مقامات کو جہاں ذکر الٰہی ہو رہا ہو۔ اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں لوگوں کو بلاتے ہیں کہ آؤ اور اس محفل میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شریک ہو جاؤ۔ فرشتوں کی قطاریں آسمانوں سے اترنا شروع ہو جاتی ہے اور اہل ذکر پر برکات نازل کرتی ہیں جب یہ مجلس اختتام کو پہنچتی ہے تو یہ فرشتے آسمانوں کی طرف لائے جاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان ذکر کرنے والوں کا تذکرہ کرتے ہیں اور ان بندوں پر اس کی رحمت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ ! یہ لوگ تیرے ذکر میں مشغول تھے تسبیح و تہلیل کر رہے تھے اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کیا ان کا ذکر کرنے والوں نے مجھے دیکھا تھا وہ کہتے ہیں نہیں یا اللہ ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا کیفیت ہوتی فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تیرے دیدار سے فیض یاب ہوں تو تیرے ذکر میں تڑپ تڑپ کر جان دے دیں گے اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے وہ کیا چاہتے ہیں۔ فرشتے بتاتے ہیں یا اللہ ! وہ تیری رضا اور تیری محبت کے طلب گار ہیں تیرے جلال اور تیری دوزخ سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا ان لوگوں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں نہیں ! یا اللہ۔ وہ اگر دیکھ لیتے تو انہیں زیادہ خواہش ہوتی اللہ تعالیٰ فرشتوں کی اس بات پر بڑا خوش ہوتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ میں نے ان تمام اہل ذکر کو بخش دیا ہے۔ ان کے گناہ معاف کر دیئے ہیں ان کے لئے جنت وقف کر دی ہے فرشتو ! تم گواہ رہنا یہ لوگ میری رضا کے طالب تھے میرے ذکر سے سرشار تھے میری بخشش ان کے لئے عام ہے۔

صحاح کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ بن جبل رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کو نمازوں کے بعد ذکر کا حکم دیا کرتے تھے جس طرح نماز اور صبر سے امداد لینا ضروری ہے۔ تو اہل ایمان کے لئے ذکر خداوندی کا سہارا لینا ضروری ہے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کو مصر کے ظالم بادشاہ نے اپنے محل میں طلب کیا تو خلیل اللہ نماز پڑھنے لگے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو گئے اس نماز اور ذکر کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے سارہ کو محفوظ رکھا۔ ایک بار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے تھے لوگوں نے محسوس کیا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں اس عالم ناامیدی میں آپ کی بیوی ام کلثوم دوڑی دوڑی مسجد میں داخل ہوئی اور نفل پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگی اور فاذکرونی اذکرکم کا ورد کرنے لگی اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالرحمٰن کو صحت بخش دی یہ روایت تفسیر عزیزی میں موجود ہے۔ جسے فاضل مؤلف نے حاکم اور بیہقی سے درج کیا ہے ایک راہب تھے جس کا نام جورتج تھا۔ لوگوں نے اسے زناکاری کی تہمت میں پکڑ لیا اس نے اسی وقت دو نفل ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی رہائی کے اسباب پیدا کر دیئے نماز گناہوں کو مٹاتی ہے خواہش سے محفوظ رکھتی ہے۔ منکرات سے دور رکھتی ہے۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ

هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۗ اَيْنَ مَا تَكُونُوا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ

جَمِيْعًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۗ

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ

شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۙ

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۙ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾

Marfat.com

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾

(ترجمہ) اور ہر ایک کے لیے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں تم کہیں ہو اللہ تو سب کو اکٹھا لے آئے گا بے شک اللہ جو چاہے کرے اور جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں اور اے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے مگر جو ان میں ناانصافی کریں تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لیے ہے کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ

وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ

وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَ

بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا

Marfat.com

لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَ رَحْمَةٌ قف وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿١٥٧﴾ اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ
مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ج فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ط وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا لا فَاِنَّ اللّٰهَ
شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿١٥٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ
وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ لا اُولٰٓئِكَ
يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿١٥٩﴾ لا اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا
وَ بَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ج وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٠﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ
وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٦١﴾ لا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ج لَا يُخَفَّفُ
عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿١٦٢﴾ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٣﴾ ع

(ترجمہ) اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ

Marfat.com

جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر جا کر حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان ○

شہداء کی زندگی

شہداء کی زندگی کے متعلق قرآن پاک نے ہمارے یقین کو حق الیقین بنا دیا ہے وہ مرتے نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جان دے کر ابدی زندگی کے مالک بن جاتے ہیں۔ میدان بدر میں چودہ صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا تھا۔ جن میں آٹھ انصاری تھے اور چھ مہاجر تھے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انہیں مردہ نہ کہو! وہ زندہ ہیں تمہیں ان کی زندگی دیکھنے کا شعور نہیں ہے تفسیر خازن میں حضرت محی السنہ نے لکھا ہے۔ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ شہداء مرتے نہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے وہ آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے ہیں شہیدوں کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کی طرح محفوظ ہوتی ہیں وہ بہشت کی سیر کرتے ہیں اور رات دن اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سرشار رہتے ہیں۔ تفسیری معالم التنزیل تفسیر خازن تفسیر مظہری نے مسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شہداء کو شام اور صبح رزق بہم پہنچایا جاتا ہے صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ شہداء کے علاوہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام وفات کے بعد ایک خاص زندگی حاصل کر لیتے ہیں اولیاء اللہ کے روح پورے

Marfat.com

اختیارات کے مالک ہوتے ہیں اس موضوع پر شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعتہ اللمعات میں اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فتوح الغیب میں تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے۔

حضرت جامی کے تبرکات

سر سربازار صرافان عشق
زیر ہر کان دوکان دیگر است

کشتگان خنجر تسلیم را
ہرزماں ازغیب جان دیگر است

دل خورد زخمے زدیدہ خوں چکد
ہم چنیں زخم از کمان دیگر است

جن حضرات نے میدان جنگ میں جہاد کرتے ہوئے شہادت پائی انہیں ابدی زندگی ملی ہے۔ لیکن جنہوں نے اپنے نفس سے ساری زندگی جہاد کیا تھا وہ بھی ابدی زندگی پاتے ہیں ان میں اکثر عارفان الٰہی فنافی اللہ کے مقام پر ہیں۔ انہوں نے خواہشات نفس کو مار دیا تھا۔ وہ بھی ہمیشہ کی زندگی کے مالک ہوئے ہیں۔

ابتلاء کے ثمرات

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بعض اوقات ابتلا میں ڈال کر آزمائش فرماتا ہے اور یہ آزمائش کئی قسم کی ہو سکتی ہیں دشمنوں کا خوف ' بھوک ' پیاس ' مال و دولت کے ضائع ہونے ' جانوں کی قربانی دینے اور پھلوں سے بھرے ہوئے باغوں کے برباد ہونے اور دوسری کئی قسم کی آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو اس وقت ان آزمائیشوں کا احساس ہوا جب وہ اپنے گھربار چھوڑ کر مدینہ منورہ پہنچے اہل و عیال کی جدائی گھربار سے محرومی اور وطن سے دوری کے سارے تکلیف وہ حالات سے گزرنا پڑا پھر مدینہ پہنچ کر بھی دشمنوں کا خوف منافقین کی چالیں۔ یہودیوں کی سازشیں مسلمانوں کے سر پر منڈلاتی رہتی تھیں عرب کے تمام قبائل اسلام کے درپے تھے مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے دشمن تھے ایک وقت آیا کہ جنگ خندق کے موقعہ پر عرب کے سارے قبائل سمٹ کر مدینہ پر

Marfat.com

حملہ آور ہوئے سورۃ احزاب میں ان مشکلات کی تفصیل بیان کی گئی ہے یہ ساری مصیبتیں اس لئے اُمڈ کر آتی تھیں کہ مسلمانوں کے ایمان کو آزمایا جا سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاد میں نکلو گے تو تمہارے مال اسباب حتیٰ کہ اولاد اور عزیزوں کی جانوں تک کو قربان کرنا پڑے گا ایک وقت آیا کہ خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک کی ابتلا پر کئی دنوں تک کھانا نہ کھایا اور پیٹ پر پتھر باندھ لئے سیدّنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آزمائش کا وقت آیا تو آپ نے جنگ تبوک کی تیاری کے وقت اپنی زندگی کا سارا اثاثہ قربان کردیا تفسیر عزیزی میں اس ابتلاء کا ایک واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر نکلے جبکہ آپ نے چار روز سے کھانا نہیں کھایا تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے دروازے پر استقبال کیا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا صدیق میں نے چار روز سے کھانا نہیں کھایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی کئی روز سے کھانا نہیں کھا سکا یہ تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا بھر کے خزانوں کے مالک تھے اور جہاں بھر کا رزق تقسیم کرنے پر مامور تھے۔ آپ کی بھوک میں آزمائش (ابتلاء) تھی۔ پھر مال کی قربانی کا وقت آیا تو مشرکین مکہ نے مسلمانوں کا تمام مال و اسباب چھین لیا اور اہل ایمان خالی ہاتھ نکل پڑے۔ مدینہ پاک میں پہنچے تو وہاں مالی حالات درست ہوئے تو زکوٰۃ صدقہ اور خیرات کے احکام آگئے پھر یتیموں، مسکینوں اور غریبوں کی کفالت کی ذمہ داریاں آگئیں۔ مدینہ میں کاشت کاری شروع ہوئی فصلیں لہلہانے لگیں باغ پھل سے بھرے بھرے نظر آنے لگے۔ تو عرب کے کفار ٹوٹ پڑے فصلیں تباہ ہوگئیں کھیت اجڑ گئے۔ باغ ویران کردیئے گئے ان مراحل سے گزرے تو میدان جہاد میں جانوں کے نذرانے دینے پڑے۔ اپنے عزیزوں کی قربانی دینا پڑی جہاد کے مشکل سفر شروع ہوئے تپتے ہوئے صحراؤں میں بھوک اور پیاس کی شدت کا سامنا کرنا پڑا اس طرح مہاجر اور انصار مختلف ابتلاء سے گزرتے رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان احد میں اپنے ستّر (۷۰) جاں نثاروں کو قربان ہوتے دیکھا۔ یہ آزمائش کم نہیں تھی جنگ بیر معونہ شروع ہوئی تو اس میں آپ کے ستّر (۷۰) جان نثار قربان ہوگئے مدینہ کا کوئی ایسا گھر نہ تھا جس کا کوئی نہ کوئی فرد شہید نہ ہوا ہو۔ اور آہ و زاری کی آوازیں بلند نہ ہوئی ہوں پھر بعض ایسے غازی لوٹ کر آئے جو کانوں، آنکھوں اور دوسرے اعضاء سے محروم ہو چکے تھے۔ مدینہ کے اردگرد باغات اجاڑ دیئے گئے بیٹے اور بیٹیاں سامنے قربان ہوئیں۔ حضرت شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے مسلمانوں کی ان آزماشوں کا ایک تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ان ایمان والوں نے اتنے مصائب دیکھے مگر جب وہ اپنے

Marfat.com

پاؤں پر کھڑے ہوئے زکوٰۃ صدقہ اور خیرات کی ادائیگی سے نہ رکے یہ آلام و مصائب ابتلاء اور آزمائش کی مختلف صورتیں تھیں۔

ابتلاء کے بعد بشارتیں

تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہر وہ کام جس سے انسان ناخوش ہو۔ دکھ اور مصیبت میں شمار ہوتا ہے حضرت عمر فرماتے ہیں (**نعم العدلان و نعم العلاوت**) پھر یہ صبر۔ یہ برداشت یہ اللہ تعالیٰ کے شکر کے مقامات اہل ایمان پر گزرتے ہیں تفسیر خازن ' تفسیر عزیزی ' تفسیری مظہری اور خلاصۃ التفاسیر کے مؤلفین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث جسے موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے لکھی ہے کہ جب کسی مومن کا بیٹا مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو پوچھتا ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دیکھنے والا ہے) کیا تم نے اس شخص کے بیٹے کی جان لی ہے کیا تم نے اس شخص کے دل کا میوہ توڑا ہے فرشتوں نے اقرار کیا ہاں اللہ ! یہ ہمارا فرض تھا اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ میرے اس بندے نے اس سانحہ پر کیا کہا۔ فرشتے کہیں گے یا اللہ تعالیٰ اس نے تیری حمد کی ' صبر کیا **انا للہ و انا الیہ راجعون** کہا۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا۔ اس کے لئے ایک بہت بڑا مکان بنایا جائے اس کا نام بیت الحمد رکھا جائے اور اسے اس کے صبر کے بدلے میں اس کے حوالے کر دو۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ جو لوگ مصیبت کے وقت **انا للہ و انا الیہ راجعون** کہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بہت اجر دے گا اسے اس کا بہتر بدلہ دے گا۔ مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ نقصانات پر صبر کرنا صرف امت رسول کا ہی خاصا ہے یہ کسی دوسری امت کے حصے میں نہیں آیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام پر مصیبت آئی تو آپ نے پکارا **یا اسفی** ہائے افسوس ! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے مصائب پر صبر کرنے کے ارشاد پر فخر فرمایا ہے سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مومن میں چار صفتیں پائی جاتی ہوں اس کا گھر جنت میں ہوتا ہے۔ جو مصیبت کے وقت **انا للہ و انا الیہ راجعون** پڑھتا ہے دوسرے جب اسے اللہ سے کوئی نعمت ملے تو الحمد اللہ کہے تیسرے اس سے کوئی برائی ہو تو **استغفر اللہ** پڑھے۔ چوتھے اپنے تمام کاموں کو اللہ کی رضا کے لئے کرے اور (**و افوض امری الی ا**

Marfat.com

اللہ) کہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی روایت کی ہے کہ اگر کسی شخص کو دیر کے بعد ایک مصیبت کا احساس ہو یا اسے دیر کے بعد سنا ہو تو اس وقت بھی **اناللہ وانا الیہ راجعون** پڑھ لے اسے بھی تازہ اجر و ثواب ملے گا۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھے میں ایک بار کانٹا چبھا تو آپ نے **اناللہ وانا الیہ راجعون** کہا میں نے نزدیک جا کر دیکھا تو ایک معمولی سے کانٹا تھا۔ میں ہنس پڑی اور عرض کی یا رسول اللہ آپ پر مرے ماں باپ قربان ہوں آپ اتنی سی بات پر **اناللہ وانا الیہ راجعون** پڑھتے ہیں۔ آپ نے تبسم فرمایا میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور نہایت پیار سے کہا۔ عائشہ! تم جانتی ہو بعض اوقات اللہ تعالیٰ چھوٹے سے زخم کو بھی بڑا بنا دیتا ہے جو آگے چل کر مصیبت بن جاتا ہے اس لئے ایسے مقام پر بھی **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھنا چاہئے سیدنا عمر فاروق کے جوتے کا ایک تسمہ ٹوٹا تو آپ نے **اناللہ وانا الیہ راجعون** کہا۔ ایک بار نماز باجماعت ادا نہ ہو سکی تو **اناللہ وانا الیہ راجعون** پڑھا۔ کسی مصیبت کو صبر سے کم کر لینا ہی مومن کی نشانی ہے ایسے مومن کو جنت میں تین سو درجات ملیں گے اور ہر درجہ زمین و آسمان سے بڑا ہو گا۔

حضرت ابراھیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے فوت ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی عزیز کی وفات پر رونا رحمت ہے۔ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کی وفات پر بڑے روئے اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی مصیبت کے وقت صبر کرنا صبر حکمی ہے مگر مصیبت کے اثرات پر صبر کرنا صبر حقیقی ہے اہل حقیقت کا تو یہ رویہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر پاؤں میں جوتا بھی نہیں پہنتے وہ شریعت کی حدود سے تجاوز نہیں کرتے۔ اہل حقیقت ہمیشہ شریعت کے پابند رہے ہیں اور آزمائشوں میں صبر و رضا کا پورا پورا مظاہر کرتے رہے ہیں۔

شعائر اللہ کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے صفا و مروہ پہاڑیوں کو شعائر اللہ قرار دیا ہے اور جو شخص حج یا عمرہ ادا کرنے آتا ہے اس کے لئے ان پر سعی کرنا یا طواف کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے مکہ کے قرب و جوار کی یہ دونوں پہاڑیاں

Marfat.com

ہیں جن پر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی طرح دوڑنا (سعی کرنا) ضروری ہے حج کا لغوی معنی قصد کرنا ارادہ کرنا) اور عمرہ کا معنی زیارت ہے شعائر اللہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو کہا جاتا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں حج کرنا قصد کرنا اور دوسری عبادات اور مناسک کے ادا کرنے کا نام ہے مگر اس آیت کریمہ میں حج و عمرہ عبادات ہیں وہ مکہ مکرمہ میں پہنچنے کے بعد ادا کرنا ضروری ہیں اس آیت کریمہ کی شان نزول بیان کرتے ہوئے مفسرین نے لکھا ہے کہ قبل از تاریخ ایک شخص مرواسات نامی نے کعبتہ اللہ میں ایک عورت سے زنا کیا تھا اس عورت کا نام نائلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے یہ دونوں پتھر بن گئے تھے لوگوں کو ان کی اس حرکت سے ندامت بھی آئی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے عبرت بھی حاصل ہوئی چنانچہ دونوں کو کعبتہ اللہ تعالیٰ سے اٹھا کر قریب پہاڑیوں پر رکھ دیا۔ مرد کو صفا پر اور عورت کو مروا پر رکھا گیا۔ صدیاں گزر گئیں مشرکین نے ان پتھروں کو خدا بنا کر پوجنا شروع کر دیا اسلام کی روشنی آئی تو مسلمانوں نے ان دونوں بتوں کو اٹھا کر توڑ پھوڑ دیا اور پہاڑوں کو پاک کر دیا ان پہاڑیوں پر مناسک حج ادا ہونے لگے سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی سنت کو زندہ کیا گیا۔ نائلہ اور اساف بتوں کو مشرک پوجتے رہے بعض لوگ صفا مروہ پر دوڑنے سے انکار کرتے رہے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان بتوں کا ابھی تک ان پہاڑوں پر اثر ہے لہٰذا ان پہاڑوں کو اچھا جاننا بھی شرک ہے اللہ تعالیٰ نے ان پہاڑوں کو شعائر اللہ قرار دے کر ان کے خیالات کو رد کر دیا اور اعلان کیا کہ یہ پہاڑیاں تو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ ان پر دوڑنا ضروری ہے اس کے ترک کرنے سے حج مکمل نہیں ہوتا حاجی لوگ صفا و مروہ سے واپس آکر کعبتہ اللہ کا طواف کرتے ہیں اس طرح حج کے دوران میدان عرفات میں جانا ضروری ہے تفسیر رؤفی کے مؤلف نے حج اور عمرے کے درمیان فرق بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عمرے کے دوران عرفات میں جانا ضروری نہیں عمرہ ادا کرنے والا مکہ کے باہر سے واپس آکر طواف کر سکتا ہے۔ اگر وہ مکہ کا مقامی ہے پھر بھی شہر سے باہر ہو کر واپس آئے وہ احرام کے بغیر بھی طواف کر سکتا ہے حج تو سال میں صرف ایک بار ہی ہوتا ہے مگر عمرہ ہر روز ادا کیا جا سکتا ہے حج کے دوران احرام باندھنا فرض ہے میدان عرفات میں ٹھہرنا ضروری ہے طواف زیارت کرنا واجب ہے۔ مزدلفہ میں قیام کرنا صفا مروہ پر دوڑنا جمرہ کرنا۔ یہ سارے مناسک حج ہیں صحابہ کرام کے زمانہ میں صفا اور مروہ پر دوڑنے میں اختلاف پایا جاتا تھا اسی طرح تابعین کے بھی مختلف اقوال بیان کئے ہیں حضرت ابن عباس، حضرت مجاہد، حضرت ابن زبیر، حضرت عطا رضی اللہ عنہم کا خیال ہے کہ صفا و مروہ پر دوڑنا مستحب ہے حضرت شافعی رحمتہ اللہ علیہ صفا مروہ پر دوڑنا ثواب قرار دیتے ہیں مگر حضرت امام

Marfat.com

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک صفا و مروہ پر دوڑنا واجب ہے تفسیر روئی میں لکھا ہے جو شخص صفا و مروہ پر دوڑنا ترک کرے اس پر دم پڑے گا یعنی اسے ایک قربانی دینا ہوگی کچھ عرصہ کے بعد تمام امت نے اس بات پر اجماع کیا اور اس بات پر مشاہیر امت متفق ہو گئے کہ صفا و مروہ پر دوڑنا واجب ہے یہ سرکار دو عالم کی سنت موکدہ ہے آپ صفا و مروہ پر دوڑا کرتے تھے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس کام کو واجب قرار دیتے ہیں اور جب بھی حج کرنے گئے صفا و مروہ پر دوڑے۔

حج کے بعض مناسک

حج پر حاضر ہونے والوں کے لئے (بشرطیکہ وہ مقامی نہ ہوں) کعبتہ اللہ کا طواف واجب ہے ایک حاجی کے لئے ضروری ہے کہ وہ گھر سے روانہ ہوتے ہی یا میقات پر پہنچتے ہی احرام باندھ لے اور کعبتہ اللہ میں حاضری دے سات بار خانہ کعبہ کا طواف کرے اسے طواف جدوم کہا جاتا ہے۔ مقام ابراہیم یا اس کے نزدیک دو نوافل ادا کرے پھر صفا اور مروہ پر سات مرتبہ دوڑے (سعی کرے) پھر مکہ مکرمہ میں احرام باندھتے ہی قیام کرے ساتویں ذی الحجہ کو اپنے امام سے خطبہ سنے آٹھویں ذالحجہ کو منا میں پہنچے اور نویں حج کو صبح تک منا میں رہے پھر وہاں سے عرفات میں جا کر وقوف کرے دھوپ نکل آنے کے بعد پھر منا میں چلا آئے جمرے کے لئے سات سات کنکریاں مارے اگر توفیق ہو تو قربانی دے قربانی کے بعد سر کے بال کترائے۔ اب وہ آزاد ہے عورت سے جماع کے بغیر اسے تمام حلال چیزوں کے کھانے کی اجازت ہے پھر احرام کھول دے اسی دن یا دوسرے تیسرے دن سات مرتبہ طواف بیت اللہ کرے۔ طواف کے بعد عورت سے جماع کرنے کی اجازت ہو جاتی ہے۔ پھر مسجد منا میں پھرنا چاہئے مسجد خیف کے پاس والے شیطان پر جمرہ کرے پھر دوسرے شیطان پر جمرہ کرے پھر تیسرے پر جمرہ کرے دوسرے دن تینوں جمروں پر کنکریاں مارے اس کے بعد کعبتہ اللہ کا طواف کرے ان مناسک کی ادائیگی کے بعد حج مکمل ہو جاتا ہے۔

خدائی احکام کو نظر انداز کرنے والے

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی سخت سرزنش کی ہے جو احکام الہیہ کو پس پشت ڈال کر عام لوگوں کو حق کے راستے سے محروم رکھتے ہیں۔ جو لوگ الہامی کتابوں کی تعلیمات کو چھپا کر اپنی خواہشات کی باتیں کرتے ہیں اور حق کو چھپاتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے۔ تفسیر مظہری کے مئولف گرامی

Marfat.com

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے (بینات) کا معنی وہ شہادت لیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی نبوت اور رسالت کی تصدیق کے لیے ضروری ہے۔ پھر سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کے بعد ان کے فضائل اور کمالات کو تسلیم کرنا بھی بینات میں شامل ہے اللہ تعالیٰ کے احکام ہدایت کی راہیں ہیں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام کو چھپاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس لعنت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام مخلوق شامل ہے جس میں جن و انس تمام کے تمام شامل ہیں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عطاء کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس لعنت میں فرشتے۔ جن۔ اور انسان سب شامل ہیں حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں آج تک جس قدر نیک انسان فوت ہوئے ہیں وہ بھی ایسے لوگوں پر لعنت بھیجتے ہیں حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس لعنت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ دنیا پر قحط اور بیماریوں کی حکمرانی ہوتی ہے اور حق چھپانے والے علماء کی غلطی سے ساری مخلوق عذاب میں مبتلا ہوتی ہے۔ ایسے کفار جو احکام خداوندی کو ماننے سے انکار کرتے رہے ہیں مرنے کے بعد عذاب کے فرشتوں کے نرغے میں ہوتے ہیں ان پر عذاب ہوتا ہے وہ چیختے اور چنگاڑتے ہیں۔ ان کی یہ دردناک آوازیں جنوں اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوقات سنتی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر دو مسلمان ایک دوسرے پر لعنت بھیجتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی لعنت کا مستحق نہیں تو وہ یہودیوں کے زمرے میں شمار کئے جائیں گے۔ یہودی علماء اپنی نفسانی خواہشات کے پیش نظر حق کو چھپاتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت سے چشم پوشی کرتے رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم عطا فرمایا اور وہ اسے چھپاتا ہے۔ لوگوں تک نہیں پہنچاتا تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آتشی لگام ہوگی اور لوگ دیکھیں گے کہ یہ عالم دین شریعت کے احکام کو چھپاتا رہا ہے۔

توبہ کرنے والے

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ جو لوگ گناہوں میں مبتلا رہے اگر وہ سچے دل سے توبہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی توبہ قبول فرما کر انہیں معاف کر دیتا ہے تفسیر عزیزی میں اصلحوا کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جو لوگ حق کو چھپانے سے باز آگئے اور لوگوں کی اصلاح کے لیے نکل آئے اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے گا۔ یہودیوں کے علماء حق پوشی کی بیماری میں گرفتار تھے۔ وہ

Marfat.com

حضور سیدّ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر آپ کی رسالت اور نبوت کو چھپاتے رہے وہ ایک سخت گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو بھی توبہ کرنے کا اختیار دیا ۔ اور ان کے لیے معافی کا اعلانِ فرمایا بشرطیکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کا اقرار کرتے ہوئے حق کی بات کریں ۔

اسلام میں توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی برائیوں اور گناہوں پر پشیمان ہو ۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر راہ ہدایت پر آئے ۔ جو علماء عوام کے اعتقاد بگاڑ کر توبہ کرنا چاہیں ان کے لیے لازم ہے کہ وہ عوام الناس میں ہی توبہ کریں ۔ آج بد عقیدہ علماء کے لیے بڑا اچھا موقع ہے کہ وہ اپنے بدعقیدوں سے توبہ کر کے اہل سنت کا راستہ اختیار کریں ۔ رافضی ' خارجی معتزلہ ' جبری ' قدری ' مرزائی ' بے دین ' نیچری جیسے بہت سے بدعقیدہ لوگ توبہ کر کے راہ راست پر آسکتے ہیں ۔ حافظ لکھوی وہابی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ پہلے انسان مذہب سے ہٹ کر ملحد اور لا مذہب بنتا ہے ۔ پھر نیچری بنتا ہے اور نیچری عقیدہ سے آگے مرزائیت قبول کرنے کو تیار ہو جاتا ہے ۔ مرزائیت کی تاریخ پر تحقیقی نگاہ ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ ان کی اکثریت دین سے بیزار ۔ نیچری قسم کے لوگوں کی ہے ۔ آج زندگی میں توبہ کرنے کی ضرورت ہے موت کے منہ پر کھڑے ہو کر توبہ کرنا تو ایسا ہی ہے جیسے فرعون نے غرق ہوتے ہوئے توبہ کا اعلان کیا تھا ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " توبہ کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا " پھر اللہ کا فرمان ہے " کہ اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے " جو شخص گناہ کرنے کے بعد نادم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا ۔ توبہ النصوح تو بہت بڑی بلند پایہ کی توبہ ہے ۔

اللہ کی وحدانیت کا اعلان

مشرکین مکہ کے لیے یہ بات بڑی حیران کن تھی ۔ کہ دنیا کے اتنے سارے کام ایک خدا سرانجام دے سکتا ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان کیا ۔ عرب کے کفار اور مشرکین کانپ اٹھے ان کی عقل و فکر میں یہ بات آہی نہیں سکتی تھی کہ کائنات کے سارے امور کو ایک ذات چلا سکتی ہے ۔ قرآن پاک نے اعلان فرمایا کہ " یاد رکھو اللہ ایک ہے اس کے بغیر کوئی معبود نہیں ۔ " تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ مشرکین مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی دلیل کیا ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " اللہ ایک ہے اس کا کوئی

Marfat.com

شریک نہیں اس کی کوئی نظیر نہیں وہ خالق ہے وہ مالک ہے اس کی نہ اولاد ہے نہ اس کا کوئی ماں باپ ہے وہ جسم اور اعضاء سے پاک ہے وہ جہت و مکان سے بے نیاز ہے" تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ ایک دن قریش مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں تو دعا کریں کہ کوہِ صفا سونے کا بن جائے۔ ہم اپنے دشمنوں کے خلاف امیر بن جائیں۔ ہماری قوت کی دھاک بیٹھ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میں کوہِ صفا کو سونا بنا دوں مگر کیا یہ دوبارہ کفر اختیار نہیں کریں گے اگر انہوں نے ایسا کیا تو میں انہیں عذاب میں مبتلا کر دوں گا" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی "یا اللہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دے۔ میں خود ان سے نپٹ لوں گا۔ میں انہیں ہر روز تیری توحید کا پیغام دیتا رہوں گا مگر تیرا عذاب بڑا دردناک ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس التجا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ
بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ
فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ
وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا
لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ یَرَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ
لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ
اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ

Marfat.com

الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ
مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ
عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾

(ترجمہ) بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقل مندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہا نہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں اور کیسی ہو اگر دیکھیں ظالم وہ وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے آئے گا اس لیے کہ سارا زور خدا کو ہے اور اس لیے کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیروؤں سے اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گی ان سب کی ڈوریں اور کہیں گے پیرو کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم ان سے توڑ دیتے جیسے انہوں نے ہم سے توڑ دی یونہی اللہ انہیں دکھائے گا ان کے کام ان پر حسرتیں ہو کر اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں ○

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام زمین و آسمان کا مالک ہے اور خالق ہے اس نے زمینوں آسمانوں کو پیدا فرمایا وہ دن اور رات کے نظام کو چلانے والا ہے وہ ان جہازوں کی نگرانی کرتا ہے جو بے پناہ وسیع سمندروں میں چلتے ہیں۔ ان جہازوں سے لوگوں کو نفع بخشتا ہے۔ پھر اپنی بارشوں کو برساتا ہے اور مردہ زمین کو سرسبز کر کے زندگی بخشتا ہے تمام جانوروں کو غذا مہیا کرتا ہے ہواؤں کو چلاتا۔ بادلوں کو برسنے کا حکم دیتا ہے اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان تمام اشیاء پر کنٹرول رکھتا ہے۔ یہ اس قوم کے لیے بڑی اہم چیز ہے جو عقل کی دولت سے مالا مال ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ کائنات ارضی کے ذرہ ذرہ سے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ظاہر ہوتی بتائی ہیں۔

Marfat.com

اہل علم نے ان نشانیوں کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے ۔ آسمانوں کے سات طبقوں میں طرح طرح کے چمکتے ہوئے ستارے اور سیارے ہیں ان میں بے شمار ستارے ۔ سات سیارے اور کئی قسم کے ثوابت سفر کر رہے ہیں ان میں سے بہت سے تو چراغوں کی طرح روشنی پھیلاتے ہیں یہ سات سیارے آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں ۔ علم ہیت سے واقف لوگ ان سیاروں کی رفتار اور اثرات کو اچھی طرح جانتے ہیں ۔ پھر زمین میں اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نشانیاں ہیں ۔ یہ درخت ' یہ پہاڑ ' یہ پھلوں سے بھرے ہوئے پودے ' یہ رنگا رنگ پھول ' پھر غلے سے بھرے ہوئے خوشے ' بہتی ہوئی نہریں ' رواں دواں دریا ' پہاڑوں کے دامن میں چھپی ہوئی کانیں ' خزانوں سے اٹھی ہوئی معدنیات تمام اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں ۔ وہ اس سرزمین پر امیروں اور غریبوں کو رزق دیتا ہے اولاد آدم علیہ السلام کو ہر جگہ سے رزق ملتا ہے اس زمین پر سجدہ کی جگہ کعبتہ اللہ کو بنایا ہے جہاں اپنے حبیب پاک کی آرام گاہ بنائی اس پر انوار الہیہ کی بارش ہوتی رہتی ہے ۔ آسمانوں کے فرشتے اس مقام پر رشک کرتے ہیں اور انوار الٰہی کی جو بارش اس جگہ ہوتی ہے وہ آسمانوں کو بھی نصیب ہیں ۔

ادب گاہے ایست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بانیرید ایں جا

یہ زمین بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک ہے اس نے رات دن کے ادوار کو مختلف انداز سے بنایا ہے رات کے اندھیرے خلوت گاہ بن گئے ۔ اجالے جلوت کدہ بن گئے ۔ رات کو آرام کا وقت بنا دیا اور دن کو طلب معاش کے لیے بنا دیا ۔ رات کے اندھیرے پردہ ہیں اور دن کی روشنیاں جلوے ہیں ۔ یہ تمام کی تمام اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی تفصیل سے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو واضح کیا ہے وہ فرماتے ہیں ۔ سمندروں کی موجوں پر تیرتے ہوئے جہاز اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں ۔ یہ لوگوں کو ہزاروں میل کا سفر کرا کے کنارے تک سلامتی سے پہنچا دیتے ہیں پانی کی وسعتیں چڑھتے ہوئے سورج سے لے کر ڈوبتے ہوئے سورج تک نظر آتی ہیں ۔ سورج چاند ستارے یہ سب اللہ تعالیٰ کی علامتیں ہیں پانی کے طوفان ' دریاؤں کا بپھرنا ' سمندروں کی موجیں سب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں ایک ملک سے دوسرے ملک تک مختلف قسم کی اشیاء کا تبادلہ طرح طرح کے میوے اور غلہ اور جانور مختلف سواریوں سے نقل و حرکت کر رہے ہیں یہ تمام اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں ۔

آج ہزاروں میلوں کے فاصلے بلا مشقت اور تھکاوٹ طے ہو رہے ہیں ۔ تھوڑے وقت میں ہزاروں

Marfat.com

میل کا سفر ہوتا ہے پھر جہازوں کی آمد و رفت میں لوگوں کو بے پناہ تجارتی منافع میسّر ہو رہا ہے۔ تجارتی قافلے اور مال و اسباب سے بھرے جہاز ایک ملک سے دوسرے ملک کو جا رہے ہیں۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں پھر آسمانوں سے برسنے والا پانی ہر مقام پر تازہ اور میٹھا ہے۔ کہیں بھی نمکین، کڑوے یا رنگ دار پانی کی بارش نہیں ہوتی۔ مردہ زمین بارشوں سے زندہ ہو جاتی ہیں۔ رنگا رنگ درخت بوٹے اور پھول اگتے ہیں میووں سے بھرے ہوئے باغ پھولوں سے بھرپور باغات بہاروں کی جان فزا ہوائیں صاف اور شفاف پانی سے بہتی ہوئی نہریں تمام کی تمام اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ خشکی اور سمندروں میں ہزاروں قسم کے جانور بنا دیئے اس میں موذی جانور بھی ہیں اور انسانی خوراک مہیا کرنے والے بھی سانپ، بچھو، چیونٹیاں، مکڑی ایسے جانور ہیں جو خود بخود پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اونٹ، گائے، بکری جیسے جانور انسان کی خدمت کے لیے عام کر دیئے گئے لاکھوں قسم کے چرند اور پرند پیدا کر دیئے گئے یہ تمام حیوانی کائنات اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ ایسے جانور جن میں حشرات الارض شامل ہیں توالد و تناسل کے بغیر ہی زیر زمین پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بارش کی آمد طوفانوں کے چلنے ہواؤں کی رفتار سے ہزاروں جاندار پیدا ہوتے ہیں اور لاکھوں جڑی بوٹیاں ظاہر ہوتی ہیں پھر آسمانوں کا پانی بارش کے قطروں میں چھن چھن کر آتا ہے اور ان کی زندگیوں میں توانائی اور تازگی بخشتا ہے ماہرین حیاتیات کی تحقیق ہے کہ اگرچہ ہزاروں جانور دریاؤں اور سمندروں کی اتھاہ گہرائیوں میں زندہ رہتے ہیں۔ لیکن اگر ان پانیوں پر بارش نہ ہو تو یہ سارے جانور اندھے ہو جائیں۔ درختوں کے جنگلات کے زیر سایہ حیوانات تمام بارش کی آمد کے مرہون منت ہیں ورنہ درخت سوکھ جائیں۔ اور جانور مر جائیں درختوں کی ٹہنیوں پر بیٹھے ہوئے پرندے جو یاد الٰہی میں مشغول رہتے ہیں تمام اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں کائنات ارضی کی زندگی کی علامت وہ ہوائیں ہیں جو چھ طرف سے چلتی ہیں۔ ان میں سرد گرم ٹھنڈی خشک ہوائیں موجود ہوتی ہیں۔ یہ تمام ہوائیں موسموں کی تبدیلی کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ طوفانوں کو نرم نرم ہواؤں سے بدل دیتا ہے پھر طوفان کی زد میں آنے والے جہاز سمندروں کی پنہائیوں سے تیرتے نکل جاتے ہیں۔ یہی ہوائیں چرند و پرند اور دوسرے حیوانات کو زندگی بخش جاتی ہیں۔ یہ ہوائیں کئی بار لشکروں کی فتح و شکست کا باعث بنتی ہیں۔ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ بعض دفعہ طوفانی ہواؤں نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ عاد و ثمود پر چلنے والی ہواؤں نے قوموں کے غرور کو خاک میں ملا دیا تھا۔ پھر ایسی ہوائیں صحت کی علامت اور بیماریوں کا ذریعہ بھی ہوتی ہیں۔ ہوائیں بادلوں کو کھینچ کر لے آتی ہیں اور گھرے بادلوں کو اڑا کر دور بھی لے جاتی

Marfat.com

ہیں۔ یہی ہوائیں باد صبا بن کر خوشبو بکھیرتی جاتی ہیں اور یہی ہوائیں باد نسیم بن کر پھول کھلاتی جاتی ہیں۔ میوؤں کو مٹھاس بخشنے والی ہوائیں اور پتوں کو علیحدہ کر دینے والی ہوائیں۔ تمام اہل بصیرت اور اہل ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہواؤں سے ڈرو۔ ان سے بچو! انہیں برا بھلا نہ کہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہوتی ہیں۔ اور اللہ کی نشانیاں ہیں۔ ایسی ہواؤں کو دیکھ کر اللہ کی مدد طلب کرتے رہا کرو۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت حاتم کی روائت بیان کی ہے کہ قرآن پاک میں جہاں جہاں ریاح کا لفظ آیا ہے اس سے مراد رحمت کی ہوائیں ہیں۔ جہاں جہاں ریح (واحد) لفظ آیا ہے وہاں عذاب الٰہی کی علامت ہے قرآن پاک میں چار قسم کی ہوائیں رحمت والی بیان کی گئی ہیں اور چار قسم کی ہوائیں عذاب الٰہی کی علامتیں بتائی گئی ہیں۔ قرآن پاک نے ان آٹھ قسم کی ہواؤں کا ذکر فرمایا ہے مفسرین اور محققین نے ان مقامات پر بڑی لطیف گفتگو فرمائی ہے بادل لانے والی ہوائیں رحمت کی علامت ہیں۔ باد نسیم رحمت کی علامت ہے مگر باد خزاں درختوں کو پتوں سے ننگا کر دیتی ہے اسی طرح باد سموم گرمی لے کر آتی ہے۔ اگر آسمانوں پر ہمیشہ بادل چھائے رہتے اور یہ ہوائیں انہیں ادھر ادھر نہ لے جاتیں تو ہم آفتاب کی روشنی اور چمک سے محروم ہو جاتے۔ زمین پر ہمیشہ تری رہتی اور درخت پودے اور فصلیں تباہ ہو جاتے۔ اسی طرح اگر یہ ہوائیں بادلوں کی گھٹاؤں کو نہ لاتیں تو ہم دھوپ اور گرمی سے تڑپ جاتے اور سارے درخت اور فصلیں جھلس جاتے۔ یہ تمام نشانیاں اس کائنات ارضی کے بنانے والے نے اپنی حکمت سے موجود رکھیں ہیں ایک لحظہ میں تمام آسمان ابر آلود ہو جاتا ہے۔ اور ایک لحظہ میں بادل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جاتے ہیں۔ قوس قزح، صاعقہ، رعد، برق اور گرج چمک بادلوں کو لانے اور بھگانے میں مصروف رہتی ہیں۔ یہ تمام چیزیں خالق کائنات کے مظاہر کا اظہار ہیں عقل و خرد رکھنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کی ان حکمتوں پر غور کرتے ہیں۔ اس کی نشانیوں سے اس کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔ احادیث نبوی میں اس آیت کریمہ کی بڑی وضاحت فرمائی گئی ہے۔

....

اہل ایمان کا اللہ تعالیٰ سے محبت کا انداز

اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کی اللہ تعالیٰ سے محبت کا ایک یہ انداز بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کو بن دیکھے اپنا محبوب اور معبود مانتے ہیں اور اس کی راہ میں جان و مال قربان کرتے جاتے ہیں۔ یہ محبت کا انداز انوکھا بھی ہے۔ اور انسانی عقل و خرد کے پیمانے میں بھی نہیں سما سکتا۔ وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے علاوہ اس کے انبیاء۔ اولیاء اور صالحین امت سے بھی محبت رکھتے ہیں۔ پھر والدین سے محبت اور اولاد سے محبت یہ تمام محبت بھی اس ان دیکھے خدا کے احکام کی اتباع میں ہے۔ ان دنوں بعض ناواقف لوگ ایسی محبت کو بھی حب غیر اللہ تعالیٰ کہہ کر شرک قرار دے دیتے ہیں۔ حالانکہ انبیاء و رسل، اولیاء اللہ اور نیک بندوں سے محبت تو ایمان کا حصہ ہے۔ ان علماء کے ہاں کسی کی خدمت میں نذر، نذرانہ یا نیاز دینا بھی شرک کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ساری چیزیں ان بزرگان دین کے ارواح کو ایصال ثواب کرنا ہے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ایسی نذر نیاز اور ایصال ثواب کے قائل تھے۔ مگر بعض توحید کے دعویدار انہیں بھی مشرک قرار دیتے ہیں۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا نام لیے بغیر کسی دوسرے کا نام لے کر ذبح کرتا ہے وہ حرام ہے۔ اس سے کسی کو اختلاف نہیں کہ بسم اللہ کی بجائے کسی ولی یا نبی کا نام ذبح کو حرام کر دیتا ہے مگر کسی نبی۔ امام یا مجتہد کا حکم ماننا تو شرک نہیں (واطیعو االلہ واطیعو االرسول واولی الامر منکمم) میں اللہ رسول اور صاحب امر کی اطاعت ضروری ہے۔ حافظ لکھوی اپنی تفسیر میں ایسی اتباع کو بھی شرک لکھتا ہے۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہوا ہے کہ چھ اشخاص کی اطاعت فرض ہے پیغمبر، مجتہد، امام، شیخ طریقت (استاد) خاوند، والدین کی اطاعت فرض قرار دی گئی ہے اطاعت کے معنی عبادت نہیں۔ بلکہ فرمانبرداری ہے ہاں طاعت کا معنی عبادت ہے۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان جاہل علماء پر نہایت افسوس ہے جنہیں اطاعت اور طاعت کے معنوں میں بھی فرق نہیں آتا۔

تقلید کیا ہے

ان آیات کریمہ میں مفسرین نے مسئلہ تقلید کو بیان فرمایا ہے۔ غیر مقلد وہابی تقلید کے منکر بھی ہیں اور تقلید کی نفی بھی کرتے ہیں اس دعویٰ اور فتویٰ کے باوجود حافظ محمد لکھوی اپنی تفسیر میں واضح کرتا ہے کہ میں اپنے استادوں کی کتابیں پڑھتا ہوں ان پر عمل کرتا ہوں۔ یہی تقلید ہے ہمارے زمانہ میں ان لوگوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے جو تقلید نہیں کرتے۔ وہ ایک خاص نام کے مذہب پر یقین نہیں کرتے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الانصاف اور عقدالجید میں لکھا ہے کہ ہر دو سو سال

Marfat.com

کے بعد ایک معین مذہب کی تقلید واجب ہو جاتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں کسی نہ کسی امام کی تقلید نہایت ضروری ہے۔ اسلامی مسائل کو لوگوں نے اس طرح الجھا دیا ہے کہ چار اماموں کے فیصلوں پر عمل کئے بغیر چارہ کار نہیں۔ آپ الانصاف کے صفحہ ۲۱ پر مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ امام کی مکمل پیروی کے بغیر ہم منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتے اور شریعت کے مسائل کا صحیح حل نہیں پا سکتے۔ ہاں جو مجتہد مطلق ہے اسے دوسرے کی تقلید کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مجتہد تو خود امام ہے۔ اسے احادیث کے تمام علوم پر عبور حاصل ہوتا ہے حضرت مولانا محمد اسحاق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب مائتہ مسائل میں لکھتے ہیں کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا احادیث سے واضح ہے۔ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔ " اتباع مسائل مذاہب اربعہ بدعت نیست۔ نہ سیہ و نہ حسنہ بلکہ اتباع آنہا اتباع سنت است زیرا کہ اختلاف در مذاہب اربعہ ہمچو اختلاف در صحابہ است۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین " اسی طرح شرح سفر السعادت میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں ایک امام کے مذہب پر چلنا ضروری ہو گیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک مجتہد امام کو پانچ لاکھ احادیث یاد ہونی چاہئیں۔ اگر ایسا مجتہد یا امام دوسرے کی تقلید نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ امام بغوی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک قول شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب عقدالجید میں نقل کیا ہے کہ جس شخص کو پانچ علوم پر دسترس ہو۔ جس میں قرآن پاک' حدیث آئمہ امت کے اجماعی اقوال' اسلاف کے اختلافی مسائل علم لغت' قیاس (جو قرآن و حدیث کی روشنی میں مسائل نکال سکتا ہو) پھر اسے نص صریح سنت۔ اجماع امت کا پورا پورا ادراک ہو۔ قیاس سے مسائل کو استنباط کر سکتا ہو۔ ناسخ و منسوخ پر پورا پورا عبور رکھتا ہو خاص عام مفصل و مجمل احکام کو جانتا ہو۔ محکمات و متشابہات کا ادراک رکھتا ہو حرام و مکروہات کی پہچان رکھتا ہو۔ اسے واجب' سنت' مباح کا فرق معلوم ہو۔ پھر احادیث کے میدان میں صحیح' ضعیف' مسند' مرسل میں فرق آتا ہو۔ احادیث نبوی کو قرآن پاک کی روشنی میں تطبیق دے سکتا ہو۔ احادیث اور آیات کریمہ کا تعلق جانتا ہو۔ اگر کسی حدیث کے معانی قرآن پاک سے متعارض پائے جائیں تو اسے قرآن پاک کی روشنی میں سلجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ وہ حدیث بیان کرے تو قرآن پاک کی تفسیر و تشریح سنائی دیئے کسی قسم کے شک و شبہ کا اظہار نہ کرے احادیث میں احکام شریعت کو علیحدہ کر سکے۔ تاریخی واقعات۔ قصے اور اقوال کو علیحدہ کر سکے۔ پھر اسے عربی زبان پر پورا پورا عبور ہو محاورے۔ روزمرہ اور عربی ادب پر واقفیت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کلام جس عرب قبیلہ کے محاورے میں نازل

Marfat.com

ہوا تھا۔ اسے جانتا ہو ایسے ہی اصحابہ تابعین کے اقوال کو جانتا ہو۔ سابقہ فقہا کے فتاویٰ کا علم ہو۔ اس کا کوئی قول ان اسلاف کے اقوال کے خلاف نہ ہو۔ اگر وہ ان سے اختلاف کرتا ہے تو وہ اجماع امت کی خلاف ورزی کرتا ہے ان اوصاف کا مالک مجتہد کہلا سکتا ہے۔ اگر ایسا شخص تقلید نہیں کرتا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت علامہ بغوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگر اسے ان علوم واقفیت نہ ہو تو مجتہد ہونے کا دعویٰ کرنا فضول ہے۔ نہ وہ قاضی ہو سکتا ہے نہ اس کا فتویٰ کامل ہے ان علوم کا ماہر ہونا اور پھر اسے تقویٰ اختیار کرنا بھی ضروری ہے اسے گناہ کبائر سے بچنا ضروری ہے پھر کہیں جا کر قاضی وقت اور عدالت شرعیہ کے منصب کے لائق ہو سکتا ہے ان اوصاف کو شاہ ولی اللہ۔ محی السنہ اور امام بغوی رحمتہ اللہ علیہم نے ایک مجتہد۔ قاضی اور امام کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ ایسا شخص مجتہد فی المذہب ہوگا۔ اس کا اجتہاد قابل احترام ہے اس کی تقلید کی جا سکتی ہے۔ ایسا مجتہد اگر کہیں غلطی بھی کر جائے تو اسے ایک نیکی ضرور ملے گی۔ اگر وہ ٹھیک فیصلہ کرتا ہے تو اسے دو نیکیاں ملیں گی۔

صحابہ کرام میں سے اکثر ایسے تھے۔ جو سفر میں خود اجتہاد کیا کرتے تھے۔ عقد الجید میں ایسے صحابہ کرام کا تذکرہ ملتا ہے۔ جو واضح احکام کے نہ ہونے پر اجتہاد کیا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے اختلاف کو رحمت قرار دیا ہے۔ بنی قریظہ کا واقعہ اس مسئلہ کی بنیاد ہے۔

یاد رہے کہ چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی) میں بڑی صلاحیت اور جامعیت ہے۔ جو لوگ ان سے ہٹ کر علیحدہ راستے اختیار کرتے ہیں وہ بڑے بدبخت لوگ ہیں۔ ان چار مذاہب کے علاوہ امامیہ، زیدیہ بھی رائج ہیں۔ مگر سواد الاعظم کے طریقہ کار کو اپنانا ہی ضروری ہے۔ سواد الاعظم سے نکلنا راہ راست سے علیحدہ ہونا ہے۔ ہمارے زمانے کے بعض علماء کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ وہ اپنی خواہشات کی روشنی میں مسائل بیان کرنے لگے ہیں۔ تقلید سے کنارہ کش ہوتے جا رہے ہیں۔ اس روش کو سب سے اول ابن حزم نے اختیار کیا تھا۔ پھر عزالدین ابن سلام نے اسی روش کو اپنا لیا پھر ابن حزم کے طریقہ پر اس کے شاگرد اسی کی تقلید میں غیر مقلد ہوتے گئے۔ ہمارے زمانے میں حافظ محمد لکھوی بھی تقلید کا عمامہ اتار کر غیر مقلدوں کے میدان میں ننگے سر رواں دواں ہے۔ وہ اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ جو آیات کفار کے خلاف اتریں تھیں۔ انہیں باوقار اماماں مذاہب اور صلحائے امت پر وارد کرتے جاتے ہیں پھر جو آیات بتوں کے خلاف اتری تھیں انہیں بزرگان دین اولیاء اللہ اور آئمہ اسلام پر لگاتے جاتے ہیں۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ ان خیالات سے پناہ دے۔ یہ لوگ علماء کے لباس میں عوام کو گمراہی کا پیغام دے رہے ہیں۔

حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں اپنے مذہب کے خلاف کوئی حدیث بھی مل جائے تو اس کے معانی سے ناواقفیت کی وجہ سے تقلید نہ چھوڑ دیں کیونکہ ایک عام آدمی کے لیے ہر حدیث کے صحیح معانی جاننا دشوار ہے حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کی طرح دوسرے محققین نے بھی یہی بات کہی ہے۔ عالم اسلام میں گیارہ سو (۱۱۰۰) سے زیادہ ایسے جید علمائے کرام ہوئے ہیں جنہوں نے چار مذاہب کی تقلید کی ہے اور اپنے شاگردوں کو ایسی تقلید پر کاربند رہنے کا پابند کیا ہے انہوں نے ان مذاہب کو قرآن و حدیث کے عین مطابق قرار دیا ہے چار اماموں (امام ابو حنیفہ' امام مالک' امام شافعی' اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) کے علاوہ آج تک ایسا کوئی مجتہد مطلق نہیں ہوا۔ جس کی تقلید کی جا سکے۔ انہیں اماموں کی تقلید سارے عالم اسلام نے کی ہے۔ تمام امام اور محدث انہی کی خوشہ چینی کرتے آئے ہیں صرف ابن حزم اور اس کے شاگرد اس راستے سے ہٹ گئے ہیں۔ مذاہب اربعہ ایک ایسا اجماع امت ہے جس کے علاوہ کوئی شخص امامت اور اجتہاد کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ امام ابن ہمام فرماتے ہیں کہ ان مذاہب کے علاوہ کسی دوسری طرف جانے کی ضرورت نہیں ان چار مذاہب میں سے ایک کی تقلید کرنا ضروری ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی حضرت ابن حاجب رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے عقد الجید میں فرماتے ہیں کہ جو شخص مذہب سے علیحدہ علیحدہ مسائل تلاش کر کے آسانیاں پیدا کرتا ہے اپنی خواہشات کا بندہ ہے۔ یہ کام حرام ہے ہمارے تمام علماء کرام کا یہی عقیدہ ہے مگر لامذہب لوگ کئی تاویلیں لے کر تقلید کی رسی کو توڑ کر ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں وہ تمام لوگوں کو اپنی چکنی چپڑی باتوں سے ورغلاتے ہیں آج تک امت رسول میں جتنے اولیاء اللہ' علماء کرام ہوئے ہیں وہ تقلید کے قائل ہیں۔ تقلید کے پابند ہوئے ہیں۔ روم' شام' عرب و عجم' ہندوستان اور افغانستان کے علاوہ عالم اسلام کے جید علماء تقلید کے ہی قائل ہیں ان میں کوئی حنفی ہے کوئی شافعی ہے کوئی حنبلی ہے کوئی مالکی ہے یہ تمام مذاہب سچے ہیں اور اہل سنت کا عقیدہ رکھنے والے ہیں۔ امام بخاری شافعی حضرات میں بڑا بلند نام رکھتے ہیں۔ امام ترمذی' امام مسلم' ابو داؤد تمام کے تمام شافعی تھے۔ دارمی' بیہقی' نسائی' بغوی تمام کے تمام شافعی تھے اسی طرح احناف میں سے بے شمار مشاہیر علمائے کرام ہو گزرے ہیں۔ جو امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مقلد تھے شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الانصاف" میں لکھا ہے کہ ایک بار بعض علماء کرام نے بعض مسائل میں اختلاف کیا۔ شافعیوں کو اعتراض تھا کہ امام ابو حنیفہ احادیث احاد

Marfat.com

پر عمل نہیں کرتے تھے مگر امام شافعی ایسے قیاس پر عمل کرتے تھے۔ چوتھی صدی آئی تو حنفیوں کے مجتہد کم ہو گئے۔ ان مجتہدین مطلق کی کمی اور خاتمے کے بعد اسلاف نے فیصلہ کیا کہ اب تقلید کے بغیر چارہ کار نہیں۔ تقلید کے بعد غیر معروف مذاہب خود بخود مٹ گئے۔ ان کے پیروکار ختم ہو گئے۔ صرف چار مذاہب مشہور باقی رہ گئے۔ آج فتویٰ وہی جاری کر سکتا ہے جسے پانچ لاکھ احادیث یاد ہوں۔ مگر آج کون ہے جو پانچ لاکھ احادیث کا حافظ ہو گا۔ مولوی خرم علی نے مشارق الانوار کا ترجمہ کیا اس کے حواشی میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں تقلید کے بغیر چارہ کار نہیں۔ ہمارے دور میں ایک مولوی نور محمد صاحب ہوئے ہیں انہوں نے پنجابی میں "شہباز شریعت" کتاب لکھی۔ پھر "شیر شریعت" لکھی حافظ محمد لکھوی صاحب تفسیر محمدی بھی اسی مولوی نور محمد صاحب کا دوست تھا۔ مولوی نور محمد تو فقہ حنفی پر رہا مگر حافظ محمد لکھوی غیر مقلد ہو گیا تھا۔ نجدی لوگ فقہ میں تو امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے مگر عقائد و نظریات میں انہیں اولیاء اللہ سے کدورت تھی مگر ہمارے زمانے کے نجدی عقائد میں بھی گمراہ ہو گئے اور فقہی مسائل میں بھی بے راہ رو ہو گئے ہیں وہ اماموں کی تقلید کو شرک قرار دینے لگے ہیں۔

حافظ محمد لکھوی پچاس (۵۰) سال تک سنی رہا۔ لیکن پھر غیر مقلد بن کر وہابیوں کی ترجمانی کرنے لگا وہ تفسیر محمدی میں اپنے نظریات کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

عزیزی والا بڑا محدث مجتہد جگ جانی
شمس الہند کہیں تس عالم عربی دور ٹکانی

بھی والد اس دا شاہ ولی اللہ بحر علوم ایہائی
تے شاہ رفیع الدین تے عبدالقادر اس بھائی

اتے اسمٰعیل بھتیجا اسدا ٹھاٹھاں علم انبارے
تے مولانا اسحاق نواسہ جگاندے جگ تارے

پورب ہند پنجاب بنگالہ دکھن سندھ ولائیت
خوشہ چین اونہاندے گھروے عالم اہل ہدایت

ان خیالات کے بعد مولوی حافظ لکھوی نے اپنے عقائد کو تبدیل کر دیا تھا۔ اسی طرح صاحب

Marfat.com

"شہباز شریعت" مولوی نور محمد نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو لوگ عصمت انبیاء پر الزام تراشی کرتے ہیں۔ وہ کافر ہیں۔ ایسے ہی جو لوگ علوم فقہ پر حرف زنی کرتے ہیں گمراہ ہیں۔ صاحب ہدائیہ اور صاحب نہائیہ دونوں صاحب علم بزرگ ہیں وہ ولی کامل بھی تھے اور اللہ کے محبوب بھی تھے۔ یاد رہے کہ ایک فقیہہ ہزار عابدان شب زندہ دار سے بہتر ہے۔ جو لوگ ایسے فقیہوں کو گمراہ کہتے ہیں وہ خود گمراہ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کی روشنیوں کے سامنے آنکھیں بند کر کے اندھیرے کے پرستار ہیں آج فقہ میں ہدائیہ جیسی بے مثال کتاب کہیں نہیں ملتی۔

یہ تھے وہ عقائد جو مولوی نور محمد نے اپنی کتابوں میں بیان کئے تھے۔ ہم ایسے لوگوں کے مکرو فریب سے عوام کو آگاہ کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ جو اپنے اسلاف سے ہٹ کر غیر مقلد بن کر گستاخانہ شریعت کے پیروکار ہو گئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث شریف میں لکھا ہے کہ آخری زمانے میں نیک لوگ آٹے میں نمک کے برابر دکھائی دیں گے ان کے اٹھ جانے کے بعد دنیا میں مختلف دینی فتنے طوفان بن کر اٹھیں گی ان فتنوں میں گرفتار ہونے والے اسلام کی رحمتوں سے محروم ہو جائیں گے وہ خلاف سنت کام کریں گے اور اپنے آپ کو دین کا رہبر قرار دیں گے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا
مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ
اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَ
اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ
كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِىْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ

Marfat.com

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا
مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ
بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ
الْكِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۙ اُولٰٓىٕكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ
بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ ۖۚ
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى
وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ
اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْكِتٰبِ
لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع

(ترجمہ) اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے اتارے پر چلو تو کہیں بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت اور کافروں کی کہاوت اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے بہرے گونگے اندھے تو انہیں سمجھ نہیں اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو

ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور نہ انہیں ستھرا کرے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی سہار ہے یہ اس لیے کی اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اتاری اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے وہ ضرور پرلے سرے کے جھگڑالو ہیں ○

رزق حلال کی اہمیت

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رزق حلال و طیب کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ آیت کریمہ تلاوت کی اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں موجود تھے آپ نے عرض کی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم!) میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری دعائیں قبول کر لیا کرے۔ آپ نے فرمایا کہ قبول دعا کے لیے رزق حلال ضروری ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ جو شخص لالچ کر کے ایک لقمہ حرام منہ میں ڈالے گا تو اس کی چالیس روز کی عبادت ضائع ہو جائے گی۔ حرام کا پیسہ تو دوزخ کی آگ کے انگارے ہیں حلال مال وہ ہے جسے شریعت منع نہیں کرتی۔ اور جس چیز کے استعمال کا حکم شریعت دیتی ہے وہ صرف حلال ہی نہیں بلکہ پاک بھی ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ طیب چیز کے استعمال کا قیامت کو حساب نہیں لیا جائے گا۔ بعض صحابہ نے کہا ہے جس چیز کے استعمال میں کراہت نہ ہو وہ طیب ہے وہ تمام چیزیں حلال ہیں جن کی حرمت کا حکم نہیں آیا جس چیز میں کسی دوسرے کا حق نہ ہو وہ طیب ہے جس طرح بیع فاسد کی اجرت بھی فاسد ہوتی ہے حلال چیز کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ اور طیب چیز وہ ہے جس کو دل قبول کر لے اور اس میں کوئی شک پیدا نہ ہو۔ تفسیر عزیزی، تفسیر خازن معالم التنزیل، تفسیر احمدی خلاصۃ التفاسیر اور تفسیر رؤفی کے مؤلفین نے اسی نظریہ کو پیش کیا ہے۔

حضرت بو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

بہر طاعت لقمہ بائد حلال
تانیفزاید ترا رنج و وبال

لقمہ شبہ چو افتد درشکم
قوت روحی کندسر رشتہ گم

چوں بخواہی لقمہ اے ناداں بکار
دست بہر ظلم گرداند دراز

نفس گرداند دہان حرص و آز
بر تو باید دست گرائے حیلہ ساز

چشم شہوت چوں نشاید آن لعین
کور گردو دیدہ اہل یقین

طیب خوراک اور شکر خداوندی

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو طیبات (پاکیزہ خوراک) کھانے کا م دیا ہے پھر اس پر شکر خداوندی بجا لانے کی ہدایت فرمائی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدّ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حلال اور طیب چیز کو ہی پسند کرتا ہے اور وہ اس انسان کو اپنا بناتا ہے جو حلال اور طیب رزق کھائے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص پاک غذا کھائے گا۔ اور میری سنت پر عمل کرے گا اور لوگوں کو اپنی زیادتیوں سے بچائے گا اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ رزق پاک بھی ہو اور حلال بھی ہو۔ یہ دو اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں۔ پھر ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کیا جائے۔ نور علیٰ نور ہے لوگ اپنی سرکشی کی وجہ سے حلال چیزوں کو حرام کر کے کھاتے ہیں پھر اپنے عقائد کی وجہ سے حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے بعض لوگ اپنی بے پروائی سے ہندوؤں اور غیر مذہب (جنہیں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں) سے نجس چیزیں خرید کر بزرگان دین کی نذر اور نیاز تک پکاتے رہتے ہیں پھر انہیں یہ توقع ہوتی ہے کہ ایسی نجس چیزوں سے ثواب بھی ملے گا۔ پھر ایصال ثواب کے لیے ایسی ناپاک چیزوں کو سامنے

Marfat.com

لا کر اپنے بزرگوں کے ارواح کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے (انما المشرکون نجس) فرما کر ایسے تمام مشرکین کی چیزوں کے استعمال سے روک دیا ہے ۔ وہ جسمی اور قلبی طور پر پلید لوگ ہیں ان کی بنائی ہوئی ۔ پکائی ہوئیں چیزیں کس طرح پاک ہو سکتی ہیں ان کے کنویں ناپاک ہوتے ہیں وہ گائے کے گوبر اور دوسری نجس چیزوں سے نہ پرہیز کرتے ہیں نہ پانی کے کنوؤں کو صاف رکھتے ہیں وہ اپنے گھربار کو گائے کے گوبر سے لیپ کر پاک بنانے کا عقیدہ رکھتے ہیں ۔ ان کے ہاتھ پلید ہوتے ہیں پلید پانی سے دھوئے جاتے ہیں ۔ پھر پلید پانی سے برتن دھوتے ہیں ہمیں ان مسلمانوں پر بڑا تعجب آتا ہے جو ایسے لوگوں کے برتنوں میں کھانا کھاتے ہیں ۔ بعض غیر مسلم اپنے کتوں سے پیار کرتے ہیں ۔ انہیں پلید نہیں جانتے ۔ وہ ان پلید کتوں کو اپنے ساتھ بٹھا لیتے ہیں یہ لوگ اپنے کتوں سے بھی مسلمانوں کو برا جانتے ہیں پھر کس قدر بے غیرت ہیں وہ مسلمان جو ان کے برتنوں میں کھاتے پیتے ہیں ۔ قرآن پاک کے فیصلے میں مشرکین نجس ہیں ۔ مگر مسلمان اتنے بھولے بھالے ہیں کہ ان سے پرہیز کرنے کی بجائے ان سے چمٹے رہتے ہیں بعض بدمذہب تو ایسے ہیں کہ اگر ان کے برتن کتے نے چاٹ لیے ہوں تو وہ کہتے ہیں چلو صاف ہو گئے ہیں ! بعض جاہل لوگ شاہ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے ۔ نجس چیزیں کھاتے اور کھلاتے ہیں شریعت کی رو سے تمام نجس چیزیں کھانا حرام ہیں ۔ پھر حرام چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھنا اور زیادہ گناہ ہے ۔

حرام گوشت اور خون

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس خون اور گوشت کا ذکر کیا ہے ۔ جو حلال جانور سے بھی حرام قرار دیا گیا ہے ۔ وہ حلال جانور جو ذبح کئے بغیر مر جائے حرام ہے ۔ دوسری طرف مچھلی اور مکڑی خواہ طبعی موت مریں حلال ہیں اس طرح کسی زندہ جانور کا کوئی حصہ کاٹ کر کھانا بھی حرام ہے ۔ دانت ' ناخن ' چمڑہ اور جسم کے بال تمام حرام ہیں ۔ ہاں چمڑہ دباغت کے بعد پاک ہو جاتا ہے ۔ جانور کا وہ خون جو ذبح کے وقت نکلے حرام ہے ۔ ہاں ' تلی ' کلیجی کا جما ہوا خون حلال ہے ۔ خنزیر کی تمام چیزیں حرام اور نجس ہیں ۔ خنزیر زندہ یا مردہ کی ہر چیز پلید ہے ۔ یاد رہے حیض و نفاس کا خون حرام ہے اگرچہ بعض لامذہبوں نے ان دو خونوں کو پاک لکھا ہے ۔ مگر یہ شریعت کے فیصلے کے خلاف ہے ۔ یہ لوگ شیرخوار بچوں کا پیشاب بھی پاک قرار دیتے ہیں وہ کتے کے پاخانے کے علاوہ تمام جانوروں کے پاخانے کو بھی پاک کہتے ہیں وہ بہتا ہوا

Marfat.com

پانی خواہ تھوڑا ہو اور اس میں پلیدی نظر نہ آرہی ہو۔ پاک قرار دیتے ہیں۔ وہ پانی کا گھڑا حوض اور تالاب کو ایک جیسا ہی شمار کرتے ہیں اگر آپ ان لامذہبوں کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو آپ ایسی سینکڑوں پلید چیزوں کو پاک لکھا ہوا پائیں گے۔ یہ لوگ دینی تعلیم سے ناواقف ہیں جو چیز سامنے آئے کھاتے جاتے ہیں

انہوں نے ایک بات پر شور مچانا ہے کہ اس چیز پر غیر اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا گیا ہے۔ یہ حرام ہے۔ تفسیر روفی کے مؤلف نے ان لوگوں کے خودساختہ حلال اور حرام پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ تفسیر جلالین میں ایسے جانور کے ذبح کو حرام قرار دیا ہے جو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے جس طرح کافر لوگ بسم اللہ کی بجائے اپنے بتوں لات منات وغیرہ کا نام لے لیتے تھے یا آج بھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی دوسری شخصیت یا مخلوق کا نام لے لے۔ تفسیر حسینی میں **(وما اهل به لغیر الله)** کی تفسیر کے تحت تفصیل سے لکھا ہے کہ ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا نام لینے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔ وہ جانور حرام ہوگا جو ذبح کے وقت کسی بت یا نبی کے نام سے ذبح کیا جائے۔ تفسیر بیضاوی میں ایسے جانور کو حرام لکھا گیا ہے جو کسی بت کا نام لے کر ذبح کیا جائے انہوں نے لکھا ہے۔ **(رفع بالصوت عند ذبحه)** "کہ ذبح کرتے وقت کسی بت کا نام بلند آواز سے لیا جائے" تفسیر کشاف اور مدارک میں لکھا ہے۔ کہ جو جانور ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی بجائے بتوں کا نام پکار کر ذبح کیا جائے وہ حرام ہے۔ جامع البیان میں غیر اللہ کے نام سے ذبح کئے جانے والے جانور کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ جو ذبح کرتے وقت کسی غیر اللہ کے نام سے چھری پھیری جائے۔ در منثور میں ہے کہ اگر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے تو وہ جانور حرام ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی منذر کی روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا جانور جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے حرام ہوگا۔ اس روایت کو ابن جریر نے بھی بیان کیا ہے۔ حضرت ابو عائشہ سے حاکم روایت نے کی ہے کہ بتوں کے نام سے ذبح کیا ہوا جانور حرام ہو جاتا ہے۔ یہی بات معالم التنزیل نے محی السنہ بغوی اور خازن میں صوفی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

کفار کی عادت تھی۔ کہ اگر کوئی جانور ذبح کرتے تو اپنے بتوں کا نام پکار کر ذبح کیا کرتے تھے۔ ربیع بن انس نے ایسے ذبیحہ کو **(وما اهل به لغیر الله)** قرار دیا ہے۔ تفسیر جمل مظہری حکیمی اور ابو سعود حسینی تمام تفاسیر کے مطابق ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لینے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔ لات و عزیٰ کا نام ہو یا کسی نبی و ولی کا نام ہو ذبح کرتے وقت لینے سے حرام ہو جاتا ہے چھری چلاتے وقت عزیٰ 'لات' منات یا

Marfat.com

عیسیٰ مسیح اللہ ' کا نام لیا جائے تو جانور حرام ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر باسم اللہ کی بجائے بالرسول کہا جائے تو وہ جانور حرام ہو گا۔ ہاں ذبح کے وقت کے علاوہ اگر کسی نبی۔ ولی یا بزرگ کا نام لیا جائے تو وہ جانور حرام نہیں ہوتا۔ تفسیر احمدی میں اس موضوع کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ اولیاء اللہ کے نام کے نذرانے قطعاً حرام نہیں ہوں گے۔ ذبح کرتے وقت ان پر غیر اللہ کا نام نہیں آتا لہٰذا یہ تمام کے تمام حلال اور طیب ہیں۔ ذبح کے وقت تکبیر ہی جائز ہے۔ اس وقت کسی غیر اللہ کی تکبیر جانور کو حرام کر دیتی ہے اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک ایسا جانور حرام ہو جاتا ہے لیکن امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسا جانور بھی حلال ہوگا۔ اس روایت کو صاحب تفسیر رؤفی نے بھی بیان کیا ہے صاحب تفسیر رؤفی نے یہ بھی لکھا ہے کہ کسی نے تفسیر عزیزی میں یہ تحریف کر دی ہے کہ اگر ذبح کرنے کے علاوہ کسی جانور پر غیر اللہ کا نام منسوب کر دیا جائے پھر بھی حرام ہو جاتا ہے۔ صاحب رؤفی فرماتے ہیں یہ عقیدہ نہ جمہور اہل سنت کا ہے نہ صاحب تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز دہلوی کا ہے۔ یہ کسی نے اپنی طرف سے تحریف کر کے تفسیر عزیزی کی عبارت کو بگاڑا ہے۔ کیونکہ آپ کے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فوزالکبیر میں اسی مسئلہ کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے کہ ذبح کے وقت اگر کسی بت کا نام لیا جائے تو وہ حرام ہے اگر بسم اللہ ' اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا تو اس میں کوئی حرمت نہیں آتی۔ خواہ اس گائے کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گائے حضرت شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کی گائے کہا جائے۔

ان دنوں بہت سے بد عقیدہ علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی نیاز ' سیدّنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی نیاز ' حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ اور شہیدوں کے نام پر ایصال ثواب پر دی جانے والی چیزوں کو بھی حرام کہنے لگے ہیں۔ ایسے بہت سے لامذہب مولوی مہریں لگا لگا کر فتوے جاری کرنے شروع کر دیتے ہیں کہ ایسے جانور یا نیازیں جو غیر اللہ کے ایصال ثواب کے لیے دیئے جائیں وہ بھی حرام ہیں یہ لوگ اپنے شاگردوں کی کفریات پر نگاہ نہیں رکھتے مگر عام مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی قرار دیئے جا رہے ہیں۔

اضطرار کی حالت میں حرام کھانا

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی اس رعایت کا ذکر ہے جو اضطراری حالت میں روا رکھی گئی ہے

Marfat.com

جان بوجھ کر سرکشی نہ کرنے والا یا شریعت کے قوانین کا باغی یا حدود شرعی سے تجاوز کرنے والا نہ ہو۔ ہاں مجبوری اور اضطراری حالت میں اللہ تعالیٰ نے کچھ رعاتیں دی ہیں، اگر وہ مرنے لگے، جان کا خطرہ درپیش ہو تو اس قدر حرام استعمال کر سکتا ہے جس سے اس کی جان بچ جائے کیونکہ جان زیادہ عزیز اور مقدم چیز ہے یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک نعمت ہے اس کی امانت ہے اس کو بچانے کے لیے قدر ضرورت حرام چیز کھانے کی اجازت ہے مفسرین نے لکھا ہے۔ جو شخص پہلے ہی احکام شریعت کا باغی ہو اسے یہ رعائت نہیں دی جائے گی۔ پھر وہ عادی مجرم رہزن یا ڈاکو ایسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔ ہاں وہ شخص جو بھوک سے مر رہا ہو۔ اور کوئی حلال چیز میسر نہ ہو۔ ایسا مریض جو بیماری سے جان دے رہا ہو۔ مگر کوئی حلال دوائی کارگر ثابت نہ ہو۔ ایسے حالات میں اسے اجازت ہے اضطراری حالت میں غیر کا مال بھی کھایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ تندرست ہونے یا آزاد ہونے کی صورت میں اسے واپس کر دے۔

ضرورت مندوں کی امداد بھی عبادت ہے

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت نماز روزہ اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے علاوہ بہت سی نیکیوں کا ذکر کیا ہے۔ غریبوں کی دادرسی کرنا، مساکین کو کھانا کھلانا، قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھنا، مسافروں کی رہنمائی کرنا، سوالیوں کے سوال پورے کرنا وغیرہ ہزاروں قسم کے ایسے کام ہیں جن پر چل کر انسان عبادت کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ
الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ
ذَوِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ
وَ فِى الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ
اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ

Marfat.com

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ
بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِىَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَىْءٌ
فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ
خَيْرَا ۖۚ اۨلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا
عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ
عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ ؕ فَمَنْ خَافَ
مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع

(ترجمہ) کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیز گار ہیں اے ایمان والو تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں

Marfat.com

ان کے خون کا بدلہ لو آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لیے درد ناک عذاب ہے اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو کہ تم کہیں بچو تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کسی کو موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لیے موافق دستور یہ واجب ہے پرہیز گاروں پر تو جو وصیت کو سن سنا کر بدل دے اس کا گناہ انہیں بدلنے والوں پر ہے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا گناہ کیا تو اس نے ان میں صلح کرا دی اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ یہ آیات کریمہ ان یہودیوں کے رویہ پر اتریں تھیں جنہوں نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے پر اصرار کیا تھا۔ اور وہ مغرب کی طرف منہ کر کے عبادت کرنے لگے۔ اس طرح عیسائیوں نے ان کی ضد میں مشرق کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی ضدوں کو دیکھ کر فرمایا۔ مشرق و مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے میں نیکی نہیں دراصل نیکی تو یہ ہے کہ میری طرف توجہ کر کے عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ادھر ادھر منہ پھیرنے میں نیکی نہیں جب تک تمہارا ایمان درست نہ ہو۔ تمہارے عقائد صحیح نہ ہوں۔ تمہاری کسی نیکی کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو ہر عیب اور نقص سے مبرا جاننا ضروری ہے۔ وہ عرش یا آسمان پر نہیں ہے۔ وہ مکان اور جسم سے پاک ہے۔ فرشتوں کو عیب سے پاک جاننا ضروری ہے۔ وہ عورت اور مرد کی آلائشوں سے پاک ہیں۔ آسمانی کتابوں پر ایمان رکھنا۔ پیغمبروں کی عظمت پر یقین رکھنا۔ انہیں ہر عیب اور خطا سے محفوظ جاننا جیسی بے شمار نیکیاں ہیں اور یہ ہی ایمانی عقائد ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیات کریمہ اس وقت نازل ہوئی تھیں جب مسلمان مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ پاک میں قیام پذیر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ عرصہ بعد ان مسلمانوں کو کعبۃ اللہ کو قبلہ قرار دیئے جانے کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا! مشرق و مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا بڑی بات نہیں۔ بلکہ ہزاروں نیکیاں اور بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں ' اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا '

Marfat.com

اس کے فرشتوں اور انبیاء کو پاک جاننا قیامت اور حشر کو سچا ماننا اچھی چیز کو اللہ تعالیٰ کے راہ میں دینا زندگی میں اپنی چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنا خدا کو پسندیدہ ہیں۔ بخاری شریف میں ایک واقعہ لکھا ہوا ہے۔ کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہترین صدقہ کونسا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحت کی حالت میں خوشی خوشی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے راہ میں دینا بہترین صدقہ ہے۔ موت کے ڈر یا بد دلی سے صدقہ دینا اچھا نہیں موت سامنے آگئی اور اپنے بیٹوں کو سامنے بلا کر کہیں کہ فلاں چیز فلاں کی ہے انہیں دے دو اب یہ میرے کسی کام کی نہیں ایسے وقت میں اس قسم کا اعلان کرنا نیکی نہیں ہے۔

تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ رشتہ داروں کو دینا زیادہ ثواب ہے۔ یہ صلہ رحمی بھی ہے اور صدقہ کی ادائیگی بھی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا! مسافر کی امداد کرنا اور سوالی کو کچھ دینا بھی اچھی نیکی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دینے کے لیے کچھ بھی نہ ہو تو حضور پاک نے فرمایا! سوالی کو دروازے سے ناامید نہ کرو خواہ تمہارے گھر میں بکرے کی جلد ہو' کھر ہو پھر بھی اسے دے دو۔ قیدیوں اور غلاموں کی رہائی کے لیے صدقہ دینا بھی اعلیٰ نیکی ہے مقررہ وقت پر نمازیں ادا کرنا' روزے رکھنا اور زکوٰۃ کا بروقت ادا کرنا۔ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے دل کو خوش رکھنا کسی غیر کی خبر گیری کرنا بھوک میں صبر کرنا۔ میدان جنگ میں صبر و برداشت قائم رہنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل ایمان کے گھمسان کی لڑائی میں قدم نہیں ڈولنے چاہئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ایسے موقعوں میں آگے قدم رکھا کرتے تھے۔ یہ دس وہ نیکیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

اسلام قصاص کا قانون نافذ کرتا ہے

یہ آیات کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب مدینہ منورہ میں دو قبیلے اوس و خزرج جو اسلام قبول کر چکے تھے آپس میں لڑ پڑے۔ عرب قبائل میں دستور تھا کہ قبائلی لڑائیوں میں زور آور قبیلہ کمزور قبیلے کے مرد عورتیں پکڑ کر لے جاتا۔ اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دیتا وہ اس بات کی تمیز نہ کرتے کہ غلام کے بدلے آزاد کو قتل کر رہے ہیں یا عورت کے بدلے مرد کو موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں۔ ایسے ہی ہجرت کے بعد ایک جنگ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ لوگ اپنا مقدمہ لے کر آئے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی تک اپنا فیصلہ صادر نہیں فرمایا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات کریمہ نازل فرمائیں۔ تفسیر کشاف کے مؤلف نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ میں دو قبائل میں لڑائی ہو گئی۔ دونوں ایک دوسرے پر غالب آنے کا دعویٰ کر رہے تھے۔ وہ غلام کے بدلے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو قتل کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ یہ زمانہ جہالت کی پرانی رسم تھی۔ پھر ایک کے بدلے دو مارنے سے بھی اجتناب نہیں کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقدمہ پیش ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا جو قانون قصاص کی بنیاد بنا

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آزاد مرد کے بدلے میں غلام کو قتل کرنا درست نہیں اس آیت کریمہ میں غلام کے بدلے غلام مارا جائے گا۔ آزاد کے بدلے آزاد کی جان لی جائے گی۔ لیکن حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک غلام اصل یا آزاد کی کوئی تخصیص نہیں وہ جان کے بدلے جان مارنے کا حکم دیتے ہیں **الذکر بالانثی** عورت اور مرد قصاص میں برابر ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے درمیان قصاص برابر ہے۔ اس مسئلہ میں حنفیوں کی تفاسیر عزیزی مظہری، روفی، احمدی، زاہری، کشاف، حسینی سب کی سب متفقہ تفاسیر عورت مرد آزاد غلام قصاص میں یکساں مانتے ہیں۔

قصاص اور انتقام کے ساتھ قرآن پاک نے ایک اور اعلان کر دیا کہ اگر مقتول کے وارث قاتل سے قصاص نہ لیں اسے معاف کریں تو وہ دیت لے سکتے ہیں۔ لیکن یہ دیت معروف انداز سے لی جائے گی۔ اور خوش دلی سے ادا کی جائے گی۔ یہ قاتل کی طرف سے جذبہ خیر بھی ہو گا۔ دیت کی ادائیگی میں دیر لگانا یا لیت و لعل کرنا قرآن پاک کے حکم کے منافی ہے۔ اس طرح دونوں قبیلے ایک دوسرے کے خلاف انتقامی جذبات سے خالی ہو جائیں گے۔ قصاص اور دیت کا یہ حکم اہل ایمان کے لئے ہے۔ اہل کفر کے لئے نہیں۔ اسی لئے اس آیت کریمہ کو (**یا ایہا الذین امنوا**) سے شروع کیا گیا ہے۔ قتل عمد کے لئے قصاص لینا فرض ہے یہ ایک کبیرہ گناہ بھی ہے۔ اسلام نے قاتل اور مقتول کے وارثوں کو ایک دوسرے کا بھائی کہہ کر نفرت اور انتقام کی جڑیں کاٹ دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ قانون نافذ کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ تمہیں اس لئے تخفیف دی گئی ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مستفید ہو جاؤ۔ ورنہ وہ دردناک عذاب دینے والا ہے۔ یہودیوں کے ہاں قتل کا بدلہ

Marfat.com

قتل ہی ہوتا تھا۔ بعض اوقات تو ان کے ہاں ایک قتل کے بدلے کئی کئی قتل کئے جاتے تھے۔ دوسری طرف نصاری کے ہاں قتل کے بدلے قصاص بھی ہے دیت بھی اور معافی بھی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کے قانون امن کو قانون رحمت قرار دیا ہے۔ جس میں مقتول کے وارثوں کو دیت (کفالت یا خرچ) کی رعایت دی ہے اس قانون سے پہلے دیت لینے کا کوئی جواز نہ تھا۔ قرآن پاک نے اس قانون قصاص کو زندگی بخش قرار دیا ہے۔ ورنہ انسان آتش انتقام میں ساری ساری عمر جلتا رہتا ہے۔

اسلام میں وصیت کی اہمیت

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مرنے سے پہلے وصیت کی حیثیت کو واضح فرمایا ہے کہ متقین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے وصیت کرے تاکہ بعد میں محرومی اور اختلاف تک نوبت نہ آئے۔ زمانہ جاہلیت میں اکثر لوگ والدین یا رشتہ داروں کو جائیداد سے محروم کرنے کے لئے دوسرے لوگوں کے لئے وصیت کر دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی رسم کو رد کر دیا اور وصیت کا حکم نافذ کر دیا۔ وراثت کے بارے میں بعض احکام نے اس آیت کریمہ کی وصیت کو منسوخ کر دیا۔ اگر میراث کے حصے واضح ہیں تو وصیت صرف مستحب ہوگئی۔ تفسیری مظہری نے بڑے دلائل سے لکھا ہے کہ وراثت کی آیات نے اس آیت کریمہ کے احکام کو منسوخ کر دیا ہے۔ وصیت کا معنی نصیحت کرنا ہے۔ مگر وراثت کی تقسیم ایک فریضہ ہے۔ ایک حق ہے بعض مفسرین نے اسے مباح قرار دیا ہے۔ بعض نے مستحب اور بعض نے واجب لکھا ہے۔ بعض نے مخالفت کی ہے اور بعض نے اس حکم کو موقوف اور منسوخ قرار دیا ہے۔ نذر، زکوٰۃ، کفارہ، فدیہ اور اس قسم کے دوسرے وصیت کردہ امور کی ادائیگی واجب ہے۔ وصیت مستحب ایسے معاملہ میں ہے۔ کہ اگر کسی رشتہ دار کو وراثت کی رو سے حصہ نہیں ملتا تو اسے وصیت کی رو سے حصہ دیا جائے۔ ذمی کے حق میں وصیت کرنا مباح قرار دیا گیا ہے۔ یا کسی دوست کی خدمات کے بدلے میں وصیت کر دی جائے یہ بھی مباح ہے جس شخص کا اثاثہ مختصر سا ہے وہ وصیت کرے تو اسے غیر حسن یا نامناسب وصیت کہا جائے گا۔ اسکے باوجود وراثت کے سارے مال سے تیسرے حصے سے زائد کسی صورت میں وصیت کا اطلاق نہیں ہوگا ہاں وارث اگر اس سے زائد دینے پر رضامند ہوں تو کوئی پابندی نہیں حربی کافر (جس سے جنگ کی جائے) کے حق میں وصیت نہیں کی جا سکتی ایسے امور جو شریعت کے خلاف ہیں ان پر وصیت کا اطلاق نہیں ہوگا۔ شراب بنانا، زنا کا کاروبار، چوروں کی پناہ گاہیں، ڈاکوں کے لئے ہتھیار خریدنے اور ایسے خلاف شرع امور کے لئے کی گئی وصیت

Marfat.com

قابل عمل نہیں ہوگی ۔ کفن دفن کے اخراجات کے بعد وراثت کے تیسرے حصے کے زائد پر وصیت کا اطلاق نہیں ہوگا ۔

وصیت کو تسلیم کرنا وارثوں پر ضروری ہے ۔ کسی قسم کا حیلہ بنانا یا غلط گواہی دینا درست نہیں اس میت پر کوئی بوجھ نہیں آئے گا ۔ وصیت کو جان بوجھ کر بگاڑنا ۔ بدلنا ناجائز ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر اپنی رحمت برسائے گا ۔ جو اس کے احکام کو صدق دل سے قبول کرتے ہیں ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ﴿١٨٣﴾
اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ
مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٤﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ
الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ
شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ
بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٨٥﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ
اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ

Marfat.com

لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى
نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ
اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ
فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ
الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ
عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ
يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ
اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع

(ترجمہ) اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور راہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہئے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں

Marfat.com

راہ پائیں روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو اور کھاؤ اور پیئو یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں انہیں پرہیز گاری ملے اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر ○

روزے کی فرضیت کے احکام

اللہ تعالیٰ نے ان آیات کریمہ میں روزے کی فرضیت، اس کے احکام، اس کے فضائل پھر اس کے فوائد بیان فرمائے ہیں۔ صوم کے لغوی معنی رک جانا ہے۔ یعنی بعض امور سے رک جانا۔ جیسے (نذ نذرت الرحمن صوما) "میں نے اللہ تعالیٰ سے نذر مانی ہے کہ کلام کرنے سے رک جاؤں" میں رکنا ہے شریعت کی اصطلاح میں کھانے پینے اور جماع سے رک جانے کا نام صوم یا روزہ ہے۔ یہ صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک ہے صاحب تفسیر مظہری نے لکھا ہے پہلی امتوں کے ہاں بھی روزے کی فرضیت تھی۔ نصاریٰ کے ہاں رمضان کے روزے فرض تھے مگر گرمی کی شدت کی وجہ سے نصاریٰ نڈھال ہو جایا کرتے تھے۔ انہیں سردی بھوک ہلکان کر دیا کرتی تھی چنانچہ عیسائی سرداروں اور پادریوں نے مل کر روزوں کو موسم بہار تک محدود کر دیا تھا۔ ان لوگوں نے تیں روزوں کی بجائے چالیس روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ ایک بار عیسائیوں کا ایک بادشاہ سخت بیمار ہو گیا اس نے سات روزوں کی نذر مانی۔ صحت یاب ہونے کے بعد چالیس روزوں کے ساتھ مزید سات روزے ملا لیے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک اور بادشاہ نے مزید تین کا اضافہ کر لیا۔ اس طرح عیسائی چالیس روزے رکھنے لگے۔

روزہ کے فوائد میں ایک بات یہ بھی ہے کہ اس سے شہوت کے غلبے میں کمی آجاتی ہے۔ شہوت کے غلبے میں بہت سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ شہوت کی کمی سے تو بہت سی روحانی بیماریوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے روزے کا مطلب یہ بھی ہے کہ تمام بری باتوں سے پرہیز کیا جائے۔ کھانا، پینا، جماع غرضیکہ بہت سی

Marfat.com

چیزوں سے پرہیز ہو جاتا ہے رمضان کے روزوں کے علاوہ بھی چند روزے رکھے جانے سے انسانی خواہشات میں کمی آجاتی ہے محرم میں دس روزے اپنے ثواب اور فوائد کی وجہ سے ضروری ہیں اسلام کے ابتدائی زمانہ میں ایسے روزے عشاء سے عصر تک رکھے جاتے تھے ۔ پھر ایسے روزے سو سو دن رکھے جاتے تھے مگر ایک وقت آیا کہ انہیں منسوخ کر دیا گیا صبح صادق تک کھانا ' پینا اور جماع وغیرہ کی اجازت ہو گئی ۔ مگر صبح صادق سے شام سورج غروب ہونے تک روزے کی پابندی ضروری قرار دے دی گئی ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سابقہ روزوں کو ہجرت کے بعد منسوخ کر دیا گیا ۔ جس دن تحویل قبلہ کا حکم آیا اس کے بعد ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت آئی بعض روایات میں آیا ہے کہ ہجرت کے دو سال بعد ماہ رمضان کے روزے فرض قرار دیئے گئے تھے ۔

ماہ رمضان کی رعاتیں

جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے انہیں اجازت دی گئی ہے کہ وہ دوسروں کو روزہ رکھوائیں ۔ بعض محدثین اور مفسرین کا خیال ہے کہ یہ آیت کریمہ منسوخ کر دی گئی تھی ۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ ایک وقت لوگوں کو اختیار حاصل تھا کہ وہ روزہ رکھیں یا دوسروں کو رکھوادیں **یطیقون** سے پہلے لا کا لفظ محذوف ہے جب اگلی آیت کریمہ نازل ہوئی تو یہ آیت کریمہ منسوخ ہو گئی (**فمن شهد منكم الشهرا فليصمه**) " جو شخص ماہ رمضان کو دیکھے اس پر فرض ہے کہ وہ روزہ رکھے " اس آیت کریمہ کے بعد سابقہ آیت کریمہ کا حکم منسوخ ہو گیا اب کوئی شخص اس بناء پر روزہ نہیں چھوڑ سکتا کہ وہ نہ رکھنا چاہے تو دوسرے کو کھانا کھلا دے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو بیماری ' بڑھاپے یا کسی اور ناقابل برداشت تکلیف کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں انہیں دوسروں کو روزہ رکھوانے کی اجازت ہے ۔ جو لوگ بڑھاپے میں روزہ نہیں رکھ سکتے وہ فدیہ دیں ۔ تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ اب بڑھاپا اور بیماری دو ایسے عذر ہیں جن کی بنا پر روزے کے بدلے فدیہ دیا جا سکتا ہے تفسیر احمدی اور مظہری میں لکھا ہے کہ فدیہ صرف وہ لوگ دے سکتے ہیں جنہیں عمر کے باقی حصہ میں روزہ رکھنے کی امید یا ہمت نہیں روزہ کی قضا کا فدیہ ایسا ہے جسے عید الفطر کا صدقہ ہوتا ہے یہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک ہے ۔ مریض اور مسافر مستقبل میں روزہ رکھ سکتا ہے چنانچہ وہ فدیہ ادا کرنے کی بجائے قضا دے گا ہاں شیخ فانی یعنی ایسا بوڑھا جسے اب زندگی کی امید نہ ہو یا ایسا بیمار جو تندرستی کی امید ختم کر بیٹھا ہو روزہ نہ رکھنے پر فدیہ ادا کر سکتا ہے ۔

Marfat.com

بیمار اور مسافر کا روزہ

سابقہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیمار اور مسافر کو روزہ قضا کرنے کی اجازت دی ہے مگر اس آیت کریمہ میں ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر ایسے رعایت یافتہ مسافر یا بیمار سفر اور بیماری کے باوجود روزہ رکھ لیں تو یہ زیادہ بہتر اور نیکی کی بات ہے۔ اگرچہ بعض احادیث میں مسافر اور بیمار کو روزہ نہ رکھنے کا حکم ہے مگر محدثین نے وضاحت کی ہے کہ وہ ایسی حالت میں ممانعت ہے کہ اگر بیمار کو بیماری کے بڑھ جانے کا احتمال ہے یا موت کا خطرہ ہے اسی طرح سفر کے دوران روزہ رکھنے سے جان کا خطرہ ہے ایک عاقل بالغ مسلمان کو روزہ ترک کرنا کسی صورت بھی جائز ہے تفسیر خازن میں ایسے سات اشخاص کو روزہ نہ رکھنے کی رعایت ہے۔ بیمار' مسافر' حیض والی عورت' نفاس والی عورت ایسے رعایت یافتہ لوگ روزہ کی قضا ادا کریں گے۔ حاملہ عورت' بچے کو دودھ پلانے والی عورت روزہ نہ رکھنے کا کفارہ ادا کرے گی۔ کفارہ یا فدیہ دے گی حضرت ابن عباس' حضرت امام شافعی' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے نزدیک ایسی عورت کو فدیہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد فدیہ کے بجائے روزہ کی قضاء کا حکم دیتے ہیں۔ ایسا بیمار یا بوڑھا جسے جینے کی امید نہ ہو فدیہ ادا کرے گا۔ ایسے حضرات قضا نہیں کر سکتے۔

....

رمضان میں نزول قرآن پاک

قرآن پاک کے معنی بہت ہی پڑھی جانے والی کتاب (قراء) تفسیر خازن نے قرآن پاک کے معنی جمع شدہ آیات (جس کتاب میں بڑی آیات' سورتیں' احکامات' واقعات جمع کر دیئے گئے ہوں) قرآن پاک کا دوسرا نام فرقان بھی ہے ایسی کتاب جو حق و باطل میں فرق کرے۔ جو کفر اور اسلام میں فرق کرے رمضان کے لغوی معنی روک دینا ہے یعنی گناہوں سے روک دینا۔ ایک مقررہ وقت کے لیے انسانی ضروریات کو روک دینا۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے جس طرح رجب' شعبان مہینوں کے نام ہیں اسی طرح رمضان بھی ایک مہینے کا نام ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے رمضان بھی ایک نام ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادات کو رمضان کے مہینہ میں خصوصیت بخشی ہے۔ اور اس مہینے کو

Marfat.com

اتنی عظمت دی ہے کہ اپنا کلام (قرآن پاک) اسی میں اتارا تھا۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس طرح تورات اور انجیل اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے نام ہیں اسی طرح قرآن پاک بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب کا نام ہے۔ تفسیر روفی کے مؤلف نے لکھا ہے کہ مفسرین اور محدثین نے قرآن پاک کے چالیس نام بیان کئے ہیں تفسیر خازن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایات کی روشنی میں قرآن پاک کے نازل ہونے کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے رمضان کے مہینے میں لوح محفوظ سے لیلتہ القدر کو اتارا تھا اور آسمان اول پر بیت العزت کے مقام پر رکھا گیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف آیات کی صورت میں بھیجا گیا یہ سلسلہ تیئس (۲۳) سال تک جاری رہا۔

ابو داؤد میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو جتنے صحائف دیئے تھے وہ رمضان کی تین راتوں میں عطا کئے گئے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور بھی رمضان میں ہی دی گئی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رمضان کی سات راتوں کے دوران تورات دی گئی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل بھی رمضان کی تیرہ راتوں میں نازل ہوئی تھی۔

طبرانی اور ابو نعیم نے ایک حدیث پاک بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نگاہ رحمت سے دیکھا۔ تو اپنے محبوب حضور سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو اپنی محبت میں دھڑکتے پایا تو آپ کو رسالت سے نوازا۔ پھر اپنے بندوں کے دلوں پر نگاہ لطیف ڈالی تو صحابہ رسول کے دلوں کو اپنے حبیب لبیب کی محبت اور عقیدت سے تڑپتے ہوئے پایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خلافت مصطفوی عطا فرما دی اور انہیں اپنے نبی کا وزیر بنا دیا ان حضرات کے دل کی غذا کے طور پر قرآن پاک کی نعمت عطا فرما دی۔

چند ضروری مسائل

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے اس جذبہ کی جتنی تحسین فرمائی ہے وہ اس کے خصوصی لطف و کرم کی علامت ہے۔ صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کی ہر بات پر راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی ہر ادا پر راضی ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے عمل کی پیروی کرو کیونکہ میرے صحابہ کو

Marfat.com

جو چیز پسند ہے وہ مجھے اور اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جب میری امت اختلافات کا شکار ہو گی اس وقت صرف وہی لوگ محفوظ رہیں گے جو میری سنت اور میرے صحابہ کے اعمال کی پیروی کریں گے ۔ ترمذی شریف میں حدیث حسن بیان کی گئی ہے ۔ پھر محدثین نے بھی اسی بات پر اجماع کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کو صحابہ کی سنت (اعمال) سے ملا دیا ہے سنت نبوی اور اعمال صحابہ کے خلاف کام کرنے والے دین اسلام کے خلاف ہوں گے ۔ سنت سے مراد یہ بھی ہے کہ جس کام کو صحابہ کرام نے اتفاق سے سرانجام دیا تھا ۔ میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام قولی یا فعلی کئے تھے انہیں صحابہ کرام نے جاری رکھا تھا اسی طرح صحابہ کرام کے اقوال و اعمال امت رسول کی راہنمائی کا ذریعہ بن گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں فرمایا میری سنت میرے صحابہ کی سنت ہے صحابہ کرام نے شریعت اور حکم رسول کے خلاف کبھی کوئی کام نہیں کیا تھا ان کا ہر کام محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تھا ۔ انہوں نے ذاتی خواہشات کو کبھی سامنے نہیں رکھا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور چند صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے آپ نے فرمایا ! اب میری چند روزہ زندگی باقی ہے میرے بعد تمہارے لیے ضروری ہے کہ صدیق اکبر کی پیروی کرنا ۔ پھر عمر فاروق کی اتباع کرنا ۔ یہ حدیث ترمذی شریف اور ابن ماجہ میں موجود ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اولوالامر کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے ۔ (**واطیعوا اللہ واطیعو الرسول و اولو الامر منکم**) قرآن پاک کا فرمان ہے میرے صحابہ روشن ستاروں کی طرح ہیں ان کی پیروی میری پیروی ہے ۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے حضرت امام ابن حجر اور امام بغوی نے اس حدیث کو حسن لکھا ہے بہت سی ایسی سنتیں تھیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تو ادا نہیں فرمایا مگر صحابہ کرام نے ان پر ہمیشہ عمل کیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اذانیں نہیں دیں مگر صحابہ کرام نے زندگی بھر اس معمول کو جاری رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل تراویح نہیں پڑھیں مگر صحابہ کرام نے اسے ہمیشگی دی ۔ اذان سنت موکدہ ہے ۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اذانیں نہیں دی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! جو شخص میری سنت چھوڑ دیتا ہے وہ میری شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے ۔ علمائے کرام نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو گمراہ قرار دیا ہے ۔ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرنا ایک سو شہیدوں کا درجہ حاصل کرنا ہے۔ نماز تراویح سنت موکدہ ہے۔ جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلسل سے ادا کرنے کا اہتمام نہیں کیا مگر اسے ترک کرنا سنت موکدہ کا ترک کرنا ہے۔ رمضان مبارک میں قیام اللیل تراویح سے وابستہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تراویح کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طور پر زندہ رکھا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ دو دن تراویح ادا کیں تھیں۔ تیسری رات صحابہ مسجد میں جمع تھے۔ مگر آپ تشریف نہ لائے صبح کی نماز کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا! میں نے آپ لوگوں کا ذوق و شوق دیکھا تھا اگرچہ مجھے آنے سے کسی نے نہیں روکا تھا۔ مگر مجھے ڈر لگا کہ تمہارے ذوق و شوق کے پیش نظر کہیں اللہ تعالیٰ اسے فرض قرار نہ دے دے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رمضان کی تیسویں (۲۳) رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تراویح پڑھتے اسی طرح رات کا تیسرا حصہ گزر گیا۔ ستائیسویں (۲۷) رات آئی ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے رہے اسی طرح آدھی رات گزر گئی اسی طرح قیام اللیل رہا سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس اجماع اور قیام اللیل میں موجود تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد فرضیت کا خطرہ دور ہو گیا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ میں اعلان کیا کہ اب نماز تراویح سنت رسول جان کر ادا کی جایا کرے گی۔ لوگ مسجد نبوی میں ادھر ادھر بکھرے کھڑے تھے۔ بعض نماز پڑھ رہے تھے۔ بعض نوافل میں مشغول تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے ایک قاری کا انتظام کیا پھر سب کو اکٹھا کیا۔ اس رات ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ امامت میں تراویح ادا کیں۔ دوسرے دن ایک اور قاری کا انتظام ہو گیا تو نماز تراویح باقاعدہ پڑھی جانے لگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ نعم البدعت ہے۔ اسے جاری رکھا جائے گا اس واقعہ کو موطاء امام مالک میں دیکھا جا سکتا ہے۔

تراویح کا اہتمام

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اشعتہ اللمعات میں مشکواۃ کی شرح کرتے ہوئے۔ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد میں گئے

Marfat.com

مسجد نبوی میں لوگ ادھر ادھر بکھرے تھے - یہ لوگ اپنے اپنے طور پر نماز پڑ رہے تھے - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو امامت - کے لئے کھڑا کیا - سب نے مل کر نماز تراویح ادا کی - دوسری رات ایک اور قاری کی امامت میں نماز تراویح ادا کی جانے لگی - اس طرح رمضان کی آخری رات تک سلسلہ جاری رہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس اہتمام کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا - نعم البدعت کیا اچھی بدعت ہے - اس واقعہ کو امام بخاری نے بھی بیان کیا ہے -

شرح موطاء میں امام زرقانی قدس سرہ رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے - کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح کا باجماعت اہتمام اس لئے نہیں کیا تھا - کہ لوگوں کا ذوق و شوق اس قدر تھا - کہ وہ اپنے کام کاج چھوڑ کر نماز تراویح میں دلچسپی لینے لگے حضرت نے فرضیت کے ڈر سے یہ اہتمام نہیں کیا تھا - بخاری کی شرح میں امام جلال الدین سیوطی رحتمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ماہ رمضان میں قیام اللیل کا دوسرا نام تراویح ہی ہے - تراویح ترویحہ کی جمع ہے یعنی نمازوں میں کئی بار سلام کرنا - ہر دو سلام کے بعد آرام کرنا ضروری تھا - اس طرح ہر چار رکعت کے بعد قدرے آرام کیا جاتا تھا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نعم البدعت کہنا نماز تراویح کی تعریف تھی - سیدّ نا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اگرچہ پورا اہتمام نہ تھا - مگر تراویح کو پڑھا جاتا تھا - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی آخری راتوں میں تین رات باجماعت تراویح ادا فرمائی تھیں - پھر امت کا خیال آیا تو از رہ شفقت اسے ترک کر دیا کہ کہیں فرض نہ ہو جائیں - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو سیدّنا عمر فارق رضی اللہ عنہ نے جاری کیا صحابہ کو جمع کیا گیا - اور باجماعت سلسلہ شروع کیا جسے تمام اکابر صحابہ نے اہتمام کے ساتھ جاری رکھا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس نیکی کی بنیاد رکھی آپ کو قیامت تک اس کا ثواب ملتا رہے گا -

اب رافضی اسے بدعت سیہ کہہ کر لوگوں کو تراویح کی نعمت سے محروم بنا رہے ہیں - اسی طرح وہابی لوگ بھی عوام میں بدعت کہہ کر اس اہتمام کو خراب کرنے میں مصروف ہیں - نواب صدیق حسن خان بھوپالی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بدعتی کہنے سے بھی نہیں رکتا - رافضیوں کو تو حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کا بہانہ مل گیا ہے - مگر لامذہب بھی آپ کو بدعتی کہنے سے باز نہیں آتے - ابن تیمیہ نے رافضیوں کا رد کرنے کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس اہتمام کو "بدعت عمری" لکھا ہے - بدعت کا لغوی معنی کوئی نئی چیز سامنے لانا ہے - شریعت میں بدعت کا معنی یہ ہے کہ

Marfat.com

ایسی چیز پر عمل کیا جائے جس کی بنیاد شریعت میں نہ ملتی ہو۔ اگر تراویح کا باجماعت ادا کرنا شرعی طور پر بدعت ہوتا تو حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے مقتدر خلفائے رسول اسے بدعت قرار دے کر چھوڑ دیتے۔ یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص تھے۔ وہ سیدّنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہر کام کے نگران بھی تھے اور معاون بھی۔ اگر یہ ناپسندیدہ بدعت ہوتی تو اسے روکا جا سکتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اہتمام لغوی طور پر تو بدعت کہا جاسکتا ہے مگر شرعی طور پر اسے بدعت کہنا زیادتی ہے اگر اس نیک کام کو لامذہب مولویوں کے فتوئ پر بدعت قرار دیا جاسکتا ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بے شمار اچھے کام سامنے آئے جنہیں اسلام میں شامل کیا گیا۔ سب کے سب بدعت قرار دیئے جائیں گے قرآن پاک کا ایک جلد میں جمع کرنا اس کے الفاظ پر اعراب لگانا اس کی جلد بندی کرنا' اس کی طباعت و اشاعت کرنا' دینی مدارس کا قیام و اہتمام علوم عربیہ کی بے شمار کتابیں تصنیف کرنا یہ تمام چیزیں بدعت قرار دی جائیں۔

بیس (۲۰) رکعت تراویح

محدّثین نے لکھا ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی رکعت کی تعداد کا تعین نہیں فرمایا تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کو باجماعت ادا فرمایا تھا۔ بدعت شرعی تو وہ کام ہے جس کا ثبوت شریعت سے قطعاً نہ ملتا ہو اگر ثبوت ملتا ہے پھر اسے بدعت کہنا کتنی بڑی جسارت ہے خلفاء کے عمل کی اتباع میں ہم تراویح کو سنت رسول اللہ قرار دیتے ہیں۔ جس طرح نماز کسر باجماعت پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جو لوگ نوافل باجماعت ادا کرتے ہیں وہ اسی سنت سے دلیل لیتے ہیں۔ مسجد میں باجماعت نوافل تہجد پڑھنے پر ہمیں کوئی دلیل نہیں ملتی مگر تراویح باجماعت پڑھنے کی تو دلیل ملتی ہے۔ حدیث ضعیف کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعت نماز تراویح پڑھنا ثابت ہے لیکن علمائے اہلسنّت کا اس اصول پر اتفاق ہے کہ فضائل میں ضعیف احادیث پر بھی عمل کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کو تراویح کے مخالف ضعیف تو مانتے ہیں۔ مگر اسے آج تک کسی نے "وضعی" نہیں لکھا صحابہ کرام کا اس عمل پر اتفاق رہا صحابہ کرام نے بیس تراویح پر اجماع کیا پھر آئمہ مذاہب اور محدّثین نے بھی بیس رکعت پر اتفاق کیا اور اس عمل کو جاری رکھا۔ حضرت امام ابو حنیفہ' حضرت امام شافعی' حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہم تمام کے تمام بیس رکعت پڑھتے تھے صرف حضرت امام مالک نے مدینہ پاک میں بیس کی بجائے چھتیس (۳۶) پڑھی تھیں اہل حدیث اور فقہا تمام کے تمام کے

Marfat.com

تمام بیس رکعت پڑھتے چلے آئے ہیں اور کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا برصغیر میں وہابیت اپنی مذہبی بے راہ روی لے کر آئی تو بعض علماء نے بیس کے بجائے آٹھ تراویح کو رواج دیا۔ حالانکہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ تراویح نہیں بلکہ تہجد کے آٹھ نفل جو آپ کی ذات پر فرض تھے ادا کیا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ نوافل صرف رمضان میں ہی نہیں بلکہ سال کی ساری راتوں کو ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضور نماز وتر کی تین رکعت بھی آخری رات ادا کیا کرتے تھے۔ رمضان کی راتوں کا قیام علیحدہ تھا جسے تراویح کی صورت میں ادا کیا جاتا تھا آپ نماز تہجد ہمیشہ گھر ادا کیا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے مشاہدے کے مطابق روایت کرتی تھیں اور محدّثین نے یہ روایت بھی احادیث میں نقل کی۔ آپ رات کے پہلے حصے میں کبھی تہجد نہیں پڑھتے تھے پہلی رات کی رکعتیں تو تراویح ہی تھیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عہد رسالت میں آٹھ رکعتیں پڑھتے تو جب سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت شروع کی تھیں تو صحابہ یہ ضرور اعتراض کرتے ان اکابر صحابہ نے نہ اعتراض کیا بلکہ اس کی بجائے بیس رکعت پڑھتے رہے بیس رکعت تراویح پر تمام صحابہ کرام کا اجماع رہا۔ اور اسے سنت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مان کر تواتر کے ساتھ ادا کیا۔ اس بات پر آج بھی علمائے حق کا اجماع ہے ہاں چند لامذہب اور گمراہ لوگ اختلاف کرتے ہیں۔ یہ لوگ صحابہ کرام کے اجماع سے بے خبر ہیں۔ اماموں کے اجماع سے ناواقف ہیں پھر محدّثین کے اجماع سے بے بہرہ ہیں۔ اور امت محمدیہ کے ایک ہزار سال کے متواتر عمل سے انکار کر رہے ہیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں فرضوں کے علاوہ گھر میں نوافل ادا کرنا افضل ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اشعتہ اللمعات میں لکھا ہے کہ (**صلوه المرء فی بیته افضل من صلوه المسجد**) میں کسی کو اختلاف نہیں کیونکہ نماز نوافل ہے نہ کہ فرائض۔

قضاء عمری کی حیثیت

ہمارے ملک میں بعض لوگ رمضان المبارک کے آخری ہفتہ میں جمعتہ الوداع کو قضائے عمری کے نوافل ادا کرتے ہیں۔ اس قضاء عمری کی سند نہ قرآن پاک سے ہے نہ حدیث سے نہ ہی اجماع امت سے اور نہ قیاس سے اس کا ثبوت ملتا ہے یہ محض ایک رسم ہے۔ یہ ایک موضوع حدیث ہے جس پر جاہل لوگ چل پڑے ہیں۔ ایسے لوگ پنجگانہ نماز پڑھنے کی بجائے رمضان میں قضاء عمری پڑھ کر آرام کا

Marfat.com

سانس لے لیتے ہیں حالانکہ یہ فرائض نماز پنج گانہ سے فرار کا ایک مجرمانہ بہانہ ہے وہ خوشی خوشی قضاء عمری پڑھ کر فارغ ہو جاتے ہیں۔ ہاں صلوٰۃ التسبیح پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کی معافی فرماتا ہے یہ بھی اس شرط پر کہ صلوٰۃ التسبیح کو ان شرائط سے ادا کیا جائے جو ائمہ مذاہب نے بیان کی ہیں

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو ایک دن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جان عم! آج میں آپ کو ایک ایسی نماز کا طریقہ بتاتا ہوں جس سے ہزاروں گناہ دور ہو جاتے ہیں اگلے پچھلے، نئے پرانے، چھوٹے بڑے، ظاہری اور خفیہ غرضیکہ ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں یہ نماز ہر روز پڑھا کریں اگر ہر روز نہ پڑھ سکیں تو ہر جمعہ کو پڑھ لیا کریں اگر ہر جمعہ کو بھی ادا نہ کر سکیں تو مہینے میں ایک بار ضرور پڑھ لیا کریں اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو عمر میں ایک بار ہی پڑھ لیں تو اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اس نماز سے اللہ کی رحمت کی بارشیں برستی ہیں۔

چار رکعت کی نیت کر لیں۔ اللہ کی ثناء۔ کلمہ تمجید چودہ بار پڑھیں مگر صرف واللہ اکبر تک پندرھویں مرتبہ مکمل کلمہ تمجید پڑھیں۔ پھر اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھیں۔ پھر کوئی سورۃ پڑھ لیا کریں۔ دوسری رکعت میں اللہ اکبر تک نو بار پڑھیں اور دسویں بار مکمل کلمہ تمجید پڑھیں اس طرح ہر رکن میں یہ کلمہ پڑھتے جائیں۔ اس طرح ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ کلمہ تمجید پڑھا جائے گا اور چار رکعتوں میں تین سو بار پڑھنا ہوگا لیکن اس طرح تین سو مرتبہ کلمہ تمجید پورا نہیں ہوتا۔ رکوع اور سجود میں دس دس بار ادا کریں اسی طرح دوسری رکعت میں بھی ثناء سے لے کر تمام چیزیں پڑھتے جائیں چار رکعتوں کو مکمل کر کے تشہد پڑھیں اور سلام پھیر دیں۔ پہلی رکعت میں سورۃ تکاثر، دوسری میں سورہ والعصر یا قل پڑھیں، تیسری اور چوتھی میں سورۃ اخلاص پڑھیں۔ اس نماز کو رمضان شریف میں پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے حضرت ابن اسحاق رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ رمضان شریف میں برکات کا شمار نہیں۔ قرآن نازل ہوا، روزے فرض ہوئے، لیلتہ القدر کی آمد ہوئی یہ حدیث تفسیر خازن اور مدارک میں بھی لکھی پائی گئی ہے۔

Marfat.com

رمضان کے روزوں میں آسانی دی گئی ہے

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر روزہ فرض کرتے وقت ان کی آسانیوں کا خیال رکھا ہے۔ پھر اس کا واضح طور پر ذکر بھی فرمایا ہے۔ روزوں کی تکلیفیں گناہوں کے عذاب کو ختم کر دیتی ہیں۔ عاقبت کے عذاب کو ختم کر دیتی ہیں۔ عاقبت کے عذاب کو کم کر دیتی ہیں۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مریضوں، مسافروں اور معذوروں کو سہولتیں دیں۔ انہیں قضاء اور فدیہ ادا کرنے کی آسانی بخشی ہے۔ حائیضہ عورت اور نفاس والی عورت کو روزے کی آسانی دی حمل والی عورت اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو روزے کی آسانی میں شریک کر دیا۔ ان آسائشوں اور آسانیوں کے باوجود اگر بعض اہل ایمان روزے رکھ لیں تو ان کے لئے بہتر قرار دیا گیا ہے تفسیر روحٔی میں لکھا ہے کہ حائیضہ اور نفاس والی عورت روزے سے بری ہے انہیں قضا کرنا ہوگی مریض اور مسافر کو اپنی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے وہ رکھیں یا قضا کر لیں۔ ابن ھمام رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ رکھ کر توڑنا جائز نہیں اگر توڑ دیا جائے تو قضا کے علاوہ اسے کفارہ یا فدیہ بھی ادا کرنا پڑے گا۔ چاند دیکھ کر سفر پر روانہ ہونے پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول کے مطابق روزہ رکھنا چاہئے۔ لیکن بہت سے صحابہ اور فقہاء نے لکھا ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کے بعد سفر پر روانہ ہونے پر بھی افطار کر سکتا ہے۔ فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا۔ جب کہ آپ سفر میں تھے۔ دوران سفر آپ نے روزہ افطار کر لیا۔ ساتھ جانے والے صحابہ نے بھی روزہ افطار کر لیا۔ اس طرح ایک شخص دن کے پہلے حصے میں مقیم تھا مگر دوسرے حصے میں سفر پر روانہ ہوا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں اسے روزہ افطار نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسے روزہ پورا کرنا ضروری ہے۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ علامہ ابن جوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر کے دوران سراع النعیم کے مقام پر پہنچ کر روزہ افطار کر لیا تھا۔ اسی طرح ایک سفر میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام عسقلان میں پہنچے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کر لیا تھا۔ اس مقام پر دوسرے لوگوں نے روزہ افطار نہیں کیا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مسافر تھے مگروہ لوگ عسقلان اور سراع النعیم کے مقام پر شریک سفر ہوئے

Marfat.com

تھے۔ اس لئے انہوں نے روزہ افطار نہیں کیا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ حنفی فقہ کے تابع ہیں حضرت محی السنہ شافعی تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ سفر میں افطار کرنا یا روزہ رکھنا دونوں یکساں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے سفر کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں سفر پر تھے۔ بعض حضرات نے روزہ رکھا ہوا تھا بعض نے روزہ کی سہولت سے فائدہ اٹھا کر نہیں رکھا تھا اس سفر میں نہ تو روزہ داروں پر کسی نے اعتراض کیا اور نہ روزہ نہ رکھنے والوں کو ملعون کہا حضرت امام ابو حنیفہ' حضرت امام شافعی' امام مسلم' حضرت امام بخاری۔ اسی طرح دار قطنی ابوداؤد' ابویوسف' موطاامام مالک تمام کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ مسافر چاہے تو روزہ رکھے چاہے تو افطار کر لے اس کی اپنی مرضی ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں سفر کی حد تین منازل ہے۔ حضرت امام شافعی' احمد بن حنبل اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہم کے نزدیک سفر دو منازل سے شروع ہوتا ہے۔ سفر کم از کم دو دنوں کے راستہ ہو گا۔ مگر داؤد ظاہری جیسے بدعقیدہ حضرات گھر سے تین کوس کے فاصلے کو بھی سفر قرار دے دیتے ہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی اب تمام بدمذہب تین میل کی حد کو سفر قرار دے رہے ہیں۔ مولوی محمد لکھوی نے اپنی کتاب انواع محمدی میں سفر کی حد تین کوس رکھ دی حالانکہ اپنی تفسیر محمدی میں اس حد کو مقرر کرنے سے خاموش رہا ہے۔ سراع النعیم اور عسقلان مدینہ منورہ سے تین کوس پر نہیں تھے وہ تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہوئے تھے۔ یہ چار اماموں کا نظریہ ہے مگر قاضی شوکانی اور داؤد ظاہری گمراہ اور گمراہ کن لوگ ہیں وہ اماموں کے نظریہ سے انکار کرتے ہیں وہ تین کوس کے فاصلہ پر روزہ ترک کرا دیتے ہیں۔ صبح صادق کا چلا ہوا ایک مسافر دن چڑھنے تک تین کوس فاصلہ طے کرلیتا ہے یہ تو سفر کے ساتھ مذاق ہے اسی طرح اگر عصر پڑھ کر چلا جائے تو عشاء کی نماز کے وقت تین کوس طے کرلیتا ہے ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ عسقلان مدینہ منورہ سے کتنے فاصلے پر تھا۔ آج کے وہابی لاہور شہر سے روانہ ہو کر میاں میر (ان دنوں لاہور شہر سے باہر تھا) پہنچ کر افطار کرلیں گے ان لوگوں کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ تین کوس کو سفر قرار دے رہے ہیں۔

رمضان المبارک میں شیطان جکڑے جاتے ہیں

کئی احادیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان المبارک کے دوران شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث شریف بخاری اور مسلم میں موجود ہے دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں جنت کے

Marfat.com

دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ رمضان المبارک کے روزے تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے رکھے جاتے ہیں گناہوں کا ازالہ ہوتا ہے اس مہینہ میں لیلتہ القدر رحمت کی بارشیں لے کر آتی ہے انسانوں کے نیک اعمال میں اضافہ کر دیا جاتا ہے ایک ایک نیکی اتنی قیمتی ہوتی ہے کہ سات سو نیکیوں کے برابر ہوتی ہے تفسیر خازن میں لکھا ہے روزہ خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کے لئے رکھا جاتا ہے اور وہی اس کا خصوصی ثواب دیتا ہے شہوت ' بھوک ' پیاس اور اس قسم کی تمام خواہشات صرف میرے لئے ترک کردی جاتی ہیں لہٰذا میں ہی اس کا بدلہ دوں گا حدیث پاک میں ہے کہ روزہ دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں ایک روزہ افطار کرتے وقت اور ایک دیدار خداوندی کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی خوشبو کستوری سے بھی زیادہ اچھی ہے روزہ گناہوں کے حملے کے مقابلہ میں ڈھال ہے روزہ دار فواحش اور لایعنی گفتگو سے محفوظ رہتا ہے۔ گالی کا جواب خاموشی سے دیتا ہے۔ وہ ان تمام برائیوں سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بچتا ہے۔ جنت میں ایک ایسا دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں روزہ دار اس دروازے سے داخل ہونگے۔

روز قیامت آکھیاں جاسی رُوزے داراں تائیں
روزے والو! اٹھو جلدی دوڑو جنت تائیں

ریان دروازے سے صرف روزہ داروں کا ہی داخلہ ہو گا۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ریان دروازہ روزہ داروں کے لئے مخصوص ہو گا۔

ایک دن حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے بلا روک ٹوک جنت میں رسائی ہو۔ آپ نے فرمایا ابو امامہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو جنت میں بلا روک ٹوک لے جائے گی 'معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو تمام جنات جکڑے جاتے ہیں۔ شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اس کے فرشتے اعلان کرتے ہیں نیکی کی تلاش کرنے والو! آگے بڑھو! آج سارے شیطان جکڑ دیئے گئے ہیں نیکیوں کے راستے کھول دیئے گئے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک بار شعبان کے آخری عشرے میں حضور نبی

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے پاس بیٹھا کر فرمایا کہ تمہارے لئے ایک بہت بڑا عظمت والا مہینہ آرہا ہے اس میں ایک ایسی رات آئے گی (لیلتہ القدر) جو ایک ہزار ماہ سے بھی افضل ہو گی۔ اس ماہ میں روزے فرض کر دیئے گئے ہیں۔ شب بیداری کے لئے تراویح پڑھنے کا مژدہ ہے۔ اس ماہ کے نفل فرضوں سے بھی زیادہ ثواب رکھتے ہیں۔ رمضان المبارک کے دوران فرض کی ادائیگی رمضان المبارک کے علاوہ ستر فرضوں کے برابر ہے یہ صبر کا مہینہ ہے۔ یہ اجر کا مہینہ ہے یہ نیکیوں والا مہینہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مہینہ میں رزق کی فراوانی کر دی جاتی ہے جو شخص روزہ افطار کرائے گا اس کے رزق میں برکتیں بھر دی جائیں گی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم غریبوں کو اتنے لوگوں کے روزے افطار کرانے کی استطاعت نہیں ہے آپ نے فرمایا ایک گھونٹ پانی یا ایک کھجور افطاری کے ثواب کے لئے کافی ہے جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے گا اسے میرے حوض (کوثر) پر آنے کی کھلی اجازت ہو گی اور وہ پیٹ بھر کر پانی پیئے گا۔ جو شخص روزے دار ملازم سے آسان کام لے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ اس مہینہ کا پہلا حصہ رحمت کا ہے آخری حصہ آزادی کا ہے اور درمیانہ حصہ بخشش کا ہے۔

بخاری شریف میں باسناد صحیح لکھا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن پاک دونوں شفاعت کریں گے روزہ شہوت' کھانے پینے سے روکتا ہے صبح صادق سے شام غروب آفتاب یہ تمام محرومیاں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہیں روزہ دار قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انسان کی شفاعت کرتی ہیں

اس آیت کریمہ کی شان میں لکھتے ہوئے حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ ایک بار ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ ہمارے نزدیک ہے تو ہم اسے آہستہ بلائیں اگر وہ دور ہے تو بلند آواز سے بلائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سادہ لوح صحابی کی بات سن کر خاموش رہے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

"اے میرے حبیب! جب یہ لوگ آپ سے سوال کریں کہ میں ان کے کتنا قریب ہوں تو آپ انہیں فرما دیجئے میں تمہارے بے حد قریب ہوں تمہاری دعا کو قبول کرتا ہوں۔ تمہارے سوالوں کا جواب

Marfat.com

دیتا ہوں جب کوئی سوالی مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار اور فریاد کو سنتا ہوں۔"

مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا خواہ خفی ہو یا جلی' آہستہ ہو یا بلند آواز سے وہ ہر طرح کی التجا سنتا ہے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جنگ خیبر کے موقع پر صحابہ کرام نے نہایت بلند آواز سے ذکر الٰہی کیا۔ پہاڑ کی بلندیوں پر کھڑے ہو کر اسے پکارا لاالٰہ الا اللہ پھر اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستہ آواز سے ذکر کرو وہ سننے والا ہے غائب نہیں ہر جگہ موجود ہے وہ دور ونزدیک سے سنتا ہے۔ مفسرین نے اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہونے اور دعا سننے کے نکتے بیان کئے ہیں صاحب بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے قریب ہونے کا بڑا مفصل ذکر کیا ہے۔ وہ علمی طور پر قریب ہے اور عقلی طور پر بھی قریب ہے صاحب بیضاوی نے بندوں کا قرب اللہ تعالیٰ سے قرب مکانی کا ذکر کیا ہے مگر اسے صاحب تفسیر مظہری نے رد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرب مکانی سے بے نیاز ہے اور اطراف' جہت سے پاک بھی ہے وہ پاک ذات ہے مگر قریب تر ہے لیکن یہ قربت عقل و خرد میں نہیں آسکتی۔ وہ وحی اور عقل سے بڑھ کر اپنی آیات کریمہ نشانیوں سے ظاہر ہوتا ہے اس کی کسی دوسری چیز سے مثال نہیں دی جا سکتی ہے۔

حضرت علامہ فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے اور اس انداز سے لکھا ہے کہ جس سے لامذہبوں کے منہ بند ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس آیت کریمہ میں جس قربت کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ قرب مکانی نہیں ہے۔ یہ قرب جہت اور مکان والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ماہیت کو معلوم کرنے سے ہماری عقلیں دنگ ہیں۔ اس قربت کا احساس اور ادراک تو صرف انبیاء کرام کو ہوتا ہے خصوصاً سیدّ المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام قربت کے مقصد کو پہچانتے ہیں پھر اس قرب کو روحانی طور پر ان اولیاء کرام نے محسوس کیا ہے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل روحانیت کا حصہ ملا ہے قرب مکانی جہت و مکان سے مبرا ہے۔ یہ جو ہر انسان کے نزدیک اور قریب کہا گیا ہے اس سے مراد انسانی روح اور قلب سے معرفت ہے۔ اس کی ذات تو ان ملائیکہ سے بھی دور ہے جنہوں نے عرش اعلیٰ کو اٹھا رکھا ہے اگر اللہ تعالیٰ زید کے قریب ہو جو مغرب میں رہتا ہے تو پھر بکر جو مشرق میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا یہ بات ذات خداوندی اور قرب خداوندی سے ماورئی ہے۔ وہ ہر ایک کے قریب ہے مکان زمان سے ماورئی وہ ہر ایک کے دل کے قریب ہے۔

Marfat.com

من نہ گنجم در زمین و آسمان
در دل مومن بگنجم بے گماں

وہ ہر عاجز کے قریب ہے وہ ہر دردمند دل کے قریب ہے وہ ہر پکارنے والے کے قریب ہے وہ ہر التجا کرنے والے کے قریب ہے۔ **وھومعکم اين ما کنتم** (تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے) وہ **نحن اقرب من حبل الورید** (ہم شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں) وہ رگ جان سے بھی قریب تر ہے محقق رازی نے ان اسرار کو بیان کیا ہے۔ ان سے استفادہ کرتے ہوئے خلاصہ التفاسیر معالم التنزیل خازن کے مؤلفین نے اللہ تعالیٰ کے علمی قرب کی ترجمانی کی ہے تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ دعا کا قبول ہونا اللہ تعالیٰ کے قرب کی علامت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت صاحب تفسیر احمدی نے نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کو جہاں مشرق، مغرب، شمال، جنوب، تحت و فوق سے تشبیہ دینا درست نہیں ہے تفسیر مدارک میں بھی علمی قربت کو بیان کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو قرب مکانی سے پاک رکھا گیا ہے۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ بھی علمی قرب کے قائل ہیں آپ نے تفسیر جمل کے حاشیہ پر ایک موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔ لوگوں کو سمجھانے کے لئے قرب استعارہ طبعی کے طور پر بیان کیا گیا ہے یہ حسی یا جسمانی قرب نہیں ہے صاحب تفسیر رؤفی نے لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے بندے اسے پکارتے ہیں تو اسے قریب تر پاتے ہیں وہ ان کی آواز سنتا ہے اور قرب مکانی کے بغیر ہی ان کی التجا سن لیتا ہے تفسیر در منثور کلیمی زاہدی کے مؤلفین نے اسی نظریہ کو بیان کیا ہے۔ تمام اولیاء اللہ اور مجتہدین امت اللہ تعالیٰ کے قرب کو جہت اور مکان سے پاک مانتے ہیں۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو قرب مکانی سے تشبیہ دی ہے وہ کافر ہے اللہ تعالیٰ مکان و زمان کی حدود سے پاک اور بے نیاز ہے حافظ محمد لکھوی اس مقام پر گمراہی پھیلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ایک مکان میں لا کر بٹھاتا ہے اس نے سورۃ اعراف کی تفسیر لکھتے وقت حاشیہ پر اللہ تعالیٰ کو عرش پر لا بٹھایا ہے خلاصہ التفاسیر میں اللہ تعالیٰ کے قرب کو قرب علمی قرار دیا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں وہ اپنی ہستی سے معدوم ہو کر فنافی الذات ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی حضوری میں مستغرق ہوتے ہیں۔ ان کا وجود نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کے قرب کا اندازہ ہمارے کرداروں سے ماوریٰ ہے اسے محبت کی آگ ہی محسوس کر سکتی

Marfat.com

ہے ایک عاشق ان جذبات کو محسوس تو کر سکتا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہے مگر اسے بیان نہیں کر سکتا۔

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی
بازار خویش آتش ما تیز می کنی

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے گناہگار بندوں کو اپنی رحمت کی فراوانی کی نشاندہی بھی کی ہے پھر انہیں یقین بھی دلایا ہے کہ اگر تم دعا مانگو تو میں اسے ضرور قبول کروں گا دعا قبول ہونے کے لئے کسی ہچکچاہٹ کی ضرورت نہیں معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ دعا تقدیر نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان کا نصیب اور حصہ لکھ دیا ہے۔ اب دعا یا فریاد سے اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ **قد جف القلم** قلم نے ایک انسان کی تقدیر میں جو کچھ لکھنا تھا لکھ دیا۔ اب دعاؤں اور التجاؤں سے کوئی فائدہ نہیں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ لکھ دیا ہے اس میں تبدیلی ناممکن ہے۔

ہمارے علمائے اہل سنت نے معتزلہ کے اس نظریہ کا رد کیا ہے۔ ان کے ہاں تقدیر دو قسم ہوتی ہے مبرم اور معلق۔ مبرم تو قطعی تقدیر ہے جو کبھی نہیں بدلتی مرد دعاؤں سے عورت نہیں بن سکتا۔ کالا دعاؤں سے گورا نہیں ہو سکتا۔ بوڑھا دعاؤں سے بچہ نہیں بن سکتا۔ ہاں معلق تقدیر ایسی ہے جو دعاؤں' التجاؤں اور دوسرے ذرائع سے بدلی جا سکتی ہے۔ ایک بیمار شخص دعا اور دوا سے تندرست ہو سکتا ہے۔ ایک جاہل اور ان پڑھ تعلیم و تربیت سے عالم بن سکتا ہے۔ ایک غریب محنت کر کے امیر ہو سکتا ہے۔ یہ وہ اسرار ہیں جنہیں عام لوگ تو کیا ایمان سے خالی پڑھے لکھے لوگ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے قبول کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جو شخص مجھ سے مانگے گا اسے دوں گا۔ صدقہ بلاؤں کو دور کرتا ہے۔ علاج بیماریوں کو رفع کرتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (**لا یرد البلا الا الدعا**) (دعا کے بغیر مصیبت نہیں ٹلتی) آسمان سے نازل ہونے والے مصائب دعاؤں سے ٹل جاتے ہیں یہ بات شرح قصیدہ امالی میں وضاحت کے ساتھ لکھی ہوئی ہے۔

بعض دعاؤں کی قبولیت میں وقت لگتا ہے بعض دعاؤں کو قبول نہیں کیا جاتا بلکہ رد کر دیا جاتا ہے بعض مومن ایک عرصہ تک دعائیں کرتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتیں مگر بعض مقامات ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

دعاؤں کو فوراً قبول کرتا ہے۔ بلکہ ادھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھتے ہیں ادھر قبولیت آگے بڑھ کر آتی ہے۔

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

تفسیر احمدی کے مطابق دعاؤں کا دیر سے قبول کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے سائل کی التجا اللہ تعالیٰ کو بڑی پسند آتی ہے۔ وہ اس کی قبولیت میں دیر کرتا ہے تاکہ یہ بار بار دعائیں کرتا رہے حضرت یحییٰ ابن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا میں نے عرض کی یا بار خدایا۔ میں نے تیری بارگاہ میں بے پناہ دعائیں کیں تھیں۔ مگر میری ایک دعا بھی قبول نہ کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یحییٰ جیسے تیری آواز ہے ایسے ہی تیری التجا بڑی پسند آئی تھی۔

خوش نماید نالۂ شبہائے تو
ذوقہا دارم زیا رب ہائے تو

مفسرین نے لکھا ہے کہ بعض اوقات دعاؤں کا قبول نہ ہونا بعض غلطیوں کی وجہ سے بھی ہوتا ہے دعاؤں کی شرائط کو پورا نہیں کیا جاتا۔ حلال کی روزی اور سچ بولنا دعا کی قبولیت کے لیے ضروری ہے۔ بعض کام مشیت الٰہی میں ہوتے ہیں۔ وہ جسے چاہے دیتا ہے جسے چاہے نہیں دیتا۔ (**ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**) بعض اوقات انسان ایسی دعا مانگتا ہے جس کی قبولیت میں اس کی بہتری نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اسے بھی روک دیتا ہے۔ بعض دعائیں ایسی ہیں وہ دنیا میں تو قبول نہیں ہوتیں مگر قیامت کے دن اس دعا کے انعامات سامنے آئیں گے یہ بات صحیح حدیث میں آئی ہے اور اسے تفسیر خازن کے مؤلف گرامی نے لکھا ہے۔ کفار اور مشرکین کی دعاؤں کی قبولیت کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی دعا بھی قبول کرلی جاتی ہے۔ جیسے شیطان کو قیامت تک برائی اور دھوکا دینے کی مہلت دے دی گئی ہے۔ بعض کے نزدیک ان کی دعا کو قبول نہیں کیا جاتا۔ (**وما دعاء الکافرین الا الضلال**) "کہ کافروں کی دعا بھی ان کی گمراہی ہے"

دعا کی قبولیت کے لیے "رزق حلال اور صدق مقال" دونوں نہایت ضروری ہیں حرام کھانے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کی رحمت منہ موڑ لیتی ہے۔ دعا کے قبول ہونے کے لیے ایک شرط وسیلہ ہے احادیث کی کتابوں میں کئی مقامات پر لکھا ہے کہ سیدالانبیاء رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ کو رحم آتا ہے اور دعا قبول کرلیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا! "موسیٰ اس منہ اور زباں سے دعا مانگا کرو جس سے کبھی لغزش سرزد نہ ہوئی ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ یا اللہ "میں وہ منہ اور زباں کہاں سے لاؤں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "پھر اس شخص کا وسیلہ اختیار کرو جس کی زبان سے کبھی لغزش اور خطا ایک وقتی چیز ہے۔" تاہم اگر دوسرا شخص ایک شخص کے لیے یا ایک شخص دوسرے کے وسیلے سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے اس وسیلے کے سلسلہ میں زندہ یا فوت شدہ افراد یکساں ہیں۔ روحانی دنیا والے ان ارواح کی دعاؤں کو زیادہ مؤثر خیال کرتے ہیں جو عالم برزخ یا عالم ارواح میں ہیں۔

وقت حاجت خواستن از مدعا
اے کلیم از آن دہاں می جو پناہ
با دہانے کہ زبردستی گناہ
در تحیر ماند موسیٰ زاں ندا
در مناجات آمد و در ربنا
گفت موسیٰ من ندارم آں دہاں
گفت مارا از دہان غیر خواں

رمضان المبارک کی راتیں

رمضان المبارک کی راتوں میں اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے اور عورتوں سے جماع کرنے کی اجازت دے دی۔ اور مسلمانوں کو متنبہ کر دیا کہ ایسا نہ ہو کہ تم خیانت کرتے رہو۔ اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ روزے کے ابتدائی ایام میں رات کے وقت عورتوں سے جماع کرنے کا کہیں ذکر نہ تھا۔ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعد از نماز عشاء اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔ غسل کیا مگر صبح تک اپنی اس غلطی پر روتے رہے۔ توبہ کی اور دوڑے دوڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور اپنی اس غلطی کا روتے روتے اعتراف کیا اور معافی طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمیں آپ جیسے شخص سے یہ امید نہ تھی کہ ایسا کام کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر وہاں بیٹھے چند اور صحابہ نے بھی اعتراف کیا کہ ایسی غلطی ان سے بھی سرزد ہوتی رہی ہے۔ ابھی

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا فیصلہ صادر فرمانے والے ہی تھے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا یہ چوری چھپے کام کرنا معلوم تھا۔ تم یہ خیانت کرتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مزید آسانی دی ہے کہ تم رات کے وقت اپنی عورتوں کے ساتھ مباشرت کر سکتے ہو۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری سابقہ غلطیوں کو بھی معاف فرما دیا ہے۔ اور تمہاری توبہ بھی قبول فرمالی ہے اب تم سفید اور کالے تاگے کی تمیز (شام سورج غروب ہونے سے صبح صادق تک) تک کھا پی سکتے ہو

رمضان المبارک میں اعتکاف

قرآن پاک نے رمضان المبارک کے دوران اعتکاف کی یک سوئی کو بیان فرمایا ہے۔ لغوی طور پر اعتکاف کا معنی اقامت کرنا ہے۔ لیکن شرعی اصطلاح میں ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد کے ایک گوشہ میں مقیم ہو کر دنیاوی امور سے جدا رہنے کا نام اعتکاف ہے مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف بیٹھے جب کہ عورت گھر کے ایک علیحدہ کونے میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔ یہ سنت موکدہ ہے۔ مگر عام حالات میں اعتکاف بیٹھنے کی نذر ماننا سنت ہے۔ عام حالات میں اعتکاف بیٹھنا مستحب ہے۔ جس مسجد میں اذان ' اقامت اور جماعت ہو اس میں اعتکاف بیٹھنا زیادہ ثواب ہے۔ اعتکاف کے دنوں میں روزہ رکھنا بھی ضروری ہے ان ایام میں عورت حیض و نفاس سے پاک صاف ہونی چاہئے۔

اعتکاف کے دوران کوئی بیہودہ بات کرنا یا خلاف شرع کام کرنے سے رک جانا چاہئے۔ قرآن پاک کی تلاوت حدیث کا مطالعہ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنا بہترین مشاغل ہیں اگر ان امور سے فارغ ہو تو صالحین امت کا ذکر کرنا چاہئے۔ دنیا کے مشاغل سے دور رہنا چاہئے۔

بلا ضرورت شرعی مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اعتکاف کے دوران عورت سے جماع کیا جائے تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ جماع خواہ دانستہ ہو یا بھولے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر اعتکاف کے دوران عورت یا مرد نے ایک دوسرے سے بوس کنار کیا۔ تو حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب میں اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے ہاں اگر شہوت اور لذت کے بغیر بوسہ لیا یا گلے لگے تو اعتکاف نہیں ٹوٹے گا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے دوران مسجد سے اپنا سر اپنے حجرے میں کر دیتے تھے۔ میں آپ کا سر دھلا دیتی

Marfat.com

اس پر کنگھی پھیرتی - تیل لگاتی آپ اعتکاف کے دوران ان چیزوں کی ممانعت نہ فرماتے تھے -

رمضان المبارک کے آخری دنوں میں اعتکاف بیٹھنے والے کو دو حجوں کا ثواب حاصل ہو گا - ایک صحابی نے اعتکاف کے دوران اپنی عورت سے جماع کر لیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس کے بعد اعتکاف کے دوران جماع کی سخت ممانعت کر دی گئی -

رشوت کی ممانعت

حلال و حرام کا امتیاز قرآن پاک نے کئی مقامات پر واضح کیا ہے - اس آیت کریمہ میں قرآن پاک نے ان لوگوں کے رویہ کی سخت مذمت کی ہے جو لوگوں کا مال کھاتے ہیں - اور بلا جواز اسے ہضم کرتے جاتے ہیں - وہ اپنے حکام کو رشوت دے کہ ناحق فیصلے کراتے ہیں - ناجائز امور سرانجام دینے کے لیے لوگوں کو اپنے حق سے محروم رکھنے کے لیے رشوت دیتے ہیں اور رشوت لیتے ہیں - ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو میٹھی میٹھی باتیں کر کے جھوٹی شہادت دیتے ہیں - جھوٹے مقدمے کر کے غلط فیصلے کرتے اور کراتے ہیں کمزور لوگوں کا مال چھین لینا' جوا کھیل کر حرام مال اکھٹا کرنا' چوری ڈاکہ سے لوگوں کا مال ہتھیانا' مزدور سے کام لے کر مزدوری نہ دینا' زنا کی کمائی' دھوکے بازی غرضیکہ سینکڑوں ایسے جرائم ہیں جنہیں لوگ مال ناحق ہتھیانے کے لیے کرتے جاتے ہیں تفسیر احمدی نے لکھا ہے کہ حق مہر کا دبانا' شرع کے حقوق کے برخلاف چیزوں پر قبضہ کرنا' شراب خوری اور باہمی فساد کرانا بھی ایسے ہی جرائم میں آتا ہے صاحب تفسیر کبیر نے لکھا ہے کہ وہ کبیرہ گناہ جس کی زد دوسروں پر پڑے وہ بھی اسی نوعیت کا جرم ہے -

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک ایسا مقدمہ لایا گیا - جس میں امراء لقیس کے خلاف عدن کی سرزمین کے خلاف دعویٰ کیا گیا تھا - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء لقیس کو حکم دیا کہ وہ اپنی صفائی میں گواہ پیش کرے اس نے معذرت کر دی کہ میں گواہ پیش کرنے سے قاصر ہوں سیدّ الانبیاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا - میرے پاس جب کوئی مقدمہ لاتے ہو تو ایسے لوگ پیش نہ ہوا کریں جو چرب زبانی سے جھوٹی شہادت پیش کرتے ہیں - میں نے قانونی طور پر شہادت پر ہی فیصلہ کرنا ہوتا ہے جو شخص جھوٹا دعویٰ کر کے یا جھوٹی شہادت دے کر اپنے بھائی کا حق کھوئے گا وہ آگ کا ٹکڑا کھائے گا - تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ امراء لقیس جھوٹی قسم کھا گیا - مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈانٹا اور اس کی چرب زبانی کو روکا - تو اس نے قسم واپس لے کر معافی مانگی

Marfat.com

اور آپ نے زمین کا فیصلہ ان لوگوں کے حق میں کر دیا۔ جو امراء لقیس کے خلاف مقدمہ لے کر آئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء لقیس کو مبارک دی کہ اس نے جھوٹی گواہی سے اجتناب کیا اور اپنے گناہ سے معذرت کی یہ آیت کریمہ اس موقع پر نازل ہوئی تھی۔

ہمارے زمانے کے بعض بد عقیدہ لوگ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گواہی طلب کرنا اور امراء لقیس سے قسم لینا۔ پھر یہ فرمانا کہ اگر تم جھوٹی شہادت دو گے تو مجھے اس کے مطابق فیصلہ کرنا پڑے گا۔ کو سامنے رکھ کر بد زبانی کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر غیبی واقعات کا علم ہوتا تو گواہوں کا طلب کرنا، قسمیں لینا کیا معنی رکھتا ہے۔ ہمارے مفسرین نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کرنا آپ کی بے علمی اور بے بصیرتی کی دلیل نہیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لیے ایک ایسا قانون اور طریقہ وضع کرنا چاہتے تھے۔ جس سے انصاف کے فیصلے کئے جا سکیں۔ اور لوگوں کو اپنے مقدمات نمٹانے، سچی شہادت دینے اور شہادت پر انحصار کرنے کا طریقہ سکھایا جا سکے۔ یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم کا اہم حصہ ہے جو اسلام میں عدل و انصاف کی بنیاد بنا اور جس نے جھوٹے مقدمے کرنے والوں، جھوٹی گواہی دینے والوں اور ان مقدمات پر حکام کو رشوت دینے والوں کے خلاف قرآن پاک اور اسلام کا معیار قائم کر دیا۔

....

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ

قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ؕ وَ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ

Marfat.com

مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ
عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ
فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩١﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٩٢﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ
الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩٣﴾
اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ
اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۖ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩٤﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَاَحْسِنُوْا ۛۚ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٩٥﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ
اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ
حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ
اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ
فَاِذَآ اَمِنْتُمْ قف فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ
مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَ
سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ

Marfat.com

اَهۡلُهٗ حَاضِرِی الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ع

(ترجمہ) تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پھیت توڑ کر آؤ ہاں بھلائی تو پرہیز گاری ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو اور کافروں کو جہاں پاؤ مارو اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو کافروں کی یہی سزا ہے پھر اگر وہ باز رہیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام اور ادب کے بدلے ادب ہے جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو بدلہ دے روزے یا خیرات یا قربانی پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے یہ حکم اس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے ○

Marfat.com

اھلہ کے معنی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ اہلہ کیا ہے۔ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کے بارے میں آپ سے پوچھا جاتا ہے۔ یہ سوال دو صحابہ کرام حضرت معاذ اور ثعلبہ انصاری رضی اللہ عنہما نے پوچھا تھا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم چاند کی پہلی تاریخ چاند نہایت چھوٹا ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ آخری تاریخ کو ڈوب جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں ایک حکمت تو یہ ہے کہ تاریخوں اور دنوں کا تعین کیا جا سکے رمضان ، حج ، عیدین ، اور دوسرے تہواروں کی پہچان ہو سکے۔ اس حکمت کے علاوہ ہزاروں حکمتیں اور فوائد ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر بیان فرمایا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سائل صحابہ کو تو بس اتنا ہی جواب دیا جتنا ان کے فہم و فراست کے لیے کافی تھا۔ مگر اس موضوع پر بے پناہ فوائد بیان کئے گئے۔

رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا! مخروش!

معاشرتی آداب

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آداب زندگی کی تعلیم دی ہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں عربوں کی عادت تھی وہ عمرہ اور حج ادا کرنے کے بعد اپنے گھروں میں داخل ہوتے تو دروازوں کی بجائے پیچھے سے دیواریں پھلانگ کر اندر آتے یہ لوگ دیواروں میں راستہ بناتے یا سیڑھی کے ذریعہ آتے۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ڈر ڈر کر دروازے سے داخل ہوتے۔

ایک صحابی رسول قریش بن کنانہ احرام باندھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں دروازے سے اندر آئے تو وہ بھی دروازے سے ہی اندر آیا۔ حالانکہ یہ بات عربوں کے ہاں معیوب سمجھی جاتی تھی۔ ایسا کرنے والے کو حمسے (حماسہ) کہا جاتا تھا۔ لوگوں نے شور مچا دیا کہ اس شخص نے ایسا کیوں کیا۔ یہ تو فاجر ہے۔ یہ آیت کریمہ اس موقعہ پر نازل ہوئی۔ کہ تم زمانہ جاہلیت کی رسم کو نہ اپنائے رکھو بلکہ گھر میں داخل ہونے کے لیے دروازوں سے داخل ہوا کرو!

Marfat.com

تفسیر احمدی میں اس موقع پر لکھا ہے کہ یہ اشارہ ان بد تہذیب لوگوں کی طرف ہے جو عورتوں کے ساتھ دبر سے وطی کیا کرتے تھے۔ انہیں آگاہ کیا گیا کہ عورتوں سے وطی کرتے وقت فرجوں کی طرف آؤ۔ آج کے بعض بد اعتقاد رافضی ابھی تک زمانہ جاہلیت کی اس رسم کے پابند ہیں۔

جہاد کا اعلان حق

مدینہ پاک کے قیام کے دوران مسلمانوں کو جہاد کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو نصرت اور فتح کا مژدہ بھی دیا گیا تھا۔ میدان بدر میں اللہ تعالیٰ نے تعداد میں تھوڑے اور ساز و سامان میں کم تر مسلمانوں کو فتح دی۔ اب مسلمانوں کو مزید اجازت دی گئی کہ جس طرح مشرکین لڑائی لڑنے کے لیے تیار ہوں تم بھی ویسے ہی لڑائی کے لیے آگے بڑھو۔ ان سے ایسی ہی جنگ کرو جس طرح وہ کرنا چاہتے ہیں وہ اگر جنگ میں پہل کرتے ہیں تو تم بھی آگے بڑھ کر دفاع کرو۔ اگر صلح کریں تو صلح کے لیے تیار رہو۔

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ مسلمان جب تک مکہ مکرمہ میں رہے انہیں جنگ کرنے کی قطعاً اجازت نہیں تھی۔ ہجرت کے بعد لڑائی کی مکمل اجازت دے دی گئی۔ بدر اور احُد کی معرکتہ الارا جنگوں کے بعد حدیبیہ مقام پر ایک معاہدہ صلح کیا گیا اور اس میں بعض شرائط صلح طے پائیں اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا۔ اگر مشرکین جنگ کریں تو آگے بڑھ کر جنگ کرو اگر صلح پر آئیں تو حدیبیہ جیسی صلح کر لو جنگ اور صلح میں وہی رویہ اپنایا جائے جو مشرکین مکہ اپناتے ہیں۔

اگر ہو جنگ تو شیران غاب سے بڑھ کر
اگر ہو صلح مثال غزال تاتاری

مسلمانوں کی جنگی حکمت علمی

مسلمانوں کی حیثیت جزیرہ نما عرب میں مستحکم ہو چکی تھی۔ اب قرآن پاک نے مسلمانوں کو آزادی دے دی کہ وہ اپنی جنگی حکمت عملی کو از سر نو مرتب کریں۔ کفار اور مشرکین کے فسادی طریق کار کے سامنے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ آج کے بعد جہاں جہاں مشرکین ملیں انہیں قتل کرتے جاؤ۔ تاکہ یہ فتنہ سرزمین عرب سے مٹ جائے۔ انہیں ایسے مقامات سے نکال دو جہاں سے ان ظالموں نے تمہیں نکالا تھا

Marfat.com

کیونکہ ان فتنہ پردازوں کا فعل قتل سے بھی بد تر ہے۔

جدال و قتال کی اس اجازت کے باوجود مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ مسجد حرام (کعبتہ اللہ) کے ارد گرد جنگ نہ کی جائے ہاں اگر مشرکین اور کفار خود ایسے مقدس مقام پر لڑنے میں پہل کریں تو پھر انہیں وہاں بھی قتل کرو تاکہ یہ فتنہ جڑ سے اکھیڑ دیا جائے۔

مدینہ منورہ کے قیام کے دوران چھٹے سال ذیقعدہ کے مہینہ میں مسلمان عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف آئے تو ان مشرکین نے انہیں عمرہ کرنے سے بھی روک دیا یہاں ایک معاہدہ ہوا (صلح حدیبیہ) جسے قرآن پاک نے ایک اور مقام پر فتح مبین قرار دیا ہے۔ اس معاہدے کی رو سے اس سال کی بجائے آئندہ سال عمرہ کیا جائے گا۔ اس دوران تین دن کے لیے کفار اور مشرکین مکہ مکرمہ کو خالی کر جائیں گے اس معاہدہ کی رو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کئے بغیر صحابہ کرام کو لے کر واپس آگئے۔ ہجرت کے ساتویں سال آپ پھر تیار ہوئے تو عمرہ ادا کیا۔ یہ آیت کریمہ اس موقعہ پر نازل ہوئی تھی کہ حرمت والے مہینہ کے بدلے حرمت والا مہینہ ہی ملا ہے۔ یہ حرمت والے مہینے رجب ' ذیقعدہ ' محرم اور ذوالحجہ قرار دیئے گئے۔

دولت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں

تفسیر در منثور میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور اطاعت میں اس قدر حصہ لیا کہ دنیا کی تمام آسائشیں آپ کی محبت میں قربان کر دیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سب کچھ بھول گئے۔ ان کے سامنے دنیا کے مال و منال کی کوئی حیثیت نہ رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت کچھ عطا کیا۔ وہ مکہ مکرمہ سے نکلے تو خالی ہاتھ تھے۔ مگر مدینہ کے قیام کے دوران دنیا کی نعمتیں بڑھنے لگیں ان کے کھیت سرسبز ہو گئے۔ ان کی تجارتی ساکھ قائم ہو گئی۔ ان کی اپنی منڈیاں قائم ہو گئیں۔ مسلمانوں کی تعداد بڑھی تو وہ بڑے بڑے کاموں میں مصروف ہو گئے تجارتی قافلے مختلف ممالک کی طرف جانے لگے۔ کھیتوں اور باغوں میں بہاریں آگئیں۔ لیکن ایک سال ایسا آیا کہ ملک میں قحط کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ہر ایک کو فکر و امن گیر ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا۔ مال دنیا کا غم نہ کھاؤ ' اسے خرچ کرو ' اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی دیتے جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور یاد میں مشغول ہو جاؤ اور اسی طرح عبادت کرو جیسے وہ تمہیں

Marfat.com

دکھائی دے رہا ہے۔ دنیا کی جو چیز تمہیں پیاری لگتی ہو وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نثار کرو۔ جو بری لگتی ہو وہ اللہ تعالیٰ کو بھی پسند نہیں ہے یاد رکھو کہ جو شخص اپنے ذاتی نفع کا خیال رکھتا ہے وہ دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ یہ بات ایمان کو نقصان پہنچاتی ہے۔

بخل و خست مرد را رسوا کند
بلکہ در چاہ ہلاکت افگند
روئے جنت را کجا بیند بخیل
بستہ بہ افتادہ اندر ہائے فیل
اسخیاء را با جہنم کار نیست
جائے ممسک جزمیان نار زیست
دو فرشتہ می کند دائم ندا
ہر صباحی برسر بازار ہا
یا الٰہی منفقاں را دہ خلف
یا الٰہی ممسکاں را دہ تلف

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ
الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا
مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَ
اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا
فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ
عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ

Marfat.com

قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ
وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ
مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ
خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى
الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا
كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ
فَمَنْ تَعَجَّلَ فِىْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ
عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ
اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى
فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا
يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ
فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ
نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

Marfat.com

الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا
جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ
اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَ
قُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾

(ترجمہ) حج کے کئی مہینہ ہیں جانے ہوئے تو جو ان میں حج کی نیت کرے تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت تک اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیز گاری ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو تو جب عرفات سے پلٹو تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور بے شک اس سے پہلے تم بھکے ہوئے تھے پھر بات یہ ہے کہ اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پھر جب اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا ایسوں کو ان کی کمائی سے بھاگ ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں تو جو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں پرہیزگار کے لئے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے اور بعض آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور اگر اس کے بعد بھی بچو کہ تمہارے پاس

Marfat.com

روشن حکم آچکے تو جان لو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے کاہے کے انتظار میں ہیں مگر یہی کہ اللہ کا عذاب آئے چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اتریں اور کام ہو چکے اور سب کاموں کی رجوع اللہ کی طرف ہے ○

حج و عمرہ کی شرط

حج و عمرہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جانا چاہئے۔ اس کے لیے خالص نیت ضروری ہے تمام ممنوعات کو چھوڑ دینا چاہئے۔ حج کے تمام مناسک پورے پورے ادا کئے جائیں۔ ایک عمرے سے دوسرے عمرے تک تمام گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کیا ہے کہ حج سابقہ گناہوں کو دھو ڈالتا ہے ایک کمزور انسان جب حج کرتا ہے تو اسے جہاد کا ثواب ملتا ہے ایک حاجی اپنے چار سو رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا اور خود وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جس طرح ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔

اگر خدانخواستہ حج میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو جو کچھ میسر ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دو۔ بیماری' لاچاری' دشمن کے خوف اور راستوں کی بندش کی وجہ سے حج پہ نہ جاسکے تو اپنی طرف سے قربانی کرنا ضروری ہے۔ ایسی صورت میں دوسرے حاجیوں کے ہاتھ قربانی بھیج دی جائے۔ اونٹ' گائے' بکری کی قربانی بھیجی جانی چاہئے۔ جب وہ رکاوٹیں دور ہو جائیں تو حج یا عمرہ ادا کریں۔

حج کے موقعہ پر سر منڈانا

حضرت امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی حاضری سے جہاں روک دیا جائے۔ وہاں ہی قربانی کر لی جائے۔ سر منڈایا جائے اور احرام کھول دیا جائے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب حج و عمرہ کی راہ میں رکاوٹ آگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبتہ اللہ سے نو کوس دور ہی قربانیاں کیں۔ سر منڈانے لگے اور احرام کھولے گئے تھے اب تو مقام حدیبیہ بھی حدود حرم میں داخل ہے۔ حج کرنے والا بیمار ہو جائے یا کوئی اور معذوری لاحق ہو جائے اور مناسک حج ادا کرنے سے قاصر ہو تو اسے ضروری ہے کہ فدیہ دے یہ آیت کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کعب بن عجزہ کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ ان کے سر میں بیماری لاحق ہوگئی تھی۔ حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سر منڈوانے اور بکری ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بکری ذبح کرنے کی گنجائش نہیں پاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تم روزے رکھو یا فدیہ ادا کر دو چھ مساکین کو کھانا کھلا دو۔ یا ہر ایک مسکین کو دو دو سیر گندم دے دو۔

حج ' جنگ اور رفث سے روکتا ہے

حج کے مناسک ادا کرنے کے لیے جہاں اور بہت سے معاملات کو درست کرنا ضروری ہے وہاں حج پر جانے والے کے لیے یہ پابندی ہے کہ وہ احرام باندھنے کے بعد رفث۔ فسق اور جنگ سے باز رہے۔ احرام باندھ کر (**تلبیہ اللہ ھم لبیک**) کہنا ضروری ہے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احرام باندھ کر نیت کر لینا ہی کافی ہے مگر امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں (**اللہ ھم لبیک اللہ ھم لبیک**) پکارنا ضروری ہے۔ مفسرین نے رفث کا مطلب عورتوں سے جماع یا بوس کنار لکھا ہے فسق احکام خداوندی کی نا فرمانی کا دوسرا نام ہے جدال سے مراد لڑنا جھگڑنا ' بدکلامی کرنا یا گالیاں بکنا ہے۔ تفسیر در منثور میں لکھا ہے جدل۔ رفث اور فسق سے بچ کر جو شخص حج کرے گا وہ گناہ سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسے اسے ماں نے آج ہی جنا ہے۔

مشعرالحرام

مشعر کا لفظی معنی نشانی ہے اور یہ مقام دو پہاڑیوں کے درمیان ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اسی طرح مزولفہ ذولافہ سے لیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسا مقام جہاں مردان حق قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح منا وہ جگہ ہے جہاں ہر قسم کا خون منع کر دیا گیا ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں ہر حاجی کو گذرنا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مناسک حج ادا کرنے ہوتے ہیں۔ مزولفہ پر اللہ تعالیٰ کی یاد۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کے دربار میں حاضری کا اعلان کرنا ہوتا ہے (**لبیک اللہ ھم لبیک**) اے اللہ میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں !!

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم اونٹوں پر سامان لاد کر آتے ہیں اور اس سامان کا لوگوں سے کرایہ بھی لیتے ہیں۔ پھر یہاں آکر لوگوں کے ساتھ حج بھی ادا کرتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں تمہارا حج نہیں ہے تم تو کرایہ اور مزدوری کما رہے ہو۔ آپ نے پوچھا کہ تم طواف کرتے ہو۔ احرام باندھتے ہو۔ رمی کرتے ہو لبیک کہتے ہو اور

Marfat.com

مقام عرفات پر جاتے ہو یا نہیں ۔ انہوں نے بتایا ہم ان تمام مقامات پر جاتے ہیں ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ تمہارا حج جائز ہے کیونکہ یہی سوال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے کیا تھا ۔ تو آپ قدرے چپ رہے تو آیت کریمہ نازل ہوئی تھی کہ تم حج کے لیے نکلو مناسک حج ادا کرو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو ۔ اس کا فضل طلب کرو ۔ بے شک تجارت کرو تمہارا حج ادا ہو جائے گا ۔

مقام عرفات

عرفات عرفہ سے لیا گیا ہے ۔ ایک مشہور مقام ایک معروف جگہ تفسیر خازن میں عرفات کے مقام کو معروف مقام مراد لیا ہے ۔ جہاں اس مقام پر ایک دن ہی تمام حجاج جمع ہوتے ہیں ۔ جو ایک دوسرے کے تعارف اور ملاقات کا دن ہوتا ہے ۔ میدان عرفات اس وسیع مقام کو کہا جاتا ہے جہاں عامتہ المسلمین جمع ہوتے ہیں ۔ حضرت حاکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو یہ میدان دکھایا اور پوچھا ۔ عرفت ! کیا آپ نے پہچان لیا ۔ آپ نے جواب میں فرمایا عرفت میں نے پہچان لیا ۔ اس دن سے اس میدان کا نام عرفات لیا جانے لگا ۔ یہ میدان نو میلوں میں پھیلا ہوا ہے ۔ اس میں ہر ایک حاجی کا جانا ضروری ہے ۔ یہ حج کا ایک رکن ہے ۔ جس کے بغیر حج مکمل نہیں ہو سکتا ۔ سورج ڈھلے اس مقام میں داخل ہونا ضروری ہے ۔ دوسرے دن وہاں سورج چڑھنے کے بعد قربانی کرنا ضروری ہے ۔ اس کے بعد اس دن کا وقوف ختم ہو جاتا ہے تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ اس روز خواہ ایک لمحہ کے لیے میدان عرفات میں کھڑا ہو حج مکمل ہو جاتا ہے مقام مزدلفہ پر پہنچ کر شام کی نماز عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھیں ۔ یہ نمازیں باجماعت ادا کی جانی چاہئیں ۔ دوسرے دن حج کی نماز پڑھتے ہی تسبیح و تہلیل پڑھیں ۔ سورج چڑھے اللہ تعالیٰ کے فضل کے طلب گار بنو ۔ دعائیں مانگو رمی کرو ۔ جمرہ کرو پھر کعبتہ اللہ کی طرف لوٹ آؤ ۔ یہ تمام مناسک اللہ تعالیٰ کے حکم کی اتباع میں کریں اس کی رضا کے لیے اس کے احکام کی پیروی کریں ۔ یہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہدایت دی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے کوئی شخص ان مقامات کی اہمیت سے واقف نہیں تھا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راہنمائی فرمائی تو یہ مقامات "مشعرالحرام" قرار پائے اور اللہ تعالیٰ کے تقرب کے مقام بن گئے ۔

حج کی ادائیگی کے بعد

حج کے بعد اللہ تعالیٰ کو بھول نہیں جانا چاہئے بلکہ اس کا ذکر زیادہ سے زیادہ کرنا چاہئے زمانہ جہالت

Marfat.com

میں کفار کی ایک عادت تھی کہ کعبتہ اللہ کے حج سے فارغ ہو کر اپنی ماں باپ کو بڑا یاد کرتے۔ لیکن مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم حج ادا کرنے کے بعد اپنے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو اور اس کا ذکر کیا کرو۔ اسے ماں باپ کی یاد سے بڑھ کر یاد کرو۔ جس طرح ایک بچے کو مصیبت کے وقت والدین کی محبت اور شفقت یاد آتی ہے مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عنایت یاد آنی چاہیئے۔ تفسیر کبیر اور معالم میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح یاد کرو جس طرح ایک بچہ اپنے والدین کا دامن پکڑ کر یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ تفسیر خازن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگو جس طرح ایک بچہ اپنے والدین سے دردو زاری کر کے چیز مانگتا ہے اللہ تعالیٰ کو نہایت عجز اور دردمندی سے یاد کرو۔ دل میں غیراللہ کی یاد نہیں رہنی چاہیئے۔

بعض صوفیاء کرام نے اس آیت کریمہ سے اونچا ذکر (ذکر باالجہر) کرنے کا جواز پیش کیا ہے حضرت شیخ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی یاد کو تازہ رکھنے کے لیے چند اشعار کہے ہیں۔

بیا اے دل دمے از ہستی خود ترک دعوی کن
میفگن چشم بر صورت نظر در عین معنی کن

نگندی چوں نظر در عین معنی بعد ازاں اے
دل

چو عنقا از سر غیرت بقاف فسق مادی کن

ز چاک سینہ ہر دم صدا گویاں درد دل بشنو
بدین ثانوی محبت ترک بزم اہل دنیا کن

بیا در انجمن خلوت گزیں از رہ دیگر
بچشم دل جمال دوست را ہر دم تماشا کن

بسرش غیر رامحرم بگرداں بلکہ در خلوت
چناں پوشیدہ کن ذکرش کہ از دل نیز اخفا کن

Marfat.com

دنیاوی آسائشیں طلب کرنے والے

ان آیات کریمہ میں ان لوگوں کے کردار کو واضح کیا گیا ہے جن کی نگاہیں دنیا کی آسائشوں تک ہی محدود ہوتی ہیں اور وہ دنیاوی مال ومنال کے حاصل کرنے اور اسے خرچ کرنے میں مشغول رہتے ہیں ایسے لوگ جب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں تو صرف اتنا ہی مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کر دے۔ ایسے لوگ آخرت کی نعمتوں سے محروم رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک قیامت کا کوئی واضح تصور نہیں ہوتا۔ یہ کافرانہ نظریہ ہے۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ حج کے مواقع پر ان کفار کے کردار کا ذکر کرنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ جن دنوں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ کفار بھی حج میں شریک ہوا کرتے تھے ابھی ان پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ وہ کعبتہ اللہ میں کھڑے ہو کر حج کے دنوں میں صرف دنیاوی آسائشیں ہی طلب کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کردار کو بیان کر کے ان مسلمانوں کو بھی آگاہ فرمایا ہے۔ کیا وہ ایمان لانے کے بعد بھی دنیاوی اموال کی طلب کے لیے ہی ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ اسلام کی بالادستی سے پہلے مسلمان اور کافر دونوں اپنے اپنے طریقے سے حج ادا کیا کرتے تھے لیکن مومن دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی بہتری کے لیے بھی دعا کیا کرتے تھے وہ دنیاوی آسائشوں کو اس لیے طلب کرتے تھے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں اور اس کے احکام کی تعمیل کر سکیں۔ پھر وہ حلال رزق کی طلب کرتے تھے۔ ایمان والے لوگ عقبیٰ کی نعمتوں کو طلب کرتے تھے۔

ان آیات کریمہ میں حج کے دنوں میں تکبیروں کی ادائیگی کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ نویں ذوالحجہ کی فجر کی نماز کے بعد تکبیریں کہنا ضروری ہیں اسی طرح ذوالحجہ کی تیرھویں تاریخ کی تکبیریں ادا کرنی ہیں۔ ہر نماز کے بعد تکبیریں کہی جائیں گی۔ عمرے کے وقت تکبیریں کہی جائیں گی۔ قربانی (نحر) کے وقت تکبیریں کہی جائیں گی اور یہ سلسلہ تین دن تک جاری رہتا ہے تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے نظریہ قائم کیا ہے کہ قربانی سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد تک تکبیریں کہنا ضروری ہیں پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے شاگرد چار دن تکبیریں پڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ منا میں تکبیریں کہتے رہے ہیں وہ نمازوں کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے تکبیریں کہا کرتے تھے۔ بخاری شریف کی ایک حدیث

Marfat.com

کی روشنی میں محی السنہ نے تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ خیموں کے اندر مختلف مجالس میں بھی تکبیریں کہی جایا کرتی تھیں۔ دسویں گیارہویں کو رمی کرتے وقت بھی تکبیریں کہی جائیں گی۔ اس طرح بارھویں اور تیرھویں تاریخ کو بھی جمرہ کیا جا سکتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں کفار ایسی تکبیروں میں جلدی نہیں کیا کرتے تھے۔ بعض آئمہ آج بھی آخری دو دنوں میں تکبیروں کی ادائیگی کی ممانعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کریمہ میں پہلے نماز کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاکید فرمائی ہے پھر روزے رکھنے کی تلقین کی ہے۔ اس کے بعد حج کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ صوفیا کرام نے اس ترتیب میں بڑے نکتے بیان کئے ہیں۔ وہ ان احکام میں اسرار الٰہی کی نشاندہی فرماتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ نماز سے انسان کے اندر نیاز مندی پیدا ہو جاتی ہے پھر مال دنیا سے زکوٰۃ کی ادائیگی سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے رمضان کے روزے انسان کی بدنی روحانی الائشوں کو پاک کر دیتے ہیں اب ایسا پاکیزہ انسان حج کے سفر کو نکلا تو وہ سب کچھ دے کر **(اللھم لبیک)** کی آواز کے ساتھ اپنے اللہ کے سامنے حاضری دیتا ہے۔ وہ ظاہر و باطن کی طہارت کے ساتھ اپنے محبوب کی بارگاہ میں سربسجود ہوتا ہے۔

غیر اسلامی نظریہ اقتدار

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان صاحب اقتدار لوگوں کا تجزیہ کیا ہے جو طاقت حاصل کرنے کے بعد ظلم و ستم کی کاروائیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں وہ فساد کرتے ہیں۔ کھیتوں کو ویران کرتے ہیں۔ وہ نسل انسانی کی تباہی کرتے جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو یہ چیزیں پسند نہیں ہیں۔

بنی ثقیف اور اخنس میں بڑی دشمنی تھی۔ ایک قبیلے نے راتوں رات دوسرے کے کھیت جلا دیئے اور مال و مویشی تباہ کر دیئے۔ اس رویے سے قحط اور بھوک میں اضافہ ہوا۔ مال مویشی کم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ انداز حکومت بڑا ناپسند ہے اگرچہ یہ آیت کریمہ ایک خاص موقعہ پر نازل ہوئی تھی۔ مگر اس کا حکم تمام اقتداری قوتوں کے لیے ہے۔ تفسیر کبیر کے مؤلف گرامی نے لکھا ہے کہ مدینہ کے وہ منافقین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ موڑتے رہے ہیں اس سے اہل ایمان کے دلوں میں بڑی تشویش ہوئی تھی۔ یہ کفار کو امداد دینے کے حیلے بہانے تھے جس سے مسلمانوں کو نقصان ہوا۔ آج بھی بعض لوگ مسلمان کہلاتے ہوئے وہ انداز اختیار کرتے ہیں۔ جو ان آیات کریمہ میں بیان کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے دربار میں چکنی چپڑی باتیں کرنے والا اخنس نامی منافق جھوٹی قسمیں کھایا کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے عزت دیتے اور جب تک وہ چرب لسانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتا رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے کچھ نہ کہتے اور وضعداری کے طور پر اسے قبول فرما لیتے مگر جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس منافق کے منافقانہ رویہ کو طشت از بام کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نکال باہر کیا اور وہ شرمسار ہو کر بھاگ گیا۔

حضرت مسعود رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکبر کو سب سے بڑا گناہ تصوّر کیا کرتے تھے اور عجز و انکساری کو انسان کی بہترین خصلت شمار کرتے تھے۔ ایک دن کسی شخص نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہا۔ عمر اللہ تعالیٰ سے ڈرو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساری رات سجدہ میں گر کر استغفار کرتے رہے۔ یہ اس شخص کا رویہ تھا جس کے حکم سے قیصرو کسریٰ کے محلاّت زمین بوس ہو گئے تھے۔ تفسیر خازن اور در منثور میں لکھا ہے کہ جو شخص کسی کو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو اگر وہ جواب میں کہتا ہے جاؤ اپنا کام کرو! تو یہ متکبرانہ انداز ہے جو اللہ تعالیٰ کو بے حد ناپسند ہے۔ ایک شخص نے مالک ابن معقل کو کہا "اللہ تعالیٰ سے ڈرو" وہ زمین پر گر پڑے اور عجز سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔ متکبرانہ عادات نے ہی مدینہ کے منافقین کو راہ راست سے بھٹکا دیا تھا۔ قرآن پاک نے ایسے منافقین کو افشاء کیا تھا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے عاجز اور اہل ایمان بندوں کی بے حد تعریف فرمائی ہے۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے پیارے صحابی تھے۔ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے عشق تھا۔ آپ نے اپنا سب کچھ لٹا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو ہی اپنا لیا تھا۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا وطن چھوڑا' اپنا گھر بار چھوڑا' اپنا قبیلہ چھوڑا' اپنے اہل و عیال کو خیرباد کہا پھر اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کیا۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں آپ کو کفار نے گھیر لیا۔ آپ گھوڑے سے نیچے اتر آئے۔ تیر کمان سنبھال لیا اور کفار مکہ کو للکار کر کہا۔ "مکہ والو! تم جانتے ہو میرے جیسا تیرانداز کوئی نہیں آج جو میرے سامنے آئے گا بچ کر نہیں جائے گا میرے تیر تمہارے سینوں کو چیرتے جائیں گے تیر ختم ہوئے تو میری تلوار تمہاری گردنیں اڑائے گی۔ میرے پاس مال نہیں ہے نہ مجھے مال کی خواہش ہے۔" ہاں اگر تم دولت کے بھوکے ہو تو میں تمہیں ایک ایسی جگہ بتاتا ہوں جہاں مال دفن ہے۔ آپ نے جگہ بتائی کفار آپ کو چھوڑ کر ادھر چلے گئے۔ آپ مدینہ پاک

Marfat.com

پہنچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا صہیب تم نے بہت اچھا کیا۔ قرآن پاک کی آیت کریمہ تمہارے ہی حق میں نازل ہوئی ہے۔

حسن زبصرہ بلال از حبش صہیب از روم
زخاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی ست

....

سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ
مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا
فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾
كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ
وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ
النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ
مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ
مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا
الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ

Marfat.com

الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿٢١٤﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ

الْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا

مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢١٥﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ

لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا

شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢١٦﴾

(ترجمہ) بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں دیں اور جو اللہ کی آئی ہوئی نعمت کو بدل دے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے کافروں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی اور مسلمانوں سے ہنستے ہیں اور ڈر والے ان سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن اور خدا جسے چاہے بے گنتی دے لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری کہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے اور کتاب میں اختلاف انہیں نے ڈالا جن کو دی گئی تھی بعد اس کے کہ ان کے پاس روشن حکم آچکے آپس کی سرکشی سے تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات سوجھا دی جس میں جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد نہ آئی پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ

Marfat.com

تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ○

یہ آیت کریمہ مدینہ منورہ کے عبداللہ ابن سلام کے حق میں اتری تھی عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی یہودیت کو چھوڑ کر دامن اسلام میں آگئے تھے۔ مگر اسلام قبول کرنے کے باوجود تورات کی تلاوت کرتے تھے۔ بعض اوقات تورات کے احکامات پر بھی عمل درآمد کرتے تھے۔ وہ یوم سبت (ہفتہ) کی تعظیم کرتے تھے۔ اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کے دودھ کو بڑی اہمیت دیا کرتے تھے۔ حالانکہ کہ اسلام میں یہ دونوں چیزیں مباح تو ہیں، مگر اس قدر اہمیت نہیں رکھتیں جس طرح تورات میں انہیں واجب قرار دیا گیا ہے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ تورات بھی کلام الٰہی ہے۔ اسے نماز میں پڑھا جانا چاہیے۔ قرآن پاک نے ان حالات میں اعلان فرمایا! کہ "اسلام میں پورا پورا داخل ہو جاؤ۔ قرآنی احکامات بجالاؤ اور شیطانی خطوط (راہوں) پر نہ چلا کرو۔ تورات اور انجیل کے منسوخ شدہ احکامات پر عمل کرنے سے رک جاؤ"

تفسیر معالم التنزیل میں ایک واقعہ لکھا ہوا ہے۔ کہ ایک بار سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ چند یہودیوں کے پاس بیٹھے تو ان سے تورات کی باتیں سنتے رہے۔ ان باتوں میں اسلام کے خلاف کوئی بات نہ تھی۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تورات بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس میں بھی اچھی اچھی باتیں ہیں اگر آپ حکم فرمائیں تو میں تورات پڑھ لیا کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! "قرآن پاک کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ قرآن پاک مکمل ہدایت ہے تورات پڑھنے سے گمراہ ہو جاؤ گے۔ اب اس کے احکامات منسوخ ہو چکے ہیں اگر تم اسے پڑھو گے تو یہود و نصاریٰ کے رنگ میں رنگے جاؤ گے۔"

"قرآن پاک نے آخری پیغام ہدایت دیتے ہوئے اہل ایمان کو یقین دلایا کہ ان احکامات پر چل کر ہی ہدایت پائی جا سکتی ہے۔"

....

کفار کی دنیاوی آسائش

اللہ تعالیٰ نے کفار کو ظاہری زندگی میں بڑی آسانیاں اور شان و شوکت دی ہے اور انکی زندگی کو بڑا خوبصورت بنا دیا۔ وہ زندگی کی ان چند روزہ آسائشوں میں مگن ہو کر اہل ایمان سے مذاق کرتے رہتے ہیں

Marfat.com

اور مسلمانوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ حالانکہ اہل ایمان کو آخرت کی کامرانیاں انہیں اعلیٰ مقامات پر پہنچائیں گی اور کفار انہیں دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے ۔ کفار دوزخ کی اتھاہ گہرائیوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے ۔ حقیقت یہ ہے کہ جس دنیا ' جس رزق اور مال و دولت پر کافر اتراتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں انکی کمی نہیں ہے ۔ وہ جسے چاہے اسے نوازتا ہے ۔

مکہ مکرمہ میں غریب لوگ سب سے پہلے ایمان لائے ۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار مالی اعتبار سے کمزور بھی تھے اور دنیاوی حالات میں مفلوک الحال تھے ۔ ان میں حضرت بلال حبشی ' حضرت صہیب رومی ' عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم جیسے عاشقان مصطفیٰ غربت زدہ تھے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے ! یہ وہ لوگ ہیں جو جنت میں سب سے پہلے قدم رکھیں گے ۔ ان جانثاروں کے برعکس مکہ کے مشرکین بڑے جابر اور متکبر تھے وہ بات بات پر جھگڑتے ہر اچھی بات کا انکار کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! مجھے جنت کے دروازے سے غریب جاتے دکھائی دیتے ہیں اور دوسری طرف میں دیکھ رہا ہوں کہ جہنم کے دروازے پر ایسے متکبر کفار کو دھکیل کر اندر پھینکا جا رہا ہے پھر میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ دولت مند اپنے حساب کتاب کی مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں اور انہیں جنت میں داخل ہونے سے پہلے پانچ سو سال تک انتظار میں کھڑا رہنا پڑے گا ۔

....

تمام لوگ ایک امت تھے

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا ۔ آپ کی اولاد کئی صدیوں تک ایک ہی دین پر چلتی رہی ۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں تھا ۔ وہ امت واحدہ کی حیثیت سے رہا کرتے تھے ۔ ان کی راہنمائی کے لیے پیغمبر بھی آتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی کتابیں بھی نازل ہوتی رہیں ۔ یہ پیغمبران لوگوں کو بشارتیں بھی دیتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی ڈراتے رہے ۔ یہ معاشرہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک ایک ہی نظریہ پر چلتا رہا ۔ مگر ایک وقت آیا کے بعض لوگوں نے اختلافات کا دروازہ کھول دیا ۔ اللہ تعالیٰ کی واضح نشانیوں سے روگردانی شروع کر دی ۔

تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک دس زمانے (عشرہ قرون) گزرے تھے ۔ ان دس زمانوں میں ایک ہی شریعت تھی ۔ ایک ہی امت تھی اور یہ

Marfat.com

سب اہل ایمان لوگ تھے ۔ حضرت نوح علیہ السلام کی آمد سے کچھ عرصہ پہلے لوگ گمراہ ہو کر کفر اختیار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا ۔ آپ کے بعد انبیاء کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا بعض مفسرین کا خیال ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہونے والے تمام اہل ایمان تھے مگر آپ کے بعد وہ کفر میں ملوث ہو گئے ۔ بعض مفسرین کا خیال ہے عرب کی سرزمین میں بسنے والے لوگ دین ابراھیمی کے پیروکار تھے ۔ سب سے پہلا شخص جس نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو کفر کی دعوت دی وہ عمر ابن الحی تھا ۔ بعض مفسرین کا یہ بھی نظریہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہر ایک شخص ایمان کا پابند تھا ۔ وہ " فطرت اسلامیہ " لے کر اس دنیا میں آتا ہے ۔ مگر اس کے حالات ۔ اس کا ماحول یا اس کے والدین کے اثرات اس کے نظریہ کی تعمیر و تربیت کرتے ہیں ۔ یہ وہ روحیں ہیں جو یوم میثاق کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقراری تھیں اور اپنی عبدیت کی معترف تھیں ۔ یہ عالم ارواح میں ایک امت تھیں ۔ امت واحدہ تھیں ۔ بعد میں جو لوگ پیدا ہوتے گئے تو حسد و بغض کے اثرات سے متاثر ہوتے رہے ۔ ان کے ہاں سرکشی تکبر اور کفر آتا گیا اور اس طرح حق کی راہ سے ہٹتے گئے ۔ انسانی نشو و نما کی تاریخ سے ناواقف لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد دراصل کفر پر پیدا ہوئی تھی مگر انبیاء کرام نے آکر انہیں ہدایت دی اور انہیں ایمان کی دولت دی ۔ (**فبعث اللہ النبین**) " پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھیجا " اسی بات کی طرف اشارہ ہے ۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ ہابیل کا قتل دراصل انسان کی پہلی حرکت تھی ۔ جس سے کفر ظاہر ہوتا ہے ۔ پھر یہ کفر پھیلتا گیا ۔ اولاد آدم پر کفر کے اندھیرے چھاتے رہے حتیٰ کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ میں منکرین خدا کی خاصی تعداد ہو چکی تھی ۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی رہنمائی کے لئے اپنی کتابیں نازل فرمائی تھیں ۔ جو عدل اور صدق کا فرمان لے کر آتی تھیں ۔ حضرت آدم علیہ السلام کو ایک سو چار کتابیں دی گئی تھیں ۔ آپ کے بعد دوسرے مقبول اور اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کو دس کتابیں عطا کی گئی تھیں ۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو تیس صحیفے دیئے گئے اور حضرت ادریس علیہ السلام کو پانچ صحیفے عطا ہوئے تھے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات کے علاوہ دس صحیفے ملے تھے ۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو مکمل زبور دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا ہوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک دیا گیا ۔ یہ کتابیں اور صحائف اللہ تعالیٰ کے احکام پر مشتمل تھے اور انسانوں کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیغامات پر مشتمل تھے ۔ انسانوں کی ہدایت کی ذمہ داری حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کی اپنی تھی مگر مجازی طور پر انبیاء کرام کو راہ نما بنا کر بھیجا گیا تھا ۔ ایک زمانہ آیا ۔ یہود اور نصاریٰ مختلف فرقوں میں بٹ گئے وہ اہل کتاب ہوتے ہوئے

Marfat.com

بھی ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے۔ ان کے اختلافات کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری پیغام قرآن پاک کی شکل میں بھیجا۔

ہدایت کی راہیں

قرآن پاک نے انسانی زندگی کے مختلف ادوار کو سامنے رکھتے ہوئے ہدایت کی رفتار کو بیان فرمایا ہے تفسیر خازن کے مؤلف حضرت محی السنہ قدس سرہ نے مسلم اور بخاری کی روایات کے حوالے سے لکھا ہے کہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودیوں کو ہدایت کی راہیں بتائی گئی تھیں مگر انہوں نے انکار کا راستہ اختیار کیا۔ عیسائیوں کو بھی ہدایت کی راہیں دکھائی گیں مگر انہوں نے اختلافی زندگی کو اپنا کر ہدایت سے منہ موڑ لیا۔ اس طرح پہلے یہودی دور تھا۔ پھر نصرانی دور آیا۔ ہمارا زمانہ سب کے بعد تھا۔ الحمدللہ ہمیں قرآن پاک نے ہدایت کا راستہ دکھایا اور ہم اس پر گامزن ہیں۔

قیامت کے دن ہم ہدایت یافتہ اقوام میں صف اول میں ہوں گے۔ مسلم شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت آتی ہے کہ یہودیوں کے لئے یوم سبت (ہفتہ) مقدس دن تھا مگر انہوں نے اس مقدس دن کو اپنی بداعمالیوں کا دن بنا لیا۔ نصرانیوں نے اتوار کو مقدس دن قرار دیا مگر انہوں نے اس دن کے تقدس کو پامال کر دیا۔ ہمارے لیے جمعہ کا دن ایک بابرکت دن تھا۔ ہم نے اسے برقرار رکھا ہمارے لئے ہفتہ اتوار تمام دن یکساں ہیں۔ قیامت کے دن ہم ایک ہدایت یافتہ قوم کی حیثیت سے اٹھیں گے اگرچہ ہم دنیا میں آخری امت ہیں مگر قیامت کے دن یہ امت صف اول میں ہوگی۔

....

يَسْــَٔلُوْنَكَ

عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ

مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ

يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ

Marfat.com

يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ
اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢١٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿٢١٨﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ
وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ
مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١٩﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ
الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٢٠﴾ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ
وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا
الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ
وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا
اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٢١﴾ ع

Marfat.com

(ترجمہ) تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے بسنے والوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں اور ان کا فساد قتل سے سخت تر ہے اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کے لئے اپنے گھربار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے وہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے اور تم پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل بچے اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم دنیا اور آخرت کے کام سوچ کر کرو اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈالتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں ○

یہ آیت کریمہ جنگ خندق کے دوران نازل ہوئی تھی - یہ موقعہ مسلمانوں کے لئے بڑا سخت تھا - ایک طرف دشمن کے حملے کا خوف تھا - دوسری طرف بھوک کی شدت تھی - ان مصائب اور دشواریوں میں مسلمان جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے - اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں پر واضح کیا - کہ جنت میں داخلہ صرف اسی بات پر نہیں ہوتا کہ تم ایمان لے آئے - بلکہ اس کے لئے تو بہت امتحانات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے - یہ مصائب پہلی قوموں نے بھی برداشت کیے تھے - فاقہ، تنگی اور دوسری سختیاں برداشت کرنا ہوں گی مفسرین نے لکھا ہے کہ سترّ ہزار انبیاء کرام بھوک اور پیاس سے وفات پاگئے تھے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی راہ میں سختیاں برداشت کرنے کی ایک دلیل ہے - انبیاء کرام جیسی برگزیدہ قوم ان مصائب سے گزری تھی - یہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ساتھ ساتھ ان امتحانات کا ایک پہلو تھا جسے انبیاء

Marfat.com

کرام نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور قربت میں برداشت کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سابقہ پیغمبروں میں سے کسی ایک پیغمبر نے اتنے مظالم اور مصائب برداشت نہیں کیے جس قدر مجھے برداشت کرنا پڑے ہیں۔

....

جنگ ایک مشکل مرحلہ ہے

سابقہ آیات کریمہ میں قرآن پاک نے مسلمانوں کو ان مصائب اور مشکلات سے آگاہ کیا جو ایک ایمان لانے والے فرد کے سامنے آتی ہیں اور جن میں سے سابقہ انبیاء کرام اور امتیں گزری ہیں۔ یہ مصائب ہی ایمان کی کسوٹی ہیں۔ ان آیات کریمہ میں قرآن پاک نے جہاد کی فرضیت کا اعلان کیا ہے کہ اہل ایمان پر جہاد فرض کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ ایک سخت مشکل مرحلہ ہے لیکن ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ زندگی میں بہت سے ایسے مرحلے بھی آتے ہیں جسے انسان نہایت ہی مشکل سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ نہایت ہی خوشگوار ہوتے ہیں اور بہت سے ایسے مراحل سامنے آتے ہیں جسے انسان بڑا عزیز جانتا ہے لیکن حقیقت میں وہ بڑے ہی نقصان دہ ہوتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کے بعد مسلمانوں پر جہاد (کفار سے جنگ) فرض ہو گیا تھا۔ حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر فرمایا کہ آج کے بعد ہجرت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ اب جہاد کے مختلف مراحل درپیش ہوں گے اور مسلمانوں کو ہر اس طریقہ سے جہاد کرنا ہو گا جس طریقہ سے غیر مسلموں کی سرکوبی ضروری ہو گی۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے موجود ہے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے اور فتح مکہ کے بعد بعض کے لیے جہاد ضروری تھا اور بعض شرکت نہ بھی کریں تو انہیں اجازت تھی۔ جمہور نے اسی قول پر اتفاق کیا ہے۔ جہاد کی سختیوں اور مشکلات کے پیش نظر بعض لوگ اسے کراہت سے دیکھیں گے۔ اسی میں مال و جان کی قربانی ہے۔ اسی لیے قرآن پاک عسیٰ کا لفظ استعمال فرما کر یقین دلاتا ہے کہ اس قربانی کے باوجود ہو سکتا ہے کہ تم فائدے میں رہو۔ جہاد میں بے پناہ فائدے ہیں۔ فتوحات 'مال غنیمت' شہادت کی سعادتیں پھر جنت کی یقینی بشارتوں کے علاوہ ایک ابدی زندگی کی ضمانت ہے۔ جو لوگ گھر میں بیٹھے اپنے کو عافیت میں خیال کرتے ہیں ان کے لیے دشمن کے تباہ کن حملے تباہی کا باعث بن سکتے ہیں اور شہادت اور قربانی سے یہ زیادہ نقصان دہ بات ہے لیکن اگر جہاد کے لیے آگے بڑھا جائے تو دشمن بھاگنے پر

Marfat.com

مجبور ہو گا اور تم دینی اور دنیاوی فائدے حاصل کرتے جاؤ گے۔

اسلام میں جہاد کا پہلا مرحلہ

اس آیت کریمہ کی شان نزول کے متعلق صاحب تفسیر خازن اور معالم التنزیل نے لکھا ہے کہ جنگ بدر سے دو ماہ پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو بلایا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دس مہاجرین کی ایک مختصر سی جماعت کا سالار بنا کر ایک مہم پر بھیجا اور ساتھ ہی ایک لفافہ دیا کہ اسے فلاں مقام پر پہنچ کر کھولنا اور اسے پڑھ کر اپنا آئندہ لائحہ عمل بنانا۔ آپ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے زیر کمان مہاجرین میں سے حضرت واقد بن عبداللہ' حضرت سہیل بن بیضا' حضرت حذیفہ بن عتبہ' حضرت عامر بن ربیعہ' حضرت سعد بن وقاص' حضرت عکاشہ بن محصن' حضرت زہری بن محصن' حضرت عتبہ بن غزوان' حضرت خالد بن بکیر اور حضرت السلمی بن عتبہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے دو منزل آگے بڑھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا لفافہ کھولا ساتھی صحابہ کے سامنے پڑھا کہ نخلہ بطن مکہ سے طائف کے قریب پہنچ جاؤ وہاں کھڑے ہو کر مشرکین مکہ کے ایک قافلے کا انتظار کرو۔ اور اس قافلے کو آگے جانے سے روک دو اور اگر مال غنیمت ہاتھ آئے تو لے آؤ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پڑھنے کے بعد اپنے ساتھیوں کو فرمایا آپ میں سے جو شخص بخوشی میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے وہ رہے ورنہ ہر ایک کو اجازت ہے وہ جدھر چاہے چلا جائے۔ مگر تمام صحابہ نے آپ کے ساتھ رہنے پر اصرار کیا۔ یہ حضرات انتظار کرتے رہے حتیٰ کے قریش کا ایک مختصر سا قافلہ جو طائف سے انگور' چمڑہ اور دوسری تجارتی اشیاء لا رہا تھا۔ اس قافلے کی نگرانی پر قریش مکہ کی طرف سے عمرو' حکم' نوفل اور عثمان مقرر تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا تو کانپ گئے۔ یہ جمادی الآخر کا آخری دن تھا اور رجب کا چاند نکل آیا تھا مگر صحابہ کو اس کا علم نہ تھا۔ حضرت واقد رضی اللہ عنہ نے تیر چلا کر عمرو کو قتل کر دیا تاریخ اسلام میں یہ پہلا تیر تھا جو مسلمانوں کی طرف سے کفار کی طرف چلا تھا اور عمرو پہلا کافر تھا جو ایک مسلمان کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ عثمان اور حکم کو قید کر لیا گیا قافلے کو گھیر کر مدینہ منورہ لایا گیا۔ گویا یہ پہلے قیدی اور پہلا مال غنیمت تھا جو مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس موقعہ پر مکہ والوں نے اپنی ندامت مٹانے کے لیے مسلمانوں کو طعن و تشنیع شروع کر دی کہ مسلمانوں نے رجب کے مہینے مین (جس میں لڑائی حرام تھی) لڑائی کی ہے۔ ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا۔ میں نے رجب کے مہینے میں لڑائی سے منع کیا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر صحابہ بڑے دل گیر ہو گئے حالانکہ انہیں علم نہیں تھا کہ رجب کا چاند طلوع ہو گیا ہے یہ بڑی پریشان کن صورتحال تھی۔ صحابہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رجب کے چاند طلوع ہونے کی خبر نہیں تھی۔ ہم نے تو اسے جمادی الآخر کی آخری رات میں ہی قتل کیا تھا۔ یہ آیت کریمہ ایسے موقعہ پر نازل ہوئی صحابہ کرام کو معاف کر دیا گیا۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کر کے تمام مسلمانوں کو تقسیم کیا گیا اور چار حصے ان صحابہ کرام کو دیئے گئے جو جنگ میں شریک ہوئے تھے۔

صحابہ کرام میں ایسے مہینوں میں جنگ کرنے پر اختلاف پایا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ ایسے مہینوں میں جنگ کرنا منع ہے بعض کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد کوئی ممانعت نہیں رہی۔ ہاں اگر کفار کی طرف سے ابتداء ہو تو دفاع کرنا ضروری ہے۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا تھا کہ حرمت والے مہینوں میں جنگ حرام ہے۔ یہ روایت اس آیت کریمہ کے نازل ہونے سے پہلے کی ہے اب جمہور کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حرمت کے مہینوں میں بھی لڑنا جائز ہے۔ حضرت سعید بن مسیب سلیمان ابن یسار رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ اب ہر مہینہ میں جہاد کی اجازت ہے۔ ان حضرات نے قرآن کی اس آیت (**و اقتلو اا المشرکین حیث وجد تمو اھم**) "تم کافروں کو جہاں چاہو قتل کرو" سے استدلال کیا ہے (**واقتلو اا المشرکین کافتہ**) "مشرکین کا مکمل طور پر صفایا کر دو" کی آیات کریمہ نے ان پابندیوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ جو بعض مہینوں میں تھیں۔ تفسیر معالم التنزیل اور خازن میں واضح طور پر لکھا ہے کہ اب حرمت کے مہینوں میں جہاد و قتال کی پابندی کو منسوخ کر دیا گیا ہے تفسیر مدارک میں کمال الدین محقق حنفی نے بھی اسے جمہور کا فیصلہ قرار دیا ہے ہمارے اکثر مفسرین جمہور کے اس فیصلے کی تائید کرتے ہیں۔

مرتد کی سزا

Marfat.com

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو مرتد قرار دیا ہے جو ایک بار ایمان لانے کے بعد پھر کفر اختیار کر لے اگر وہ توبہ کیے بغیر مرجائے تو وہ کفراور ارتداد کی موت مرے گا۔ اسے چند روزہ ایمان کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ اس کے اعمال ضبط کر لیے جائیں گے۔ وہ دنیا اور آخرت میں بدترین حالات کا شکار ہوگا اور ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بنا رہے گا۔ اسلام میں مرتد واجب القتل ہے اور اس کا مسلمان عورت سے نکاح خود بخود ختم ہو جاتا ہے وہ اہل ایمان کی جائداد کی وراثت سے محروم ہو جائے گا تفسیر خازن میں لکھا ہے اگر مرتد ہونے کے بعد دوبارہ اسلام قبول کر لے تو اسے یہ سب مراعات بحال ہو جائیں گی شافعی حضرات کہتے ہیں کہ مرتد کے نیک اعمال ضائع نہیں ہوں گے ہاں اگر وہ مرتد حالت میں ہی مرگیا ہے تو اسے اس قسم کے مال کچھ فائدہ نہیں دیں گے۔ احناف کے نزدیک ایک بار مرتد ہونے سے تمام اعمال ضبط ہو جاتے ہیں اس کا مال و دولت ضبط ہو جائے گا۔ اس کی صفت کرنے سے مسلمانوں کو روک دیا گیا ہے۔

....

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جانے والی مہم میں مکہ کے ایک کافر عمرو بن حضرمی کو حضرت واقد رضی اللہ عنہ کے تیر نے ہلاک کر دیا تھا۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع تھیں کہ رجب کے مہینے میں یہ قتل کسی قسم کے ثواب کا مستحق نہیں ہے صحابہ سے سفر میں خطا ہوئی ہے انہیں کسی قسم کا ثواب نہیں ملے گا۔ قرآن پاک کی اس آیت کریمہ نے ان صحابہ کے فعل کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ ان حضرات کی تعریف و تحسین کی گئی اور مہاجرین اور مجاہدین کے اس کارنامے کو سراہا گیا۔

....

شراب نوشی اور جوئے کی حرمت

صحابہ کرام میں سے اکثر حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار پوچھتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراب نوشی اور جوئے کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اس تردد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی کا خود ہی ذکر کیا اور اعلان کیا کہ یہ دونوں چیزیں بری ہیں۔ اگرچہ ان میں دنیاوی فائدہ دکھائی دیتا ہے مگر فائدے کے بجائے اس میں گناہ اور برائی زیادہ ہے۔

مدینہ پاک کے قیام کے ابتدائی دنوں میں شراب نوشی کی حرمت کا حکم نہیں آیا تھا صحابہ میں سے

Marfat.com

بعض حضرات اپنی پرانی عادت کے پیش نظر اسے استعمال کر لیا کرتے تھے مدینہ پاک میں ایک صحابی عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس کے باوجود بعض حضرات شراب نوشی کر لیا کرتے تھے کیونکہ اس میں شراب نوشی کی حرمت کے لیے حکم نہیں تھا۔ اس کے بے فائدہ ہونے کا اعلان تھا سورۃ مائدہ کی ایک آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں حکم ہوا سکر یا شراب کے نشے میں نماز ادا نہ کیا کرو۔ ایک بار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے احباب کی پر تکلف دعوت کی اور اس دعوت میں شراب بھی پیش کی گئی۔ بہت سے لوگ شراب کے نشے میں تھے اسی دوران نماز مغرب کا وقت آگیا ایک صحابی جماعت کی امامت کے لیے آگے کھڑا ہوا تو سورۃ الکافرون کی تلاوت کی۔ مگر نشے کی حالت میں سورۃ کے الفاظ غلط تلاوت کرتا گیا صبح حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ رات شراب کے نشہ میں قرآن پاک کی تلاوت میں بھی غلطیاں سرزد ہوتی رہیں۔ اب حکم آیا کہ نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھا کرو۔ اب بعض حضرات عشاء کی نماز کے بعد شراب نوشی کیا کرتے تا کہ صبح تک نشہ نہ رہے۔ کچھ دنوں بعد ایک صحابی کی شادی کی دعوت ولیمہ تھی اس میں مختلف اصحاب آئے۔ ان میں سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے ان حضرات کو اونٹ کے پائے کھلائے گئے اونٹ کی سری کا مغز کھلایا گیا اور رات کو شراب پلائی گئی۔ نشے کی حالت میں سعد بن ابی وقاص کھڑے ہوئے اور مہاجرین مکہ کی تعریف کرنے لگے اور ساتھ ہی انصار کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ انصار میں سے ایک نوجوان اٹھا اس نے اونٹ کی ایک ہڈی اٹھا کر سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو دے ماری جس سے حضرت سعد بن ابی وقاص کا سر زخمی ہو گیا وہ صبح شکایت لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے انہوں نے کہا۔ یا اللہ ہمارے لیے واضح حکم کیا جائے۔ چند لمحوں بعد سورۃ مائدہ کی وہ آیات کریمہ نازل ہوئیں جس کا آغاز (**یا ایھا الذین امنو** سے لے کر **لا تفلحون**) تک ہے اور اس دن سے شراب ہر حالت میں حرام قرار دی گئی۔

بخاری اور مسلم شریف میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے اور اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی بیان کیا گیا ہے کہ میں شراب پی رہا تھا۔ ایک صحابی دوڑے دوڑے میرے پاس آئے اور مجھے کہا شراب حرام ہو گئی ہے اسی وقت میں نے شراب کی صراحی زمین پر گرا دی۔ شراب کی حرمت میں تمام امت متفق ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ شراب پینے والے پر شرعی حد لگے گی۔ اگر کوئی مسلمان شراب کو

Marfat.com

حلال جان کر پیتا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ورنہ اسے فاسق قرار دیا جائے گا۔ شراب نجس بھی ہے غلیظ بھی اور اس کا پینا حرام ہے۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ شراب نجس العین ہے اور یہ پیشاب کی طرح پلید ہے۔ (**رجس من عمل الشیطان**) "یہ گندی اور غلیظ ہے اور شیطان کے اعمال میں سے ہے۔" اس کی گندگی پلیدی اور حرمت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لوگ بیماری کا بہانہ بنا کر پی لیتے ہیں۔ حالانکہ کسی بہانے یا بیماری سے شراب کی نجاست یا گندگی دور نہیں ہو جاتی۔ پیشاب پی لینے سے وہ پاک نہیں ہو جاتا۔ شراب کا بیچنا بھی حرام ہے۔ اس کا نفع لینا بھی حرام ہے بخاری اور مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت شراب کے پلید اور حرمت کو واضح کرتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ کنویں میں شراب کا ایک قطرہ گر گیا ہو اس کنویں کو مٹی سے بھر دیا جائے اس جگہ ایک مینار بنا دیا جائے تو میں اس مینار پر چڑھ کر اذان دینے کو تیار نہیں ہوں گا۔ پھر فرمایا اگر کسی بہتی نہر یا دریا کے بہتے پانی میں شراب انڈیل دی جائے اس پانی سے سیراب شدہ گھاس اپنے حیوان کو بھی نہیں کھلاؤں گا۔ یہ ہے نظریہ اس شیر خدا کا جس کا نام پکار پکار کر دما دم مست قلندر کرنے والے شراب پیتے ہیں۔ تفسیر مدارک اور تفسیر روئی میں لکھا ہے کہ کتے کے پیشاب سے شراب زیادہ پلید ہے۔ وہابیوں کے مفسر لکھوی بھی اسے حرام لکھتے ہیں اور خلاصتہ التفاسیر کے مؤلف نے اسے نجس العین لکھا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ شراب کا استعمال دوائیوں میں بھی حرام ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حرام چیز میں شفاء نہیں ہوتی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب تھا جو آپ نے حضرت سعید حذری رضی اللہ عنہ کو دیا۔ حضرت سید رضی اللہ عنہ نے ایک دن عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں علاج کے لیے شراب کا استعمال کر لوں تو آپ نے فرمایا۔ یاد رکھو حرام میں شفاء نہیں ہوتی۔ یہ تو بیماری کی جڑ ہے۔

شراب کی ماہیت اور کیفیت میں علماء کرام نے اختلافات کئے ہیں۔ انگور، کھجور کا شیرا شراب بن جائے تو اس پر تمام جمہور کا فیصلہ ہے کہ یہ حرام ہو گا۔ اسے جو شخص حلال جان کر پیے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ ہاں اگر اسے پلید جان کر پیا جائے تو فاسق ہو جائے گا۔ کھجور اور انگور کی شراب کے علاوہ مختلف شرابیں ہیں۔ بعض علماء کرام کا خیال ہے اگر شراب میں نشہ نہ ہو تو اس کے پینے سے کافر تو نہیں ہو گا البتہ گناہگار ہو گا۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص پیاس کی شدت سے مرنے لگا ہو اور دوسری کوئی حلال چیز نہ ہو تو اتنی پی سکتا ہے جس سے جان بچ جائے۔ ایسی اضطراری حالت میں خنزیر کھانا بھی

Marfat.com

جائز ہے۔ نشے اور وہ ہر چیز جس میں سکر ہو حرام قرار دی گئی ہے ہاں ایسی خشک چیزیں جیسے پوست اور افیون ہے۔ اگرچہ نجس ہیں مگر حرام نہیں ہیں۔ ایسی چیزوں کا استعمال مباح ہے بشرطیکہ انہیں ادویات میں استعمال کیا جاتا ہو۔ بعض دوائیوں کے چار اجزاء پاک ہیں تو ان میں ایک جزو پوست ہو ایسی دوا مباح ہے اگر یہی خشک چیزیں پوست یا افیون شہوانی لذت حاصل کرنے کے لیے استعمال کی جائیں تو حرام ہوں گی۔ ہاں اگر ایسی مباح اشیاء سے نشہ نہ ہو تو استعمال کرنے والے پر حد نہیں لگے گی اکثر اہل علم کا نظریہ ہے کہ ہر قسم کی شراب حرام ہے۔ اہل ایمان کو ان سے قطعاً پرہیز کرنا ضروری ہے۔

جوا کسی قسم کا بھی ہو حرام قرار دیا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں نرد بازی اور شطرنج بھی جوا ہیں۔ جس چیز میں ہار اور جیت ہو وہ جوا (نرد) ہے ہم احتیاطاً ان کوڑیوں کے کھیل کو بھی جوئے کی ایک قسم شمار کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شطرنج کھیلنے والوں کو ملعون قرار دیا ہے اس کا دیکھنا بھی حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اسے مطلق حرام قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ حضرت شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے اسے مباح لکھا تھا۔ مگر آخر میں اس خیال سے رجوع کر لیا تھا۔

ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ کبوتر کے پیچھے دوڑا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا "شیطان شیطان کے پیچھے دوڑ رہا ہے" نرد والا خنزیر کے خون سے ہاتھ تر کرتا ہے اور اس کھیل کو مجبوراً حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح جو لوگ مرغوں کی لڑائی، چھتروں کی لڑائی اور بٹیر بازی کرتے ہیں۔ وہ حرام فعل کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بعض جانوروں کی دوڑ یا لڑائی پر شرطیں باندھتے ہیں۔ پھر جانوروں کی لڑائی میں حصہ لیتے ہیں تمام حرام کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بعض احمق دوسرے احمقوں سے لڑنے کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ایسے تمام کے تمام گناہگار ہوتے ہیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھے جن و انس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ کہ میں دنیا کی اصلاح اور ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں اور مجھے امر و نواہی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ مجھے مزامیر توڑنے کا حکم ایسے ہی دیا ہے۔ جس طرح بتوں کے توڑنے کا دیا گیا ہے۔ مجھے صلیبیں توڑنے کا بھی حکم دیا گیا ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص شراب پیتا ہے اسے قیامت کے دن دوزخ سے پیپ پلائی جائے گی۔

....

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا خرچ کیا جائے

سیدّالمرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کتنا خرچ کرنا چاہئے ۔ خاص کر عمرو جموع نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں اپنے مال میں سے کتنا خرچ کروں ۔ اور اہل و عیال کے لئے کیا رکھوں ۔ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

....

اے ایمان والو! کہ اہل و عیال سے جو کچھ بچے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا کرو ۔ تفسیر مظہری میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی گئی ہے ۔ کہ ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم اپنے مال سے اہل و عیال غلاموں اور دوسرے افراد پر خرچ کرتے ہیں ۔ آپ فرمائیں ۔ ہم اپنے اہل و عیال پر کتنا خرچ کیا کریں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا دیا کریں ۔ ؟ آپ نے فرمایا ! تمھاری ضرورت سے جس قدر زیادہ ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا کرو ۔ جو مال اپنی ذات پر خرچ کرو گے وہ دنیا میں رہ جائے گا ۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو گے وہ قیامت کے بعد آخرت میں کام آئے گا ۔ اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو اہل و عیال سے جو کچھ بچے سب کا سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے ۔ مگر مفسرین لکھتے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب تک زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم نہیں آیا تھا ۔ زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد اس آیت کریمہ کے احکامات منسوخ ہو گئے ہیں ۔

اس آیت کریمہ میں لفظ " عفو " کا استعمال کیا گیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عفو سے مراد وہ مال ہے جو اہل و عیال کے اخراجات سے بچ جائے ۔ مگر حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو آسانی سے خرچ کر سکو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دو ۔ بعض مفسرین کا خیال ہے جو مال اسراف کے بغیر خرچ کیا جائے وہ عفو کہلاتا ہے ۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ غنی ہونے کے بغیر بھی خرچ کرنا عفو ہے ۔ مگر اتنا بھی خرچ نہیں کرنا چاہئے جس سے انسان کو فقروفاقہ دبا لے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ غربت سے بچنا بھی صدقہ ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فقراور مال و دولت سے دور رہنا اختیاری تھا ۔ وہ دانستہ سب کچھ دے کر مسرت محسوس کیا کرتے تھے ۔ آپ خرچ کرنے کے باوجود بھی غنی تھے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت زہری نے بخاری اور مسلم سے نقل

Marfat.com

کی ہے۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ حضور میرے پاس ایک ہی دینار ہے آپ نے فرمایا وہ اپنی جان پر خرچ کر دو۔ اس نے کہا حضور ایک اور دینار بھی ہے آپ نے فرمایا وہ اپنے بیٹوں پر خرچ کر دو۔ اس نے کہا حضور ایک اور دینار بھی ہے آپ نے فرمایا پھر اپنی بیوی پر خرچ کرو۔ پھر اپنے ملازمین اور خدمت گذاروں میں تقسیم کر دو۔ جب اس نے پانچویں دینار کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اب تمہیں اختیار ہے اسے جس طرح چاہو خرچ کرو۔

تفسیر مظہری میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مال دنیا مردار ہے۔ اس کے طالب بے فائدہ ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں۔ دنیا کی تمام دولت کی حیثیت ایک مچھر سے زیادہ نہیں یہ مال و دولت اللہ تعالیٰ سے غافل کر دینے کا ذریعہ ہے۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اللہ تعالیٰ نے کفار اور مشرکین کو نجس اور پلید فرمایا ہے۔ ساتھ ہی انہیں دنیا کا نجس مال بہتات سے مہیا کیا ہے تاکہ وہ اس گندگی میں مگن رہیں۔ دنیا داری دراصل یاد الٰہی سے محرومی کی ایک شکل ہے جو چیز اللہ تعالیٰ کی یاد سے محروم کر دے وہی فتنہ ہے اسی لئے دنیا کے مال اور اولاد کو فتنہ قرار دیا گیا ہے ایک دن نبی کریم چٹائی پر سوئے ہوئے تھے۔ تو اس چٹائی کے نشانات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر نمایاں ہوئے۔ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ پاس تھے۔ عرض کرنے لگے حضور! آپ فرمائیں تو میں آپ کے لئے ایک نرم سا بچھونا لے آؤں۔ آپ نے فرمایا مسعود میں دنیا کی آسائشیں تلاش کرنے نہیں آیا۔ دنیا ایک لمحہ کا قیام ہے جس طرح انسان درخت کے سایہ میں چند لمحے گذار لیتا ہے۔ ایک سوار مسافر چند لمحے سایہ میں آرام کر سکتا ہے ہمیشہ قیام نہیں کرتا۔ دنیا ایک مردار ہے اس سے محبت کرنے والوں کے لئے یہ قیامت ہے۔ دنیا دار قیامت کے روز اس کی محبت میں مارے جائیں گے۔

دنیا و عقبیٰ بہ اصحاب عاشق است
میل ایشان کے بہ عاشق لائق است

یتیموں پر شفقت

صحابہ کرام اکثر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یتیموں کے متعلق ان کے حقوق کے متعلق

Marfat.com

سوال کیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیموں پر شفقت کرنے کا مختلف مقامات پر فرمایا۔ مگر اس آیت کریمہ میں قرآن پاک نے اعلان کیا یا رسول اللہ انہیں فرما دیجئے یتیموں کی اصلاح اور انہیں پیار سے رکھنا ہی نیکی ہے۔ اگر آپ لوگ یتیموں کو اپنے قریب کر کے اچھا سلوک کریں تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات بڑی پسند ہے۔ یتیم کی جان و مال کی حرمت اور حفاظت نہایت ضروری ہے۔ اس حکم کے بعد مسلمانوں نے یتیموں کے مال کو علیحدہ کر کے ان کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا اپنے مال سے ان کے مال و اسباب کو علیحدہ کر لیا تاکہ کسی قسم کی خیانت نہ ہو۔ ان کا کھانا پینا جدا کر دیا گیا۔ ان کی تمام چیزیں علیحدہ کر دی گئیں حتیٰ کہ اگر ایک یتیم کا کھانا بچ جاتا تو اسے کوئی شخص ہاتھ نہ لگاتا تھا۔ اس سلوک سے یتیموں کو بھی تکلیف ہونے لگی اور ان کے لواحقین کو بھی بڑی تکلیف ہوئی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار اس تکلیف کا حل معلوم کرنے آتے تھے۔ اس آیت کریمہ نے واضح کیا یتیموں کے مال و دولت کو علیحدہ کر دینا اچھی بات نہیں۔ تم لوگ ان سے کھانے پینے ' رہنے سہنے میں قریب ہو جاؤ۔ ان کے مویشی ' مکانات اور دوسری اشیاء میں شرکت کرو۔ ہاں نیک نیتی سے ان کے حقوق کا خیال رکھو ' اسے ہضم کرنے کا کبھی نہ سوچو۔ وہ تمہارے بھائی ہیں ' ان کے حالات کی اصلاح کرو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے حالات جانتا ہے خیانت سے بچ کر رہو اللہ تعالیٰ عزیز بھی ہے اور حکیم بھی ہے۔

....

مشرک عورتوں سے نکاح کا مسئلہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت مرثد رضی اللہ عنہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بعض مہاجر مکہ مکرمہ چلے جاتے اور ایسی عورتوں کو مدینہ منورہ لے آیا کرتے تھے جو ان کے ساتھ پیار محبت کے ساتھ رہنا پسند کرتی تھیں۔ حضرت مرثد رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ گئے تو ایک مشرکہ عورت جس کا نام عناق تھا آپ پر نثار ہو گئی ' یہ عورت نہایت خوبصورت تھی اور کفر کی حالت میں مرثد پر جان دیتی تھی۔ حضرت مرثد رضی اللہ عنہ واپس مکہ آئے تو وہ دوڑی دوڑی آپ کے پاس آئی مگر آپ نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا وہ بڑی حیران ہوئی کہ اسے کیا ہو گیا ہے اس نے کہا مرثد میری طرف دیکھو میں وہی ہوں جس پر تم جان دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اسلام زنا کی اجازت نہیں دیتا۔ اب میں تمہیں کس طرح دیکھوں۔ عناق کہنے لگی میں

Marfat.com

تمہارے ساتھ نکاح کرنے کو تیار ہوں ۔ مگر حضرت مرثد رضی اللہ عنہ نے کہا میں مدینہ منورہ پہنچ کر تمہارے ساتھ نکاح کروں گا ۔ اگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی ۔ چنانچہ دونوں مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ پہنچے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تمام حالات و واقعات بیان کر دیئے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تفسیر خازن میں لکھا ہے اس آیت کریمہ سے مشرک عورت کے ساتھ نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا ۔ اسی طرح ایک مسلمان عورت کے لیے بھی مشرک مرد کے ساتھ نکاح حرام قرار دے دیا گیا اہل کتاب (کتابیہ) عورت سے نکاح جائز قرار دیا گیا اگرچہ کتابیہ عورتیں بعض عقائد پر مشرکہ عورتوں سے بھی زیادہ بد عقیدہ ہیں مگر سورۃ مائدہ کی ایک آیت کریمہ میں اہل کتاب سے شادی کرنے کا جواز دیا گیا ہے ۔ مفسرین ایسے شخص کو مشرک ہی لکھتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شرک تو نہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا اقرار بھی کرتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ رکھتے تھے ۔

مسلمان باندی دولت مند مشرکہ سے بہتر ہے

مسلمان معاشرے میں غیر مسلم اور مشرک عورتوں سے نکاح پر پابندی لگنے سے ایک پاکیزہ معاشرے کا آغاز ہوا ۔ وہ مکی عورتیں جو بت پرستی سے باز نہیں آتی تھیں مسلمانوں پر حرام قرار دے دی گئیں اور پھر ایسی مسلمان عورتیں جو ابھی تک مشرکین کے نکاح میں تھیں خود بخود آزاد ہو گئیں ۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آگاہ کیا کہ ایک مالدار مشرکہ عورت سے غریب مسلمان لونڈی ہزار درجہ بہتر ہے ۔ اگرچہ ابتدائے کار میں تمہیں تعجب ہو گا مگر یہ بات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے ۔ یہ مشرک عورتیں دوزخ کی طرف دعوت دیتی ہیں ۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو پاکیزہ ماحول دے کر جنت میں لے جانا چاہتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنی آیات کریمہ اور نشانیاں لوگوں کو راہنمائی اور ہدایت کے لیے دکھاتا ہے ۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی تھی ۔ ان کے پاس ایک کالے رنگ کی لونڈی تھی ۔ اس سے انہیں محبت تھی مگر وہ غلام تھی نکاح نہیں کر سکتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے ' صورتحال بیان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا وہ لونڈی اہل ایمان ہے ۔ حضرت عبداللہ نے بتایا ' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہے ' نماز پڑھتی ہے ' رمضان میں

Marfat.com

روزے رکھتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ایسی مومنہ تو ہماری امت کی ایک مفید عورت ہے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ گھر آئے لونڈی کو آزاد کیا اور اس سے نکاح کر لیا۔ اب مسلمانوں میں چہ می گوئیاں شروع ہوئیں کہ عبداللہ نے ایک لونڈی سے نکاح کر لیا ہے۔ حالانکہ مکہ کی خوبصورت مالدار عورتیں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! مومن لونڈی مشرک عورت سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ جسے نیک اور ایماندار عورت مل گئی وہ دنیا میں ہی نصف جنت کا مالک ہے۔ جسے بدکردار اور مشرکہ عورت ملی وہ دنیا میں ہی جہنم میں ہو گا۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ
فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى
يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿٢٢٢﴾ نِسَآؤُكُمْ
حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٢٣﴾
وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَ
تُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٢٤﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ
اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِىْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ
قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿٢٢٥﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ
تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٢٦﴾
وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٢٧﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ

Marfat.com

يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِىْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِىْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾

(ترجمہ) اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنالو کہ احسان اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی قسم کرلو اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائے ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام تمہارے دلوں نے کئے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے اور وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر اس مدت میں پھر آئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر چھوڑ دینے کا ارادہ پکا کرلیا تو اللہ سنتا جانتا ہے اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک اور انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر ملاپ چاہیں اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے ○

عورت کے خصوصی مسائل

اس آیت کریمہ میں عورت کے ایام حیض میں معاشرتی طریقہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہودیوں

Marfat.com

میں رواج تھا کہ حیض کے دنوں میں عورت کو گھر سے باہر نکال دیا کرتے تھے۔ اور وہ عورت ان ایام میں گھر کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگا سکتی تھی۔ مگر نصاریٰ، یہود کی مخالفت کے پیش نظر عام دنوں سے زیادہ ہمبستری کیا کرتے تھے۔ وہ کھانے پینے اور یکجا رہنے میں بھی یہودی مخالفت تصور کرتے تھے۔ اسلام نے ان دونوں کے طریقہ کار کو رد کیا اور قرآن پاک نے لوگوں کے سوالات کا یہ جواب دیا۔ کہ عورت کے لیے ایام حیض ناپاکی کے دن ضرور ہیں، لیکن ان سے یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح سلوک مناسب نہیں ان ایام میں عورتوں سے جماع کرنا ناجائز ہے مگر انہیں گھر سے نکالنا، ان سے بات چیت نہ کرنا، ان کو کھانے پینے کی چیزوں کو ہاتھ نہ لگانے دینا ہرگز جائز نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے دونوں شاگرد وطی کے علاوہ ہر قسم کا اختلاط جائز قرار دیتے ہیں۔ حیض کے زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے اگر حیض بند ہو جائے تو غسل کرنے کے بعد جماع کیا جاسکتا ہے۔ حیض کی بندش یا دس دن کے بعد غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس میں تساہل کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ جو لوگ انزال کے بہانے جماع کرتے ہیں وہ دین سے مذاق کرتے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ وطی کے علاوہ عورتوں سے ہر قسم کا معاشرتی سلوک جائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواج مطہرات کے بیان کے مطابق جماع یا وطی کے علاوہ ہر طرح کا اختلاط درست ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار کپڑا طلب فرمایا تو ام المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ میں تو حیض کے ایام میں ہوں۔ تو آپ نے فرمایا! حیض پر تمہارا اختیار نہیں، مگر گھر کی معاشرت سے کنارہ کشی تو درست نہیں ہے۔

حیض وہ خون ہے جو بالغ عورت کے رحم سے ہر ماہ خارج ہوتا ہے۔ اگر یہ خون تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ ہو تو حیض نہیں کسی جسمانی بیماری کی وجہ سے ہے۔ حائضہ سے نہ جماع جائز ہے۔ نہ اسے روزہ رکھنے، قرآن پاک کی تلاوت کرنے یا مسجد میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔ وہ کعبتہ اللہ کا طواف نہیں کر سکتی حائضہ نماز کی قضا نہیں کرے گی، ہاں روزے کی قضاء ضروری ہے۔ نفاس والی عورت کے لیے بھی یہی احکام ہیں۔ اسی طرح جنبی عورت یا محتلم کو ان احکام کی پابندی ضروری ہے۔ انہیں گھر کے معاشرتی امور سرانجام دینے کی اجازت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میں نے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

ایک برتن کے پانی سے غسل کیا تھا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ میں اپنے حجرے میں بیٹھے بیٹھے آپ کا سر دھویا کرتی تھی۔ حالانکہ میں اس وقت حیض میں ہوتی تھی۔ ام المومنین نے فرمایا کئی بار میں حیض کی حالت میں پانی پی کر وہی برتن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ پانی پی لیا کرتے تھے۔" اگر غلطی سے ایام حیض میں جماع کر لیا جائے تو اس پر کفارہ واجب آتا ہے۔ جو ایک دینار کے برابر ہو گا مگر امت کا اجماع اسی پر ہے کہ حیض کی حالت میں جماع حرام ہے۔ اس کا مرتکب فاسق و فاجر ہو گا اور اسے استغفار کرنا چاہیے۔

کیا عورتیں مردوں کی کھیتیاں ہیں؟

عربی ادب میں حرث اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں کھیتی باڑی کی جا سکے۔ قرآن پاک نے عورتوں کو مردوں کی کھیتیاں قرار دے کر کہا تم انہیں جب چاہو استعمال کر سکتے ہو۔ بیٹھے کھڑے یعنی جس طرح چاہو جماع کرنے کی اجازت ہے۔ اس آیت کریمہ سے بعض گمراہ اور بدکردار لوگوں نے عورتوں سے دبر کے راستہ جماع کرنے کا جواز نکال لیا ہے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح حدیث میں فرمایا! کہ عورتوں سے وطی فی الدبر حرام ہے۔ وہ شخص لعنتی ہے جو عورت کے پیچھے سے جماع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کھیتی لفظ اس لیے استعمال کیا کہ انسان کی پیدائش اگلے راستہ سے ہوتی ہے اسی طرح اسے جماع بھی اگلے راستہ سے ہی کرنا ہو گا۔ اولاد تو ہمیشہ جماع سے پیدا ہوتی ہے لواطت سے نہیں ہوتی۔ بعض رافضی لوگ ان آیات کریمہ سے غلط معانی تراش کر عورت سے وطی فی الدبر کا جواز نکال لیتے ہیں۔ قرآن پاک کی آیات کریمہ کو تاویلی انداز میں پیش کرنے والے گمراہی کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔

قرآن پاک نے **(قدموا الانفسکم)** فرما کر امت مسلمہ کو ترغیب دی ہے کہ وہ اپنے لیے کچھ نیکیاں آگے بھیجیں۔ مفسرین لکھتے ہیں صدقہ، خیرات اور نیک اعمال کے علاوہ اولاد کو تربیت دینا اور اسے معاشرے کا نیک سیرت فرد بنانا بھی آخرت کا سامان ہے۔ یہ صدقہ جاریہ بھی ہے۔ تفسیر مظہری میں مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے تین نیک سیرت بیٹے فوت ہو گئے اسے دوزخ کی آگ نہیں جلا سکے گی۔

Marfat.com

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ
اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
شَيْــًٔـا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا
حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ
حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى
تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ
اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا
لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ
ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا
تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ
عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾

(ترجمہ) یہ طلاق دوبار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ

Marfat.com

گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دیدے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لئے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آلگے تو اس وقت تک یا بھلائی کے ساتھ روک لو یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دو اور انہیں ضرور دینے کے لئے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بنا لو اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور وہ جو تم پر کتاب اور حکمت اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا

یہ آیت کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جانثار صحابی حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری تھی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ایک بہنوئی بشیر بن نعمان تھے۔ ان کا اپنی بیوی جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھی جھگڑا ہو گیا۔ حضرت عبداللہ کو اس بات سے سخت صدمہ ہوا غصے میں آکر آپ نے قسم کھالی کہ "میں آج کے بعد اپنے بہنوئی کے گھر نہیں جاؤں گا اور نہ اس سے بات کروں گا اور نہ ہی اس سے صلح کروں گا۔" اب لوگوں نے آپ کو مجبور کر دیا کہ اپنے بہنوئی سے صلح کریں مگر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے فرمایا میں نے تو قسم کھائی ہوئی ہے۔ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ تم ایسی قسم پر ضد نہ کرو جو تمہیں نیکی سے روک رہی ہو صلح مندی اور تقویٰ نیکی ہے اس کے راستے میں قسم کی دیوار نہیں ٹھہر سکتی ہے۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی تھی آپ نے قسم کھائی تھی کہ آج کے بعد میں حضرت مسطح کو کوئی چیز نہیں دونگا۔ مسطح وہ شخص تھا جس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے خلاف تہمت (افک) کے دنوں بہت الزام تراشی کی تھی۔ حالانکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کی ہمیشہ امداد کی اور مالی طور پر خوشحال رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسطح کی عاجزی اور گریہ زاری کو قبول فرما کر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "کہ نیک کاموں سے رک جانے کے لیے کوئی قسم جواز نہیں بن سکتی۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ ایسی قسم توڑ دی جائے گی اور اس کا کفارہ ادا کر دیا جائے گا۔ یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے سنی تو اپنے بہنوئی کے گھر جا کر صلح کر لی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنی تو مسطح پر شفقت کے دروازے دوبارہ کھول دیئے۔

Marfat.com

حضرت جبیر بن اطعم رضی اللہ عنہ نے دس ہزار دینار کے ایک مقدمہ میں سچی قسم کھانے سے بھی اجتناب کیا تھا۔ حضرت عتیق بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر میرے سامنے ستر ہزار دینار بھی رکھ دیئے جائیں تو میں قسم نہیں کھاؤں گا۔ جھوٹی قسمیں انسان کو بے اعتبار بنا دیتی ہیں اس سے رزق میں کمی آجاتی ہے۔ صحابہ کرام نے تو سچی قسم کھانے سے بھی اجتناب کیا تھا۔ آج لوگ جھوٹی قسمیں کھانے سے شرم نہیں کرتے اور دو دو روپے کے لیے قسمیں اٹھاتے پھرتے ہیں۔ بعض لوگ تو ایسے ہیں کہ مجلس میں بیٹھے بلاقیمت بات بات پر قسم اٹھاتے چلے جاتے ہیں۔ یہ بڑی بری عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ قسم لغو کی گرفت نہیں کرتا۔ قسم لغو وہ ہوتی ہے جو انسان کے علم و عقل میں سچی ہو مگر حقیقت میں جھوٹی ہو تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ ایسی قسم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں آتا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ایسی قسم پر کفارہ دینا بھی ضروری نہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسی قسم جو گمان اور دانست میں سچی ہو اس پر کفارہ دینا ضروری نہیں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بات بات پر قسم لغو یا قسم قصد کھانے والا بھی قابل کفارہ ہے۔ بات بات پر واللہ باللہ کہنے والا بھی قابل مواخذہ ہے ایسی قسم کو غموس کہا جاتا ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اس سے استغفار کرنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ کے نام کے بغیر کسی کی قسم نہیں کھانا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ جو لوگ جھوٹی قسموں پر لوگوں کا مال کھاتے رہتے ہیں ان پر جنت حرام کر دی گئی ہے وہ دوزخ میں رہیں گے۔

ایلا اور طلاق

طلاق کے معروف طریقوں کے علاوہ عورت کو چار ماہ تک علیحدہ کر دینا اور قسم کھا لینا کہ چار ماہ تک حقوق زوجیت ادا نہیں کروں گا شرعی اصطلاح میں ایلا کہلاتا ہے قرآن پاک نے ایسے لوگوں کے لئے یہ رعایت رکھی ہے کہ اگر وہ چار مہینوں کے اندر اندر اپنے فیصلے کو واپس لے لیں اور رجوع کر لیں تو طلاق واقع نہیں ہو گی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی رعایت ہے۔ اس آیت کریمہ میں لفظ (فاؤ) قابل غور ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات کے مطابق یہ چار ماہ کا عرصہ ہے اگر رجوع نہ کیا جائے تو طلاق واقعہ ہو جاتی ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی نظریہ ہے۔ کہ چار ماہ کی قسم سے طلاق واقعہ ہو جاتی ہے لیکن اگر رجوع کر لیا جائے تو طلاق نہیں ہو گی۔ یہ ایلاء ہے چار مہینے کی بعد

Marfat.com

طلاق بائن واقعہ ہو گی ۔ اور دوبارہ رجوع کرنے پر کفارہ ادا کرنا ہو گا ۔ جب تک کفارہ ادا نہ کیا جائے تو قسم کے اثرات موجود رہیں گے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسی قسم سے چار ماہ بعد بھی طلاق واقعہ نہیں ہو گی ہاں اگر قاضی کی عدالت میں فیصلہ کر دیا جائے تو طلاق واقعہ ہو جائے گی اگر ان ایام میں کسی معذوری یا بیماری کی وجہ سے جماع کی طرف رجوع نہیں کیا جاسکا تو رجوع کا اقرار کر دینا ہی کافی ہے ۔ تو شریعت میں طلاق واقع نہیں ہو گی لیکن اگر نہ جماع کیا گیا نہ رجوع کا اقرار کیا گیا تو پھر طلاق واقع ہو جائے گی اور اسے طلاق بائن کہا جاتا ہے ۔ اسی نظریہ کو حضرت عبداللہ ابن عباس ' حضرت عبداللہ ابن مسعود ' حضرت سفیان سوری اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم نے اپنایا ہے ۔

طلاق کے بعد کی عدت

اس آیت کریمہ میں ایک مطلقہ عورت کی عدت کے احکامات نافذ کئے گئے ہیں کہ طلاق کے بعد عورت کو تین قروع انتظار کرنا ہو گا پھر وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے قرآن پاک کے الفاظ میں تربص اور قروع پر فقہا نے بہت گفتگو کی ہے تربص کا معنی توقف کرنا یا رک جانا ہے قروع قراء کی جمع ہے یعنی کم ازکم تین قروع یعنی تین حیض کے ایام مکمل کرنا ضروری ہے احناف کا یہی نظریہ ہے کہ طلاق کے بعد تین حیض انتظار کرنا ہوں گے ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ ' حضرت عمر ' حضرت ابن عباس ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کا بھی یہی نظریہ ہے حضرت امام مالک حضرت امام شافعی حضرت ابن عمر حضرت زید رضی اللہ عنہم کے علاوہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نظریہ ہے کہ طلاق کے بعد عورت کو تین طہر توقف کرنا ہو گا ۔ اگر ایسی عورت کا خاوند فوت ہو گیا ہو جس کے ہاں حمل ہے تو اسے بچہ پیدا ہونے تک انتظار کرنا ہو گا فقہا کا خیال ہے کہ ایسی عورت کو بہرحال عدت گزارنا ہو گی خواہ پچھلے عرصہ میں خاوند سے ہم بستری کا موقعہ ملا ہو یا نہ ملا ہو اگر ایسی عورت کو طلاق دی گئی ہو جو ابھی تک خاوند سے ہم بستری سے محروم رہی ہو ۔ تو اسے عدت گزارنے کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی ہاں ایسی عورت کے دن پورے کرنا ہوں گے اگر ایسی عورت جسے حیض نہیں آتا یا نابالغ ہے یا اتنی بوڑھی ہے جس کا حیض بند ہو چکا ہو ۔ اگر خاوند سے ہم بستری کر چکی ہے تو بھی اسے عدت کی پوری مدت گزارنا ہو گی ۔

جس عورت کا خاوند مر گیا ہو اور اس کے پیٹ میں حمل بھی نہ ہو تو اسے چار ماہ اور دس دن ایام عدت انتظار کرنا ہو گا ۔ عدت کے ایام میں عورت کو بننا سنورنا جائز نہیں ۔ بلا ضرورت گھر سے ادھر ادھر

Marfat.com

جانے کی ممانعت ہے ۔ فقہا نے اس آیت کریمہ کی روشنی میں طلاق کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں ۔ رجعی ' بائن اور مغلظہ ۔ رجعی پر تین طہروں اور حیضوں کے اندر اندر رجوع کیا جا سکتا ہے جبکہ بائن کے بعد دوبارہ نکاح کیا جائے گا مگر مغلظہ یعنی تین طلاقوں کے صورت میں حلالہ کے بغیر نکاح نہیں کیا جا سکتا۔ طلاق کے مختلف طریقوں پر علماء کرام نے اپنے اپنے نظریات پیش کئے ہیں اور فقہا کرام کے ہاں مختلف موضوعات پر بحث اپنے موقعہ پر آگے چل کر آئے گی ۔ اسی طرح بعض ناواقف اور بے علم بدعقیدہ علماء کے ان نظریات پر بھی گفتگو کی جائے گی جو دانستہ یا نادانستہ شریعت کے احکام کو بگاڑتے رہتے ہیں ۔

....

مردوں پر عورتوں کے حقوق

عورت تین طلاقوں سے قطعی طور پر فارغ ہو جاتی ہے ۔ ہاں اگر مرد دو طلاقیں دے تو اسے رجوع کرنے کی اجازت ہے اور دوبارہ نکاح کر سکتا ہے زمانہ جاہلیت میں عربوں کے ہاں یہ رواج تھا کہ مرد کئی کئی طلاقیں دینے کے بعد بھی رجوع کر لیا کرتے تھے ۔ ایک دن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی اس نے شکایت کی کہ اس کا خاوند کئی کئی بار طلاقیں دے کر پھر رجوع کر لیتا ہے مجھے اس کا یہ رویہ بڑا ناگوار لگتا ہے ۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان کی گئی آپ نے فرمایا ! اللہ تعالیٰ نے صرف دو طلاقوں پر رجوع کی اجازت دی ہے اس سے زیادہ پر طلاق نافذ ہو جاتی ہے اور عورت کسی صورت اس کے نکاح میں نہیں رہ سکتی ۔ احناف کے اس نظریئے کو صاحب تفسیر حسینی ' زاہدی ' بیضاوی اور تلویح نے تفصیل سے لکھا ہے اور یہی امام ابوحنیفہ ' امام شافعی اور دوسرے آئمہ کرام کا مذہب ہے ۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ اپنی عورتوں کو کئی کئی بار طلاقیں دیتے رہتے پھر خودبخود رجوع کر لیا کرتے تھے عدت پوری ہونے کے بعد بھی عورت کو اپنے نکاح میں رکھ لیا کرتے تھے ۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ طلاق تو صرف دوبار ہی دی ہوئی رجوع کے قابل ہے تیسری طلاق پر عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے وہ اسے اسی صورت میں دوبارہ نکاح میں لا سکتا ہے جب کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے ۔ اس سے طلاق لے کر عدت کے بعد دوبارہ نکاح کر سکتی ہے ۔ یاد رہے کہ طلاق کے لیے نیت ضروری نہیں اس کا اقرار ہی کافی ہے ۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب میں صریح الفاظ ادا کیے بغیر طلاق نہیں ہو سکتی ۔ اگر ایک ہی

Marfat.com

وقت پر تین طلاقیں دی جائیں تو طلاق واقعہ ہو جاتی ہے مگر امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک ایک پر دوسری طلاق کے لیے دو پہر کا عرصہ ضروری ہے۔ اس مسئلہ پر صاحب تفسیر محمدی حافظ لکھوی کو سخت غلطی لگی ہے۔ قاضی ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے لکھا ہے ایک بار تین طلاقیں دی جاسکتی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس پر امت کے علماء کا اجماع ہے امامیہ نظریہ کے لوگ اس اجماع کو تسلیم نہیں کرتے امامیہ ایک حدیث سے یہ تاویل کرتے ہیں اور اسی کے قائل حنبلی بھی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تین طلاقوں کو ایک شمار کیا جاتا تھا۔ سیدّنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ' سیدّنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی کئی بار دی گئی طلاقوں کو ایک طلاق شمار کیا جاتا رہا ہے۔ یہ حدیث ابن اسحاق اور عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رکانہ نے ایک مجلس میں تین

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان حقوق کی راہنمائی فرمائی ہے جو مردوں پر واجب قرار دیئے گئے ہیں کہ وہ اپنی عورتوں کو ادا کریں۔ اسلام نے مردوں کو عورتوں کے حقوق کا اس لئے پابند بنایا ہے کہ مرد فطری طور پر بعض معاملات میں بلند رتبہ رکھتے ہیں۔ عورت امامت نہیں کر سکتی ' عورت جج یا قاضی نہیں بن سکتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوت اور عقل کے معاملات میں عورت سے برتر بنایا ہے۔ مردوں کو ورثہ میں دوگناہ حصہ دیا گیا ہے عورتوں کی نسبت مرد کی دیت دگنی ہے مرد کو طلاق کا اختیار دیا گیا ہے۔ پھر مرد ایک عورت کے ہوتے ہوئے دوسری عورت سے نکاح کر سکتا ہے لیکن عورت ایک مرد کے ہوتے ہوئے دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی رجعی طلاق کے بعد صرف مرد ہی کو رجوع کا اختیار دیا گیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت مسلم شریف میں موجود ہے کہ جب سیدّ المرسلین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمایا! تو اس میں عورتوں کے حقوق ادا کرنے پر بہت زور دیا اور اسے اللہ کی امانت قرار دیا اور پھر عورت کی عصمت کی حفاظت کا ذمہ دار مردوں کو بنایا گیا انہیں گالی گلوچ کرنا ' ان پر ظلم و ستم کرنا ناجائز قرار دیا۔ روٹی کپڑا ' نان نفقہ کی ساری ذمہ داریوں کا مرد کو ذمہ دار بنا دیا گیا۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ ان حقوق کو ادا کرنا مردوں پر واجب قرار دیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عورتوں سے اچھا سلوک کرتا ہے وہی اچھا انسان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا! کہ کسی غلطی پر عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ لونڈی پر بھی زیادتی نہ جائے۔ تفسیر خازن کے مؤلف گرامی نے امام بغوی رحمتہ اللہ علیہ کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک شخص

Marfat.com

نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضور عورتوں کے کیا حقوق ہیں ؟ آپ نے فرمایا ! کہ کھانا کھاؤ تو اپنی بیوی کو ساتھ کھلاؤ ' خود اچھا لباس پہنو تو انہیں بھی اچھا لباس پہناؤ ' آپ نے فرمایا ! کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اگر کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورتیں اپنے مردوں کو سجدہ کریں ۔ تفسیر مظہری میں قیس بن سعدوں کی ایک روایت ہے کہ جس شخص کی عورت اس کی تابعداری میں فوت ہوگئی وہ جنت میں جائے گی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو تاکید فرمائی کہ اگر تمہیں تمہارا خاوند بلائے تمہیں اگر آگ کے تنور پر سے بھی گزر کر جانا پڑے تو ضرور جاؤ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! جو شخص اپنی بیوی کے منہ پر تھپڑ مارتا ہے یا اسے ٹھوکر مارتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہیں ہوتا ۔

طلاق کا طریقہ کار

طلاقیں دی تھیں مگر بعد میں انہیں سخت افسوس ہوا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتحال بیان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تم مجھے بتاؤ تم نے کن الفاظ میں یہ طلاقیں دی تھیں ۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں ہی میں نے تین طلاقیں دی تھیں ۔ آپ نے فرمایا تم رجوع کر سکتے ہو ۔

حضرت طاؤس اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے اس نے سنت کے خلاف کام کیا ہے ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا دو طرح سے ہے ایک ایسی عورت جس سے ہم بستری (مدخولہ) ہو چکی ہو اور دوسری ایسی عورت جو ابھی تک ہم بستری سے دور رہی ہو ۔ غیر مدخولہ عورت کو تین طلاقیں بھی دی جائیں تو ایک ہی شمار کی جائے گی ۔ امامیہ اور حنابلہ اس حدیث کی روشنی میں ایک مجلس میں تین بار کہی گئی طلاق کو ایک ہی شمار کرتے ہیں ۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ ایک بار تین طلاق دی ہوئی کو تین ہی شمار کرتے ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فاطمہ بن قیس کو تین طلاقیں دی گئی تھیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس معاملہ لایا گیا تو آپ نے ان تین طلاقوں کو جائز قرار دیا اور نفقہ اور دوسرا سامان دلوایا ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیک وقت تین طلاقیں دی تھیں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوئی نافذ ہوئیں تھیں ۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ ایک ہی مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں تو واقع ہو جاتی ہیں مگر ایسا کرنا گناہ ہے ۔ حضرت قاضی ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس پر بہت سے

Marfat.com

دلائل دیئے ہیں آپ نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث و آثار اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ ایک بار تین طلاقیں کہی ہوئی نافذ ہو جاتی ہیں۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بار گاہ میں حاضر ہوا اور کہا میں نے تین طلاقیں دے دی ہیں آپ نے فرمایا تم نے مناسب راستہ اختیار کیوں نہیں کیا۔ صحیح طریقہ تو یہ ہے کہ ہر ایک طہر کے بعد ایک ایک طلاق دی جائے۔ اس نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں رجوع کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا نہیں اب ایسا نہیں ہو سکتا۔

جس حدیث سے امامیہ اور حنابلہ اپنی دلیل قائم کرتے ہیں اسے حضرت امام بیہقی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن ہمام نے اس کا رد ضرور کیا ہے اور امام بیہقی جو علت بیان کرتے ہیں اسے امام ابن ہمام قبول نہیں کرتے۔ آپ فرماتے ہیں ابن عباس والی حدیث منسوخ ہو چکی ہے۔ کیونکہ صاحب طحاوی نے لکھا ہے کہ جس شخص نے ایک ہی بار تین طلاقیں دی تھیں اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے جرم کیا ہے۔ یعنی صحیح طریقہ اختیار نہیں کیا اگر تم اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرتے تو تین بار علیحدہ علیحدہ طلاق دیتے۔ موطاء امام مالک میں اس حدیث پر بحث کی گئی ہے۔ اور ایک واقعہ لکھا گیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جس نے بتایا کہ اس نے اپنی بیوی کو سو (۱۰۰) بار طلاق دی ہے اب میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا! تین طلاقیں تو واقع ہو گئیں ہیں باقی ایک مذاق ہے۔ تفسیر مظہری کے مؤلف علام نے لکھا ہے کہ اس بات پر تمام امت کا اجماع ہے کہ تین یا اس سے زائد بار طلاق دینے سے طلاق قطعی مغلظہ واقعہ ہو جاتی ہے۔ حضرت عبدالرزاق اور حضرت علقمہ کی روایت سے بھی اس نظریہ کو تقویت ملتی ہے۔ جس طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار کئی طلاقیں کہنے والے کو تین طلاق کا مستوجب قرار دیا تھا۔ پھر ایک شخص جس نے کہا تھا کہ میں نے ننانوے بار طلاق دی ہے۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ تمہاری بیوی کو تین طلاقیں واقع ہو گئی ہیں۔ ابوداؤد اور موطاء میں محمد مالک رضی اللہ عنہ نے واضح کیا ہے کہ ایک شخص نے دخول سے پہلے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیں۔ مگر اس نے اس سے دوبارہ نکاح یا رجوع کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا تو انہوں نے فرمایا! اب تو یہ نہیں ہو سکتا کہ تم اسی عورت سے نکاح کرو۔ وہ عورت جب تک کسی اور سے نکاح کر کے طلاق نہیں لے لیتی تم اس سے نکاح نہیں کر سکتے۔ حضرت وکیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا

Marfat.com

میرے منہ سے اپنی بیوی کے خلاف ایک ہزار طلاق نکل گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ! اب یہ عورت تین طلاقوں سے ہی تم پر حرام ہو چکی ہے ۔ حضرت وکیع رضی اللہ عنہ نے یہی مسئلہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا تو آپ نے بھی وہی فیصلہ کیا ۔ ایک شخص نے ہزار طلاق کا اعلان کرنے کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دی اور مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ! کہ تین طلاقیں تو واقع ہو گئی ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو ہزار طلاق دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ آپ نے فرمایا تم تین طلاقوں سے اپنی بیوی کو حرام کر چکے ہو ۔ تاہم یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے' ایک ظالمانہ کام ہے تعدی اور ظلم ہے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت طحاوی میں لکھی ہوئی ہے ۔ کہ جس شخص نے ایک بار تین طلاقیں دے اس پر اس کی بیوی حرام ہو گئی ۔ ایک اور روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے ۔ کہ جس شخص نے ایک بار تین طلاقیں کہہ دیں اس پر عورت حرام ہو جاتی ہے ان دنوں بعض مفسرین اور محدثین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیان کرتے رہتے ہیں ۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ان کا بڑا خوبصورت جواب دیا ہے آپ نے فرمایا اگر ایک طلاق تاکیدی دی اور دوسری دو طلاقیں تشدد کے طور پر دیں شرح مسلم میں امام نووی رحمتہ اللہ علیہ نے واضح کیا ۔ ایک لفظ سے تین طلاقیں بالاتفاق واقع ہو جاتی ہیں ۔ چاروں اماموں میں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ ایک بار تین طلاقیں دی جائیں اور اسے ایک طلاق سمجھا جائے ۔ صحابہ کرام کا یہی عمل تھا اور اسی پر اجماع تھا ۔ مشکواۃ شریف میں ایک طویل حدیث ہے جسے اشعتہ اللمعات کے مؤلف نے بھی نقل کیا ہے پھر صاحب مرقات نے بھی اس کی شرح لکھی ہے امام محمد نے موطاء میں بھی بیان کی ہے ۔ امام مالک سے مولانا عبدالحی نے اپنے حاشیہ میں بھی لکھی ہے کہ ایک مجلس میں تین بار کہی گئی طلاق نافذ ہو جاتی ہے ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب عقدالجید میں لکھا ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں وہ عورت حرام ہو جاتی ہے ۔ مگر جو عالم دین اسے اس کے باوجود خاوند کے حوالے کرے گا اس کا منہ سیاہ کر کے شہر سے باہر نکال دینا چاہیے ۔ آج کے وہابی بھی شاہ ولی اللہ دہلوی کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں ۔ نواب صدیق حسن خان اور لکھوی جیسے آپ کو عالم اجل لکھتے ہیں ۔ یہ وہابی لوگ عام لوگوں کو تین طلاقوں کے بعد بھی اپنی مہریں لگا کر فتویٰ لکھ کر خوش کر دیتے ہیں ۔ یہ صریحاً حرام کاری ہے ۔ ان کی

Marfat.com

اولادیں حرام ہیں۔ قیامت کے دن ایسے فتوے دینے والوں کا برا حشر ہوگا۔ آج اگر اسلامی قانون کی فرماں روائی ہوتی۔ بادشاہ مسلمان ہوتا تو ان منافقین دین کا منہ کالا کر دیا جاتا۔ اس زمانے میں گمراہ فرقوں کی کوئی باز پرس نہیں کرتا وہ دینی مسائل اپنی مرضی سے بیان کرتے جاتے ہیں۔ رافضی، خارجی، نجدی، مرزائی اور دوسرے بدمذہب جو منہ میں آئے بیان کرتے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے قریب ایسے ہی جاہلیت کے فیصلے ہوا کرتے تھے۔ آج غالباً حضرت امام مہدی کی ولادت کا زمانہ قریب آ گیا ہے اس لیے یہ بدمذہب جھوٹے فتوے دیتے رہتے ہیں۔ یہ حلال کو حرام بتا رہے ہیں اور حرام کو حلال کر دیتے ہیں۔ ہمارے پیر مرشد حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے زور سے ان بدمذہبوں کا رد کیا ہے۔ اور اس موضوع پر کتاب بھی لکھی ہے۔ مولانا دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں علم و عرفان کے روشن آفتاب ہیں۔ وہ عارف نوری کے خلیفہ اور جانشین حضرت دائم الحضوری قصوری ہیں۔ (نور اللہ مرقدھما)

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ
أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا
بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ
وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٢﴾ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۗ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ
رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ
لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى
الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۚ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَ

Marfat.com

تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا
اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٣٣﴾ وَالَّذِيْنَ
يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ
اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا
فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٣٤﴾
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ
اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ
لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا
عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿٢٣٥﴾ ع

(ترجمہ) اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو انہیں نہ روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں جب کہ آپس میں موافق شرع رضا مند ہو جائیں یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس اس کے لئے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے حسب دستور کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچے سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو اور جو باپ کا قائم

Marfat.com

مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو تم پر مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی بات کہو جو شرع معروف میں ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی بات جانتا ہے تم اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلم والا ہے ۝

تین طلاقوں کے اثرات

زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج میں عورتوں کو طلاقوں سے معاشرتی مصائب برداشت کرنے پڑتے تھے اسلام آنے کے بعد اسے عدل و انصاف کے معیار پر لایا گیا۔ قرآن پاک نے اس معاشرتی مسئلے کو اپنے انداز میں یوں رائج کیا کہ اگر مرد دو طلاقوں سے عورت پر تنبیہہ کا ہتھیار استعمال کرتا ہے تو رجوع کے بعد مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر مرد انتہائی شدت سے تین طلاقیں دے چکا ہو تو اسے قرآنی اصطلاح میں طلاق مغلظہ کہا جائے گا۔ ان آیات کریمہ میں اسی طلاق کا ذکر کیا گیا ہے کہ اگر تین طلاقوں سے عورت کو علیحدہ کیا جائے تو اس سے دوبارہ نکاح یا رجوع نہیں کیا جا سکتا تاوقتیکہ وہ عورت پہلے کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے' اس کے طلاق دینے کے بعد عدت گزارے پھر وہ سابقہ شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے۔ یہاں (ظننا) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ اگر ایک مرد کو یہ گمان ہو جائے (یقین نہیں) کہ اب اس کے معاشرتی حالات درست رہیں گے اور میاں بیوی باہمی روابط کو برقرار رکھتے ہوئے ایک دوسرے کا احترام کریں گے تو اسے حلالہ کے بعد نکاح کی اجازت دے دی گئی ہے۔ عقد ثانی سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جس مرد سے نکاح کیا گیا ہے اس مرد کا عورت سے جماع ضروری ہے کیونکہ قرآن پاک نے (تنکح زوج) "نکاح بالجماع" کی شرط لگائی ہے۔ بخاری شریف کی ایک مرفوع حدیث ہے۔ کہ

Marfat.com

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ انکی بیوی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور صورتحال کو بیان کیا۔ آپ نے پوچھا؟ کیا تم دوبارہ رفاعہ کی بیوی بننا چاہتی ہو۔ اس نے کہا ہاں میری دلی خواہش ہے کہ میں اس کی بیوی بن کر رہوں۔ آپ نے فرمایا! جب تک تم کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے وطی کے مراحل سے نہیں گزرو گی اور اس سے طلاق حاصل کر کے عدت نہ گزارو گی اس وقت تک تم رفاعہ سے نکاح نہیں کر سکتی۔ فقہا نے ایسے شرطیہ نکاح یا حلالہ کی خاطر نکاح کرنے والوں کو لعنتی قرار دیا ہے ایسا کام کرنے والا یا کرانے والا دونوں لعنتی ہیں۔

حدود اللہ کا احترام

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے معاشرتی نظام کو قائم رکھنے کے لیے حدود مقرر کی ہیں۔ جنہیں قرآن پاک حدود اللہ قرار دیتا ہے۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ آپ کی بیوی کا نام جمیلہ تھا۔ جمیلہ دلی طور پر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں کرتی تھی۔ بلکہ اس کے دل میں عدوات تھی۔ دوسری طرف حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو جمیلہ سے بڑا پیار تھا۔ جمیلہ نے اپنے باپ سے شکایت کی کہ مجھے خاوند نے بڑا مارا ہے میں اس کے پاس نہیں رہ سکتی۔ والد نے اپنی بیٹی کی بات سن کر توجہ نہ دی۔ جمیلہ باپ سے مایوس ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے خاوند کی شکایت کی اور حضور پاک کو اپنے بدن پر کوڑوں کے نشان دکھائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت کو طلب کیا اور پوچھا۔ انہوں نے بتایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جمیلہ سے محبت ہے اور اس سے بڑھ کر مجھے کوئی عورت دکھائی نہیں دیتی۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھ پر یہ الزام جھوٹا ہے کہ میں نے اس پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیلہ سے دریافت کیا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ یہ سچ ہے کہ ثابت کو مجھ سے پیار ہے مگر یہ مجھے اچھا نہیں لگتا میں اس کے حقوق ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ حضرت ثابت نے بتایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جمیلہ کو اپنا باغ دے دیا ہے جمیلہ نے کہا میں اسے بھی واپس کرتی ہوں۔ اس موقعہ پر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے اسے ایک طلاق دے دی۔ یہ واقع تفسیر خازن میں ابوداؤد سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ آیات کریمہ اسی واقعہ کے پس منظر میں نازل ہوئی تھیں۔ جو عورت مرد سے بلا جواز طلاق مانگتی ہے یا خاوند بلا جواز طلاق دیتا ہے وہ بدترین انسان ہیں جو عورت خود طلاق لینے پر اصرار کرتی ہے اسے جنت کی بو بھی نہیں آئے گی۔ اس آیت کریمہ سے خلع

Marfat.com

کے حالات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ عورت مال و دولت دے کر اپنے خاوند سے طلاق حاصل کر لیتی ہے۔ مگر میاں بیوی کو حدود اللہ کا احترام ضروری ہے۔

....

ان حدود اللہ کو نگاہ میں رکھنے کے بعد ایک مسلمان کو معاشرتی طور پر کھلی آزادی ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ سے اچھا سلوک کر کے اپنی خاندانی زندگی کو خوشگوار بنائے۔ عورتوں کو خوشی کے ساتھ جو کچھ دیا جائے اس پر کوئی پابندی نہیں۔ اچھا کھانا' اچھا پہننا میاں بیوی دونوں کا حق ہے۔ مگر اس کھانے پینے میں حلال و حرام کی تمیز کی جانی چاہیے۔ خلع کی صورت میں (جہاں عورت خود طلاق لینے پر اصرار کرے) خاوند اپنی دی ہوئی چیزوں کو واپس لے سکتا ہے۔ یہی اکثر علماء احناف کا نظریہ ہے۔ مگر بعض علماء کرام ایک بار دی ہوئی چیز کو واپس لینے کے حق میں نہیں ہیں۔ خلع سے طلاق بائین ہو جاتی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب میں فسخ قرار دیا جا سکتا ہے۔ حضرت امام احمد ابن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیھم کا بھی یہی نظریہ ہے اس موضوع کو صاحب تفسیر خلاصتہ التفاسیر اور خازن نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ خلع کا مطالبہ ہمیشہ عورت کی طرف سے ہوتا ہے۔ لیکن اگر حریص مرد اپنا مال ہتھیانے اور دی ہوئی چیزوں کو واپس لینے کے لیے ایسے حالات پیدا کر دے کہ عورت خلع کا مطالبہ کرے تو قاضی کے لیے ضروری ہے کہ اس کی تحقیق کرے۔ اسی طرح اگر عورت شرارت یا نفسانی خواہش کے پیش نظر خلع کا مطالبہ کرے تو قاضی کو اس پہلو پر بھی غور کرنا ہو گا۔

طلاق کی مختلف قسمیں

اس آیت کریمہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر عورت کو رجعی طلاق دی گئی ہے۔ تو عدت کے خاتمہ سے پہلے پہلے رجوع کرنا چاہیے۔ اگر میاں بیوی صلح پر آمادہ ہو جائیں تو بہتر ہے ورنہ عورتوں کو تنگ کر کے کسی بات پر آمادہ نہیں کرنا چاہیے۔ ایسے معاملات کو نہایت خوش اسلوبی سے طے کرنا چاہیے اسے اچھی طرح رکھو اور اچھے طریقے سے ہی نکالو۔ انہیں ایذا دے کر یا تکلیف پہنچا کر علیحدہ نہ کرو۔

قرآن پاک نے مسلمانوں کی معاشرتی زندگی پر اپنے احکامات نازل کیے ہیں اور ساتھ ہی لوگوں کو متنبہ کیا ہے کہ میری آیات کریمہ سے مذاق مت کرو۔ یعنی اپنی خواہشات کے تابع نہ بناؤ۔ حضرت ثابت بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی پھر عدت سے پہلے رجوع کر لیا۔ پھر کچھ دنوں بعد

Marfat.com

طلاق دی اور عدت سے پہلے پہلے رجوع کر لیا۔ اس طرح عورت کو ذہنی کرب میں مبتلا رکھا۔ تاکہ نہ تو وہ مطلقہ کہلا سکے نہ خانہ داری کے حقوق حاصل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کریمہ میں ایسی حرکات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ عورت کو ذہنی دباؤ میں رکھنے کے لیے طلاق کے حربہ کا استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کی آیات کریمہ سے مذاق کرنا ہے اللہ تعالیٰ تو تم کو اپنی نعمتوں سے نوازتا رہتا ہے اور اپنی کتاب اور حکمت سے تمہاری راہنمائی کرتا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

حق مہر کب قابل ادا ہوتا ہے؟

اس آیت کریمہ میں عورت کو حق مہر کی ادائیگی کے لیے ایک شرط مقرر کی ہے کہ جب تک نکاح کے بعد مرد عورت سے جماع نہ کرے اس پر حق مہر کی ادائیگی ضروری نہیں ہے قرآن پاک نے لفظ ہاتھ لگانے کی شرط رکھی ہے۔ فقہاء نے اس ہاتھ لگانے سے جماع مراد لیا ہے۔ جس عورت کو نکاح کے باوجود اپنے خاوند کی ہم بستری حاصل نہ ہوئی ہو وہ مہر حاصل نہیں کر سکتی ہاں اللہ تعالیٰ نے ایسے مردوں کو ازراہ شفقت نصف مہر یا دوسری مراعات دینے کا مشورہ دیا ہے۔ یہ ادائیگی معاشی حالات کے پیش نظر کی جائے گی۔ اس پر پابندی نہیں۔ نیک سیرت انسانوں کے لیے ایسی مراعات دینا اچھی معاشرتی زندگی کے لیے ضروری ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک مس یا ہاتھ لگانے کا مطلب خلوت صحیحہ قرار دیا ہے۔ یہ خلوت صحیح ایسا تخلیہ ہے جس میں مرد عورت کے درمیان کوئی چیز مخل یا مانع نہ ہو اور دونوں کو جماع سے کوئی چیز روکنے والی نہ ہو۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک محض خلوت صحیح ہی نہیں جماع بھی ضروری ہے۔ اس خلوت صحیحہ اور جماع کے بغیر پورا مہر دینا ضروری نہیں۔ تفسیر در منثور میں لکھا ہے اگر علیحدگی میں مرد اپنی بیوی کے پاس ایک بار بھی چلا گیا ہے تو اسے مہر دینا واجب ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی بیوی کا ایک بار بھی ننگا جسم دیکھ لیا تو اس پر مہر واجب ہو جاتا ہے۔ احناف اس حدیث کی روشنی میں خلوت صحیحہ پر حق مہر ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں متع کا لفظ بھی اس آیت کریمہ میں آیا ہے۔ اس سے مراد ہے کہ مہر کی بجائے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچایا جائے۔ مقررہ مہر پر فائدہ پہنچانا مستحب ہے۔ یہ ایسے حالات میں ہے کہ مہر مقرر نہیں کیا گیا تھا تو متع کے فائدے کا اطلاق ہو گا۔ اگر مہر مقرر کر دیا گیا تو متع کے بجائے خلوت صحیحہ کے بغیر مہر ادا کرنا ضروری نہیں۔ متع بدن کے کپڑوں سے لے کر اپنی ہمت کے مطابق جو چیز دے سکتا ہو دے۔ قرآن پاک نے ان لوگوں کو جو اپنی عورتوں کو شرعی حدود و رعایت ادا کرتے ہیں محسن کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔

Marfat.com

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ
تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ
وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٢٣٦﴾
وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ
لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا
الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَ
لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٣٧﴾
حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿٢٣٨﴾
فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا
عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٩﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ
يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ
فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ
مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٤٠﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا
عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٤١﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٤٢﴾ ع

(ترجمہ) تم پر کچھ مطالبہ نہیں تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر کر لیا ہو اور ان کو کچھ برتنے کو دو مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگدست پر اس لائق حسب

Marfat.com

دستور کچھ برتنے کی چیز یہ واجب ہے بھلائی والوں پر اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیز گاری کے نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور جو تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر تک نان و نفقہ دینے کی بے نکالے پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انہوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور طلاق والیوں کے لئے بھی مناسب طور پر نان و نفقہ ہے یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لئے اپنی آئتیں کہ کہیں تمہیں سمجھ ہو ○

نصف حق مہر کی ادائیگی

مندرجہ بالا آیات کریمہ کے بعد زیر نظر آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات میں جہاں حق مہر مقرر کر دیا گیا تھا مگر خلوت صحیحہ ابھی میسّر نہیں آئی نصف مہر دینے کا حکم دیا ہے اگر یہ نصف مہر عورتیں معاف کر دیں تو انہیں حق ہے۔ لفظ (فریضہ) کو مفسرین نے مقررہ مہر قرار دیا ہے۔ یعنی اگر مہر کی رقم مقرر کر دی گئی تھی تو اس کا نصف دینا ضروری ہو گا اگر مقرر نہیں کیا گیا تو پھر مہر مثل کے برابر ہو گا۔

حضرت سعید اور حضرت کعب رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ اسلامی معاشرت میں طلاق کا اختیار صرف خاوند کو ہی حاصل ہے اور پھر اسے ہی مہر کی ادائیگی کا پابند کیا گیا ہے۔ باپ ولی ہو تو اسے مہر ادا کرنا ہو گا۔ بھائی ولی ہے تو اسے حق مہر کا ذمہ دار بننا ہو گا۔ ہاں عورت خود معاف کر سکتی ہے۔ اور اپنی رضا سے خاوند کو اجازت دے سکتی ہے کہ وہ مہر نہ دے۔ اگر عورت بالغ ہے تو اسے ہی معافی کا اختیار ہے ورنہ اس کا ولی بااختیار ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کو معاف کرنے کا اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے اگر ایسا کیا جائے تو یہ تقویٰ میں شمار ہو گا۔ اور یاد رکھو باہمی روابط کو پامال نہیں ہونے دینا چاہئے۔ علیحدگی میں خوش اسلوبی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

Marfat.com

اگر مرد عورت کو دی ہوئی چیزوں کو واپس لینے کی بجائے معاف کر دے تو یہ بھی تقویٰ ہے۔ اگر عورت خوشی سے اپنا مہر معاف کر دیتی ہے یا نصف معاف کر دیتی ہے یہ اس کے لیے بھی تقویٰ ہے۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا نظریہ ہے کہ پورا حق مہر ادا کرنا یا پوری عدت کا انتظار کرنا ضروری ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نظریہ میں عورت کا اپنے خاوند سے علیحدگی میں رہنے کا نام خلوت صحیحہ ہے اس خلوت صحیحہ کے بعد اسے پورا حق مہر دیا جائے گا۔ حضرت عمر ابن خطاب اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہم سے احناف نے روایت لی ہے کہ تقویٰ کے مختلف مدارج ہیں۔ پہلے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر گناہوں سے دور رہنا دوسرے اپنے آپ کو گناہ سے محفوظ رکھنا تیسرا درجہ یہ ہے کہ گناہ کے شبہ سے بھی بچا جائے یہی وہ تقویٰ ہے جسے روحانیت میں اعلیٰ مقام اور مرتبہ حاصل ہے۔ اہل اللہ نے تقویٰ کا ایک رتبہ یہ بھی بیان کیا ہے کہ غیر اللہ کی طرف خیال بھی نہ کیا جائے اور دل بھی نہ جھکے کتابوں میں تقویٰ کے فضائل پر بڑی تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے اور اس موضوع کو جس قدر بیان کیا جائے کم ہے۔ عورت کی خدمات کی قدر کرنا یا اسے معاف کر دینا بھی تقویٰ کی ایک علامت ہے اسے اللہ تعالیٰ نے بہت پسند کیا ہے۔

....

نماز کی حفاظت کیا ہے اور نماز وسطیٰ کونسی نماز ہے؟

مفسرین نے نماز کی حفاظت کے متعلق یہ بات لکھی ہے کہ اسے تمام تر شرائط اور آداب کے ساتھ ادا کیا جائے تفسیر کبیر میں ہے کہ ایسی نماز جو خشوع و خضوع سے پڑھی جائے اور بندہ اپنے عجز کا اظہار کرے نماز کی حفاظت کہلاتا ہے۔ پھر نماز کے لیے اپنے لباس ' بدن کو تمام نجاستوں سے پاک کرنا ہے۔ لقمہ حلال غذائے طیب کا اہتمام بھی نماز کی حفاظت میں آتا ہے غیروں کی محبت سے پرہیز اور دل میں صرف ذکر الٰہی کے غلبہ کا نام بھی حفاظت ہے مسجد میں پہنچ کر نماز باجماعت ادا کرنا بھی حفاظت نماز ہے حتیٰ کہ تکبیر تحریمہ سے محروم ہونے سے بھی محفوظ رہنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ اس کے خوف سے نفس کو قابو رکھنا اس کی رحمت کی امید رکھنا فرائض ' واجبات اور سنتوں کا خیال رکھنا بھی نماز کی حفاظت کے ضمن میں آتا ہے۔ جو شخص اوقات نماز میں پاک صاف ہو کر وضو کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے رکوع و سجود کو صحیح طریقہ سے ادا کرتا ہے۔ قیام والتحیات کو صحیح ادا کرتا ہے۔ وہ بھی نماز کی حفاظت

Marfat.com

کرتا ہے۔ ایسے نمازی پر اللہ تعالیٰ کے انوار کی بارشیں ہوتی ہیں۔ نمازی کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اس کی دعائیں عرش تک پہنچتی ہیں۔ فقہاء کرام نے نماز کے آداب اور درجات کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ جو لوگ وضو کرنے میں احتیاط نہیں کرتے۔ کپڑے پاک اور صاف نہیں رکھتے۔ جسم اور بدن کی پاکیزگی کی طرف دھیان نہیں دیتے ارکان نماز کی طرف خیال نہیں کرتے۔ وہ نماز کی حفاظت سے عاری رہتے ہیں اگر وضو درست نہیں نماز درست نہیں ہو سکتی۔ جس کا مصلیٰ پاک نہیں اس کی نماز کیسے درست ہو سکتی ہے۔ آج لوگ پاکیزگی کی طرف خیال نہیں کرتے صرف صفائی اور دھلائی کا اہتمام کرتے ہیں خواہ اس سے کپڑا پاک ہو یا نہ ہو۔ ایسے دھوبیوں سے کپڑے دھلاتے ہیں جو پلید اور نجس پانی میں کپڑے دھوتے ہیں۔ ڈرائی کلین کا فیشن آگیا ہے کپڑے کو پاک پانی سے پاک کرنے کی بجائے یکجا جمع کر کے پاک اور پلید کپڑوں کو ایک پانی میں دھو لیتے ہیں۔ ایک مشین میں اکھٹے نجس اور صاف کپڑے ملا کر دھوئے جاتے ہیں۔ جس سے پاکیزگی نہیں آتی۔ بعض ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں کہ نماز پڑھتے وقت الفاظ کو گڈمڈ کرتے چلے جاتے ہیں حالانکہ نماز سوجھ بوجھ کر پڑھنی چاہئے۔ کچھ لوگ نماز پڑھتے وقت پرواہ نہیں کرتے کہ وہ بدعقیدہ امام کے پیچھے کھڑے ہیں۔ وہابی اور رافضی تو بدن اور کپڑوں کی پاکیزگی کا خیال تک نہیں رکھتے ان کے ہاں پاکیزگی کا معیار ہی اور ہے۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں فرائض واجبات اور سنت کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ اس طرح وہ نماز کی حفاظت سے محروم رہتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسی نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔ بعض لوگ نماز پڑھنے کے بعد کہتے ہیں نماز کا مزہ نہیں آیا اور اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل دین کی روشنی سے محروم ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نماز رزق کی چابی ہے۔ گناہوں کو ختم کرتی ہے فحش اور منکرات سے روکتی ہے بشرطیکہ اس نماز کو احتیاط سے ادا کیا جائے۔ جو لوگ پانچ بار وضو کرتے ہیں۔ پاکیزہ لباس کے ساتھ پانچوں نمازیں ادا کرتے ہیں۔ ان کے چہرے روشن نظر آتے ہیں۔ وہ پانچ وقت دھلے دھلائے دکھائی دیتے ہیں وہ میدان حشر میں روشن چہروں کے ساتھ اٹھیں گے۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس بات پر تمام امت کا اجماع ہے کہ نماز فرض عین ہے۔ قطعی فرض ہے اس کا منکر کافر ہو جاتا ہے ہاں جو شخص نماز کا تارک ہو یا اسے ادا کرنے میں تساہل کرتا ہے اس کے متعلق مختلف نظریات ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسے توبہ کا موقعہ دینا چاہئے۔ اگر توبہ کر کے نماز شروع کر دے تو بہتر ورنہ وہ واجب القتل ہے۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ

Marfat.com

نماز کا تارک کافر نہیں ہو گا۔ احناف کے نزدیک بے نماز کو قید کر دینا چاہیئے۔ وہ نماز پڑھنا شروع کرے تو اسے قید سے رہائی ہو گی ورنہ اسے قید میں مر جانا چاہیئے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفر اور اسلام میں امتیاز صرف نماز ہے۔ چنانچہ جو شخص جان بوجھ کر نماز کا تارک ہو گا اسے کافر کہا جائے گا۔ یہ حدیث نسائی۔ ابن ماجہ اور ترمذی میں لکھی ہوئی ہے۔

جو شخص نماز کی حفاظت کرے گا اسے حشر میں نور کے طبقوں میں رکھا جائے گا جو شخص نماز کی حفاظت سے غافل رہے گا اسے میدان حشر میں نور نجات حاصل نہیں ہو گا۔ قیامت کے دن وہ فرعون اور ہامان کے ساتھ ہو گا۔ پھر ایسا شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کی بجائے ابی بن خلف کے ساتھ عذاب میں ہو گا۔ ان احادیث سے فقہاء نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جو شخص دیدہ دانستہ نماز ادا نہیں کرتا وہ عذاب خداوندی سے نہیں بچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے عبادات کو مفید فرمایا ہے ان میں نماز سب سے افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکام میں سے نماز کا حکم سب سے سخت ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کر دی ہیں۔ جس شخص نے وضو کر کے پانچ نمازیں ادا کیں۔ خشوع و خضوع سے رکوع و سجود کو احتیاط سے ادا کیا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور مغفرت یقینی ہے۔ (**من ترک صلوہ متعمد افقد کفر**) جس شخص نے جان بوجھ کر نماز ترک کی وہ کافر ہو گیا۔ یہ حدیث ہے جس کی روشنی میں امام احمد بن حنبل تارک الصلوٰۃ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ علماء کرام نے لکھا ہے یہ حقیقی کفر نہیں بلکہ انکاری کفر ہے۔

قرآن پاک نے صلوٰۃ وسطیٰ کو خصوصی اہمیت دی ہے اور اس کی حفاظت کی تاکید کی ہے محدثین نے اس صلوٰۃ وسطیٰ کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے بعض نے اسے نماز فجر لکھا ہے یہ نظریہ حضرت عمر فاروق ' ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا ہے ان کے ہمنوا حضرت جابر ' حضرت معاذ ' حضرت عطاء ' حضرت مجاہد اور عکرمہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ بھی ہیں۔ حضرت ربیع بن انس ' حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہم نے بھی اسی نظریہ کی تائید کی ہے۔ بعض حضرات کے خیال میں صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نماز ظہر ہے اس نظریہ کے ترجمان حضرت اسامہ بن زید ' حضرت ابی خدری رضی اللہ عنہم اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسے گراں قدر صحابی اور صحابیہ ہیں۔ صحابہ

Marfat.com

کرام کی اکثریت صلوٰۃ وسطیٰ سے نماز عصر مراد لیتے ہیں۔ اس قول کی تائید میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابن مسعود حضرت ایوب رضی اللہ عنہم جیسے اعلیٰ صحابہ ہیں حضرت امام ابوحنیفہ اور احمد بن منذر رحمتہ اللہ علیہم بھی اسی قول پہ فتویٰ دیتے ہیں صاحب ترمذی لکھتے ہیں کہ اس نظریہ کو اکثر صحابہ نے اپنایا تھا حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ اسی نظریہ کو سامنے لائے ہیں حضرت حسن بن عبیدہ رضی اللہ عنہ بھی اسی قول کے قائل ہیں۔ حضرت ابراہیم، حضرت ضحاک اور حضرت مقاتل کلبی اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم بھی صلوٰۃ وسطیٰ کو عصر کی نماز ہی لکھتے ہیں۔ ان صحابہ کے نظریات کے باوجود بعض صحابہ صلوٰۃ وسطیٰ نماز مغرب اور عشاء کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن اس نظریہ کو اسلاف نے اپنایا نہیں بعض محققین نے کہا ہے کہ جس طرح اسم اعظم اللہ تعالیٰ کے ہزاروں ناموں میں مستور ہے اس طرح صلوٰۃ وسطیٰ بھی تمام نمازوں میں پوشیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز وسطیٰ کی حفاظت کو خصوصیت سے بیان کیا۔

نماز کی ادائیگی میں بعض رعاتیں

اللہ تعالیٰ نے جہاں نماز کو فرض عین قرار دینے کے بعد اس کی ادائیگی اور حفاظت کی سخت تاکید فرمائی ہے وہاں اسی آیت کریمہ میں ان لوگوں سے بڑی رعایت برتی ہے۔ جو کسی مجبوری یا معذوری سے نماز کو تمام شرائط سے ادا کرنے سے قاصر ہیں خوف اور بیماری کی حالت میں اشاروں سے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ جہاں ڈر اور خطرہ ہو وہاں رکوع و سجود کی ادائیگی معاف ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوڑتے ہوئے یا چلتے ہوئے نماز ادا نہیں کی جا سکتی وہ اسی آیت کریمہ سے حکم لگاتے ہیں کہ جب سفر یا دوڑ دھوپ سے محفوظ ہو جاؤ تو امن کے عالم میں نماز ادا کرو جو شخص بیمار ہو اور ننگا ہو جسے اٹھنے اور کپڑا پہننے کی بھی طاقت نہ ہو یا وہ ایسی جگہ ہو جہاں درندے موجود ہیں چور اور ڈاکوؤں سے خطرہ ہے قبلہ کی طرف منہ کرنا محال ہے تو ایسے اضطراری حالات میں نماز ترک کی جا سکتی ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سواری پر صرف نفل ادا کئے جا سکتے ہیں مگر فرض کی ادائیگی نہیں ہو سکتی۔

بیوہ عورتوں کے حقوق

قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ جن لوگوں کی موت ان کی بیویوں کو

Marfat.com

تنہا اور بیوہ کر دیتی ہے۔ ان کے لیے ضروری ہے کہ عورتوں کے لیے وصیت کریں اور ان کے نان و نفقہ کا انتظام کیا جائے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ نے تفسیر مظہری میں اس آیت کریمہ کو منسوخ قرار دیا ہے۔ اس آیت کریمہ کے احکام کو **(اربعتہ اشھر وعشرا)** "یعنی موت کے بعد چار ماہ دس دن کو عدت" منسوخ کر دیا ہے۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی ایک روایت موجود ہے کہ عدت اور سوگ کی آیت کریمہ کے بعد سابقہ آیت کریمہ منسوخ ہو گئی ہے اگرچہ اس آیت کریمہ کی قرات برقرار ہے مگر اس کے احکام منسوخ ہیں۔ اس آیت کریمہ سے پہلے بیوہ عورتوں کو ایک سال تک سوگ کرنے یا عدت گذارنے کا حکم تھا ایسی عورتیں پھٹے پرانے کپڑے پہنے گھر میں بیٹھی رہتی تھیں اور اس طرح ان کی حالت بڑی خراب ہوتی۔ دیہاتی عورتیں گاؤں سے نکل کر علیحدہ ایک خیمے میں وقت گزارا کرتی تھیں اور سارا سال صرف نان و نفقہ کی حقدار ہوا کرتی تھیں۔ شہری عورتوں کو اگرچہ مرنے والے خاوند کی جائیداد سے وراثت کا حصہ ملا کرتا تھا مگر وہ ایک سال تک علیحدہ رہا کرتی تھیں۔ اگر وہ کبھی گھر سے باہر نکلتی تھیں تو ان کے وارث اس کا کھانا پینا بند کر دیا کرتے تھے سیدّ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک پہنچے تو ایسے دردناک مسائل آپ کے سامنے پیش کئے گئے آپ صدیوں کے اس رواج پر خاموش تھے۔ ایک دن ایک ایسا شخص مرگیا۔ جس کا ایک بیٹا تھا اور ایک بیوہ اور اس کے ماں باپ زندہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پرانے دستور کے مطابق بیٹے۔ ماں اور باپ کو تو وراثت سے حصہ دے دیا مگر بیوہ کو کچھ نہ دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان وارثوں کو حکم دیا کہ اس ورثہ سے اس بیوہ کو سال بھر نان و نفقہ دیتے رہو۔ ان حالات میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی سال کی عدت علیحدگی یا سوگ کی رسمیں عرب کے قبائلی رواج کی وجہ سے تھیں۔ اب قرآن پاک نے اس عورت کی عدت کو چار ماہ دس دن محدود کر دیا اور عورت کو وراثت سے حصہ بھی دیا گیا وہ عدت کے دوران نہ تو زیب و زینت کر سکتی ہے نہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

طلاق یافتہ مستورات

جن عورتوں کو طلاق دی جائے ان کی عدت کے دوران مرد ہی نان و نفقہ کا ذمہ دار ہوگا۔ طلاق رجعی پانے والی عورت تو متفقہ طور پر نان و نفقہ کی حقدار ہوگی۔ البتہ بائین اور مغلظہ طلاق کے متعلق مختلف اقوال سامنے آئے ہیں۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا نظریہ ہے کہ ایسی طلاق یافتہ عورت کو نہ تو

Marfat.com

نان و نفقہ دیا جائے گا اور نہ ہی اسے گھر رہنے کی اجازت ہو گی ۔ حضرت شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے بعض احادیث کی روشنی میں اپنا یہ نظریہ قائم کیا ہے مگر حدیث کی کسی روایت سے قرآن پاک کے احکامات کو منسوخ قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ احناف اس آیت کریمہ کی روشنی میں فیصلہ کرتے ہیں کہ مطلقہ عورت کو متاع بالمعروف کے طور پر نان و نفقہ اور سکونت کی سہولتیں دی جائیں گی ۔ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حاملہ مطلقہ عورت ہر طرح نان و نفقہ اور سکونت کی سہولتوں کی حقدار ہے ۔ ہم سابقہ صفحات میں لکھ آئے ہیں کہ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے یہ طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں ۔ مگر ہمارے زمانے میں (خصوصاً آج کے عائلی قوانین کے زیر نظر) بعض بدمذہب تین طلاقوں کے باوجود دوبارہ رجوع کرنے یا باہمی مصالحت کے بعد دوبارہ نکاح کی اجازت دیتے جاتے ہیں وہ ایک منسوخ حدیث کو سامنے رکھ کر غلط فتویٰ دیتے جاتے ہیں اور حرام و حلال کی حدود توڑ کر عوام کو گمراہ کئے جاتے ہیں وہ قرآن پاک کا یہ اعلان نظر انداز کرتے جاتے ہیں ۔ **(لا تنكح حتى تنكح زوجا غيره)** " وہ جب تک کسی دوسرے مرد سے نکاح جماع نہ کر لے وہ طلاق دینے والے مرد سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتی "

....

یہ آیت کریمہ بنی اسرائیل کے دور اقتدار کا ایک واقعہ بیان کرتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اوسط کے قریب ایک مشہور شہر درداں تھا ۔ اس میں چالیس ہزار ایسے لوگ رہتے تھے جو ایک وبا کا شکار ہو گئے ۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہ شہر چھوڑ کر ایسی جگہ چلے جائیں جہاں موت نہ آسکے ۔ وہ اپنا شہر چھوڑ کر تھوڑی دور چلے گئے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں دو فرشتے بھیجے اور انہوں نے تمام کو کہا کہ " مرجاؤ " چنانچہ یہ چالیس ہزار اشخاص وہاں ہی مر گئے اور ایک عرصہ تک مرے پڑے رہے ایک طویل عرصہ کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا ۔ آپ نے ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے زندہ ہونے کی دعا کی ۔ اللہ تعالیٰ نے حزقیل علیہ السلام کو فرمایا ۔ انہیں حکم دو کہ یہ زندہ ہو جائیں ۔ چنانچہ آپ کے کہنے پر تمام مردوں کے بکھرے ہوئے اعضاء اکٹھے ہونے لگے گوشت پوست پھڑپھڑانے لگے جسم تیار ہو گئے ۔ اور اب روحیں ان میں داخل ہو گئیں ۔ دیکھتے دیکھتے زندہ تو ہو گئے ۔ مگر کوئی شخص بھی ان زندہ ہونے والے مردوں کے پاس جانے کی جرات نہ کرتا تھا ۔ اب ان کو حکم ہوا کہ وہ اپنے سابقہ شہر میں واپس نہیں جا سکتے ۔ تفسیر احمدی میں لکھا کہ اگرچہ موت اور ہلاکت سے بچنا بڑا ضروری ہے مگر موت سے بھاگ کر جانے والے موت سے بچ نہیں سکتے ۔ جس طرح بعض بزدل میدان جہاد میں

Marfat.com

جانے سے اس لیے کتراتے ہیں کہ انہیں موت نہ آجائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے موت نے تو آنا ہی ہے خواہ شہر یا دیہات چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو جہاد و قتال کا حکم دیا ہے اور جان کی اس قربانی اور میدان جہاد میں جانے کا دوسرا نام اللہ تعالیٰ کو قرضہ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کون لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو قرضہ دینا چاہتے ہیں؟ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو ابو دمراح رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کی۔ یا رسول اللہ اب اللہ تعالیٰ ہم سے قرضہ مانگنے لگا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس صحابی کو فرمایا "ہاں! اللہ تعالیٰ قرضہ مانگ رہا ہے۔" اس صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور عرض کی یا رسول اللہ میں اپنا باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دیتا ہوں۔ اس میں چھ سو کھجور کے درخت ہیں۔ اس باغ میں میرے اہل و عیال بڑے آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے یہ صحابی اٹھا۔ اپنے گھر آیا۔ دروازے پر کھڑے ہو کر اپنی والدہ کو آواز دی۔ اور کہا! اماں! باہر آجاؤ۔ میں نے یہ سارا باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دے دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دو فرشتے ہر روز آسمان سے اترتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں اے اللہ اپنے بندوں کو خرچنے کے لیے بہت سا مال دے دوسرا فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ بخیلوں کا مال ختم کر دے۔ اللہ تعالیٰ رزق کو وسیع بھی کرتا ہے اور قبض (ضبط) بھی کر دیتا ہے وہ مال میں وسعت دیتا ہے اور اس میں کمی بھی کرتا ہے۔ ان حالات میں بخیل کا بخل بے فائدہ ہے۔

ایک حدیث میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے کہے گا میں تمہارے دروازے پر کھانا مانگنے کے لیے آیا تھا۔ مگر تم نے انکار کر دیا تھا۔ وہ بندہ حیران ہو کر کہے گا۔ یا اللہ تیری ذات تو کھانے اور پینے سے بے نیاز ہے تو میرے دروازہ پر کب آیا اور کب میں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فلاں فقیر تمہارے دروازے پر کھانا مانگنے کے لیے آیا تھا تم نے انکار کر دیا وہ میرا ہی بھیجا ہوا تھا۔ تفسیر خازن میں اللہ تعالیٰ کو قرض دینے سے یہ مراد ہے کہ دنیا کے مال و دولت کو اپنے آپ سے علیحدہ کر کے اللہ تعالیٰ کے لیے غریب و مساکین کو دینا ہے۔

Marfat.com

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ
لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ
لَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا
أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا
فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ
تُرْجَعُونَ ﴿۲۴۵﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ
إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ
هَلْ عَسَيْتُمْ إِن كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا قَالُوا وَمَا
لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِن دِيَارِنَا وَ
أَبْنَائِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ وَ
اللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ
لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ
بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ
عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ
مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ
أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِن رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ

Marfat.com

اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾

(ترجمہ) اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ نے ان سے فرمایا مرجاؤ پھرانہیں زندہ فرمادیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ سنتا جانتا ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسنہ دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھا دے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے اور تمہیں اسی کی طرف پھر جانا اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا جب اپنے ایک پیغمبر سے بولے ہمارے لئے کھڑا کر دو ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں نبی نے فرمایا کیا تمہارے انداز ایسے ہیں کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو بولے ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے وطن اور اپنی اولاد سے تو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا منہ پھیر گئے مگر ان میں کے تھوڑے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے بولے اسے ہم پر بادشاہی کیونکر ہو گی اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو ○

یہودیوں کا جہاد سے انکار

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کی ایک تاریخی بات یاد دلائی اور فرمایا یا رسول اللہ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے سرداروں نے انبیاء بنی اسرائیل کے کہنے کے باوجود جہاد و قتال سے انکار کر دیا تھا۔ وہ میدان جہاد میں آنے کی بجائے اپنے نبی کو کہنے لگے کہ آپ جہاد کے لیے کسی فرشتے کو بلالیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں

Marfat.com

جہاد کرتا رہے ۔ نبی نے کہا کہ جہاد تو تم پر فرض ہے مگر تم فرشتوں کو جہاد میں لانے کا کہہ رہے ہو ۔ وہ کہنے لگے ہم پہلے ہی اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو خیرباد کہہ چکے ہیں اب ہم دنیا کی ترقی اور معاشی حالت کو بہتر کرنے میں لگے ہوئے ہیں ۔ تو آپ ہمیں جہاد اور جنگ کی طرف بلا رہے ہیں ۔

بنی اسرائیل (یہودی) دراصل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں ۔ اس قوم میں بہت سے پیغمبر آئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کا نام فرشتوں کے مشابہ رکھا تھا ۔ جبرائیل ' میکائیل ' اسرافیل علیہ السلام کی طرح اسرائیل رکھا گیا تھا ۔ مفسرین نے تحقیق سے لکھا ہے کہ تمام انبیاء کرام بنی اسرائیل سے اٹھے تھے ۔ صرف چند انبیاء کرام اس قوم سے باہر تھے ۔ حضرت آدم ' حضرت نوح ' حضرت ہود ' حضرت شعیب ' حضرت ابراہیم ' حضرت اسمٰعیل ' حضرت یعقوب علیہم السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسرائیل میں سے نہیں تھے ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد تو بنی اسرائیل کہلائی تھی مگر خود حضرت یعقوب علیہ السلام اسرائیلی نہیں تھے ۔ تفسیر روفی میں لکھا ہے کہ سیدّ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو نام قرآنِ پاک میں موجود ہیں مگر یہ اسماء گرامی صرف صاحب علم اور صاحب بصیرت ہی تلاش کر پاتے ہیں ۔ بنی اسرائیل ایک عرصہ تک دنیا کے مختلف خطوں میں مارے مارے پھرتے رہے ۔ انہیں کہیں قیام نصیب نہیں ہوتا تھا ۔ مسکنت ' محتاجی اور بے سروسامانی میں زندگی بسر کیا کرتے تھے ۔ مگر ایک عرصہ کے بعد ان لوگوں کے معاشی حالات بہتر ہوئے خصوصاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد انہیں شام اور مصر میں بڑی خوشحالی ملی ۔ اور اللہ تعالیٰ کی برکات نے انہیں مالا مال کر دیا وہ مٹی میں درختوں کے پتے ملا کر جہاں کھیتی باڑی کرتے مالا مال ہو جاتے ۔ اس قدر خوراک اور پھل ہوتے کہ دوسری قوموں کے لوگ ان کے محتاج ہوتے اور سارا سال ان سے خوراک حاصل کرتے رہتے تھے ۔ اسرائیلی اس طرح خوش حال ہوتے گئے تو ان کی معاشرتی زندگی میں بدکرداری آنے لگی ۔ یہ لوگ نیکی سے ہٹ کر برائی کو اپنانے لگے ۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے تمام وعدے توڑ دیئے ۔ ان حالات نے اللہ تعالیٰ نے عمالقہ کو قوت دی اور بنی اسرائیل پر غالب کر دیا اور ان کا بادشاہ جالوت بہت سے یہودیوں کو گرفتار کر کے لے گیا ۔ تمام امراء ' شہزادے ' روسا اور لیڈر گرفتار کر لیے گئے اور بنی اسرائیل کو جزیہ دینے پر مجبور کر دیا وہ ذلت اور خواری کی زندگی گزارنے لگے ۔ ان پر مظالم کی ایک داستاں گزرنے لگی ۔ ایک مدت کے بعد اللہ تعالیٰ کو ان پر ترس آگیا اور ان کی حالت بدلنے لگی حضرت شموئیل علیہ السلام پیغمبر اٹھے ۔ بنی اسرائیل نے ان کی خدمت میں استدعا کی کہ آپ ہمارے لیے کوئی راہنما یا بادشاہ مقرر کریں تاکہ ہم اس

Marfat.com

کی راہنمائی میں ترقی کر سکیں اور اپنے دشمنوں سے مقابلہ کر سکیں۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے کہا اب تم پر جنگ فرض نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے جہاد فرض کر دیا تو مجھے خدشہ ہے تم پھر جہاد سے انکار کرنے کے حیلے تلاش کرنا شروع کر دو گے۔ پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر عذاب خداوندی کا نشانہ بننا پڑے گا۔

یہودیوں کا ایک دور

یہودیوں نے اپنے نبی کو یقین دلایا کہ ہم پر جہاد فرض کر دیا گیا تو ہم انکار نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی حیلے بہانے سے میدان جہاد سے بھاگیں گے ہماری قوم آج تک ذلت اور رسوائی میں گذر رہی ہے ہمارے امیر فقیر بن گئے ہمارے عزت والے ذلیل کر دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا اب ہمیں تیاری کرنا ہوگی۔ لہٰذا آپ کوئی ایسا بادشاہ مقرر کریں جو ہماری راہنمائی کرے۔ حضرت شموئیل علیہ السلام کے زمانہ میں طالوت نامی ایک بہادر آدمی تھے۔ وہ چمرنگ تھے۔ وہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے بڑے قد آور اور خوبصورت نوجوان تھے۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے آپ کو بنی اسرائیل کی راہنمائی کے لیے بادشاہ قرار دیا۔

تفسیر خازن میں بنی اسرائیل کے اس دور کی تفصیلات لکھی گئی ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فوت ہوئے تو ان کے خلیفہ حضرت یوشع علیہ السلام مقرر ہوئے۔ آپ تورات کے احکامات جاری فرماتے تھے اور ان پر عمل کراتے رہے۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت کالب بن یوحنا علیہ السلام صاحب اقتدار بنے۔ ان کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کو خلافت ملی۔ حضرت حزقیل علیہ السلام کی وفات کے بعد کوئی مناسب راہنما نہ ملا اور قوم بنی اسرائیل راہنماء کے بغیر ہو گئی لوگ دین سے دور ہوتے گئے۔ بدکرداری اور جرائم کا اضافہ ہوا۔ حضرت الیاس علیہ السلام حضرت یوشع علیہ السلام غرضیکہ کئی پیغمبر آتے رہے مگر اسرائیلی قوم فسق و فجور سے باز نہ آئی۔ ان انبیاء کرام نے لوگوں کو تورات کے احکامات کی طرف بلایا مگر وہ سرکشی کرتے رہے ایک خراب معاشرہ بنتا چلا گیا۔ ظلم و ستم کا دور دورہ ہوا۔ حتیٰ کہ روم سے ایک بادشاہ جالوت اٹھا۔ جس نے اسرائیلیوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ جالوت نے ان کے تمام علاقوں پر قبضہ کر کے ان کے راہنما اور لیڈر گرفتار کر لیے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ چار سو چالیس ایسے اشراف اور راہنما تھے جنہیں جالوت گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گیا ساری قوم پر جزیہ لگا دیا گیا اور ان پر

Marfat.com

سختی ہونے لگی ۔ حتیٰ کہ تورات اٹھا کر اپنے ساتھ لے گیا ۔ یہودی بے دست و پا ہو کر رہ گئے ۔ قوم میں کوئی راہنما یا پیغمبر نہ تھا ۔ خاندان نبوت سے ایک عورت تھی ۔ لوگ دعا کرتے یا اللہ تعالیٰ اسے کوئی ایسا بیٹا دے جو ہماری راہنمائی کر سکے ۔ اس عورت کے ہاں ایک بیٹا ہوا جس کا نام شموئیل (علیہ السلام) تھا حضرت شموئیل علیہ السلام بیت المقدس پہنچے اور وہاں جا کر تورات کا مطالعہ کیا ۔ بیت المقدس میں ایک دن اپنے استاد کے پاس گئے تو استاد آپ کی ذہانت اور بصیرت سے دنگ رہ گیا آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضرت شموئیل علیہ السلام کو نبوت کی بشارت دی ۔ استاد نے آپ کے باپ کو بلایا اور بتایا کہ یہ بچہ آثار نبوت رکھتا ہے ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت شموئیل علیہ السلام سے بات کی تو انہیں غنودگی سی طاری ہو گئی وہ اپنے گھر جا کر سو گئے مگر جب حضرت جبرائیل علیہ السلام دوبارہ ملے تو آپ کو باقاعدہ نبوت سے آگاہ کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ قوم کی ہدایت کی طرف نکلیں اور انہیں راہ راست پر لانے کا کام کریں ۔ حضرت شموئیل علیہ السلام اس عظیم الشان کام میں مصروف ہو گئے ۔ اپنی قوم کے افراد کو جمع کیا اور اصلاح احوال کا اعلان فرمایا اسرائیلی تو پیغمبر کی بجائے ایک بادشاہ کے منتظر تھے ۔ انہوں نے آپ کی باتیں ماننے کی بجائے یہ مطالبہ کیا کہ آپ ہمارے لیے ایسا بادشاہ تلاش کریں جو ہماری قیادت کر سکے ۔ اگر آپ اچھا بادشاہ مہیا کر سکیں تو ہم آپ کو سچا پیغمبر مان لیں گے ۔ اس قوم کی بدنصیبی دیکھیے کہ نبی کی بجائے بادشاہ کی تلاش میں ہیں اور نبوت کی سچائی کو تسلیم کرنے کے لیے اچھے بادشاہ کے انتخاب کی شرط رکھی جا رہی ہے ۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے دعا کی یا اللہ تعالیٰ انہیں کوئی زبردست بادشاہ دے ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شموئیل علیہ السلام کو ایک عصا دیا اور حکم دیا اگر اسے پتھر پر ماریں گے تو وہاں سے تیل جوش مارے گا ۔ وہ تیل جس شخص کے سر پر لگا دو گے وہ قوم یہود کا بادشاہ ہو گا اور اس کا قد آپ کے عصا کے برابر ہو گا ۔

تفسیر معالم التنزیل اور خازن میں لکھا ہے کہ ان دنوں ایک شخص طالوت نامی جس کا مکمل نام شاول بن قیس تھا ۔ حضرت شموئیل علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ جالوت حضرت بن یامین بن حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے ۔ آپ قد آور اور جسیم انسان تھے ۔ وہ تمام نوجوانوں سے لمبے نظر آتے تھے ۔ مگر چمڑا رنگنے (چمرنگ) کا کام کرتے تھے ۔ اس دن ان کے والد نے اپنے ایک غلام کے ساتھ انہیں شہر بھیجا تھا کہ گدھوں اور بیلوں کے چمڑے اکٹھے کر کے لائیں ۔ جالوت نے اپنے غلام کو بلا کر کہا کہ حضرت شموئیل علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر دعا حاصل کریں ۔ وہ دونوں گئے تو حضرت

Marfat.com

شموئیل علیہ السلام کا عصاء خود بخود پتھر پر جا گرا اور پتھر سے تیل جوش مارنے لگا۔ آپ نے اس لمبے آدمی کو دیکھا تو اپنا عصاء اٹھایا تو اس کا قد عصاء کے برابر تھا۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے پتھر سے تیل لے کر ان کی پیشانی پر لگا دیا۔ جالوت نے آپ کے سامنے سر جھکا دیا تو آپ نے اس کے سر پر بھی تیل لگا دیا۔ اور فرمایا آج سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسرائیلیوں کا بادشاہ بنا دیا ہے۔ جالوت نے بتایا کہ حضرت میں ایک ایسی ذات سے تعلق رکھتا ہوں جسے تمام اسرائیلی حقیر خیال کرتے ہیں میں بادشاہ کیسے بن سکتا ہوں؟ حضرت شموئیل علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ جسے چاہے بادشاہی دیتا ہے وہ ان ذاتوں اور پیشوں سے بے نیاز ہے۔ وہ اقتدار کا مالک ہے جسے چاہئے دے دیتا ہے تم آگے بڑھو اور تخت اقتدار پر قدم رکھ کر اسرائیلیوں کی راہنمائی کرو۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے لوگوں کو کہا: لوگو! آج سے طالوت تمہارا بادشاہ ہوگا۔ تم نے اس کی اطاعت کرنی ہوگی۔ اسرائیلی امراء چیخ اٹھے۔ آپ نے یہ کیا اعلان کر دیا یہ شخص کسی بادشاہ کی اولاد سے نہیں ہے۔ نہ ہی یہ کسی پیغمبر کی اولاد سے ہے یہ کیسے بادشاہی کرے گا۔ بادشاہی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد یا بنی اسرائیل سے ہی مخصوص ہے مگر حضرت شموئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور تمہیں طالوت کو بادشاہ ماننا ہو گا۔ وہ کہنے لگے موسیٰ و ہارون نبی بھی تھے اور راہنما بھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے یہودا تھا۔ جو بادشاہ کہلایا بن یامین تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں میں سے ادنیٰ سا بیٹا تھا۔ ہم اس کی اولاد کو کس طرح بادشاہ مان لیں۔ بادشاہ کا بیٹا بادشاہ اور پیغمبر کا بیٹا پیغمبر ہوتا ہے۔ یہودیوں کے اس اصرار پر حضرت شموئیل علیہ السلام کو بڑا دکھ ہوا۔ مگر آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے فیصلے پر قائم رہے۔ آج کے رافضی اسی اسرائیلی سوچ کے مالک ہیں۔ وہ اہل بیت سے ہی خلافت کے قائل ہیں ان کے ہاں قربت مصطفیٰ، اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خدمات اسلام کی کوئی فضیلت نہیں ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہی میں اللہ تعالیٰ جسے چاہے بادشاہی دے دیتا ہے۔ اس کی رحمت اور کرم ہر قوم ہر قبیلے اور ہر علاقے پر حاوی ہے۔ آج کے بعد حضرت طالوت بادشاہ تھے۔

....

طالوت کی راہنمائی میں اقتدار

حضرت طالوت نے قوم کو جمع کیا۔ اسرائیلیوں کو یکجا کیا۔ ان کی راہنمائی کی۔ ان کے اختلافات دور کر کے انہیں منظم کیا اور انہیں ایک مضبوط قوم بنا دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ سکینہ (صندوق) لایا

Marfat.com

جائے۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک صندوق بھی ساتھ دیا۔ اس صندوق میں تمام انبیاء کرام کی تصاویر تھیں۔ (اس زمانہ میں تصویر رکھنا حرام نہیں تھا) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت شعیب علیہ السلام تک پھر حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام تک یہ تابوت سکینہ پہنچا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دے کر فرمایا کہ اسے حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچائیں چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے ان کے بیٹوں میں منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اٹھایا اور اسے دریائے نیل سے نکال کر اپنے ساتھ لائے۔ اس تابوت میں تورات کا کچھ حصہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء تھا' آپ کا عمامہ تھا' آپ کا جوتا تھا' پھر اس میں ایک برتن پتیلے جیسا تھا۔ جو بعد میں یہودیوں کا قومی نشان بن گیا۔ یہ تابوت اتنا بابرکت تھا کہ اسرائیلی لے کر جس طرف جاتے انہیں اس تابوت کی برکت سے فتح ہوتی۔ اسرائیلیوں نے کئی بار آزما کر دیکھا کہ تابوت کے نہ ہونے پر انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ شاہ فلسطین نے اسی تابوت کو اپنے قبضہ میں کر کے فتح روک دی۔ ایک بار بادشاہ فلسطین نے تابوت لے جا کر بتوں کے نیچے رکھ دیا اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ملک میں بغاوت برپا ہو گئی بادشاہ کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ فلسطین میں موت کھیلنے لگی لوگ شہر چھوڑ کر باہر بھاگنے لگے۔ اب بادشاہ کے سپاہیوں نے تابوت کو بت خانے سے اٹھا کر شہر کے باہر ایک گاؤں میں پھینک دیا۔ گاؤں کے لوگوں کو چوہے کاٹتے تو لوگ مر جاتے۔ مویشیوں پر چوہوں کے کاٹنے سے موت واقعہ ہو جاتی۔ آخر لوگوں نے تابوت کو ایک جنگل میں دفنا دیا۔ اس جنگل میں جو شخص پیشاب کرتا تو اسے قولنج کی دردناک بیماری آلیتی۔ تابوت کو جنگل میں پڑے پڑے بیس سال گذر گئے۔ یہودیوں کی غفلت سے کوئی شخص نزدیک نہ جا سکا۔ برکات چھن گئیں' عذاب کی وبائیں چلتی رہیں' یہودیوں پر ظالم بادشاہ مسلط کر دیئے گئے۔ یہودیوں کی ایک بوڑھی عورت اس تابوت کی برکات سے واقف تھی۔ اس نے اعلان کیا کہ لوگو! جب تک اس تابوت کا احترام نہیں کرو گے اور جب تک یہ تابوت موجود رہے گا تم لوگ ٹھیک نہیں ہو سکتے لوگوں نے تابوت کو ایک گاڑی پر رکھا اور دوسرے گاؤں بھیج دیا۔ اس طرح یہ تابوت مختلف ممالک میں لے جایا گیا کہتے ہیں کہ یہ تابوت ان دنوں طبریہ کے سمندر میں موجود ہے ایک وقت آئے گا کہ اسے کوئی مرد خدا نکالے گا۔

Marfat.com

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ

مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ

فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا

مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا

الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُّلَاقُوا

اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ

الصّٰبِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا

صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ ﴿٢٥٠﴾ فَهَزَمُوهُمْ

بِإِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَآتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَ

عَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِينَ ﴿٢٥١﴾

تِلْكَ آيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٥٢﴾

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ

كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

الْبَيِّنٰتِ وَأَيَّدْنٰهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ

مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوا

Marfat.com

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾

(ترجمہ) پھر جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر سے جدا ہوا بولا بے شک اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے تو جو اس کا پانی پئے وہ میرا نہیں اور جو نہ پئے وہ میرا ہے مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے لے تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے بولے ہم میں آج طاقت نہیں جالوت اور اس کے لشکروں کی بولے وہ جنہیں اللہ سے ملنے کا یقین تھا کہ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے پھر جب سامنے آئے جالوت اور اس کے لشکروں کے عرض کی اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل اور ہمارے پاؤں جمے رکھ کافر لوگوں پر ہماری مدد کر تو انہوں نے ان کو بھگا دیا اللہ کے حکم سے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور اسے جو چاہا سکھایا اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم اے محبوب تم پر ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بے شک رسولوں میں ہو یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکیں لیکن وہ مختلف ہو گئے ان میں کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہے کرے ○

حضرت طالوت کا لشکر

مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت طالوت علیہ السلام نے اسرائیلیوں کا ایک لشکر جرار تیار کیا اس میں

Marfat.com

اسی ہزار نوجوان تھے ۔ ان میں نہ ہی کوئی بیمار تھا اور نہ ہی حاجت مند تھا ۔ یہ لشکر روانہ ہوا تو سخت گرمی کا موسم تھا ' پانی کا ذخیرہ بہت کم تھا ۔ راستے میں ایک ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا دریا آیا ۔ حضرت طالوت علیہ السلام نے لوگوں کو کہا کہ یہ دریا دراصل تمہارے صبر کا امتحان ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری سخت جانی کی آزمائش لینا چاہتا ہے ۔ لشکر دریا کے کنارے پہنچا لوگ اس پانی پر ٹوٹ پڑے ۔ ہاں کچھ لوگ حضرت طالوت علیہ السلام کے فرمان پر قائم رہے اور صبر سے کام لیتے رہے یہ صبر کرنے والے لوگ صرف تین سو تیرہ تھے ۔ ان لوگوں نے صرف ایک ایک گھونٹ پانی پیا ۔ جن لوگوں نے تھوڑا پانی پیا تھا وہ دریا عبور کرنے میں کامیاب ہو گئے مگر جو لوگ زیادہ پانی پیتے تھے ان کی پیاس نہ بجھتی تھی وہ مزید پیتے جاتے تھے ان کے ہونٹ سیاہ ہو گئے بدن نڈھال ہو گئے اور گرتے پڑتے آگے بڑھے وہ اپنے منہ سے بک بک کرتے جاتے تھے ۔ حضرت طالوت علیہ السلام کے لشکر کی یہ حالت ہوئی تو آپ کو بڑی فکر ہوئی اس کوتاہی کے باوجود یہ لشکر جالوت کے لشکر پر غالب آگیا ۔

....

حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد

صاحب تفسیر خازن نے حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ بڑی تفصیل سے لکھا ہے ۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے تیرہ بیٹے تھے ۔ آپ کے والد کا نام ایشا تھا ۔ یہ بھی تمام کے تمام حضرت طالوت علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ دریا عبور کرتے گئے ۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے ہوئے تو جالوت نے حضرت طالوت علیہ السلام کو للکارا اور کہا ہم ذاتی طور پر دونوں جنگ کریں یا کوئی ایسا پہلوان سامنے لاؤ جس سے جنگ کی جا سکے اگر وہ مجھے قتل کر گیا تو میرا سارا ملک تمہارا ہو گا اگر میں نے اسے قتل کر دیا تو تمہارا سارا ملک میرے قبضہ میں دے دیا جائے گا ۔ حضرت طالوت اس کی یہ بات سن کر بڑے متفکر ہوئے اپنے لشکر میں جا کر فرمانے لگے آج جو نوجوان اس کافر کو قتل کرے گا میں اسے بادشاہ بنا دوں گا ۔ لوگوں میں مشہور تھا کہ جالوت اپنے وقت کا بہت بڑا طاقت ور جنگجو ہے ۔ تمام لوگ جالوت سے ڈرتے تھے اور کسی کو مقابلے کی جرات نہ ہوتی تھی ۔ جالوت کا یہ اعلان سن کر سب کے سب دم بخود رہ گئے ۔ حضرت طالوت علیہ السلام ' حضرت شموئیل علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کی حضور اپنے اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں ۔ انہوں نے دعا کی تو پتھر حرکت میں آیا اور اس سے تیل جوش مارنے لگا ۔ آپ نے تمام کے

Marfat.com

سروں پر وہ تیل لگا دیا حضرت طالوت نے دیکھا کہ اسرائیلی نوجوان اس تیل کے جوش سے بے خبر ہیں اور کوئی ایسا اسرائیلی نہیں جس میں کوئی حرکت پیدا ہوئی ہو۔ آپ نے ایشا کے بیٹوں کو آواز دی کیا کوئی شخص ایسا ہے جو جالوت کو قتل کر سکے ایشا نے اپنے تمام بیٹوں کو بلا کر سر پر تیل لگایا۔ مگر کسی کو جوش نہ آیا۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے پوچھا کیا کوئی اور نوجوان ایسا ہے جسے ابھی تک تیل نہ لگایا گیا ہو مگر اب ایشا کا اور کوئی بیٹا نہ تھا۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ تمہارا ایک اور بیٹا بھی ہے مگر تم جھوٹ بول کر اس کا نام سامنے نہیں لاتے۔ پھر ایشا نے تسلیم کیا ہاں میرا ایک اور بیٹا بھی ہے مگر وہ تو کمزور اور چھوٹا سا ہے اسے بلایا گیا جونہی اسے تیل لگایا گیا تیل نے جوش مارا تو حضرت طالوت علیہ السلام نے کہا واقعی تم ہی جنگ کر سکتے ہو اور آج تم ہی میدان میں نکل کر اپنے جوہر دکھاؤ گے۔ حضرت طالوت علیہ السلام نے اسے کہا کہ اگر تم جالوت کو قتل کر دو تو میں اپنی بیٹی سے تمہاری شادی کر دوں گا اور نصف سلطنت تمہیں دے دوں گا۔ اب حضرت طالوت علیہ السلام نے نوجوان داؤد کو پوچھا کہ کیا تمہیں اپنی طاقت کا علم ہے؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا جب میں جنگل میں بکریاں چرانے جایا کرتا تھا تو جنگل میں کئی درندے میری بکریاں اٹھا کر لے جاتے۔ میں چیتے اور شیروں کے پیچھے بھاگ کر انہیں پکڑ لیا کرتا تھا اور ان کے منہ چیر کر رکھ دیتا تھا اور اپنی بکریاں چھڑا لیا کرتا تھا۔ میں ایک دن آ رہا تھا راستے میں مجھے ایک پتھر سے آواز آئی۔ داؤد! مجھے اٹھا لو میں حضرت ہارون علیہ السلام کا پتھر ہوں میں نے بہت سے پہلوانوں کو قتل کیا ہے میں نے وہ پتھر اٹھا لیا۔ میں آگے بڑھا تو ایک اور پتھر سے آواز آئی۔ داؤد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پتھر ہوں مجھے اٹھا لو میں نے وہ پتھر بھی اٹھا لیا اس طرح مجھے چند ایک پتھر ملے میں اٹھاتا گیا۔ آج میں ان پتھروں سے جالوت کو قتل کروں گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام میدان جنگ میں نکلے اور تینوں پتھر اپنی دستی منجنیق میں رکھ لیے آپ نے میدان میں کھڑے ہو کر پتھر کا ایک وار کیا جو جالوت کی ناک پر جا لگا جس سے خون کا دھارا بہہ نکلا۔ جالوت اس ضرب سے زمین پر گر گیا اس کا لشکر دہشت زدہ ہو گیا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت داؤد علیہ السلام جالوت کے لاشے کو کشاں کشاں حضرت طالوت علیہ السلام کے پاس لے آئے۔ طالوت حضرت داؤد علیہ السلام کے اس کارنامے پر بہت خوش ہوئے۔ اہل ایمان نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ طالوت نے اپنی بیٹی حضرت داؤد علیہ السلام سے بیاہ دی نصف بادشاہی آپ کے حوالے کر دی۔ اپنی شاہی مہر آپ کے حوالے کر دی چالیس سال تک حضرت طالوت علیہ السلام صاحب اقتدار رہے اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام

Marfat.com

تخت نشین ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ملک اور سلطنت بھی دی علم و حکمت سے بھی نوازا آپ کو اپنی کتاب زبور بھی عطا فرمائی اور زرہ بنانے کا فن بھی عنایت کیا حضرت داؤد علیہ السلام اتنے خوش آواز تھے کہ زبور پڑھا کرتے تو ہوا سے اڑتے ہوئے پرندے زمین پر آگرتے تھے۔ وحشی اور درندے آپ کے سامنے سر جھکا کر کھڑے رہتے۔ دریاؤں کا بہتا پانی رک جاتا۔ پرندے چرندے اور وحشی سب کے سب آپ کی آواز سن کر مدہوش ہو جاتے تھے۔

انبیاء کرام میں فضیلت کے درجات

اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کرام دعوت و ارشاد کے معاملہ میں یکساں ہیں وہ اس کے برگزیدہ اور مخلوق کی ہدایت کے کام کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ ہاں ان میں بعض ایک دوسرے پر فضیلت اور مراتب کے لحاظ سے ممتاز ضرور ہیں۔ ان میں بعض اپنی خصوصیات کی وجہ سے مختلف مدارج کے مالک ہیں۔ بعض کو اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کا شرف حاصل تھا۔ بعض کو روح القدس کی طاقت سے نوازا گیا۔ مختلف معجزات سے ممتاز کر دیا گیا۔ سیدالمرسلین خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی درجات اور مقامات سے فضیلت دی گئی۔ سابق انبیاء کرام کے تمام کمالات آپ کی ذات میں موجود تھے ان کے علاوہ خصوصی نوازشات سے مشرف فرمایا گیا تھا۔ چاند کا دو ٹکڑے کرنا آپ کے رسول ہونے کی شہادت شجر و حجر سے بھی دلائی گئی۔ ستون حنانہ فراق نبوی میں رویا۔ انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے۔ جس سے صحابہ کا لشکر اور مویشی سیراب ہوئے ایک دودھ کے پیالے سے ستر صحابہ کرام سیراب ہو گئے۔ چند کھجوریں کئی سو صحابہ کی خوراک بن گئیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر مختصر سے کھانے سے سینکڑوں صحابہ کا پیٹ بھر گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے ڈوبا ہوا سورج لوٹا دیا گیا۔ پھر قرآن پاک ایک ایسا درجہ اور فضیلت تھی جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ آج تک اس کی ایک آیت کریمہ کے مقابلہ میں کوئی جملہ سامنے نہیں آیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء کرام کو معجزات سے نوازا مگر مجھے قرآن پاک کی شکل میں ایک ایسا عظیم معجزہ دیا جو حشر تک زندہ و تابندہ رہے گا۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی پانچ خصوصی چیزیں دی گئی تھیں جو کسی دوسرے نبی کو نہیں ملیں تھیں۔ میرے دشمن میرے راستہ سے ڈرتے تھے۔ میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا۔

Marfat.com

میرے لئے تمام زمین کو مسجد بنا دیا گیا پانی نہ ہونے کی صورت میں مجھے تیمم کی رعایت دی گئی دوسرے انبیاء کرام خاص خاص قوموں جماعتوں اور علاقوں کی نبوت پر مامور تھے۔ مگر مجھے تمام کائنات اور قیامت تک کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔ قیامت کے دن صرف مجھے ہی شفاعت کی اجازت عطا فرمائی گئی' میری ذات پر نبوت کو ختم کر دیا گیا اور قیامت تک میرا ثانی پیدا نہ ہو گا۔

ان خصوصیات کی وجہ سے سیّد المرسلین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام سے ممتاز اور افضلیت کے حامل تھے یہ مسئلہ اجماع امت سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام کو ایک دوسرے پر فضیلت دی گئی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب پر افضل قرار دیا گیا تھا۔ آپ کو رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجا گیا۔ آپ دنیا کی ہر چیز کے لئے رحمت بن کر آئے۔ آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ بلند کر دیا گیا۔ اذان' تشہد' کلمہ غرضیکہ بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور کا ذکر لازم و ملزوم رہا کسی دوسرے نبی کو اتنی قربت نہیں ملی جتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ آپ کے ہاتھ بیعت کرنے کو اپنی بیعت کہا۔ آپ کی عزت اور رضا اللہ تعالیٰ کی عزت اور رضا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہزاروں معجزے دیئے گئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک کی ایک ایک آیت کریمہ کا معجزہ دیا۔ آپ کے معجزات تمام انبیاء کرام کے معجزات سے زیادہ ہیں اس طرح آپ تمام انبیاء کرام سے ممتاز اور افضل ہیں دوسرے انبیاء کرام کے معجزات آج ختم ہو چکے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات قیامت تک جاری رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد ماضی کے تمام ادیان اور شریعتوں کے احکام منسوخ کر دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے ماہتاب تھے جن کی روشنی میں تمام ستارے ماند پڑ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا عہد تمام انبیاء کرام سے لیا گیا اس لئے آپ کی ذات انبیاء کرام کے لئے باعث ایمان ہے اس بات سے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے اقرار اور عہد لیا پھر انہیں نبوت کے اعزاز سے نوازا پھر ان تمام انبیاء کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا گواہ بنایا تھا اور اعلان کیا جو شخص اس شہادت اور اقرار سے روگردانی کرے گا وہ فاسق اور ظالم کہلائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تمام امتوں سے افضل اور ممتاز بنایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی تعداد تمام امتوں سے زیادہ رکھی گئی میدان حشر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اسی (۸۰) صفیں ہوں گی جب کہ تمام انبیاء کرام کی امتیں صرف چالیس (۴۰) صفوں پر مشتمل ہوں گی۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے امتیازی مقامات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایک اعلیٰ دین سکھایا۔ یہ دین اسلام تھا جو تمام ادیان عالم پر چھا گیا۔ اس دین کو قبول کرنے والوں نے سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر اپنے نبی کے ہاتھوں بک گئے انہوں نے تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ وہ علم توحید و عرفان سے مال مالا ہوتے گئے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سب انبیاء کرام میں اعلیٰ اور برتر تھا اسی طرح آپ کی امت تمام امتوں پر اعلیٰ اور برتر ہو گئی۔ حضرت امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھ کر فرمایا یہ عربوں کا سردار ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ سیدؔ العرب نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا علی سیدؔ العرب ہے میں سید دوجہان ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلیم بنایا۔ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو اس کے ذاتی نام سے پکارا مگر مجھے خطابی نام **یاایھاالرسول یاایھاالنبی** کہہ کر خطاب فرمایا۔ میرے دشمنوں نے مجھے تنگ کیا تو میرے اللہ نے ان کے جواب خود دیئے اور انہیں خود سزا دی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مسجود ملائیکہ بنایا۔ یہ شرف اسی ایک موقعہ کے لئے تھا لیکن مجھے ایک ایسا شرف عطا فرمایا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور وہ شرف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے درود سے نوازا۔ فرشتوں کو اس کا پابند کیا۔ اپنے بندوں کو اس میں شریک کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے ناموں کا علم عطا فرمایا اور انہیں زمین و آسمان کے علوم کی کنجیاں دے دیں لیکن مجھے **(علمک مالم تکن تعلم)** "یا رسول اللہ ہم نے وہ تمام علوم عطا فرما دیئے جو اب تک آپ کو نہیں دیئے گئے تھے" کا اعزاز بخشا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے **(فضل اللہ علیک عظیما)** "تجھے ہم نے عظیم فضل و شرف سے نوازا ہے" اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور قرآن پاک کو ادب کا مجموعہ بنا کر مجھے دیا مجھے **(ارنا الاشیاء کماھی)** "آپ کو تمام چیزیں دکھا دیں اور ان کی حقیقت واضح کر دی" کا شرف بخشا۔ (رب زدنی علما) "اے اللہ تعالیٰ میرے علم میں اضافہ فرما" میرے لئے خصوصی انعام تھا۔ قیامت تک جو کچھ ہونا ہے مجھے اس پر آگاہ فرما دیا۔ اول اور آخر کے علوم سے واقف فرمایا میرے علوم کو سمندروں تک آج تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکی لیکن مجھے علم پھیلانے پر مامور کر دیا گیا۔ حضرت موسیٰ

Marfat.com

علیہ السلام کو بڑا اعزاز دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ہم کلام ہوئے مگر میری امت کے نمازیوں کو یہ انعام دیا گیا کہ وہ نماز میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کلام کسی آواز انداز و حرف اور صوت سے مبرا ہے۔ وہ ہر جہت ہر مکاں اور ہر نقص سے پاک ہے قیامت کے دن تمام انبیاء کرام میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ پھر میں تو اس وقت بھی نبی تھا جب ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر گوندھا جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یاسین کا اعلیٰ لقب عطا فرمایا۔ مجھے نوع بشر کا سردار بنا کر بھیجا۔

....

اختلاف مذاہب کی اہمیت

اللہ تعالیٰ اس چیز پر قدرت رکھتا ہے کہ کائنات میں کوئی شخص دوسرے سے اختلاف نہ کرتا کسی سے کسی کا جھگڑا یا لڑائی نہ ہوتی۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلقت میں ظلمات اور اندھیرے بنائے پھر ان اندھیروں کو ہدایت کی روشنیوں سے دور کرنا شروع کیا جو شخص ان روشنیوں سے محروم رہے وہ کفر و شرک میں مبتلا رہے۔ تفسیر خلاصۃ التفاسیر میں سے مولوی فتح محمد نے ترمذی شریف کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ کسی شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کیا کہ تقدیر کسے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ راستہ بڑا اندھیرا ہے اس میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرو یہ مسئلہ پیچیدہ ہے اسے سلجھانے میں وقت ضائع نہ کرو۔ اس نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا یہ ایک گہرا سمندر ہے اس میں اترنے کی کوشش نہ کرو۔ اس نے جب پھر ضد کی تو آپ نے فرمایا یہ ایک پوشیدہ راز ہے عقل و خرد اس کی تلاش میں رہی ہے۔ لیکن بے پناہ محنت اور غور و خوض کے باوجود لوگوں سے یہ معمہ حل نہیں ہو سکا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیر کے مباحث کو قیامت تک روکے رکھا ہے۔ ہاں بعض لوگ اس پر سر مارتے رہتے ہیں۔ وہ شخص ہی اچھا ہے جو تقدیر کے مسائل پر بحث نہ کرے یاد رکھو نیکی اور بدی دونوں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں۔ اس نے ان دونوں پر چلنے کی آزادی دی ہے۔ اس سے انسان کو اپنے افعال کا مختار بنا کر انسان کی آزادی کا اعلان کیا ہے۔ اور اسے کاسب کہہ کر پکارا ہے۔ اسے عقل عطاء کی ارادہ دیا اور اسے لکڑی اور پتھر کی طرح جامد نہیں بنایا۔ نیکی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے بدی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے پیدا ہوتی ہے انسان جب کوئی ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے آزادانہ آگے بڑھنے کا موقعہ دیتا ہے۔ اب اس کا اپنا اختیار ہے کہ بدی پر چلے یا نیکی اختیار کر لے۔ اسے عقل اور علم بھی دے دیا گیا تا

Marfat.com

کہ وہ نیکی اور بدی میں تمیز کر سکے وہ نفع نقصان کا فیصلہ کر سکے گناہ نفس کی شامت اعمال ہے ابلیس سے غلطی ہوئی تو اس نے اسے خدا کے ذمہ لگا دیا اور کہا تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اب میں خاک کو کیا سمجھتا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے غلطی کی تو انہوں نے عرض کی "یا اللہ یہ میرے نفس کی لغزش ہے مجھے معاف فرما دے" اندریں حالات قدری اور جبری نظریات دونوں غلط ہیں۔ میانہ رو لوگ ہی صحیح راستہ پر ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدری لوگ میری امت کے مجوسی ہیں جبری میری امت کے مایوس انسان ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا
رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّ
لَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۲۵۴ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ
مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ
عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَ
لَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۲۵۵ لَآ اِكْرَاهَ فِي
الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ
وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ لَا انْفِصَامَ
لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۲۵۶ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ

Marfat.com

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـُٔــهُمُ الطَّاغُوْتُ

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید فروخت ہے نہ کافروں کے لئے دوستی اور نہ شفاعت اور کافر خود ہی ظالم ہیں اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان او زمین اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑائی والا کچھ زبردستی نہیں دین میں بے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ گمراہی سے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ○

آیت الکرسی کی اہمیت

یہ آیات کریمہ " آیت الکرسی " کے نام سے مشہور ہیں ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے لامحدود اختیارات کا ذکر کیا گیا ہے وہ ایک واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ حیی ہے قیوم ہے اسے اونگھ تک متاثر نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس پر نیند کا غلبہ ہو سکتا ہے آسمانوں اور زمینوں پر اس کی بادشاہی ہے - کون ہے ؟ جو اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کی جرات کر سکتا ہے وہ اول و آخر کے تمام احوال و واقعات کا علم رکھتا ہے کسی مخلوق کا علم اس کا ادراک نہیں کر سکتا اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں -

Marfat.com

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی بلاشرکت غیرے حکومت اور قوت کا ذکر کرتے ہوئے خصوصی طور پر شفاعت کا ذکر کیا گیا ہے کفار مکہ کا نظریہ تھا کہ ان کے بت اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس نظریہ کو رد کرتے ہوئے فرمایا۔ کون ہے جو میرے سامنے میری اجازت کے بغیر شفاعت کرنے کی جرات کرے؟ مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام کو شفاعت کی اجازت دی ہے خصوصاً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے مالک ہیں (**ولوف یعطیک ربک فرضی**) "عنقریب آپ کا رب آپ کو وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن شفاعت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود دے کر شفاعت کی خصوصی اجازت دی گئی ہے۔ ان حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے انکار کرنا صفت قرآنی سے انکار کرنا ہے تفسیر مدارک، تفسیر مظہری، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر خازن اور تفسیر عباسی کے علاوہ مختلف تفاسیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کرسی کو اس قدر وسعت حاصل ہے کہ یہ تمام آسمان اپنی وسعتوں اور پنہائیوں کے باوجود کرسی کے سامنے یوں دکھائی دیتے ہیں جیسے بڑی ڈھال کے سامنے ایک کیل ہوتا ہے کرسی کا ایک پائیہ زمین و آسمان سے بھی بڑا ہے اور وہ عرش الٰہی کے سامنے رکھی ہوئی ہے اس کے پائیہ کے نیچے فرشتوں نے اپنے کندھے رکھے ہوئے ہیں۔ کرسی کے نیچے ایک ایسا فرشتہ مقرر ہے جو انسان کی شکل میں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے لیے رزق کا طلب گار رہتا ہے کرسی کے پائیہ کے ساتھ ایک ایسا فرشتہ موجود ہے جس کی شکل مویشیوں کی طرح ہے وہ کائنات ارضی پر تمام مویشیوں کے لیے رزق طلب کرنے میں مصروف ہے۔ ایک ایسا فرشتہ ہے جس کی شکل کرگس سے ملتی جلتی ہے۔ یہ فرشتہ پرندوں کے لیے رزق طلب کرتا رہتا ہے۔ ان فرشتوں اور کرسی کے پائے کے درمیان پردے پڑے ہوئے ہیں اور ایک ایک پردے کے درمیاں پانچ پانچ سو میل کا فاصلہ ہے اگر یہ پردے نہ ہوتے تو فرشتے انوار الہیہ سے جل جاتے۔ عرش کے سایہ میں انوار خداوندی ان فرشتوں کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں۔ کرسی نے اپنے حلقہ میں تمام زمینوں اور آسمانوں کو گھیر رکھا ہے۔ دوسری طرف کرسی عرش خداوندی کے دامن میں لپٹی ہوئی ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی عظیم صفات کا ذکر کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کریمہ کی برکات دوسری آیات کریمہ سے زیادہ بیان کی ہیں تفسیر معالم التنزیل نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ بیان کیا ہے جس میں آپ کو ایک رات کی نگرانی کے دوران

Marfat.com

تین بار ایک چور کو گرفتار کرنے کا موقعہ ملا یہ چور دراصل شیطان تھا۔ جس نے آیت الکرسی کی اہمیت اور فضائل کو بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر ان آیات کریمہ کو رات کے وقت پڑھ کر سویا جائے تو انسان شیطان کے وسوسے سے محفوظ رہتا ہے اگرچہ یہ فضائل شیطان کی زبان سے بیان کیے گئے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا "ابوہریرہ! ایک جھوٹے (شیطان) نے بہت بڑی سچی بات کہی ہے"

نسائی میں ایک حدیث شریف ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد ایک بار آیت الکرسی پڑھتا ہے وہ بلا روک ٹوک جنت میں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں برکت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا! آیت الکرسی پڑھا کرو گھر برکات سے بھر جائے گا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی آیت کریمہ پڑھنے کا حکم دیں جس سے مجھے نفع ہو آپ نے فرمایا کہ آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔ آیت الکرسی قرآن پاک کا چوتھا (ربع قرآن) حصہ ہے۔ عرش کے خزانوں کا ایک موتی ہے اس کے پڑھنے سے جنات اور دوسری بلائیں دور ہو جاتی ہیں۔

دین میں سختی یا زور نہیں چاہیئے

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو ایک فطری اور اخلاقی مذہب قرار دیا ہے اور اس کے قبول کرنے یا اسے منوانے کے لئے کسی قسم کی سختی کو جائز نہیں رکھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت صاحب تفسیر خازن نے لکھی ہے۔ کہ اسلام آنے سے پہلے زمانہ جہالت میں کفار میں یہ رواج تھا کہ جس کے بیٹے پیدا ہوتے ہی مر جایا کرتے تھے تو وہ نذر مانا کرتا کہ اگر میرا بیٹا زندہ رہا تو میں اسے یہودیوں کے حوالے کر دوں گا اس طرح بہت سے لڑکے یہودی ہو جایا کرتے تھے۔ اسلام آیا تو اس رسم سے روک دیا گیا مگر بعض لوگوں نے مزاحمت کی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اسلام میں کسی قسم کی سختی یا زیادتی نہیں ہے یہ تو ایک دین ہدایت ہے جو رشد واحسان کا راستہ دکھاتا ہے۔ اسلام ظلم و ستم کا خاتمہ کرتا ہے۔ کفر و ضلالت کے اندھیروں کو دور کر کے روشنی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ہدایت دی کہ اگر یہ لوگ یہ بری رسمیں چھوڑ کر آپ لوگوں کے ساتھ مل جائیں تو بہتر ورنہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو اور ان پر جبر نہ کرو وہ دلی طور پر ہدایت قبول کر لیں تو بہتر ورنہ ان سے تعرض نہ

Marfat.com

کیا جائے اگر مقبوضہ غیر مسلم جزیہ دینا قبول کرلیں تو جزیہ لے کر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے وہ اسلامی نظام عدل اور اخلاق سے متاثر ہو کر خود بخود اسلام قبول کرلیں تو بہتر ورنہ جبر نہ کیا جائے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ احکام ابتدائے اسلام میں نافذ تھے۔ مگر جب جہاد و قتال کی آیات کریمہ نازل ہوئیں اور مشرکین کو اسلام قبول کرنے کا حکم دیا گیا تو یہ آیت کریمہ منسوخ کردی گئی۔

طاغوت سے کفر کرنا یا اس کے خلاف کام کرنا ہی اسلام ہے۔ طاغوت برائی 'شیطان اور جادوگر کو کہتے ہیں۔ ان سے جدا ہو کر خدا کی واحدانیت کا اعلان کرنا ہی ان سے کفر اور انکار ہے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کس قدر بدبخت اور شریر ہیں وہ لوگ جو خدائے واحد کو چھوڑ کر بتوں' ساحروں اور شیطانوں کی پوجا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے محبوب! آپ نے اس شخص کو دیکھ لیا ہے جس نے خدائے واحد کو چھوڑ کر اپنی خواہشات نفس کو اپنا لیا ہے۔ وہ دنیا کا بندہ بن گیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی رہے گی ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ مجھے پیار کرتے ہیں آپ نے فرمایا "ہاں" پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ آپ ایک طرف تو دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت رکھتے ہیں دوسری طرف میری محبت کا بھی اقرار کرتے ہیں ایک دل میں دو محبتیں کیسے سما سکتی ہیں؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابھی خاموش ہی تھے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ ابا جان! دراصل آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ ہی کی محبت ہے مجھے تو آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے اتباع میں پیار کرتے ہیں اگر دونوں محبتوں کا وزن کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی محبت غالب آئے گی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میری محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع ہے۔ اس ضمن میں حضرت مولانا عبدالحق حقانی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے لطیف نکات بیان فرمائے ہیں تفسیری سلسلہ میں صاحب تفسیر روفی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سامنے تمام محبتیں ہیچ ہیں۔ جو بھی غیراللہ کی محبت ہے اس کے حکم کے تابع ہو گی۔ ولی اللہ ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کے امین ہیں اور یہی لوگ عوام کو ظلمات سے نکال کر روشنی کا راستہ دکھاتے ہیں۔ ظلمت سے مراد گمراہی اور کفر ہے جب کہ روشنی سے مراد ایمان اور ہدایت ہے۔ سورۃ انعام میں بھی اس مطلب کو بیان کرنے کے لئے ایک اور آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔

....

Marfat.com

اولیاء اللہ اور اولیاء الطاغوت

اوپر کی آیات کریمہ کی تفسیر میں ان اولیاء اللہ کا ذکر کیا گیا ہے جو لوگوں کو ظلمات کفر سے نکال کر نور ایمان کی طرف لاتے ہیں ان اولیاء اللہ کے مقابلے میں اولیاء الطاغوت بھی ہیں جو لوگوں کو نور ایمان سے محروم کر کے ظلمات کے دریاؤں میں پھینک دیتے ہیں ایسے لوگ ہمیشہ آگ میں جلتے رہیں گے۔ مفسرین نے ان آیت کریمہ میں جن لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں کعب بن اشرف، ابن اخطب جیسے یہودی سردار ہیں جو مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے یہ لوگ یہودی تھے۔ یہ سابقہ انبیاء کرام کو مانتے تھے مگر جب سیدّ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک میں تشریف لائے تو ان کے بعض نے ظلمات کی شکل اختیار کرلی اور یہ حق سے محروم رہے پھر عام کفار بھی ایسے ہی ظلمات میں رہے جو اولیاء الطاغوت کا حصہ ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖۤ اَنْ
اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ
قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ
مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ ﴿۲۵۸﴾ اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ
وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ
مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ
قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ

Marfat.com

فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ
وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا
ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۭ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ
قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ ۭ قَالَ فَخُذْ
اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ
مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ ع

(ترجمہ) اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا اسے جو ابراہیم سے جھگڑا اس کے رب کے بارے میں اس پر کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی جب کہ ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے بولا میں جلاتا اور مارتا ہوں ابراہیم نے فرمایا تو اللہ سورج کو لاتا ہے پورب سے تو اس کو پچھم سے لے آ تو ہوش اڑ گئے کافر کے اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی پڑی تھی اپنی چھتوں پر بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم فرمایا نہیں تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے فرمایا تو اچھا

Marfat.com

چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے ○

سیدّنا ابراھیم علیہ السلام اور نمرود کا مکالمہ

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور رسالت مآب کو یاد دلایا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تو دیکھا ہے کہ ایک شخص جو زمین کے ایک حصہ کا حکمران بن گیا تھا۔ حضرت ابراھیم علیہ اسلام سے جھگڑنے لگا تھا اور وہ خالق کائنات کے متعلق مکالمہ اور مناظرہ کرنے پر اتر آیا۔ نمرود کنعان کا بیٹا تھا اور اسے مصر اور شام کی سر زمین پر اقتدار حاصل ہو گیا تھا۔ وہ اپنی رعایا پر بے پناہ ظلم کرتا اور دولت کے جمع کرنے اور اپنے اقتدار کو طول دینے میں لگا رہتا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ تاریخ عالم میں کائنات ارضی پر چار بادشاہوں کے نام قیامت تک مشہور رہیں گے۔ ان میں دو تو مسلمان تھے مگر دو کافر تھے حضرت سلیمان اور ذوالقرنین علیہم السلام صاحب ایمان بادشاہ تھے۔ جب کہ بخت نصر اور نمرود کے نام کافروں میں مشہور ہوئے۔ نمرود نے حضرت براہیم علیہ السلام سے جھگڑنا شروع کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے بت خانے کے تمام بت توڑ دیئے تھے۔ تو نمرود نے آپ کو گرفتار کر لیا۔ پھر آپ کو آگ میں پھینکنے کا فیصلہ کیا۔ آگ میں پھینکنے سے پہلے نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کس خدا کو مانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا خدا وہ ہے جو لوگوں کو زندہ کرتا ہے اور انہیں مارتا ہے زندگی اور موت کا وہی مالک ہے۔ نمرود اکڑ کر کہنے لگا۔ لو یہ کیا بات ہے میں بھی ایسا کر سکتا ہوں۔ قید خانے سے ایک قیدی کو بلایا جسے سزائے موت ہوئی تھی اسے آزاد کر دیا اور ایک آزاد آدمی کو پکڑ کر قتل کر دیا اور اکڑ کر کہنے لگا یہ کام تو میں نے بھی کر دیا ہے۔ مردے کو زندہ (آزاد) اور زندہ (آزاد) کو موت دے دی۔

ایک روایت میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آتش نمرود سے صحیح سالم بچ نکلے تو نمرود کو بڑی حیرانی ہوئی آپ کو دربار میں طلب کیا اور ان سے جھگڑا کرنے لگا اور ہستی باری تعالیٰ پر مناظرہ کرنے لگا ان دنوں ملک میں سخت قحط پڑ گیا تو لوگ فاقے سے مرنے لگے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ نمرود نے سارے غلے پر قبضہ کر لیا ہے اور لوگوں کو محروم کر دیا ہے۔ آپ دربار نمرود میں

Marfat.com

پہنچے جہاں نمرود نے آپ سے یہ مکالمہ کیا اور نمرود تکبر سے کہنے لگا اب میں دیکھوں گا کہ ابراہیم کو کون سا خدا کس طرح غذا دیتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کے انکار پر دربار سے واپس آئے۔ راستہ سے اینٹ کپڑے میں باندھ کر اٹھا لی اور گھر لائے تاکہ ان کی بیوی کو قدرے تسلی ہو کہ گلہ لے کر آئے ہیں۔ آپ کی بیوی وہ تھیلا کھولا تو واقعی اس میں گندم کا آٹا تھا۔ اس نے کھانا پکایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا یہ کھانا کہاں سے آیا ہے بیوی نے بتایا یہ اس آٹے سے کھانا تیار کیا ہے جو آپ لے کر آئے تھے۔ حضرت ابراہیم سمجھ گئے یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا ہے۔

نمرود نے زندہ کو قتل اور سزائے موت کے قیدی کو آزاد کر دیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک اور دلیل دی کہ میرا خدا وہ ہے جو سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے اس بات کو سن کر نمرود مبہوت ہو کر رہ گیا۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ نمرود اسی پر دم بخود ہو گیا لیکن اگر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جواباً یہ کہہ دیتا کہ اچھا آپ اپنے خدا کو کہیں کہ وہ مغرب سے سورج طلوع کر دکھائے تو رسالت کی صداقت کے لیے اللہ تعالیٰ یہ بھی کر دیتا۔

سو سال کے بعد زندہ کر دکھایا

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے مکالمے کے بعد قرآن پاک نے ایک ایسے واقعہ کا ذکر کیا ہے جس میں سو سال سے مرے ہوئے لوگوں کو دوبارہ زندہ کر دیا گیا تھا۔ ایک شخص کا ایک ویران بستی سے گزر ہوا جس کے مکانات زمین پر گرے ہوئے تھے اور ویرانی کا دور دورہ تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اس تباہ شدہ بستی اور مرے ہوئے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کس طرح زندہ کر سکتا ہے؟ انہیں مرے ہوئے سو سال گزر چکے ہیں۔ جب انہیں زندہ کیا گیا تو وہ ایک دوسرے کو حیرانی سے کہنے لگے ہم ایک دن یا دو دن سوئے رہے ہیں اور ان کے کھانے پینے کی چیزیں ابھی پاس ہی موجود تھیں ہاں ان کے گدھے کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی تھیں اب اسے کون زندہ کر سکتا ہے؟۔

یہ واقعہ جس کی طرف ان آیات کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور اقتدار کے بعد رونما ہوا تھا۔ یہودیوں نے ظلم و تشدد کی انتہا کر دی تھی اب اللہ تعالیٰ نے انہیں سزا دینے کا فیصلہ کیا۔ بخت نصر ایک نہایت ہی سخت اور ظالم بادشاہ اٹھا۔ یہ بادشاہ یہودیوں کا بدترین دشمن تھا، اس

Marfat.com

نے لاکھوں یہودیوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کیا اور لاکھوں کو قید کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔ وہ بیت المقدس پر حملہ آور ہوا بیت المقدس کو اکھاڑ دیا۔ اسے گندگی سے بھر دیا اور ایلیا جیسے مشہور زمانہ خوبصورت شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے ایک نبی حضرت عزیر علیہ السلام بھی ان قیدیوں میں آگئے جنہیں بخت نصر پکڑ کر لے گیا تھا اور بابل جا کر قید کر دیا۔ آپ ابھی نو عمر تھے تورات کے حافظ تھے اور نہایت ہی عبادت گزار تھے۔ بخت نصر نے آپ کو آزاد کر دیا۔ آپ ایک گدھے پر سوار ہو کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں آپ اس گرجے کے پاس سے گزرے جسے بادشاہ ہرقل نے تعمیر کیا تھا۔ آپ نے دیکھا کہ گرجا ویران پڑا ہے کوئی انسان دکھائی نہیں دیتا ارد گرد درخت سرسبز بھی ہیں اور میووں سے بھرے ہوئے ہیں مگر کھانے والا کوئی نہیں آپ نے کچھ میوے کھائے اور کچھ سفر کے لیے سامان میں رکھ لیے۔ یہ ویرانی اور انسانی زندگی سے محروم جگہ دیکھ کر آپ کے دل میں بڑا ملال ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس ویرانے کو کس طرح زندہ رکھتا ہے پھر اس کے درختوں کو کس کس قسم کے پھلوں سے بھر دیتا ہے۔ یہ سوچتے ہی آپ نے اپنا گدھا ایک درخت سے باندھا اور خود آرام کے لیے لیٹ گئے اور کھانا پاس ہی رکھ دیا۔ آپ پر نیند نے غلبہ پالیا اور آپ گہری نیند سو گئے۔ آپ اس طرح سو سال تک سوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہ کے پاس ایک فرشتہ بھیجا جس نے شاہ فارس کے دل میں یہ بات بٹھا دی کہ وہ بیت المقدس کی طرف جا کر وہاں ایک شہر آباد کرے اور ایلیا شہر کو پہلے سے بھی زیادہ آباد اور بارونق بنا دے۔ شہنشاہ فارس نے ایک ہزار نگران روانہ کئے تا کہ وہ شہر کی تعمیر میں مصروف ہو جائیں۔ انہوں نے ہزاروں کاریگروں کو ساتھ لے کر شہر کی تعمیر شروع کر دی جب شہر کی تعمیر مکمل ہوئی تو بخت نصر مر گیا۔ تمام اسرائیلی قید سے رہا ہو گئے بخت نصر کی جیلوں میں اسرائیلی تیس سال تک قید رہے بہت سے نوجوان رہائی کے وقت بوڑھے ہو گئے تھے۔ مگر جب انہوں نے اپنا آبائی شہر دیکھا تو حیران رہ گئے وہ رونق اور آبادی میں پہلے سے بھی کہیں زیادہ پھیلا ہوا تھا۔ ان اسرائیلیوں کو آزاد ہوئے کئی سال گزرے تھے تو حضرت عزیر علیہ السلام دوبارہ زندہ ہو گئے (اس خواب گراں سے بیدار ہو گئے) حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت عزیر علیہ السلام کے پاس آئے اور پوچھا آپ کتنا عرصہ سوئے تھے آپ نے فرمایا صبح سویا تھا اب سورج غروب ہونے کو ہے صرف ایک دن سویا ہوں جب آپ کی نگاہیں ڈوبتے ہوئے سورج پر پڑیں تو فرمانے لگے نہیں نہیں! میں تو ایک دن سے بھی تھوڑا سویا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا نہیں آپ ایک سو سال تک سوتے رہے۔ آپ اپنا کھانا دیکھیں اس میں کوئی خرابی نہیں

Marfat.com

آئی۔ لیکن اپنے گدھے کی بوسیدہ ہڈیاں دیکھیں کہ وہ سو سال پرانی ہیں اس کا گوشت پوست دیکھیں کہیں نظر نہیں آتا اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس سو سالہ موت (نیند) کو ایک نشانی بنا دیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو قیامت میں دوبارہ زندہ ہونے کا آنکھوں دیکھا حال بتا سکیں۔

بعض واقعہ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا کچھ کھائے پیئے بغیر سو سال تک آپ کے پاس ہی زندہ رہا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک شاہکار تھا۔ آپ اٹھے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے مگر شہر کے کسی شخص نے آپ کو نہ پہچانا۔ آپ کو ایک ضعیف بڑھیا جس کی عمر سو سال سے بھی زیادہ تھی اور اندھی ہو چکی تھی نظر آئی آپ نے پوچھا کہ عزیر کا مکان کون سا ہے اس نے رو کر کہا کہ سالہا سال سے عزیر کا نام سن رہی ہوں۔ جس دروازے پر آپ کھڑے ہیں یہی تو عزیر کا گھر ہے۔ آپ نے فرمایا میں ہی عزیر ہوں بڑھیا نے کہا آپ ایک سو سال کہاں رہے؟ حضرت عزیر علیہ السلام نے کہا مجھے تو اللہ تعالیٰ نے مار دیا تھا اب اس نے دوبارہ زندگی دی ہے۔ بڑھیا نے کہا عزیر تو بڑے مقبول خدا تھے ان کی دعا قبول ہوا کرتی تھی اگر آپ عزیر ہی ہیں تو میرے لیے دعا کریں مجھے اللہ تعالیٰ بینائی عطا فرمائے میری آنکھوں کی روشنی لوٹ آئے۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے دعا کی وہ بینا ہو گئی وہ ضعیف تھی اٹھ نہ سکتی تھی آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھو! بڑھیا تندرست ہو کر اٹھ بیٹھی وہ نوجوان نظر آنے لگی اس کی شکل صورت میں نکھار آگیا اس کی ساری بیماریاں دور ہو گئیں۔ اب اس نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اچھی طرح پہچان لیا۔ حضرت عزیر علیہ السلام کی آمد کی خبر سن کر تمام اسرائیلی اکٹھے ہو گئے لیکن انہیں یقین نہیں آتا تھا کہ آپ ہی حضرت عزیر علیہ السلام ہیں۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا بیٹا آگے بڑھا اس نے کہا میرے باپ کے ایک داغ تھا جب اس نے وہ داغ دیکھا تو مان گیا کہ آپ حضرت عزیر علیہ السلام ہی ہیں۔ حضرت عزیر علیہ السلام اس وقت ایک سو اٹھاراں سال کے تھے۔ آپ کے بیٹے پوتے نواسے غرضیکہ آپ کے خاندان کے تمام لوگ بھی بوڑھے ہونے کو تھے آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ بعض لوگوں کو یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت عزیر علیہ السلام کو تورات زبانی یاد ہے لوگ آپ سے تورات سنتے تو انہیں اعتبار آتا کہ آپ ہی عزیر ہیں۔

بعض مؤرخین اور مفسرین کا خیال ہے کہ یہ واقعہ ارمیا کا ہے جسے حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے شہرت ملی تھی۔ تاہم اس بات میں بہت سے اختلافات سامنے آئے ہیں۔ اس آیات کریمہ سے مردوں کا زندہ ہونا اور مردوں کی قوت سماعت کے متعلق ایک مضبوط دلیل لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں

Marfat.com

جان دینے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والے زندہ ہیں مگر عام لوگ ان کی زندگی کے شعور سے بے خبر ہیں مردوں کی قوت سماعت (سماع موتی) کے متعلق مسلم شریف میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث شریف ہے کہ جب لوگ مردے کو دفنا کر قبرستان سے روانہ ہوتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آوازوں سے پہچان جاتا ہے کہ کون کون واپس جا رہا ہے ۔ مردوں کے شعور سماعت اور موت کے بعد زندگی کی دلیل یہ بھی ہے کہ جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفنایا گیا تو آپ اس دن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پردہ کر کے جایا کرتی تھیں حالانکہ اس سے پہلے آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آرام فرما ہونے تک بلا پردہ چلی جایا کرتی تھیں ۔ اب آپ حجرے میں جاتیں تو چادر اوڑھ لیا کرتی تھیں اور فرماتیں اب ایک غیر محرم بھی یہاں موجود ہے ۔ یہ وہ واقعہ ہے جس کی وجہ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس نظریہ سے رجوع کر لیا تھا جو آپ کے اقوال میں ہے کہ مردے نہیں سن سکتے ۔ تمام صحابہ کا عقیدہ تھا کہ مردے سننے کی قوت رکھتے ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہر جمعہ کو امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں آپ اپنی امت کی نیکیاں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور برائیاں دیکھ کر مغفرت کی دعا فرماتے ہیں ۔

تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے دلوں کی حالت کو جانتے ہیں امت کے ہر فرد کا اخلاص اور نفاق آپ کے سامنے ہے ۔ وہابیوں کے امام مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب (صراط مستقیم) میں لکھا ہے کہ مجھے " حضرت غوث الاعظم اور حضرت خواجہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہم نے خود تشریف لا کر فیض بخشا ہے مجھے خواجہ معین الدین چشتی کی قبر سے نسبت روحانی ملی ہے " مولوی صدیق حسن خان دہلوی بھوپالی نے اپنے مرشد شوکانی سے امداد طلب کی ہے ۔ قاضی شوکان مددے کہہ کر فریاد کی ہے ۔ پھر تفسیر مدارک کے مؤلف علام سے امداد مانگی ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب (اشعتہ اللمعات) شرح مشکواۃ میں لکھا ہے جس کی ملا علی قاری بھی تائید کرتے ہیں ۔ حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب (فتوح الغیب) کی شرح میں تفصیل سے ساتھ لکھا ہے کہ مردوں کو سماعت کا شعور ہے ' وہ زندہ لوگوں کی باتیں سنتے ہیں ۔ حضرت عزیر علیہ السلام سو سال مردہ رہنے کے بعد لوگوں کی باتیں سنتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے پوچھا (کم لبثت) آپ کتنا عرصہ سوئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کو خود علم تھا آپ کتنا عرصہ سوئے رہے مگر سوال اس لیے کیا حضرت عزیر

Marfat.com

علیہ السلام کی انکساری سامنے آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اپنی زبان سے اعتراف کریں۔ ہم حافظ لکھوی سے پوچھتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کا یہ سوال کرنا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی لاعلمی کی دلیل تھی؟ افسوس یہ لوگ چمکتے سورج کی روشنی کو بھی دیکھنے سے قاصر ہیں۔

مردہ زندہ کرنے کا مظاہرہ

ان آیات کریمہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ایک استفسار کا ذکر ہے کہ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا یا اللہ! تو مردوں کو کس طرح زندہ کرلیتا ہے؟ اللہ نے پوچھا۔ ابراہیم کیا تمہیں بھی یقین نہیں کہ میں مردے زندہ کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ یہ تو میرا ایمان ہے کہ تو مردے زندہ کرتا ہے مگر میں تو صرف اطمینان قلب کے لیے یہ دیکھنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ چار مختلف پرندے پکڑو انہیں ذبح کرو۔ انکا گوشت مختلف مقامات پر رکھو پھر انہیں بلاؤ۔ وہ تمہاری طرف دوڑے دوڑے آئیں گے۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک جنگلی کبوتر، ایک سبز مور، ایک سرخ مرغ اور ایک سیاہ کوا پکڑا۔ ان چاروں کو ذبح کیا۔ ان کا گوشت یکجا کیا اور ان کے چار حصے کر کے مختلف سمت کی پہاڑیوں پر رکھ دیئے۔ بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ اس گوشت کے سات حصے کر لیے گئے ان کا گوشت سات پہاڑیوں پر علیحدہ علیحدہ رکھا گیا۔ ان کے سر آپ نے اپنے ہاتھوں میں پکڑ رکھے اور آواز دی اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری طرف چلے آؤ۔ ایک ایک جانور پھڑپھڑاتا اور اڑتا ہوا آپ کے پاس آتا گیا۔ وہ اپنی ہڈیوں گوشت پوست اور پروں کے ساتھ مکمل ہو کر آپ کے سامنے آ گئے۔ اس واقعہ کو تفسیر معالم التنزیل، تفسیر مظہری، تفسیر خازن اور خلاصتہ التفاسیر میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے بھی یہ سوال کیا تھا کہ تمہارا خدا مردوں کو زندہ کرلیتا ہے ایسا تو میں بھی کرتا ہوں۔ اگرچہ اس دن نمرود مبہوت رہ گیا تھا مگر کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہی سوال اللہ سے کیا کہ اے اللہ مجھے اپنی آنکھوں سے دکھا دے تاکہ مجھے علم الیقین ہو جائے اور اپنی آنکھوں سے مردوں کے زندہ ہونے کا مشاہدہ کر سکوں۔ اگر مجھے پھر کبھی ایسا واقعہ سامنے آئے یا مجھے کوئی پوچھے تو میں برملا کہہ سکوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے مردے زندہ ہوتے دیکھے ہیں اور میرا اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے سمندر کے کنارے پر پڑے ہوئے مردار مچھلیوں اور مگرمچھوں کی خوراک بن جاتے ہیں۔ ان کا ایک ایک ٹکڑا

Marfat.com

کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے اللہ انہیں بھی زندہ کرتا ہے۔ جنگلوں میں درندے چیر پھاڑ کر ایک مردے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں شیر چیتے اور بھیڑیے اپنا اپنا حصہ کھا کر جنگل میں نکل جاتے ہیں۔ ان کی ہڈیاں ان کے چیتھڑے دوسرے جانور کھا جاتے ہیں ایسے مردوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے زندہ کرنا ہے اور یہ بات اس کی قدرت کے سامنے کوئی مشکل نہیں۔ اس مظاہرہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علم الیقین سے بڑھ کر عین الیقین اور حق الیقین ہو گیا تھا۔ تفسیر کبیر کے مؤلف نے لکھا ہے کہ مردے کو زندہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کے انوار کی تجلیات کا اثر ہے اور جو مرجاتے ہیں وہ اس کی تجلیات سے محروم ہوتے ہیں۔ دلوں کو زندہ کرنا اور مردہ دلوں کو زندہ کرنا بھی اللہ کی تجلیات کا نتیجہ ہے۔ دلوں کے پردے بھی تجلیات الٰہی سے ہی دور ہو جاتے ہیں۔

....

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ
حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ
وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا
مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ
صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَاۤ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ
مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ
كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ

Marfat.com

لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦٤﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ
اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ
فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٦٥﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ
نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ
كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚۖ فَاَصَابَهَآ
اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٦٦﴾

(ترجمہ) ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بے پرواہ حلم والا ہے اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نرا پتھر کر چھوڑا اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے میوے لایا پھر اگر زور کا مینہ

Marfat.com

اسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے کیا تم میں اسے کوئی پسند رکھے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا جس کے نیچے ندیاں بہتیں اس کے لئے اس میں ہر قسم کے پھلوں سے ہے اور اسے بڑھاپا آیا اور اس کے ناتواں بچے ہیں تو آیا اس پر ایک بگولا جس میں آگ تھی تو جل گیا ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ ○

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ثمرات اور انعامات کا ذکر کیا ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور کئی گنا زیادہ اجر بھی پاتے ہیں اور مال میں اضافہ بھی حاصل کرتے ہیں تفسیر روئی میں لکھا ہے کہ اللہ کی راہ میں دینے کے پانچ مراتب ہیں۔ ایک ایسا صدقہ ہے کہ ایک کے بدلے دس گنا ملتا ہے دوسرا ایسا صدقہ ہے کہ جو اپنے اقرباء کو دیا جاتا ہے اور اس کے بدلے ایک سو گنا زیادہ ملتا ہے تیسرا ایسا صدقہ ہے جس کے بدلے نو سو گنا نفع ملتا ہے چوتھا وہ صدقہ جو اپنے ماں باپ کی خدمت میں خرچ کرنے سے ایک کے بدلے ایک لاکھ کا ثواب ملتا ہے پانچواں وہ صدقہ ہے جو ایک عالم دین کو دیا جائے تا کہ وہ دین کی خدمت کر سکے اس کے بدلے نو لاکھ گنا اجر ملتا ہے۔ یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک پر جانے کا اعلان فرمایا تھا۔ اس موقعہ پر ایک کھجور کے بدلے بے حساب ثواب ملتا تھا۔ یہ ایسا معرکہ تھا کہ ایک ایک اونٹ پر دس دس صحابی سفر کرتے تھے اس سفر اور مہم کے دوران اونٹ کو حلال کر کے اس کی تری سے ہونٹ تر کئے جاتے تھے۔ اس سخت گرمی میں صحابہ کرام ہلکان ہو ہو جاتے تھے بہت سے نڈھال ہو کر قریب المرگ ہو گئے۔ گرم ہواؤں کے جھونکے صحابہ کو جلا رہے تھے۔ اسی سفر میں رحمتہ للعالمین کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے تھے اس جنگ کی تیاری میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم نے بڑی امداد کی اپنا مال لا کر ڈھیر کر دیا یہ آیت کریمہ ان دونوں صحابہ کی شان میں ہے۔

....

اللہ کی راہ میں طیب مال خرچ کیا جائے

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے پاک مال اور طیب کمائی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ سے زکوٰۃ، خمس اور عشر کی فرضیت کا اعلان کیا گیا ہے۔

Marfat.com

حلال مال طیب مال اور عمدہ مال دینے کی تلقین کی گئی ہے۔ اس آیت کریمہ میں ایسے مال کو خصوصیت سے سامنے رکھا گیا ہے جو تجارت سے کمایا گیا ہو۔ پھر وہ مال جو جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو خمس اور عشر بھی زکوٰۃ کی طرح ان اخراجات میں شمار ہوتا ہے جو اسلام میں فرض دیئے گئے ہیں جو مال کانوں کی کھدائی سے برآمد ہو اس سے خمس (پانچواں حصہ) ادا کیا جائے گا۔ سمندروں سے نکلنے والے زمرد اور موتیوں پر خمس ادا نہیں لیا جائے گا۔ ہاں چاندی سونے نقدی پر زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح جانوروں اور مویشیوں پر بھی زکوٰۃ دینا ہو گی۔ کھیتوں سے آنے والے پھل اور غلہ عشر کے حکم میں آئیں گے ایسی سبزیاں اور ترکاریاں جو خرید و فروخت کے لیے ہوں عشر میں آئیں گی۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو چیز زمین سے نکلے گی اس سے دسواں حصہ (عشر) دیا جائے گا۔ قرآن پاک نے "مما" کا لفظ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ ہر وہ چیز جو زمین سے برآمد ہو اور انسانی اخراجات کا حصہ ہو زکوٰۃ عشر اور خمس میں آئے گی۔ لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی میں پس و پیش کر کے اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں پھر بے دین اور لامذہب دانشور لوگوں کو غلط راہیں دکھاتے رہتے ہیں۔ نواب صدیق الحسن بھوپالی نے اپنی کتاب فقہ الحدیث میں لکھا ہے "کہ مال تجارت پر زکوٰۃ دینا فرض نہیں" ان کا یہ نظریہ جمہور علماء کے نظریئے کے خلاف ہے اور اس کی لاعلمی کی دلیل ہے۔ مفسرین میں سے صاحب تفسیر مظہری، خازن، روفی، احمدی اور دوسرے علماء اہلسنّت نے مال تجارت سے زکوٰۃ ادا کرنا فرض لکھا ہے اہلسنّت کا یہ عقیدہ احادیث اور فقہ کی کتابوں سے لیا گیا ہے اور مال تجارت پر زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔

شیطان کے وعدے اور خواہش کی ترغیب

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شیطان کی ایک چال سے آگاہ فرمایا ہے کہ شیطان لوگوں کو معاشی بدحالی اور غربت سے ڈراتا ہے پھر انہیں فواحش کی ترغیب دیتا ہے ایک طرف وہ کہتا ہے کہ اگر تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو غریب ہو جاؤ گے پھر ایسے لوگوں کو فواحش کی طرف لے جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے مال میں نفع اور زیادتی کی جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتہ ہر روز منادی کرتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے گا اس کے مال

Marfat.com

میں برکت ہو گی۔ اس کی راہ میں خرچ کرنے والے نقصان نہیں اٹھا سکتے۔ دوسرا فرشتہ بخیلوں کے لئے کہتا ہے اے اللہ انہیں نقصان سے دوچار کر دے۔ یہ تیرے بندوں پر خرچ نہیں کرتے۔ حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شیطان انسان کے دل میں وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ نہ دو ورنہ غریب ہو جاؤ گے۔ مگر ایک فرشتہ بندوں کے دلوں میں الہام کرتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے جاؤ۔ اگر انسان شیطان کے وسوسہ پر لاحول پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے لگتا ہے تو جان لو کہ الہامی فرشتے نے اسے نیکی کی طرف بلالیا ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو تم پر بھی خرچ کے دروازے کھول دیئے جائیں گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت صدیق رضی اللہ عنہا کو کہا۔ اللہ کی راہ میں بے حساب خرچ کرو تاکہ اللہ بھی تمہیں بے حساب رزق دے اگر تم گن گن کر دو گی تو تمہیں گن گن کر ثواب ملے گا۔

حکمت کیا ہے ؟

اللہ تعالیٰ کے احسانات میں ایک زبردست احسان حکمت کا عطا کرنا ہے۔ حکمت کیا ہے مفکرین اسلام نے حکمت کی تشریح میں بہت سے اقوال لکھے ہیں۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ قرآنی علوم پر عمل کرنے کا نام حکمت ہے بعض نے علوم فقہ پر عبور حاصل کرنے کا نام حکمت کہا ہے۔ بعض مفکرین لکھتے ہیں کہ اشیاء کے حقائق کو معلوم کرنا حکمت ہے مگر بعض نے قرآن پاک کی آیات کریمہ کے مختلف مطالب اور معانی جاننے کو حکمت کہا ہے۔ جمہور مفسرین کا فیصلہ ہے کہ قرآن پاک کو اس کی تفسیر اور تشریح کے ساتھ جاننا حکمت ہے تفسیر اسدی کے مؤلف اسے نبوت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایک شخص نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ کہ علم فقہ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ جاہلوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ مگر اہل علم کے لئے مفید ہے توحید کی معرفت کو پالینا مفید ہے مگر منہیات پر عمل کرنا نقصان دہ ہے۔ فضول باتوں پر عمل کرنا نفع نہیں دیتا یہ دنیا دار لوگوں کا شغل ہے کہ وہ فضولیات میں مگن رہتے ہیں۔ اہل حکمت قرآن پاک سے مفید چیزیں لیتے ہیں مگر بر خود غلط حضرات قرآن پاک پر اعتراضات کر کے گمراہی خریدتے رہتے ہیں۔

مغز قرآں از جہاں برداشتم
استخواں پیش سگاں بگذاشتم

Marfat.com

ایک عالم دین زاہد شب زندہ دار سے افضل ہے ہزار عابدوں سے شیطان نہیں ڈرتا لیکن ایک عالم دین سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ علم فقہ حکمت ہے اور اسے سیکھنا بہترین عبادت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (الفقہ عماد الدین) کہا ہے "فقہ دین کا ستون ہے" اللہ کے دین میں تقویٰ اختیار کرنا بھی حکمت ہے اس موضوع پر تفسیر معالم، مظہری، خازن اور خلاصۃ التفاسیر میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ
مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا
الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا
فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ
الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۖ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ
وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ
وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا
أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ
نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ إِنْ
تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ
فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
خَبِيرٌ ﴿٢٧١﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۗ

Marfat.com

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ
وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ؗ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ
تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا
مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع

(ترجمہ) اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا اور اللہ وسعت والا علم والا ہے اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے اور تم جو خرچ کرو یا منت مانو اللہ کو اس کی خبر ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لئے اور جو مال دو تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیئے جاؤ گے ان فقیروں کے لئے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے نادان انہیں تونگر سمجھے بچنے کے سبب تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے ○

Marfat.com

اللہ کی راہ میں ظاہری اور خفیہ دینا

اللہ تعالیٰ نے اپنے نام پر صدقہ دینا یا اس کی رضا کے لئے غرباء و مساکین کو دینا دونوں طریقوں کو پسند فرمایا ہے۔ خواہ اسے دکھا کر دیا جائے یا چھپا کر یہ دونوں طریقے مستحسن ہیں۔ دینے والے کی نیت اللہ تعالیٰ کی رضا ہونا چاہئے اسی آیت کریمہ کے تحت تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ مسلمان مدینہ پاک پہنچے تو ابتدا میں مسلمانوں کی معاشی حالت اچھی نہیں تھی۔ بعض یہودی بھی مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے یہودی رشتہ دار انہیں کچھ نہ کچھ دے دیا کرتے تھے اور اس طرح ان کی مالی ضرورتیں پوری ہو جایا کرتی تھیں بلکہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ بعض انصار ان غریب یہودیوں کو بھی خیرات دے دیا کرتے تھے جو تنگ دست تھے۔ مسلمانوں کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ اب یہودیوں کو کچھ نہ دیا جائے گا۔ صرف اہل ایمان ہی تمہاری خیرات و صدقات کے حقدار ہوں گے۔

زکوٰۃ، صدقات اور خیرات اللہ تعالیٰ کو بڑے پسند ہیں حدیث شریف میں آیا ہے میدان حشر میں کہیں سایہ نہیں ہو گا شدت کی تپش اور گرمی ہو گی صرف عرش کا سایہ ہو گا عرش کے علاوہ سات اشخاص سایہ کریں گے۔ ایک مرشد کامل کا سایہ ہو گا بادشاہ عادل کا سایہ ہو گا عابد شب زندہ دار جس نے ساری جوانی اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار دی اس کا سایہ ہو گا ایک وہ شخص جس کے دل میں مسجد کی محبت ہو گی اور وہ زندگی میں مساجد بناتا رہا ہو گا۔ وہ مومن جو اپنے مومن بھائی سے محبت رکھتا ہو۔ وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اکیلا روتا رہا ہو۔ وہ شخص جو خوبصورت اور حسین عورت دیکھ کر دل میں اللہ کا خوف رکھتا ہو۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے خوف سے زنا سے دور رہتا ہو۔ وہ شخص جو دائیں ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کے نام پر دے مگر اس کے بائیں ہاتھ تک کو خبر نہ ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خفیہ دینا بھی افضل صدقہ کہلاتا ہے ریاکاری اور نمائش کے بغیر اعلانیہ دینا بھی اچھا ہے تاکہ دوسرے لوگ بھی اس نیک کام کی طرف آئیں۔ زکوٰۃ کو چھپائے بغیر اعلانیہ دینا ضروری ہے یہ ایک فریضہ ہے جس طرح نماز اعلانیہ پڑھنی ہی افضل ہے اس طرح زکوٰۃ کو بھی دکھا کر ادا کرنا افضل ہے تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ زکوٰۃ اور دوسرے صدقات کے بارے میں اتری تھی۔

Marfat.com

زکوٰۃ اور صدقات کے کون حقدار ہیں ؟

قرآن پاک نے ان لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جنہیں زکوٰۃ اور دوسرے صدقات دینے ضروری ہیں وہ مساکین جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ وہ مساکین جو تجارتی سفر نہیں کرتے وہ سفید پوش لوگ جو لوگوں سے سوال کرنے سے اجتناب کرتے ہیں عام لوگ انہیں غنی خیال کرتے ہیں ایسے لوگ جو کپڑے پھاڑ کر سوال نہیں کرتے۔ (تعفف) سے مراد یہ ہے کہ سوال کرنا چھوڑ دیا جائے (الحافا) سے مراد ہے کہ مانگنے کے لئے کپڑے تک پھاڑ دینا۔ یعنی ہر طریقہ سے مانگتے رہنا۔ اسلام میں سوال کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے جس شخص کے پاس ایک دن بھی کھانے کے لئے ہو اسے سوال نہیں کرنا چاہئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس چالیس درہم ہوں۔ یا چالیس درہم کی قیمت کا مال ہو وہ سوال کرے تو الحاف کہلاتا ہے۔ جو شخص جنگل سے لکڑیاں لاکر شہر میں بیچ کر گزر اوقات کرتا ہے وہ اس سوالی سے ہزار درجہ بہتر ہے جو گلی کوچوں میں دربدر سوال کرتا رہتا ہے ضرورت کی چیزیں پاس ہونے کے باوجود جو شخص لوگوں سے سوال کرتا ہے قیامت کے دن اس کے چہرے پر کالے داغ ہوں گے حدیث پاک میں آیا ہے کہ اپنے پاس پیسہ ہوتے بھی مانگنے والا قیامت کے دن انگاروں میں ڈالا جائے گا۔ یہ آیت کریمہ اصحاب صفہ کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ بعض مفسرین نے اس آیت کریمہ کی شان نزول ان مجاہدین اسلام کے متعلق لکھا ہے جو جہاد میں زخمی ہو جایا کرتے تھے اور کام کرنے سے معذور ہو جاتے تھے۔ مسلمانوں کے مال میں تمام مساکین و غرباء کا حصہ ہے زکوٰۃ کے مصارف قرآن پاک نے بیان فرما دیئے ہیں۔ جنہیں بعض فقہا کرام نے صاف صاف بیان کیا ہے۔ غریب الوطن مسلمان خواہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہو۔ طالب علم جو علم دین کے حصول میں مصروف ہو۔ مجاہد اسلام جو جہاد میں شریک ہو یا وہاں سے لوٹا ہو۔ عالم دین جو علم کی اشاعت میں مصروف ہو۔ عابد شب زندہ دار جو عبادت الٰہی میں مصروف رہتا ہو۔ واعظ اسلام جو دین کی اشاعت میں مصروف ہو۔ مدارس کی تعمیر اور ان کے اخراجات پھر ان حاجیوں کو دینا ضروری ہے جو اپنے اخراجات سے تنگ آگئے ہوں مفسرین نے لکھا ہے کہ بدعقیدہ مولویوں اور ان کے مدارس کو زکوٰۃ اور خیرات دینا درست نہیں۔ جو لوگ یتیموں کا نام لے کر مال کھاتے ہوں ان کو صدقات دینا درست نہیں۔ انگریزی تعلیم حاصل کرنے والے زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں۔ یہ لوگ پڑھ کر مذہب سے دور چلے جاتے ہیں۔ رافضی' ملحد' نیچری' اور لامذہب جو زکوٰۃ اور صدقات کے طریقہ کو ہی مذاق جانتے ہیں زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں۔ ہمارے زمانہ میں بعض

Marfat.com

علماء صلح کل ہیں ایسے لوگوں کو زکوٰۃ و خیرات نہیں دینا چاہئے صحیح العقیدہ اور نیک سیرت عالم دین زکوٰۃ کا صحیح مصرف ہے۔

....

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا
لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ
الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ
اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ
فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِى
الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوۤا اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ

Marfat.com

وَرَسُولِهٖ ۚ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُونَ
وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٩﴾ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ
وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٨٠﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا
تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَ
هُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٨١﴾

(ترجمہ) وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لئے ان کا نیگ ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گناہ گار بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانو اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہو گا ○

سود کی ممانعت

اسلام کے معاشرتی نظام میں سود کی لعنت کو بدترین طریق کار تصور کیا گیا ہے اور جو لوگ سودی

کاروبار کرتے ہیں یا اس طریقہ سے جمع کردہ مال کھاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں شیطان کی دوسری شخصیت قرار دیا ہے۔ سود خور جو بہانے اور تاویلیں بیان کرتے ہیں قرآن پاک نے ان پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ سود کو تجارت سے ملا کر سود کھانے والے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مسلمانوں کو پاکیزہ تجارت کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ کفار اور مشرکین کے لئے نہیں ہیں اسلام اور قرآن پاک تو اسلامی معیشت کو پاکیزہ بنیادوں پر استوار کرنا چاہتے ہیں وہ تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیتے ہیں۔ خواہ اس ضمن میں کئی فلسفے چھانٹے جائیں۔ تجارت (بیع) اس کاروبار کو کہا جاتا ہے جو ایک نفع بخش چیز کو دوسری نفع بخش چیز سے بدلا جائے اور یہ تبادلہ دونوں طرفوں سے خوشنودی اور رضامندی سے ہو کسی قسم کی مجبوری یا جبر نہ ہو۔ ایک فریق کی غربت سے فائدہ اٹھا کر استحصالی طریقے اختیار نہ کئے جائیں۔ اسلام میں ایسی چیزوں کی خرید و فرخت جو انسانی استعمال کے لئے بیکار یا غیر مفید ہوں حرام قرار دی گئی ہیں۔ خنزیر، شراب کی قیمت لینا دینا تجارت اور بیع نہیں۔ یہ حرام کی تجارت ہے آزاد انسان کی خرید و فروخت ناجائز ہے آزاد اشیاء پر ملکیت قائم کرنا اسے ذخیرہ کر کے لوگوں سے روپے وصول کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے۔ اسلام میں خون کی تجارت، مردار کی تجارت، دباغت کے علاوہ پلید چمڑے کی تجارت ناجائز ہے۔ اسلام تجارت کے دو اصول بتاتا ہے۔ فروخت کرنے والا خوشی سے ایک چیز کی قیمت مقرر کر کے بیچنے پر رضامندی کا اظہار کرے۔ خریدنے والا قیمت دے کر رضا و رغبت سے خریدے۔ اس خرید و فروخت میں کوئی جبر استحصال یا مجبوری کا دخل نہیں ہونا چاہیے۔ فروخت کرنے والا وہی چیز فروخت کر سکے گا جو اس کے قبضہ میں ہو گی اور اس کی ملکیت ہو۔ ایسی چیز جو اس کے قبضہ یا ملکیت میں نہیں اس کی تجارت اسلام میں جائز نہیں (ان دنوں لوگ پانی میں تیرتی ہوئی مچھلیاں، ہوا میں اڑتے ہوئے پرندوں فصلوں میں نہ لگے ہوئے پھلوں کی تجارت میں مصروف ہیں) دریاؤں اور سمندروں کی مچھلیاں، ہواؤں میں اڑتے ہوئے پرندے، پھلوں سے خالی درخت اسلامی تجارت میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ فقہ کی کتابوں میں بیع و شراء اور دوسرے تجارتی اصولوں پر مفصل بحث کی گئی ہے سونے سے چاندی چاندی سے غلہ غلے سے کپڑا اور کپڑے سے روپے لینا جائز ہے۔ مگر سونے سے سونا۔ چاندی سے چاندی غلے سے غلہ کے تبادلے کی تجارت جائز نہیں۔ یہ ایک استحصالی طریقہ تجارت ہے (جو ان دنوں رائج ہے) اسلام نے ان طریقوں کو ناجائز قرار دیا ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت کو تفسیر مظہری میں بیان کیا گیا ہے۔ غیر جنس میں خرید و فروخت کی

Marfat.com

جاسکتی ہے ۔ گندم دے کر کھجوریں لینا ۔ کھجوریں دے کر نمک لینا تو جائز ہے ۔ مگر امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روپے کے بدلے روپے ۔ چاندی کے بدلے چاندی کی کمی بیشی تجارت نہیں یہ ایک استحصالی شکل ہے جسے اسلام روا نہیں رکھتا ۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے قرض لینا تھا ۔ آپ نے اس شخص کی دیوار کے سائے میں بیٹھنے سے اس لیے انکار کر دیا تھا کہیں یہ فائدہ سود میں شمار نہ ہو جائے ۔ یہ اگرچہ قانون نہیں مگر امام اعظم کا تقویٰ تھا جو تمام احناف کے لیے مشعل راہ ہے بس تجارت اور سود میں یہی فرق ہے کہ سود ایسا نفع ہے کہ انسان روپے سے روپیہ کھینچتا چلا جاتا ہے ۔

....

سود کو لینے والا اللہ تعالیٰ سے جنگ کرتا ہے

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سود کی قطعاً ممانعت کر دی ہے سود خوروں کو یہاں تک متنبہ کیا ہے کہ وہ سود لے کر اللہ تعالیٰ سے جنگ کرتے ہیں ۔ تفسیر در منثور اور مظہری میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سود خوروں کے لیے پانچ قسم کے عذاب رکھے ہوئے ہیں وہ اپنی قبروں سے پاگل بن کر اٹھیں گے ۔ وہ بڑے عرصہ تک دوزخ کی آگ میں جلتے رہیں گے ۔ ان کا مال و دولت زندگی میں ہی تباہ و برباد کر دیا جائے گا ۔ سود کو حلال مال جاننے والا کافر ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اس طرح نص قطعی سے انکار کرتا ہے ۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتا ہے ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت تفسیر ابن کثیر نے بیان کی ہے کہ سود خور بعض اوقات ستر گنا سود وصول کرتے جاتے ہیں ۔ اس طرح وہ اپنی ماں سے زنا کا ارتکاب کرتے ہیں ۔ وہ غریب اور تنگدست مسلمان کی عزت سے کھیلتے ہیں ۔ اس کی بدحالی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان ملک میں بااختیار حاکم وقت کو چاہیے کہ وہ سود خوروں کو قید و بند کی سزا دے اگر وہ قید و بند کے باوجود سودی کاروبار سے باز نہ آئیں تو انہیں قتل کرنا بھی جائز ہے ۔ در منثور میں دو احادیث لکھی گئی ہیں کہ سود خور خواہ کتنا ہی مال دار ہو چالیس سال کے اندر اندر اس کا مال تباہ ہو جائے گا اس کی آخرت بھی خراب ہو گی ۔ جو لوگ سود کا روپیہ لے کر تجارت کرتے ہیں انہیں آخر کار نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ شرح وقایہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل کی گئی ہے "ایک وقت آئے گا ۔ کہ اللہ تعالیٰ کی سرزمین پر ایک سود خوار بھی نہ رہے گا" ایسا پاکیزہ معاشرہ اسلام کی برکات سے قائم ہو گا ۔ سود ظاہراً لینا یا خفیہ لینا ہر طرح ناجائز ہے اور حرام ہے جو لوگ شریعت کے مسائل سے حیلے نکال نکال کر سود کے جواز کے فتوے دیتے

Marfat.com

ہیں قیامت کے دن ان کے پیٹ چیر دیئے جائیں گے۔

قرض داروں سے رعایت

مدینہ پاک میں سود کی حرمت کے احکام آئے تو مسلمانوں کو یہ بھی حکم ہوا کہ آج کے بعد جس کے ذمہ سود کی رقم ہے اسے ترک کر دیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک اور حکم نازل فرمایا کہ سود تو معاف کر دیا جائے گا مگر اصل رقم وصول کی جائے گی۔ ایسا قرضہ وصول کرتے وقت مقروض کی مالی حالت کو سامنے رکھا جائے' اس پر سختی نہ کی جائے اور نہ اس پر تشدد کیا جائے۔ وہ جب تک قرضہ وصول نہیں کرے گا وہ قرض خواہ کے لیے صدقہ ہو گا۔ اگر قرض خواہ معاف کر دے تو یہ زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے اس کام کو زیادہ پسند کرے گا۔

یہ آیت کریمہ اس وقت اتری تھی جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ آپ نے فرمایا میں آج سے مومن ہوں تمام لوگوں سے سود لینا موقوف کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو پسند فرمایا ہے جو غریب مقروض کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دیتا ہے۔ ایسا شخص قیامت کے دن عرش الٰہی کے سائے میں ہوگا۔ ایک حدیث جسے مسلم میں بیان کیا گیا ہے تفسیر خازن میں لکھی ہے جو شخص غریب قرض دار کو مہلت دے گا وہ قیامت کی سختیوں سے نجات پائے گا۔ حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنا سر مبارک آسمانوں کی طرف اٹھایا پھر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے کتنی سخت چیز اتاری ہے۔ دوسرے دن پھر آپ نے یہی بات کہی۔ ہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کونسی سخت چیز ہے۔ آپ نے فرمایا! مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر ایک شخص مقروض ہے وہ جان بوجھ کر قرض ادا نہیں کرتا وہ اگر بار بار اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان بھی قربان کر دے قیامت کے دن اس کا قرضہ معاف نہیں ہو گا۔

....

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ تمام آیات کے بعد نازل ہوئی تھی۔ مگر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ کو دو سو اسی آیات سے پہلے رکھا جائے۔ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے سے اکیس روز بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ تفسیر

Marfat.com

زاہدی میں لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے صرف سات دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے وصال فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ
إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ
وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ
الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ
فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ
أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا
شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا
فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ
وَلَا تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ
أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا
أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ
كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا

Marfat.com

اللّٰہُ ۚ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَاِنۡ کُنۡتُمۡ
عَلٰی سَفَرٍ وَّلَمۡ تَجِدُوۡا کَاتِبًا فَرِہٰنٌ مَّقۡبُوۡضَۃٌ ؕ فَاِنۡ اَمِنَ
بَعۡضُکُمۡ بَعۡضًا فَلۡیُؤَدِّ الَّذِی اؤۡتُمِنَ اَمَانَتَہٗ وَلۡیَتَّقِ اللّٰہَ
رَبَّہٗ ؕ وَلَا تَکۡتُمُوا الشَّہَادَۃَ ؕ وَمَنۡ یَّکۡتُمۡہَا فَاِنَّہٗۤ اٰثِمٌ قَلۡبُہٗ ؕ
وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِیۡمٌ ﴿۲۸۳﴾ ع

(ترجمہ) اے ایمان والو جب تم ایک مقرر مدت تک کسی دین کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو اور چاہئے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک لکھے اور لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے تو اسے لکھ دینا چاہئے اور جس پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق سے کچھ رکھ نہ چھوڑے پھر جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل یا ناتواں ہو یا لکھا نہ سکے تو اس کا ولی انصاف سے لکھائے اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو پسند کرو کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں اور اسے بھاری نہ جانو کہ دین چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک لکھت کر لو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شبہ نہ پڑے مگر یہ کہ کوئی سردست کا سودا دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر گناہ نہیں اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو (یا نہ لکھنے والا ضرر دے نہ گواہ) اور جو تم ایسا کرو تو یہ تمہارا فسق ہو گا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا اپنی امانت ادا کر دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے ○

Marfat.com

باہمی معاملات کی تحریر ضروری ہے

اللہ تعالیٰ نے مختلف معاملات کو تحریری قلم بند کرنے کا حکم اس آیت کریمہ میں دیا ہے۔ خصوصاً خرید و فروخت کے معاملات کو ضبط تحریر میں لانا نہایت ضروری ہے۔ بیع سلم ایسے معاملہ کو کہا جاتا ہے کہ جب تم کوئی خرید و فروخت کا معاملہ کرو تو لکھ لیا کرو۔ کاتب منصف اور ایماندار ہونا چاہیے اور لکھنے والے کو لکھنے سے انکار بھی نہیں کرنا چاہیے اور لکھتے وقت کسی قسم کی خیانت نہیں کرنا چاہیے۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ جس دن سود کی حرمت کا اعلان ہوا تو اللہ تعالیٰ نے بیع سلم کی اجازت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک سے بیع سلم کو جائز قرار دیا ہے بیع نسیہ میں مہلت لکھی جائے اور بیع سلم میں تمام وقت بھی تحریر میں لایا جائے۔

بیع نسیہ وہ سودا جس کی مدت بعد میں مقرر کی جائے۔ مگر بیع سلم وہ معاملہ ہے جسے سودا کرتے وقت مدت ادائیگی بھی لکھ لی جائے۔ نکاح، خلع، صلح تمام قسم کے معاملات بیع سلم میں آتے ہیں۔ لین دین یا قرض کے معاملات میں تحریر کرنا ضروری ہے اور اس میں ادائیگی کی شرائط کی بھی وضاحت کرنا ضروری ہے
تفسیر احمدی میں لکھا ہے کہ اسے اجل مسمی کہتے ہیں۔ اگر مدت کا تعین نہ کیا جائے تو اسے سود نہیں کہا جاسکتا۔ اگر مدت نامعلوم ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اگر مدت مقرر کرنے کی بجائے یہ شرط لگا دی جائے کہ یہ قرض اس وقت ادا کیا جائے گا جب بارش ہوگی یا جب آندھی آئے گی یا جب عیسائی لوگ عید منائیں گے۔ ایسی شرائط مجہول کہلاتی ہیں۔ بیع سلم میں تمام اوقات غیر مبہم اور واضح ہوتے ہیں۔ خلاصۃ التفاسیر میں بیع سلم کی سات شرائط لکھی گئی ہیں جن کی تحریر ضروری ہے۔ وقت کا تعین، چیز کی جنس یا قسم کی وضاحت کی جائے، پھر قیمت کا تعین ہونا چاہئے، دونوں فریق کا ایجاب و قبول بھی ضروری ہے، بعض ایسی شرائط بھی لکھی جاسکتی ہیں جن کا دونوں کو اندازہ ہو، پھر یہ واضح کر دیا جائے اس قیمت میں کسی قسم کا سود یا ربواہ نہیں لیا جائے گا۔

بعض ایسے معاملات ہیں جن کی قیمت لینا ظاہراً معیوب نظر آتا ہے۔ فقہا کا فیصلہ ہے کہ تحریر کرنے والا (کاتب) اپنی مزدوری لے سکتا ہے یہ اس کی معیشت کیلئے ضروری ہے۔ قرضہ لینے دینے والوں اور تحریر کرنے والوں کے لیے انصاف اور اللہ تعالیٰ کا خوف ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اگر کوئی دیوانہ، نابینا یا معذور ہے تو اس کا ولی یا وکیل ان معاملات کو طے کرے گا۔ قرآن پاک نے لکھنے والے پر بڑی

Marfat.com

ذمہ داری عائد کی ہے اور اسے پابند کیا گیا ہے کہ وہ انصاف اور ایمانداری سے تحریر کرے اور کسی قسم کی رو رعایت سے کام نہ لے اور ہر چیز کو واضح طور پر لکھے۔ کسی قسم کا ابہام یا شبہ نہیں رہنا چاہیے اسی طرح وکیل یا معذور لوگوں کا نمائندہ بھی عدل و انصاف کو سامنے رکھے اور کسی قسم کا جھوٹ یا دھوکا سامنے نہ لائے۔

قرآن پاک نے ایسی تحریروں اور لین دین کے معاملات کو طے کرتے وقت دو (۲) گواہوں کا ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ پھر اگر مرد نہ ہوں تو ایک مرد کی بجائے دو عورتوں کا ہونا ضروری ہے دو عورتوں کو اس لئے گواہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر خدانخواستہ ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا سکے۔ اس طرح گواہوں کو گواہی دیتے وقت کوئی عذر یا انکار نہیں کرنا چاہئے۔ ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دو باتوں پر زور دیا ہے دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد کے بدلے دو عورتیں ہونا ضروری ہیں۔ پھر گواہوں کو شہادت دینے سے نہ انکار کرنا چاہئے نہ جھوٹ بولنا چاہئے۔ تفسیر خلاصتہ التفاسیر میں گواہ کے لیے سات شرائط کا ہونا ضروری ہے دونوں گواہ عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہیں۔ وہ مسلمان ہوں کافر نہ ہوں۔ پھر وہ شریف اور نیک سیرت ہوں۔ بدنام بدکردار اور جھوٹے گواہ قابل اعتبار نہیں ہوں گے۔

نابالغ ' دیوانہ ' غلام اور غیر مسلم کی گواہی مسترد کر دی جائے گی۔ مردوں کے ساتھ ایک عورت کی گواہی کو قبول نہیں کیا گیا۔ ایک عورت کی بجائے دو عورتوں کا ہونا ضروری ہے تاکہ اگر ایک کہیں بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا سکے۔ اسلام میں فاسق اور فاجر کی گواہی مردود قرار دی گئی ہے اگر فریقین اور قاضی اس پر اعتماد کا اظہار کریں تو اس کی شہادت قبول کر لی جائے گی۔ کافر کی گواہی اس وقت قبول کی جائے گی اگر فریقین کافر ہوں اگر ایک فریق کافر ہو تو اس کا گواہ کافر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گواہوں کے متعلق (من الرجالکم) "یعنی تمہارے اپنے آدمی ہوں" فرما کر غیر مسلم کو گواہی سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ دو مردوں کی جگہ چار عورتوں کو اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا سکے۔ قرآن پاک نے عورت کو بھول جانے والی جنس قرار دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کم عقل اور دین میں ناقص جنس قرار دیا ہے۔ پھر ایسی عورت جو بدکاری یا ذلیل کام میں مشغول ہو اس کی گواہی ناقابل قبول قرار دی گئی ہے۔ عورتوں کی یہ شہادتیں صرف تجارتی معاملات یا نکاح و طلاق جیسے معاہدوں میں قبول کی جائیں گی۔ حدود اور قصاص کے معاملات میں عورت کی گواہی

Marfat.com

ناقابل قبول ہے ۔ مالی معاملات ' معاشرتی اختلافات میں عورتوں کی گواہی کو مسترد نہیں کیا جا سکتا ۔ اسلام کے عدالتی نظام میں شہادت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے ۔ اور گواہوں کے اخلاق و عقائد کو بڑا مقام دیا گیا ہے ۔ درالمختار میں یہاں تک لکھا ہے جو شخص بازار میں کھڑے ہو کر کھاتا پیتا ہے اس کی گواہی قبول کرنے میں بھی تامل کرنا چاہئے ۔ غیر اسلامی عدالتوں میں گواہوں کو بار بار تاریخیں دے کر ان کے وقت کو ضائع کیا جاتا ہے ۔ اس طریقہ سے گواہ عام طور پر گواہی دینے سے انکار کر دیتے ہیں ۔ اسی طرح غیر اسلامی عدالتوں میں گواہ کو بعض اوقات ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ وکیل اور دوسرے افراد اسے ڈراتے دھمکاتے ہیں ۔ پھر غیر شرعی فیصلوں کی وجہ سے بھی گواہ عدالتوں میں جانے سے ہچکچاتے ہیں ۔ ان حالات میں گواہ کو مناسب اجرت دی جائے گی ۔ اگر اس کے حق سے زیادہ اجرت دی جائے گی تو اسے انعام اور رشوت قرار دیا جائے گا ۔

ان آیات کریمہ میں اسلام کا نظام عدل اور شہادت بیان کیا گیا ہے پھر معاملات کو لکھنے میں کوتاہی یا خاموشی کو خلاف انصاف قرار دیا ہے ۔ فریقین کو اس معاملہ میں شامل ہونے سے روکا گیا ہے اور شہادت کو ضروری قرار دیا گیا ہے ۔ اگر لکھنے کا انتظام نہیں ہو سکتا تو گواہ سامنے رکھنا نہایت ضروری قرار دیا گیا ہے ۔ پھر یہ آگاہ کیا گیا ہے کہ ان مقدمات میں لکھنے والے یا گواہ کو ڈرایا دھمکایا نہیں جائے گا ۔ یہ بات اسلام کے نظام عدل میں سخت ناپسندیدہ اور گناہ ہے اگر سفر کے دوران کوئی تجارتی معاملہ طے کرنا ہو اور وہاں لکھنے والا میسّر نہ ہو کوئی گواہ بھی نہ ملے تو امانت کی ذمہ داری کو قبول کرنا ضروری ہے ۔ پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا نہایت ضروری ہے ان حالات میں کوئی چیز گروی رکھنا یا بطور ضمانت اپنے پاس رکھنے میں کوئی حرج نہیں یہ بات صرف اطمینان قلب کے لئے ہے ۔ پھر ایسی ضمانت والی چیز پر قبضہ کا ہونا ضروری ہے صرف زبانی بات مناسب نہیں اسلام میں کسی چیز کا گروی رکھنا تو جائز ہے مگر اس گروی چیز سے ناجائز فائدہ اٹھانا درست نہیں پھر ایسی گروی چیز کو آگے گروی رکھنا بھی جائز نہیں جس طرح ایک زمین گروی لی پھر اسے یا اس کے کچھ حصے کو گروی رکھ دینا جائز نہیں ۔ اسی طرح جس چیز کی خرید و فروخت ناجائز ہے وہ گروی نہیں رکھی جا سکتی ۔ اسی طرح اسلام میں گروی شدہ چیز سے نفع اٹھانا سود کہلاتا ہے ۔ کسی کا مکان یا دکان گروی لے کر اس کا کرایہ کھانا ناجائز ہے کسی باغ یا کھیت کو گروی رکھنے کے بعد اس کا پھل یا غلہ کھانا ناجائز ہے یہ تمام فوائد اس شخص کو پہنچائے جائیں گے جو اس کا اصل مالک ہے دراصل یہ اشیاء قرضے کی واپسی کی ضمانت ہیں اس سے مفاد اٹھانا جائز نہیں ۔ ہمارے غیر اسلامی معاشرے میں بہت سی

Marfat.com

ایسی بری رسمیں رائج ہو گئی ہیں اور ہم اس کے اس حد تک عادی ہو چکے ہیں کہ اگر کوئی اسلامی عدل کی روشنی میں چیز سامنے آتی ہے تو ہمیں تعجب ہوتا ہے یا اسے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ آج مکان گروی لے کر کرایہ کھانا، کھیت لے کر اس کے پھلوں کو اپنا مال جاننا ایک رواج بن گیا ہے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے تو اپنے مقروض کی دیوار کے سایہ میں کھڑے ہونے سے انکار کر دیا تھا کہ کہیں یہ فائدہ سود میں شمار نہ ہو جائے آج غیر اسلامی معاشرے میں لوگوں نے ظلم و نا انصافی کو ہی اپنا لیا ہے۔ اور اسے اپنا حق جاننے لگے ہیں۔ حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر سب کچھ کھاتے پیتے جاتے ہیں وہ مشکل اور قحط کے دنوں میں غریب لوگوں کو غلہ دیتے ہیں اور فصلوں کے وقت دگنے روپے یا دگنا غلہ سمیٹتے جاتے ہیں یہ تمام چیزیں اسلام کے ہاں پسند نہیں ہیں۔

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ
اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی
كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ قف
لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا
وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ
اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا كَمَا
حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ

Marfat.com

لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

(ترجمہ) اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا تیری معافی ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا اے رب ہمارے اور ہم پر بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے اور ہم پر مہر کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے ○

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی شان و عظمت کو بیان فرمایا ہے اور ان آیات کے مخاطب خصوصی طور پر اہل ایمان ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔ ان آیات کریمہ کے نزول کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع تھے ان اوصاف اور کمالات کی شہادت کے بعد بھی جو بد عقیدہ لوگ صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں انہیں شرم آنی چاہئے اللہ کی شہادت اور قرآن پاک کی گواہی کے باوجود بھی اگر یہ لوگ صحابہ کرام کے متعلق سست گفتگو کرتے ہیں تو ان سے بڑھ کر منافق کون ہو گا رافضی لوگ تو عاشورہ کے دس دنوں میں مجالس بپا کر کے صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں پھر جاہل اور ان پڑھ لوگوں کو روپے دے کر جمع کیا جاتا ہے اور انہیں صحابہ کو گالیاں دینے میں شریک کر لیا جاتا ہے رافضیوں کا یہ انداز ان آیات کریمہ کی روشنی میں قابل مذمت ہے۔

Marfat.com

ان آیات کو پہنچاتے وقت جب جبرائیل علیہ السلام نے (ربنا لاتواخذنا) کہا تو حضور سیدؑ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا۔ تفسیر در منثور میں لکھا ہے کہ جو شخص سورۃ بقرہ کے آخری رکوع کو پڑھ کر سوئے گا اسے عذاب قبر اور حشر سے نجات ملے گی۔ حضور سیدؑ الانبیاء نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانہ خاص سے یہ آیات میری امت کے لئے بطور انعام نازل فرمائی ہیں۔ اس سے پہلے ایسی آیات کریمہ کسی سابقہ نبی پر نازل نہیں ہوئیں تھیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج کو مجھے پانچ نمازیں عطا کی گئیں اور سورۃ بقرہ کی دو آخری آیات بطور خاص دی گئیں۔ اس کائنات ارضی کی تخلیق سے ہزاروں سال سے اللہ تعالیٰ نے اپنے یدقدرت سے ایک تحریر تیار کی تھی جس میں سورۃ بقرہ کی یہ آخری دونوں آیات بھی تھیں۔ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی حضور نے پوچھا یہ کس کی آواز ہے حضرت جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ آسمان کا ایک ایسا دروازہ کھلا ہے جو آج تک نہیں کھلا تھا۔ اس میں سے اللہ تعالیٰ کا ایک مقرب فرشتہ نکلا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر آپ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری دو آئتیں بطور تحفہ بھیجی ہیں۔ تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ اس سورت میں پندرہ مثالیں ہیں اور پانچ سو احکامات ہیں۔

سورت بقرہ تمام ہوئی اے رب دے فضل احسانوں
بھی دیہ توفیق کتاب ساوی تم ہووے بن نقصانوں

....

تفسیر نبوی کی جلد اول کا ترجمہ مکمل ہوا

Marfat.com

تفسیر نبوی

کی اشاعت پر ہدیہ تحسین پیش کرنے والے علماء کرام کے اسمائے گرامی

حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت حافظ فتح محمد۔ اچھرہ۔ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت مولانا محمد عالم لاہوری رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت مولانا محمد شریف رحمتہ اللہ علیہ۔ کوٹلی لوہاراں۔

حضرت مولانا احمد دین رحمتہ اللہ علیہ۔ گجرات۔

حضرت صاحبزادہ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ۔ بیربل شریف۔

حضرت مولانا عبدالرسول رحمتہ اللہ علیہ۔ للہ شریف۔

حضرت مولانا محمد یار رحمتہ اللہ علیہ۔ سنہری مسجد لاہور۔

حضرت مفتی شیخ عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ۔ گجرات۔

حضرت مولانا غلام محی الدین رحمتہ اللہ علیہ۔ باولی شریف۔

حضرت مولانا بڈھا رحمتہ اللہ علیہ۔ گھڑتل وزیر آباد۔

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمتہ اللہ علیہ۔ لاہور۔

حضرت مولانا فضل حسین رحمتہ اللہ علیہ۔ لوہارکے۔

حضرت مولانا اصغر علی روحی رحمتہ اللہ علیہ۔ لاہور۔

حضرت صاحبزادہ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ۔ قصوری۔

حضرت صاحبزادہ محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ۔ علی پوری۔

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالحکیم رحمتہ اللہ علیہ - پشاوری -

حضرت مولانا محمد اکرام الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ - وزیر خان لاہور -

شمس العلماء مولانا عبدالحکیم رحمتہ اللہ علیہ - کلانوری -

حضرت مولانا احمد بخش رحمتہ اللہ علیہ - کوٹ مہتاب خان - قصور -

حضرت مولانا سید حامد حسین چشتی رحمتہ اللہ علیہ - اجمیر شریف -

حضرت مولانا محمد غوث رحمتہ اللہ علیہ - گورداسپور -

حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ پشاوری -

حضرت مولانا محمد نذیر عرشی رحمتہ اللہ علیہ -

حضرت مولانا محمد شفیق رحمتہ اللہ علیہ - بگوی شاہی مسجد لاہور -

حضرت مولانا خیر محمد رحمتہ اللہ علیہ - گمٹالوی -

حضرت مولانا محمد شرف الدین رحمتہ اللہ علیہ - شاہ پوری -

حضرت مولانا احمد دین رحمتہ اللہ علیہ - جالندھری -

حضرت مولانا محمد ضیاء الدین رحمتہ اللہ علیہ - پنڈ عزیز گجرات -

حضرت مولانا محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ - پسروری -

حضرت مولانا امام الدین رحمتہ اللہ علیہ - خلیفہ اعلیٰ حضرت -

حضرت مولانا محمد فہیم رحمتہ اللہ علیہ - پشاوری -

حضرت قبلہ حاجی پیر حافظ جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ - علی پوری -

حضرت مولانا دیدار علی شاہ الوری رحمتہ اللہ علیہ -

حضرت مفتی ولی محمد رحمتہ اللہ علیہ - جالندھری -

حضرت مولانا وصی احمد رحمتہ اللہ علیہ - سورتی -

ذخیرہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com